www.KitaboSunnat.com

تحریکِ ختمِ نبوت

ڈاکٹر محمد بہاؤ الدین

مکتبہ قدوسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

www.kitabosunnat.com

انه من سليما ن و انه بسم الله الرحمن الر حيم

تحریک ختم نبوت

حصہ ہفدہم (۱۷)

تحریک ختم نبوت میں شیخ الاسلام محمد حسین بٹالویؒ کی خدمات (۲)

ڈاکٹر محمد بہاء الدین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نام کتاب تحریک ختم نبوت حصہ ہفدہم (۱۷)

تحریک ختم نبوت میں شیخ الاسلام محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ کی خدمات (۲)

مولف ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ

صفحات ۴۷۸

سال اشاعت ۲۰۱۲ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فہرست عناوین

مباحثہ لدھیانہ قادیانیوں کی نظر میں	۷
مباحثہ لدھیانہ میں بخاری کا حوالہ	۱۰
مباحثہ لدھیانہ میں قادیانی شکست	۱۱
لدھیانہ سے اخراج بعد از مباحثہ	۱۲
قادیانی اشتہار رواجب الاظہار یکم اگست ۱۸۹۱ء	۱۵
لدھیانہ سے قادیانیوں کا خط بنام علماء اسلام	۱۸
مکتوب مرزا قادیانی بنام علماء ۲۳۔اگست ۱۸۹۱ء	۲۱
لاہور سے قادیانیوں کا خط بنام علماء اسلام	۲۲
توفی کے لفظ کی نسبت قادیانی اشتہار بمقابلہ شیخ الاسلام	۲۴
دہلی اور پٹیالہ میں قادیانی کی شکست	۲۷
مرزا قادیانی کے آسمانی فیصلہ پر شیخ الاسلام کا تبصرہ	۴۲
قادیانی دعوی وفات مسیح کا بٹالوی جواب	۸۰
توفّی کے معانی پر قادیانی کو شیخ الاسلام کا انعامی چیلنج	۹۷
مذہب ابن عباسؓ دربارہ انی متوفیك پر شیخ الاسلام کی تحریر	۹۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رافعك الیّ کے معانی پر شیخ الاسلام کی تحریر	۱۰۵
فلمّا تو فّیتنی کے معانی پر شیخ الاسلام کی تحریر	۱۱۳
فتوی تکفیر قادیانی ۱۸۹۲ء کا پس منظر	۱۲۱
استفتاء از شیخ الاسلام محمد حسین بٹالویؒ	۱۲۵
جواب استفتاء از سید نذیر حسین محدث دہلویؒ	۱۵۳
فتوی تکفیر، قادیانی نظر میں	۱۹۲
قادیانی کی ضروری گذارش ۲۸ مئی ۱۸۹۲ء	۱۹۶
قادیانی اشتہارات آئینہ کمالات اسلام	۱۹۷
جلسہ قادیان ۱۸۹۲ء	۲۰۰
قادیانی مکتوب بنام شیخ الاسلام ۳۱ دسمبر ۱۸۹۲ء	۲۰۶
شیخ الاسلام بنام مرزا قادیانی یکم جنوری ۱۸۹۳ء	۲۰۸
قادیانی مکتوب بنام شیخ الاسلام	۲۱۳
شیخ الاسلام بنام مرزا قادیانی	۲۱۸
جرح بر مرزا قادیانی	۲۲۲
جواب جرح اور جواب الجواب	۲۳۶
قادیانی دافع الوساوس کی اشاعت	۲۴۴
کید اوّل: مرزا قادیانی کی عربی	۲۴۶
کید دوم: قادیانی دعوی تائید غیبی	۲۴۷
کید سوم: دفاع اسلام کا قادیانی ادعاء	۲۵۲
کید چہارم: حیات مسیح	۲۵۳
نمبر پنجم کید ومغالطہ: فنا، بقاء، لقاء	۲۵۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کید ششم: معجزات مسیح سے متعلق قادیانی موقف	۲۶۱
کید ہفتم: حقیقی اور مجازی روح القدس	۲۷۳
کید ہشتم: قادیانی بہتان بر شیخ الکل	۳۰۵
نمبر نہم: قادیانی کے متفرق مغالطے	۳۰۷
کید دہم: نزول جبریل	۳۱۱
کید یازدہم: قادیانی کا عبدالحق محدث پر افتراء	۳۱۷
کید دوازدہم: جبریل کا حقیقی یا تمثّلی نزول	۳۲۴
قادیانی دافع الوساوس کا خلاصہ	۳۳۴
عربی خطبہ وساوس قادیانی کی چند غلطیاں	۳۳۶
فتوی تکفیر قادیانی سے علماء کے رجوع کی حقیقت	۳۴۳
الیگزنڈر رسل وب کا اسلام	۳۶۳
شیخ الاسلام کو تفسیر نویسی کا قادیانی چیلنج	۳۶۸
شیخ الاسلام کو مباہلے کا قادیانی چیلنج	۳۷۱
حجت علی القادیانی	۳۷۳
مثنوی در حالات مکاری اہل زمانہ	۳۹۰
متفرقات	
اے شک کرنے والو آسمانی فیصلہ کی طرف آجاؤ	۳۹۵
مباحثہ پٹیالہ سے متعلق قادیانی اشتہار	۳۹۶
مسمریزم	۳۹۸
میر عباس علی لدھیانوی، قادیانی کی نظر میں	۴۰۳
آسمانی فیصلہ کے متعلق خط و کتابت مابین عباس علی و قادیانی	۴۱۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اشتہار التوائے جلسہ قادیان ۲۷ دسمبر ۱۸۹۳ء	۴۲۱
شیخ محمد حسین بٹالوی کی نسبت ایک پیشین گوئی	۴۲۴
اعلان مباہلہ بجواب اشتہار عبدالحق غزنوی	۴۲۵
ایک گورداسپوری مجاہد ختم نبوت	۴۲۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مباحثہ لدھیانہ قادیانیوں کی نظر میں

مرزائی رسالہ الحق کے جولائی، اگست، ستمبر ۱۸۹۱ء کے شمارہ میں مباحثہ لدھیانہ کے پرچے شائع ہوئے تو اس میں انٹروڈکشن کے عنوان سے مرزا غلام احمد قادیانی کے امام صلوۃ اور دست راست مولوی عبد الکریم سیالکوٹی نے لکھا ہے:

مرزا صاحب نے اپنے دعاوی کی طرف کافۃ الناس کو بلایا۔ اور اہل پنجاب سے بٹالہ کے شیخوں میں کے ایک بزرگ مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی اس دعوت کی تردید کیلئے کھڑے ہوئے لوگوں کے اعتقاد کے موافق ان جدید دعووں نے عقاید قدیمہ کی دنیا میں فوق العادت رستخیز پیدا کر رکھی تھی، اور ہر ایک سرسری دیکھنے والے کو بھی وہ عمارتیں جو سراسر ریت پر اٹھائی گئی تھیں اس پرزور سیلاب کی رو، کے صدمہ سے بہتی نظر آنے لگیں۔ مدت کی مانی ہوئی بات کی الفت نے کسی حامی و معاون کی تلاش مشتاقانہ میں نگاہیں چاروں طرف دوڑا رکھی تھیں۔ مولوی محمد حسین کے وجود میں انہیں مغتنم حامی اور عزیز حریف مقابل نظر آیا (انہوں نے) مولوی محمد حسین کو امید وبیم کا مرجع قرار دیا۔ پنجاب کے اکثر مساجد نشین علماء نے بڑے فخر سے ہمارے بٹالوی مولوی صاحب کو اپنا وکیل مطلق قرار دیا۔ سب سے پہلے لاہور کی ایک برگزیدہ جماعت نے جنہوں نے اب تک اپنی عملی زندگی سے ثبوت دیا ہے کہ وہ اسلام کے سچے خیر خواہ اور حق پسند اور حق بین لوگ ہیں، مولوی نور الدین کو جب کہ وہ لودھیانہ میں اپنے مرشد، مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر تھے، بڑے اصرار و الحاح سے لاہور بلایا کہ وہ انہیں ان مسائل مشکلہ کی کیفیت پر آگاہ کریں۔ مولوی نور الدین صاحب کی تشریف آوری پر تبعاً وہ اس طرف متوجہ ہوئے کہ مولوی ابوسعید صاحب کو جو ان دعاوی کے بطلان کے مدعی ہیں، ان کے مقابل کھڑا کر کے جانبین کے اسلامیانہ مباحثہ اور صحابیانہ طرز مناظرہ سے حق دائر کو پالیں مگر افسوس ان کے زعم کے خلاف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایک حلیم متواضع اور دل کے غریب مولوی کے مقابلہ میں افسوس جناب مولوی ابوسعید صاحب نے صحابہ کے طرز مناظرہ کا ثبوت نہ دیا۔مشتاقین کی تڑپتی روحوں کے تقاضا کے خلاف اصل بنائے دعوی کو چھوڑ کر مولوی ابو سعید صاحب نے ایک خانہ ساز طومار اصول موضوعہ کو پیش کر کے حاضرین اور بے صبر مشتاقین کے عزیز وقت اور قیمتی آرزوؤں کا خون کر دیا نہ دیا...اور معاملہ جوں کا توں رہ گیا۔اس کے بعد مرزا صاحب کے دعاوی کی تائید میں کتابیں اور رسالے یکے بعد دیگرے شائع ہونے شروع ہوئے اور فوج فوج لوگ اس سلسلہ میں داخل ہونے لگے....(کچھ لوگوں) کے شرم دلانے سے مولوی صاحب نے پھر کروٹ لی۔اور آخر کار وہ زور دار دھکوں سے کرہاً لودیانہ پہنچائے گئے اور اس مباحثہ کی بنا پڑنے لگی۔...آخر مباحثہ شروع ہوا۔۱۲ روز تک اس کاروائی نے طول پکڑا مگر افسوس نتیجہ پر لدھیانہ کے لوگ بھی پورے معنوں میں اپنے بھائیوں اہل لاہور کی قسمت کے شریک رہے۔مولوی صاحب نے اب بھی وہی اصول موضوعہ پیش کر دیئے حالانکہ نہایت ضروری تھا کہ وہ بہت جلد اس فتنہ کا دروازہ بند کرتے جوان کے زعم کے موافق اسلام و مسلمانان کے حق میں شدید مضر ثابت ہورہا تھا یعنی اگر راستی وحقانیت پر اپنی انہیں پوری بصیرت اور وثوق کامل تھا تو وہی سب سے پہلے ہر طرف سے ہٹ کر اور لایعنی امور سے منہ موڑ کر حضرت مرزا صاحب کے اصل بنائے دعوی یعنی وفات مسیح کی نسبت گفتگو شروع کرتے یہ تو کمزور اور بے سروسامان کا کام ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچاؤ کے لئے ادھر ادھر پنجے مارتا اور ہاتھ اڑاتا ہے۔.مگر اس دلی شعور نے کہ وہ واقعی بے سلاح ہیں انہیں اس طرف مائل کیا کہ وہ جوں توں کر کے اپنے منہ کے آگے سے اس موت کے پیالہ کو ٹال دیں وہ نہ ٹلا۔اور آخر مولوی صاحب پر ذلت کی موت وارد ہوئی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔اب امید ہے کہ وہ حسب قاعدہ کلیہ اس دنیا میں پھر نہ اٹھیں گے چنانچہ لاہوری برگزیدہ جماعت نے بھی انہیں مردہ یقین کر کے اس درخواست میں اور بظاہر زندہ مولویوں کو مخاطب کیا ہے اور ان پر فاتحہ پڑھ دی ہے ہم بھی انہیں روح میں مردہ سمجھتے ہیں اور ان کی موت پر تاسف کرتے ہیں (الحق مباحثہ لدھیانہ، اشاعت دوم، ستمبر ۱۹۰۳ء ص ۲ تا ۷ ملخصاً)

یادرہے کہ دوست محمد قادیانی اوپر بتا چکا ہے کہ مولانا محمد حسین نے خود لدھیانہ جا کر مرزا قادیانی کو للکارا تھا، اور یہاں مولوی عبدالکریم فرماتے ہیں کہ مولوی محمد حسین کو ان کی مرضی کے خلاف اور بڑی مشکل کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ساتھ مرزا صاحب کے مقابلے میں کھڑا کیا گیا: لائے ہیں کوئے یار سے دوست خبر الگ الگ

مباحثہ میں مرزا صاحب نے آخری پرچہ مخالفین کو نہیں دیا۔ اپنے پاس ہی رکھ لیا اور اس میں چیلنج دیا کہ ۴۰ دن میں روحانی نشان دکھاؤ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ علمی بحث سے میں عاجز آ گیا ہوں۔ اور شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ کو روحانی نشانات اور الہام کا دعویٰ ہی نہیں تھا وہ کیوں نشان دکھائیں؟ اور جب مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی نے مرزا صاحب کو ان کے چیلنج کے جواب میں روحانی نشان کے لئے دعوت مقابلہ دی تو مرزا صاحب بل میں گھس گئے تھے۔

مرزا صاحب نے اس آخری پرچے میں یہ بھی لکھا تھا کہ میں محمد حسین کے ساتھ پھر بحث کے لئے تیار ہوں۔ لیکن اس کے دو ماہ بعد جب دہلی میں شیخ الاسلام مولانا بٹالویؒ نے انہیں دعوت مباحثہ دی تو مرزا صاحب نے فرمایا کہ میں نہ حضرت بٹالویؒ سے مباحثہ کروں گا اور نہ ایسی مجلس میں کسی اور کے ساتھ بھی مباحثہ نہیں کروں گا جس میں حضرت بٹالویؒ موجود ہوں۔

اور مولوی عبدالکریم نے لکھا ہے کہ حکیم نورالدین سے ہونے مباحثہ کے بعد دھڑا دھڑ قادیانی کتب و رسائل شائع ہونے لگے اور لوگ فوج در فوج قادیانیت میں داخل ہونے لگے۔ یہ مباحثہ وسط اپریل ۱۸۹۱ء میں لاہور ہوا تھا، اور وہ خط و کتابت جس کے نتیجے میں مباحثہ لدھیانہ منعقد ہوا، وہ جولائی ۱۸۹۱ء کے نصف اول میں ہوئی ہے۔ ذرا بتایا جائے کہ تین ماہ اس عرصہ میں کون کون سی قادیانی کتب اور رسائل شائع ہوئے ہیں اور کتنی فوجیں قادیانیت میں داخل ہوئی ہیں۔ ہمیں تو یہ محض لفاظی اور مبالغہ آمیزی معلوم ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مباحثہ لدھیانہ میں بخاری کا حوالہ

مباحثہ لدھیانہ میں مرزا قادیانی نے ایک موقع پر اپنی کسی بات کے اثبات میں بخاری شریف کا ایک حوالہ پیش فرمایا جسے مولانا بٹالویؒ نے چیلنج کیا۔ پھر جو ہوا، اس کے متعلق مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتے ہیں:

پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے بذریعہ تحریر خاکسار سے بیان کیا... مولوی محمد حسین بٹالوی سے مباحثہ تھا اور میں اس میں کاتب تھا اور حضرت مسیح موعود (مرزا) کے پرچوں کی نقل کرتا تھا۔ لدھیانہ کے مباحثہ میں مولوی محمد حسین نے بخاری کا ایک حوالہ طلب کیا تھا۔ بخاری موجود تھی لیکن اس میں اس وقت یہ حوالہ نہیں ملتا تھا۔ آخر کہیں سے توضیح تلویح منگا کر حوالہ نکال کر دکھایا کہ صاحب توضیح نے لکھا ہے کہ یہ حدیث بخاری میں ہے۔

(سیرۃ المہدی۔ حصہ سوم۔ ص ۵)

اور خود مرزا قادیانی، بخاری والے اس حوالے کے متعلق کہتے ہیں:

آپ (بٹالوی) کو تلویح کی عبارت کا ایک حصہ سنا دیا گیا تھا، جس کے حوالہ سے وہ حدیث بیان کی گئی تھی، اور ظاہر ہے کہ صاحب تلویح نے بطور شاہد اپنے تئیں قرار دے کر بیان کیا ہے کہ وہ حدیث یعنی عرض الحدیث علی القرآن کی حدیث بخاری میں موجود ہے۔ اب اس کے مقابل پر یہ عذر پیش کرنا کہ نسخہ جات موجود بخاری جو ہند میں چھپ چکے ہیں ان میں یہ حدیث موجود نہیں، سراسر ناسمجھی کا خیال ہے... اور آپ کو یہ دعوی نہیں اور نہ کر سکتے ہیں کہ دنیا کے تمام نسخہ جات بخاری کے قلمی و غیر قلمی آپ دیکھ چکے ہیں... مومن کی شہادت عندالشرح قابل پذیرائی ہوتی ہے اور فقط ایک کی شہادت رؤیت ماہ رمضان سے تمام دنیا بھر کے مسلمانوں پر روزہ رکھنا فرض ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں علامہ تفتازانی صاحب تلویح کی شہادت بالکل ضائع اور نکمی نہیں ہو سکتی۔ بخاری کے مطبوعہ نسخوں میں بھی بعض الفاظ کا اختلاف ہے۔ پھر سارے جہان کے قلمی نسخوں کا کون ٹھیکہ لے سکتا ہے۔

(روحانی خزائن۔ ازالہ اوہام حصہ دوم۔ ج ۳ ص ۵۷۵)

دعوی تو یہ تھا کہ یہ بات بخاری شریف میں موجود ہے، لیکن جب مطالبہ کیا گیا تو بخاری کی بجائے تلویح کی بات شروع کر دی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مباحثہ لدھیانہ میں قادیانی شکست

حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ اور مرزا غلام احمد قادیانی مابین ہونے والے مباحثہ لدھیانہ ۱۸۹۱ء میں قادیانیوں کو شکست فاش نصیب ہونے کی شہادت خود قادیانی کے لٹریچر میں بایں الفاظ موجود ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

ایک بزرگ حاجی حرمین شریفین عبدالرحمٰن نام جنہوں نے دو حج کیے ہیں مرید خاص حضرت حاجی منشی احمد جان.. ساکن لودہیانہ جو مرد پیر بعمر قریب ۸۰ سال کے ہیں اپنی ایک رؤیا میں بیان کرتے ہیں کہ:

میں نے، جس روز مولوی محمد حسین صاحب کی آپ سے یعنی اس عاجز (مرزا) سے بحث ہوئی تھی، رات کو خواب میں دیکھا کہ میاں صاحب یعنی حاجی احمد جان نے مجھے اپنے مکان پر بلایا ہے۔ چنانچہ میں گیا اور ہم پانچ آدمی ہو گئے اور سب مل کر حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کے پاس گئے۔ اس وقت حضرت اویس قرنی خرقہ رسول ﷺ پہنے ہوئے تھے۔ پھر وہاں سے ہم سب اور اویس قرنی آنحضرت ﷺ کے دربار میں پہنچے۔ اور اویس قرنیؓ نے وہ خرقہ آنحضرت ﷺ کے سامنے رکھ دیا اور عرض کی کہ آج اس خرقہ کی توہین ہوئی اور اس کی حرمت آپ کے اختیار میں ہے۔ آپ ہی کی طرف سے تھا میں صرف ایلچی تھا۔ تب میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے دہنی طرف حضرت ابوبکر صدیق اور صحابہ اور بائیں طرف حضرت عیسیٰؑ بیٹھے تھے۔ اور سامنے آپ یعنی یہ عاجز (مرزا) کھڑا ہے اور ایک طرف مولوی محمد حسین کھڑا ہے۔ اس وقت حضرت عیسیٰ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بیان کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی یہ عادت ہوتی کہ وہ فوت شدہ لوگوں کو دوبارہ دنیا میں بھیجتا اور میں بھیجا جاتا تو مجھ سے بھی دنیا کے لوگ یونہی پیش آتے جیسا کہ ان کے ساتھ آئے (یعنی اس عاجز مرزا کے ساتھ)۔ (ازالہ اوہام مصنفہ مرزا قادیانی۔ ص ۸۳۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس خواب سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

ا۔مولانا محمد حسین کو دربار رسالت میں حاضری کا شرف حاصل تھا۔

۲۔مرزائی، خواجہ اویس قرنی کو ساتھ لے کر آنجناب ﷺ کی خدمت میں توہین مرزا کی شکایت کرنے گئے۔

۳۔اس دور کے مرزائیوں کو بخوبی علم تھا کہ مباحثہ لدھیانہ مرزا صاحب کو ذلت نصیب ہوئی ہے۔

۴۔مرزائیوں کی شکایت پر حضور ﷺ نے کوئی توجہ نہیں دی۔نہ محمد حسین کو کوئی تنبیہ فرمائی، نہ ڈانٹ پلائی۔

۵۔مرزائیوں کی شکایت پر توجہ نہ فرما کر حضور ﷺ نے محمد حسین کی خدمت کو شرف قبول عطا فرمایا ہے۔

اور یہ ساری باتیں مرزا قادیانی کی اپنی روایت سے معلوم ہوتی ہیں۔

لدھیانہ سے اخراج بعد از مباحثہ

مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

بعض دوستوں کے خط پہنچے کہ جیسے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی بعد مباحثہ شہر لودھیانہ سے حکماً نکالے گئے، یہی حکم اس عاجز کی نسبت ہوا ہے۔سو واضح رہے کہ یہ افواہ سراسر غلط ہے۔ہاں یہ سچ ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اپنی وحشیانہ طرز بحث کی شامت سے لودہانہ شہر بدر کئے گئے لیکن اس عاجز کی نسبت کوئی حکم اخراج صادر نہیں ہوا۔چنانچہ ذیل میں نقل مراسلہ صاحب ڈپٹی کمشنر لدھیانہ لکھی جاتی ہے

از پیش گاہ مسٹر ڈبلیو چیوس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لودھیانہ

میرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان سلامت۔چٹھی آپ کی مورخہ دیروزہ موصول ملاحظہ وسماعت ہو کر بجوابش تحریر ہے کہ آپ کو بمتابعت وملحوظیت قانون سرکاری لودھیانہ میں ٹھہرنے کے لئے وہی حقوق حاصل ہیں جیسے دیگر رعایا تابع قانون سرکار انگریزی کو حاصل ہیں۔المرقوم ٦۔اگست ۱۸۹۱ء۔دستخط صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر (یہ اشتہار ازالہ اوہام حصہ دوم بار اول مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر کے ٹائٹل کے صفحہ آخر پر ہے)

(مجموعہ اشتہارات قادیانی۔جلد اول۔ص۲۹۲۔۲۹۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا محمود احمد نے لکھا ہے:

ڈپٹی کمشنر نے ان (علماء) کے سردار (محمد حسین) کو وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا (تحفہ شاہزادہ ویلز۔ص ۵۴)

اور تاریخ احمدیت کا مرتب دوست محمد قادیانی لکھتا ہے:

لدھیانہ کے ڈپٹی کمشنر کو اندیشہ ہوا کہ کہیں فساد نہ ہو جائے اس لئے ان (مولوی محمد حسین) کو لدھیانہ سے رخصت کر دینے کا حکم دیا۔ اس کام کے لئے ڈپٹی کمشنر نے ڈپٹی دلاور علی صاحب اور کریم بخش تھانہ دار کو مقرر کیا۔ ان لوگوں نے مولوی محمد حسین صاحب کو ڈپٹی کمشنر کا حکم سنایا اور وہ لدھیانہ سے چل دیئے۔ پھر وہ حضرت (مرزا) صاحب کے پاس حاضر ہوئے، اور سڑک پر کھڑے ہو کر اندر آنے کی اجازت چاہی۔ حضرت صاحب نے ان کو فوراً اندر بلا لیا۔ وہ ڈپٹی کمشنر کا پیغام لائے تھے کہ لدھیانہ میں فساد کا اندیشہ ہے، بہتر ہے آپ کچھ عرصہ کے لئے یہاں سے تشریف لے جائیں۔ حضرت مسیح موعود (مرزا) نے فرمایا کہ اب ہمارا یہاں کوئی کام نہیں ہے اور ہم جانے کو تیار ہیں لیکن سر دست ہم سفر نہیں کر سکتے کیونکہ بچوں کی طبیعت اچھی نہیں۔ انہوں نے کہا کہ خیر کوئی بات نہیں ہم ڈپٹی کمشنر سے کہہ دیں گے ... اس کے بعد حضرت صاحب اندرون خانہ تشریف لے گئے اور ایک چٹھی ڈپٹی کمشنر کے نام لکھ کر لائے جس میں اپنے خاندانی حالات اور اپنی تعلیم وغیرہ کا ذکر فرمایا اور بعض خاندانی خطوط کی نقول بھی منسلک کر دیں۔ چٹھی کا انگریزی ترجمہ منشی غلام قادر صاحب فصیح نے کیا۔ دراصل ڈپٹی دلاور علی صاحب کو ڈپٹی کمشنر کا حکم سمجھنے میں غلطی ہو گئی تھی۔ ڈپٹی کمشنر صاحب کا منشا صرف مولوی بٹالوی صاحب کا اخراج تھا۔ تاہم یہ چٹھی ارسال کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود احتیاطاً لدھیانہ سے امرتسر تشریف لے آئے۔ (تاریخ احمدیت۔ ج ۲۔ ص ۲۴۶۔ ۲۴۷)

یعنی اگر مولانا بٹالوی کو لدھیانہ سے جانے کے لئے کہا گیا تھا تو یہی بات سرکاری کارندوں نے مرزا صاحب سے بھی کہی کہ وہ لدھیانہ سے چلے جائیں۔ مرزا صاحب نے سو پیاز بھی کھائے اور ...، کہ انگریزوں سے وفاداریوں اور جنگ آزادی لڑنے والوں سے غداریوں کی داستان بھی انگریز کو سنائی، اور شہر لدھیانہ سے بھی نکلے۔ ہم یہاں مرزا صاحب کو اخراج کے حکم کے متعلق ایک اور قادیانی روایت پیش کئے دیتے ہیں۔ سن لیجئے۔ میر عنایت علی (جنہوں نے آٹھویں نمبر پر مرزا قادیانی کی بیعت کی تھی وہ) اس واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محرم بھی قریب تھا، پولیس کپتان اور ڈپٹی کمشنر لدھیانہ نے باہمی تجویز کی کہ ایسا نہ ہو کہ اس مباحثہ کے نتیجہ میں فساد ہو جائے، اس لئے حضرت مسیح موعود اور مولوی محمد حسین بٹالوی کو لدھیانہ سے رخصت کرنے کے لئے ڈپٹی دلاور علی صاحب اور کرم بخش صاحب تھانیدار مقرر کئے گئے پہلے وہ مولوی محمد حسین صاحب کے پاس گئے اور انہیں سٹیشن پر روانہ کر آئے۔ پھر وہ حضور (مرزا) کے پاس آئے اور آکر ادب سے باہر کھڑے رہے۔ پہلے اطلاع کے لئے ایک سپاہی بھیجا۔ اس وقت حضرت (مرزا) صاحب کے پاس حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی، غلام قادر صاحب فصیح سیالکوٹی میر عباس علی شاہ صاحب اور یہ خاکسار (عنایت علی) بیٹھے تھے۔ جب سپاہی نے اطلاع دی کہ ڈپٹی دلاور علی صاحب باہر کھڑے ہیں اور حضور سے تخلیہ میں کچھ کہنا چاہتے ہیں، تو حضور (مرزا) نے ہم خدام کو باہر چلے جانے کے لئے فرمایا، اور سرکاری نمائندوں کو اندر بلا لیا۔ وہ تیس منٹ کے قریب اندر رہے، پھر باہر آئے اور ہم اندر چلے گئے۔ دریافت کرنے پر حضور (مرزا) نے ڈپٹی کمشنر کا پیغام سنایا اور بتایا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کو رخصت کر آئے ہیں اور مجھے بھی پیغام دیا ہے۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ بہت اچھا۔ ہمارا لدھیانہ میں کیا رکھا ہے، چلے جائیں گے۔ لیکن سردست ہم سفر نہیں کر سکتے۔ ہمارے بچوں کی صحت اچھی نہیں (میرا خیال ہے کہ بچہ تو مرزا صاحب کا ان دنوں ایک ہی تھا جس کا نام مرزا محمود احمد تھا، دوسرا بیٹا مرزا بشیر احمد اس کے بعد پیدا ہوا ہے، اور بشیر اول اور عصمت فوت ہو چکے تھے، اور مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد تو عمر رسیدہ، شادی شدہ تھے اور ان دنوں مرزا صاحب کے ساتھ لدھیانہ میں بھی نہیں تھے۔ بہاء)۔ اس پر ڈپٹی دلاور علی صاحب نے جواب دیا کہ میرا ایک عرصہ سے حضور کی ملاقات کو دل چاہتا تھا، اچھا ہوا کہ خدا نے ایسا اتفاق پیدا کر دیا کہ مجھے زیارت کا موقع مل گیا۔ میں ڈپٹی کمشنر سے خود بھی کہونگا۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ حضور اتنا بتا کر اندر تشریف لے گئے اور ایک پرچہ بنام ڈپٹی کمشنر لکھ کر لے آئے اور فصیح صاحب کو انگریزی ترجمہ کے لئے دیا کہ اس کو مع نقول اسناد خاندانی بھیج دیں۔ وہ چٹھی جب ڈپٹی کمشنر کے پاس پہنچی تو اس نے اسی وقت سپرنٹنڈنٹ ضلع کے حوالہ کر دی اور کہا کہ مرزا صاحب مولوی نہیں، رئیس ہیں، اسی وقت جواب دیا جائے کہ مرزا صاحب جب تک چاہیں لدھیانہ میں ٹھہر سکتے ہیں... سپرنٹنڈنٹ نے سرکاری طور سے چٹھی لکھی اور حضرت اقدس لدھیانہ میں ٹھہرے رہے۔

(الفضل ۴ جون ۱۹۴۲ص ۳۔ منقول از مرزائے قادیان کے دس جھوٹ از محمد ابراہیم کمیرپوری ص ۷۰-۷۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الفضل سے یہ عبارت نقل کر کے مولانا ابراہیم کمیرپوری مرحوم نے پوچھا:

مرزائی دوستو! بتاؤ کہ مرزا جی کو لدھیانہ سے اخراج کا حکم ہوا تھا یا نہیں؟ اور کیا کارندوں نے اس سے لاعلمی میں دستخط کرا لئے تھے یا ڈپٹی کمشنر نے پولیس کپتان کے باقاعدہ مشورہ کے بعد اخراج کا حکم جاری کیا تھا؟

نیز یہ بھی یاد رہے کہ اس روایت میں لکھا ہے مرزا صاحب لدھیانہ میں مقیم رہے، اور اس سے پہلی روایت میں بتایا گیا ہے کہ مرزا صاحب لدھیانہ سے امرتسر چلے گئے تھے۔

اور جہاں تک ڈپٹی کمشنر کے خط کی بات ہے جو مرزا قادیانی نے اوپر نقل کیا ہے، اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ مرزا کے اخراج کا حکم نہیں ہوا تھا۔ اس خط کا مطلب تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری درخواست برائے قیام بوجہ بچوں کی بیماری وغیرہ منظور کرتے ہیں اور ٹھہرنے کی اجازت دیتے ہیں۔

قادیانی اشتہار رواجب الاظہار یکم اگست ۱۸۹۱ء

مناظرہ لدھیانہ سے اگلے ہی روز مرزا قادیانی اپنی ہزیمت کو بھلا کر کپڑے جھاڑ کر کھڑے ہو گئے اور یکم اگست ۱۸۹۱ء کو ایک اشتہار رواجب الاظہار شائع فرمایا اور لکھا:

مولوی محمد حسین صاحب کے سوالات کے جواب میں ۳۱ جولائی ۱۸۹۱ء کو بروز جمعہ اس عاجز نے ایک قطعی فیصلہ کرنے والا مضمون سنایا جس کو سنتے ہی مولوی صاحب کے چھکے چھوٹ گئے اور تمام سمجھ دار اور منصف مزاج لوگوں نے معلوم کر لیا کہ مولوی صاحب کا سارا تانا بانا بیک دفعہ ٹوٹ گیا...

فریقین کے بیانات دس جزو تک پہنچ چکے تھے اور لوگ سخت معترض تھے کہ اصل بحث کیوں شروع نہیں کی جاتی۔ مولوی صاحب کو اس وقت آخر مضمون میں یہ بھی سنا دیا گیا کہ اب ہم تمہیدی بحث کو ختم کرتے ہیں آپ نے بھی بہت کچھ لکھ لیا اور ہم نے بھی۔ اب اس بے سود بحث کو بند کرنا چاہیے اور اصل بحث کو شروع کرنا چاہیے۔ مولوی صاحب اسی طرح نہیں چاہتے تھے کہ اصل بحث کی طرف آویں...اب یہ اشتہار صرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس غرض سے دیا جاتا ہے کہ اگر مولوی صاحب کی نیت بخیر ہے تو اب بھی اصل مسئلہ میں بحث تحریری کر لیں۔ میرے نزدیک مولوی صاحب کا یہ دعویٰ بھی بالکل فضول ہے کہ وہ اکابر محدثین کی طرح فن حدیث میں مہارت تمام رکھتے ہیں، بلکہ بات بات میں ان کی ناسمجھی اور غباوت مترشح ہو رہی ہے اگر وہ مجھے اجازت دیں تو میں ان کی حدیث دانی بھی لوگوں پر ظاہر کروں ...وہ اصل مطلب (حیات وممات مسیح) پر میرے ساتھ کیوں نہیں بحث کرتے۔ وہ یقیناً ڈرتے ہیں کہ اگر اصل مسئلہ میں بحث شروع ہوگئی تو بڑی رسوائی کے ساتھ انہیں مغلوب ہونا پڑے گا۔

ہاں ناظرین پر واضح رہے کہ ہم نے اپنے آخری مضمون کی جو ۳۱ جولائی ۱۸۹۱ء کو بروز جمعہ پڑھا گیا تھا مولوی صاحب کو نقل نہیں دی کیونکہ مولوی صاحب بباعث ارتکاب جریمہ عہد شکنی وترک تہذیب اور توڑ دینے تمام شرطوں کے اپنے تمام حقوق کو اپنی ہی کرتوت کی وجہ سے کھو بیٹھے حاضرین جو قریباً تین سو کے موجود ہوں گئے تھے جن میں بعض معزز رئیس شہر کے اور صاحبان اڈیٹر اخبار پنجاب گزٹ سیالکوٹ اور نور افشان لودیانہ بھی تھے، اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ مولوی صاحب بے صبر ہو کر برخلاف شرط قرار یافتہ اس عاجز کے مضمون پڑھنے کے وقت چپ رہ کر سن نہیں سکتے ...بہر حال وہ شرائط شکنی کے بعد اس بات کے مستحق نہ رہے کہ انہیں مضمون ۳۱ جولائی ۱۸۹۱ء کی نقل دی جاتی۔ اور یاد رہے کہ ان کے ۶۷ صفحے کے مضمون میں بجز بے تعلق باتوں اور بدزبانی اور افتراء کے خاک بھی نہیں تھا، اور بدزبانی سے یہاں تک انہوں نے کام لیا کہ امام بزرگ حضرت فخر الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی شان بلند میں سخت تحقیر کے الفاظ استعمال کئے۔ بالآخر میں ایک دفعہ پھر حجت پوری کرنے کے لئے بآواز بلند مولوی صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اصل مسئلہ کے متعلق ضرور بضرور میرے ساتھ بحث کریں مگر یہ بحث لاہور جیسے صدر مقام میں منعقد کی جائے جہاں اعلیٰ درجہ کے فہیم ذکی تعلیم یافتہ اور متین اشخاص اور روساء شامل ہو سکتے ہیں اور مولوی صاحب کو غیر متعلق گفتگو چھیڑنے اور خلط مبحث کرنے اور انہیں بدزبانی اور خلاف تہذیب کلمات منہ سے نکالنے اور کسی شرط مقررہ کو توڑنے سے روکنے کی بھی طاقت رکھتے ہیں۔ نیز ان میں سے بعض نے یہ درخواست بھی کی ہے۔ امن وغیرہ کا انتظام بھی ہمارے سپرد ہوگا والسلام علی من اتبع الہدی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ضروری نوٹ: اب مولوی (محمد حسین) صاحب اپنے کارخانہ کی ترقی کے لئے بہتانوں پر آ گئے ہیں، منجملہ ان کے ایک بڑا بہتان یہ لگایا ہے کہ گویا، میں صحیح بخاری اور مسلم کا منکر ہوں۔ اس کے جواب میں بجز علی الکاذبین اور کیا کہا جا سکتا ہے ہر ایک مسلمان پر واضح رہے کہ میں بسر و چشم صحیحین کو مانتا ہوں۔ ہاں کتاب اللہ قرآن کریم کو نمبر اول اور ان سے مقدم سمجھتا ہوں، مگر بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ یقین رکھتا ہوں اور واجب العمل مانتا ہوں۔ ہاں صرف اتنا کہتا ہوں کہ قرآن کریم کے اخبار اور قصص اور واقعات ماضیہ پر نسخ وزیادت ہر گز جائز نہیں۔ المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی یکم اگست ۱۸۹۱ء

حاشیہ (میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں): اے ناظرین ذرا توجہ کرو۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر مولوی محمد حسین صاحب چالیس دن تک میرے مقابل خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کر کے آسمانی نشان یا اسرار غیب دکھلا سکیں جو میں دکھلا سکوں تو میں قبول کرتا ہوں کہ جس ہتھیار سے چاہیں مجھے ذبح کر دیں اور جو تاوان چاہیں میرے پر لگائیں دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ (مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ جلد اول ص ۲۲۶۔۲۲۹)

مندرجہ بالا اشتہار کے علاوہ مرزا قادیانی نے اپنی خفت کو مٹانے، اور حصول شہرت، اور نیز یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ مباحثہ لدھیانہ میں گریز ان کی طرف سے وقوع میں نہیں آیا، اپنے مریدوں سے علماء کو خطوط لکھوانے شروع کر دیئے کہ محمد حسین بٹالوی کا طرز بحث غیر مناسب تھا، اس لئے اب آپ لوگ مقابلے پر نکلیں اور لاہور تشریف لا کر مباحثہ کریں۔ یاد رہے کہ ان مدعوین میں اکثریت ان افراد کی تھی جو مرجع خلائق تھے اور معمر ہونے کے ساتھ دور دراز علاقوں میں رہتے تھے مثال کے طور حضرت میاں نذیر حسین کی عمر ان دنوں ۹۰ برس کے گرو پیش تھی اور وہ دہلی میں رہتے تھے، خواجہ الہ بخش تونسوی پنجاب کے دور دراز مقام تونسہ میں اور خواجہ غلام فرید چاچڑاں میں جو ایک بعید مسافت پر واقع تھا اور ۱۸۹۱ء میں ذرائع آمد و رفت زمانہ حال کی طرح نہ تھے۔ ایسے بزرگوں کو بلایا نہیں جاتا بلکہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض احوال کی جاتی ہے۔ بہر حال مرزا قادیانی کے مریدوں کے دو خط ملاحظہ فرمائیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لدھیانہ سے قادیانیوں کا خط بنام علماء اسلام

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی و مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی، خواجہ نظام الدین صاحب بریلوی و خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والا، و خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی سنگھڑوی۔

السلام علیکم و رحمة الله و بركاته۔ ہم سب لوگ جن کے نام اس خط کے نیچے درج ہیں آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد رئیس قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب مصنف کتاب براہین احمدیہ آج کل لودیانہ میں آئے ہوئے ہیں اور بڑے زور شور سے اس بات کا ثبوت دے رہے ہیں کہ حضرت عیسی مسیح ابن مریم درحقیقت فوت ہوگئے ہیں. اور دوسرے مردوں کی طرح جنود ارواح گذشتہ میں داخل ہیں۔ پھر اس عالم میں کسی طرح نہ آئیں گے. اور اس زمانہ کیلئے جس مسیح کی روحانی طور پر آنے کی خبر قرآن شریف اور احادیث صحیحہ میں دی گئی ہے وہ مسیح موعود میں ہوں۔ مرزا صاحب اور ان کی جماعت قرآن شریف کی آیتیں بکثرت پیش کرتے ہیں اور اقوال صحابہ اپنے تائید دعوی میں لاتے ہیں۔ اور اس دعوی کے ثبوت میں تین کتابیں ایک فتح اسلام، دوسری توضیح مرام، تیسری ازالہ اوہام، بڑی شدومد سے شرح وبسط سے تصنیف کی ہیں، اور روز بروز ان کے سلسلہ کو ترقی ہے۔ اور معتبر طور پر معلوم ہوا ہے کہ چوداں (۱۴) عالم فاضل متبحر آج تک ان کی جماعت میں داخل ہوگئے ہیں۔ یہ عجیب انقلاب دیکھ کر حق کے طالب نہایت حیرت میں ہیں کہ ایک طرف تو ان کی جماعت ترقی پر ہے اور دوسری طرف مشاہیر علماء اور اکابر صوفیا کنارہ کش ہیں۔ اگر کوئی مولویوں میں سے بحث کرنے کے لئے آتا بھی ہے تو مغلوب ہو کر ایک طور سے اور بھی اس سلسلہ کو تائید پہنچاتا ہے جیسا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو پنجاب میں مشہور عالم ہیں بحث کرنے کے لئے آئے، جس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی کمزوری اور گریز کو دیکھ کر اور بھی کئی شخص ان کی جماعت میں داخل ہو گئے۔ اور ایک بڑی خجالت کی یہ بات ہوئی کہ مرزا صاحب نے روحانی طور پر بھی ایک تصفیہ کی درخواست کی کہ تم بھی دعا کرو اور ہم بھی دعا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کریں، تا مقبول اور اہل حق کی تائید میں آسمانی نشان ظاہر ہو۔ لیکن مولوی محمد حسین صاحب نے اس طرف رخ بھی نہ کیا۔ اب التماس یہ ہے کہ آپ اکابر جلیل القدر صوفیاء اور صاحب عرفان اور صاحب سلسلہ اور فاضل اور مشاہیر علماء سے ہیں، آپ سے بڑھ کر اور کس کا حق ہے کہ دونوں طریق سے یعنی ظاہری اور باطنی طور پر آپ مرزا غلام احمد صاحب سے مقابلہ اور موازنہ کریں اور دونوں طور سے بحث کرنے کے لئے تشریف لاویں۔ ہم نے مرزا صاحب سے منظور کرا لیا ہے کہ ہم (جن کے نام خط ہے) بلواتے ہیں۔ وہ آپ سے دونوں طور ظاہری و باطنی مقابلہ کریں گے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ بجسم عنصری آسمان پر اٹھائے جانے اور اب تک زندہ ہونے اور آخری زمانہ میں نزول از آسمان کرنے پر دلائل قاطعہ اور نصوص صریحہ اور احادیث صحیحہ پیش کریں گے اور نیز باطنی طور پر اپنی کچھ کرامات بھی دکھائیں گے۔ پھر اگر آپ نے (جن کے نام خط ہے) ان سے دونوں طور ظاہری اور باطنی میں مقابلہ نہ کیا اور بھاگ گئے، تو ہم سخت مخالف بن کر آپ کی اس ہزیمت کو شہرت دیں گے بلکہ ہم نے مرزا صاحب سے لکھوا لیا ہے جس کی نقل آپ کی خدمت میں بھیجی جاتی ہے اور ہم نے حلف کے طور پر وعدہ کر لیا ہے ضرور وہ صاحب (جن کے نام خط ہے) ان دونوں طور کی بحثوں کے لئے لودہانہ میں تشریف لے آئیں گے کیونکہ نازک وقت پہنچ گیا تھا۔ اور لوگ جوق در جوق ان کی پیروی اختیار کرتے جاتے ہیں ایسے وقت میں اگر بزرگان دین اور علماء اہل یقین جس میں ہزارہا مسلمان کا ایمان تلف ہو، کام نہ آئے تو کب آئیں گے۔ ہاں ہم نے مرزا غلام احمد صاحب سے قسم کھا کر یہ بھی وعدہ کر لیا ہے کہ اگر (جن کے نام خط ہے) اس بحث کے لئے تشریف نہ لائے تو پھر یہ بات پنجاب اور ہندوستان کے اخباروں میں چھپوا دیں گے کہ وہ گریز کر گئے اور وہ حق پر نہیں ہیں۔ لہٰذا ہم سب لوگ ادب سے اور عاجزی سے آپ کی خدمت میں خواستگار ہیں کہ آپ حسبۃً للہ اس کام کے لئے ضرور تشریف لاویں اور مسلمانوں کو فتنہ سے بچاویں۔ ورنہ اگر آپ تشریف نہ لائے تو ناچار ایفاء عہد کے لئے آپ کا گریز کرنا حتی الوسع تمام اخباروں میں شائع کر دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر مرزا غلام احمد صاحب نے گریز کی، تو اس سے دس حصہ زیادہ اخباروں کے ذریعہ سے ان کی قلعی کھولی جائے گی اور ہمیں یقینی طور پر امید ہے کہ آپ دونوں طور کی بحث کے لئے ضرور تشریف لے آئیں گے اور قیامت کی باز پرس سے اپنے آپ کو بچائیں گے۔ لہٰذا ہم نے ایک ایک نقل اسی درخواست کی چند اخباروں میں بھیج دی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہے اور آخری نتیجہ کا مضمون جو کچھ بعد اس کے ہوگا، چھپنے کے لئے بھیجا جائے گا آپ جلد تشریف لاویں۔ سب مخلصین منتظر ہیں۔ ہم آپ کے جواب کا آج کی تاریخ سے کہ ۱۸ محرم مطابق ۲۴۔ اگست ۱۸۹۱ء ہے، ایک ماہ تک انتظار کریں گے۔ اگر اس عرصہ تک خدانخواستہ آپ تشریف نہ لائیں تو ناچار عہد کے موافق کلمات حقہ آپ کی نسبت شائع کر دیئے جائیں گے۔ اور واضح رہے کہ ہم تین فریق کے آدمی ہیں بعض ہم میں سے مرزا صاحب کے مرید ہیں اور بعض حسن ظن رکھنے والے، اور بعض نہ حسن ظن رکھنے والے اور نہ مرید ہیں۔ لیکن ہم سب حق کے طالب ہیں۔ الحق حق۔ و السلام۔

ابوالمعان سراج الحق نعمانی سرساوی، شیخ نور محمد ہانسوی، شیخ عبدالحق لودیانوی، قاضی خواجہ علی ٹھیکیدار شکرم، محمد خان ساکن کپورتھلہ، حافظ حامد علی لدھیانوی، سید عباس علی صوفی، مولوی محمود حسن مدرس، منشی رستم علی ڈپٹی انسپکٹر پولیس ریلوے، مولوی افتخار احمد ابن سجادہ نشین منشی احمد جان لدھیانوی، حافظ نور احمد تاجر پشمینہ لدھانوی، سائیں بہادر شاہ لودھانوی، جیوا تاجر پشمینہ لدھیانوی، حافظ محمد بخش تاجر لدھیانہ، مولوی چراغ دین مدرس مشن سکول لدھیانہ، قاضی عبدالمجید شاہزادہ لدھیانہ، ماسٹر محمد بخش لودھیانہ، مولوی نظام الدین لدھیانہ مولوی تاج محمد ساکن بھوکڑی علاقہ لدھیانہ، مولوی نور محمد ساکن ملگوٹ علاقہ لدھیانہ، مولوی عبداللہ مجتہد لودھانہ،، مولوی الہ دیا واعظ لدھیانہ، ماسٹر قادر بخش لدھیانوی، میر عنایت علی لدھیانوی، محمد عبدالحکیم خان طالب علم میڈیکل کالج لاہور، نواب عشرت علی خان لدھیانوی، گلاب خان دفعدار لدھانوی، عبدالکریم خان کلرک نہر لدھیانوی، مولا بخش ماسٹر لدھیانہ شہاب الدین لدھیانوی، حاجی عبدالرحمٰن لدھیانوی، محمد قاسم خوش نویس لدھانوی، غلام ربی لدھانوی وغیرہ وغیرہ..وغیرہ۔ (مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ جلد اول ص ۲۷۴۔۲۷۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مکتوب مرزا قادیانی بنام علماء ۲۳۔اگست ۱۸۹۱ء

مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں:

یہ خط جو جماعت مسلمانان لدھیانہ وغیرہ نے لکھا ہے میں نے اول سے آخر تک پڑھا۔ مجھے ہر طرح منظور ومقبول ہے کہ الہ بخش صاحب تونسوی سنگھڑ وی یا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی یا نظام الدین صاحب بریلوی یا مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی یا غلام فرید صاحب چاچڑاں والا ظاہری و باطنی طور پر بحث کرنے کے لئے تشریف لاویں۔ مجھے تحریری وزبانی طور پر بحث منظور ہے، کچھ عذر نہیں۔ اور باطنی طور پر مقابلہ کرنا خود میرا منشاء ہے۔ کیونکہ میں یقینی طور پر جانتا ہوں کہ خداوند قدیر میرے ساتھ ہے وہ ہر یک راہ میں میری مدد کرے گا۔ غرض میں بلا عذر ہر طرح حاضر ہوں اور مباحثہ لاہور میں ہو کہ وہ مقام صدر ہے اور رئیس لاہور امن وغیرہ کے ذمہ دار ہو گئے ہیں۔

راقم: میرزا غلام احمد قادیانی بقلم خود ۲۳۔اگست ۱۸۹۱ء مطابق ۱۷۔محرم ۱۳۰۹ محلّہ اقبال گنج لودھیانہ۔

(مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ جلد اول۔ ص ۲۷۷۔۲۸۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لاہور سے قادیانیوں کا خط بنام علماءاسلام

مولوی محمد لکھو کے، مولوی عبدالرحمٰن لکھو کے، مولوی عبیداللہ بنتی ۔مولوی رشید احمد گنگوہی ۔مولوی غلام دستگیر قصوری ۔مولوی عبدالجبار غزنوی ۔مولوی سید نذیر حسین دہلوی، مولوی عبدالعزیز لدھیانوی، مولوی احمداللہ امرتسری، مولوی محمد سعید بنارسی، مولوی محمداحسن امروہی وارد بھوپال ۔مولوی نورالدین حکیم، مولوی عبد اللہ ٹونکی، از طرف اہل اسلام لاہور، بالخصوص حافظ محمد یوسف ضلعدار وخواجہ امیرالدین ومنشی عبدالحق ومنشی شمس الدین سکرٹری حمایت اسلام ومرزاصاحب ہمسایہ خواجہ امیرالدین صاحب ومنشی کرم الٰہی وغیرہ وغیرہ

السلام علیکم و رحمة الله و بركاته ۔مرزاغلام احمد صاحب قادیانی نے جو دعاوی حضرت مسیح علی نبینا وعلیہ السلام کی موت اور خود مسیح موعود ہونے کی نسبت کئے ہیں، آپ سے مخفی نہیں ۔ان کے دعاوی کی اشاعت اور ہمارے آئمہ دین کی خاموشی نے مسلمانوں کو جس تردد اور اضطراب میں ڈال دیا ہے وہ بھی محتاج بیان نہیں ۔اگرچہ جمہور علماء موجودہ کی بے سود مخالفت اور خود مسلمانوں کے پرانے عقیدہ نے مرزاصاحب کے دعاوی کا اثر عام طور پر پھیلنے نہیں دیا، مگرتاہم اس امر کے بیان کرنے کی بلاخوف تردید جرأت کی جاتی ہے کہ اہل اسلام کے قدیمی اعتقاد نسبت حیات ونزول عیسی بن مریم میں بڑا تزلزل واقع ہوگیا ہے۔اگر ہمارے پیشوا یان دین کا سکوت یا ان کی خارج از مبحث تقریر اور تحریر نے کچھ اور طول پکڑا تو احتمال کیا بلکہ یقین کامل ہے کہ اہل اسلام علی العموم اپنے پرانے اور مشہور عقیدہ کو خیرباد کہہ دیں گے، تو پھر اس صورت اور حالت میں حامیان دین متین کو سخت تر مشکل کا سامنا پڑے گا۔ہم لوگوں نے جن کی طرف سے یہ درخواست ہے اپنی تسلی کے لئے خصوصاً اور عامہ اہل اسلام کے فائدہ کے لئے عموماً کمال نیک نیتی سے بڑی جدوجہد کے بعد ابوسعید مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو مولوی حکیم نوردین صاحب کے ساتھ (جو مرزاصاحب کے مخلص معتقدین میں سے ہیں) مرزا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

صاحب کے دعاوی پر گفتگو کے لئے مجبور کیا (طنبورہ من چی می سرائد؟ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ آپ کا اس میں دخل ہی نہ تھا، آپ تو محض تماشائی تھے۔ بلانے والے کہتے ہیں کہ حکیم صاحب کو ان ہی سے مباحثہ کے لئے بلایا گیا۔ اور محمد حسین کو مجبور کر کے بڑی کاوش کے بعد میدان میں لایا گیا۔ یعنی اصل شخص اس میں محمد حسین ہے۔ اور پھر یہ ہوا کہ جب بحث شروع ہوئی تو حکیم صاحب اسے ناتمام چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور اس واقعہ کے دو تین روز بعد پھر لاہور تشریف لائے لیکن مباحثہ کا نام تک نہ لیا۔ بہاء) مگر نہایت ہی حیرت ہے یہ کہ ہماری بدقسمتی سے ہمارے منشاء اور مدعا کے خلاف مولوی ابوسعید صاحب نے مرزا صاحب کے دعووں سے جو اصل مضمون تھا، قطع نظر کر کے غیر مفید امور پر بحث شروع کر دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ متردین کے شبہات کو اور تقویت ہوگئی اور زیادہ تر حیرت میں مبتلا ہو گئے۔ اس کے بعد لدھیانہ میں مولوی ابوسعید صاحب کو خود مرزا صاحب سے بحث کرنے کا اتفاق ہوا۔ تیراں روز گفتگو ہوتی رہی۔ اس کا نتیجہ بھی ہمارے خیال میں وہی ہوا جو لاہور کی بحث سے ہوا تھا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ تر مضر۔ کیونکہ مولوی صاحب اس دفعہ بھی مرزا صاحب کے اصل دعاوی کی طرف نہ گئے اگرچہ جیسا کہ سنا گیا ہے اور پایہ اثبات کو بھی پہنچ گیا ہے مرزا صاحب نے اثناء بحث میں بارہا اپنے دعووں کی طرف مولوی صاحب کو متوجہ کرنے کی سعی کی چونکہ علماء وقت کے سکوت اور بعض بے سود تقریر و تحریر نے مسلمانوں کو علی العموم بڑی حیرت اور اضطراب میں ڈال رکھا ہے اور اس کے سوا ان کو اور کوئی چارہ نہیں کہ اپنے امامان دین کی طرف رجوع کریں، لہٰذا ہم سب لوگ آپ کی خدمت میں نہایت مئودبانہ اور محض بنظر خیر خواہی برادران اسلام درخواست کرتے ہیں کہ آپ اس فتنہ وفساد کے وقت میدان میں نکلیں اور اپنے خداداد نعمت علم اور فضل سے کام لیں اور خدا کے واسطے مرزا صاحب کے ساتھ ان کے دعاوی پر بحث کر کے مسلمانوں کو ورطہ تذبذب سے نکالنے کی سعی فرما کر عندالناس مشکور عنداللہ ماجور ہوں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ جن کی ذات پر مسلمانوں کو بھروسہ ہے خاص لاہور میں مرزا صاحب کے ساتھ ان کے دعوے میں بالمشافہ تحریری بحث کریں۔ مرزا صاحب سے ان کے دعویٰ کا ثبوت کتاب اور سنت رسول اللہ ﷺ سے لیا جاوے یا ان کو اس قسم کے دلائل بینہ سے توڑا جائے ہماری رائے میں مسلمانوں کی تسلی اور رفع تردد کے واسطے اس سے بہتر اور کوئی طریق نہیں۔ اگر آپ اس طریق بحث کو منظور فرماویں (اور امید واثق ہے کہ آپ اپنا ایک اہم منصبی اور مذہبی فرض یقین کر کے محض ابتغاء لوجہ اللہ و ہدائے خلق اللہ ضرور قبول فرماویں گے) تو اطلاع بخشیں تاکہ مرزا صاحب سے بھی اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بارہ میں تصفیہ کر کے تاریخ مقرر ہو جاوے اور آپ کو لاہور تشریف لانے کی تکلیف دی جاوے تمام انتظام متعلقہ قیام امن وغیرہ ہمارے ذمہ ہوگا اور انشاء اللہ تعالی آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے گی۔ جواب سے جلدی سرفراز فرماویں۔ والسلام۔ (از ضمیمہ ریاض ہند مورخہ ۲۴ اگست ۱۸۹۱ء ص ۱)

(مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ جلد اول۔ ص ۲۷۹۔۲۸۲)

توفی کے لفظ کی نسبت قادیانی اشتہار بمقابلہ شیخ الاسلام

ادھر شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی ؒ سے لدھیانہ میں شکست یاب ہونے کے باوجود مرزا صاحب نے ان سے بھی، چھیڑ خوبان سے چلی جائے اسد، کے مصداق چھیڑ چھاڑ بھی جاری رکھی ہوئی تھی جیسا کہ ان کے درج ذیل اشتہار سے ظاہر ہوتا ہے۔

توفی کے لفظ کی نسبت نیز الدجال کے بارے میں ہزار روپیہ کا اشتہار

تمام مسلمانوں پر واضح ہو کہ کمال صفائی سے قرآن کریم اور حدیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو گیا ہے کہ درحقیقت حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام برطبق آیت فیھا تحیون و فیھا تموتون زمین پر ہی اپنی جسمانی زندگی کے دن بسر کر کے فوت ہو چکے ہیں اور قرآن کریم کی سولہ آیتوں اور بہت سی حدیثوں بخاری اور مسلم اور دیگر صحاح سے ثابت ہے کہ فوت شدہ لوگ پھر آباد ہونے اور بسنے کے لئے دنیا میں بھیجے نہیں جاتے اور نہ حقیقی اور واقعی طور پر دو موتیں کسی پر واقع ہوتی ہیں، اور نہ قرآن کریم میں واپس آنے والوں کے لئے کوئی قانون وراثت موجود ہے۔ بایں ہمہ بعض علماء وقت کو اس بات پر سخت غلو ہے کہ مسیح ابن مریم فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ ہی آسمان کی طرف اٹھایا گیا، اور حیات دنیوی کے ساتھ آسمان پر موجود ہے۔ اور نہایت بے باکی اور شوخی کی راہ سے کہتے ہیں کہ توفی کا لفظ جو قرآن کریم میں حضرت مسیح کی نسبت آیا ہے اس کے معنی وفات دینا نہیں ہے، بلکہ پورا لینا ہے یعنی یہ کہ روح کے ساتھ جسم کو بھی لینا۔ مگر ایسے معنی کرنا ان کا سراسر افتراء ہے۔ قرآن کریم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کا عموماً التزام کے ساتھ اس لفظ کے بارہ میں یہ محاورہ ہے کہ وہ لفظ قبض روح اور وفات دینے کے معنوں پر ہر یک جگہ اس کو استعمال کرتا ہے۔ یہی محاورہ تمام حدیثوں اور جمیع اقوال رسول اللہ ﷺ میں پایا جاتا ہے۔ جب سے دنیا میں عرب کا جزیرہ آباد ہوا ہے اور زبان عربی جاری ہوئی ہے کسی قول قدیم یا جدید سے ثابت نہیں ہوتا کہ توفی کا لفظ کبھی قبض جسم کی نسبت استعمال کیا گیا ہو، بلکہ جہاں کہیں توفی کے لفظ کو خدا تعالیٰ کا فعل ٹھہرا کر انسان کی نسبت استعمال کیا گیا ہے وہ صرف وفات دینے اور قبض روح کے معنی پر آیا ہے نہ قبض جسم کے معنوں میں۔ کوئی کتاب لغت کی اس کی مخالف نہیں۔ کوئی مثل اور قول اہل زبان کا اس کے مغائر نہیں۔ غرض ایک ذرہ احتمال مخالف کے گنجائش نہیں۔ اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول اللہ ﷺ یا اشعار وقصائد و نظم و نثر قدیم وجدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ توفی کا لفظ خدا تعالیٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذوی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو، وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنی پر بھی اطلاق پا گیا ہے، یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے، تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حصہ ملکیت کا فروخت کر کے مبلغ ایک ہزار روپیہ نقد دونگا۔ اور آئندہ اس کی کمالات حدیث دانی اور قرآن دانی کا اقرار کرلوں گا۔

ایسا ہی اگر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی یا کوئی ان کا ہم خیال یہ ثابت کر دیوے کہ الدجال کا لفظ جو بخاری اور مسلم میں آیا ہے بجز دجال معہود کے کسی اور دجال کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے، تو مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں ایسے شخص کو جس طرح ممکن ہو ہزار روپیہ نقد بطور تاوان کے دوں گا۔ چاہیں تو مجھ سے رجسٹری کرالیں یا تمسک لکھالیں۔ اس اشتہار کے مخاطب خاص طور پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہیں جنہوں نے غرور اور تکبر کی راہ سے یہ دعویٰ کیا ہے کہ توفی کا لفظ جو قرآن کریم میں حضرت مسیح کی نسبت آیا ہے اس کے معنی پورا لینے کے ہیں یعنی جسم اور روح کو بہ ہیئت کذائی زندہ ہی اٹھالینا، اور وجود مرکب جسم اور روح میں سے کوئی حصہ متروک نہ چھوڑنا، بلکہ سب کو بحیثیت کذائی اپنے قبضہ میں زندہ اور صحیح سلامت لے لینا۔ سو اسی معنی سے انکار کر کے یہ شرطی اشتہار ہے۔

ایسا ہی محض نفسانیت اور عدم واقفیت کی راہ سے مولوی محمد حسین صاحب نے الدجال کے لفظ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نسبت جو بخاری اور مسلم میں جا بجا دجال معہود کا ایک نام ٹھہرایا گیا ہے یہ دعوی کردیا ہے کہ الـدجـال دجال معہود کا خاص طور پر نام نہیں، بلکہ ان کتابوں میں یہ لفظ دوسرے دجالوں کے لئے بھی مستعمل ہے اور اس دعوی کے وقت اپنی حدیث دانی کا بھی ایک لمبا چوڑا دعوی کیا ہے۔ سو اس وسیع معنی الـدجـال سے انکار کرکے اور یہ دعوی کرکے کہ یہ لفظ الـدجـال کا صرف دجال معہود کے لئے آیا ہے اور بطور علم کے اس کے لئے مقرر ہو گیا ہے یہ شرطی اشتہار جاری کیا گیا ہے۔

مولوی محمد حسین صاحب اور ان کے ہم خیال علماء نے لفظ تـوفـی اور الـدجـال کی نسبت اپنے دعوی متذکرہ بالا کو بپایہ ثبوت پہنچا دیا تو وہ ہزار روپیہ لینے کے مستحق ٹھہریں گے اور نیز عام طور پر یہ عاجز یہ اقرار بھی چند اخباروں میں شائع کردے گا کہ درحقیقت مولوی محمد حسین صاحب اور ان کے ہم خیال فاضل اور واقعی طور پر محدث اور مفسر اور رموز اور دقائق قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے سمجھنے والے ہیں۔ اگر ثابت نہ کرسکے تو پھر یہ ثابت ہو جائے گا کہ یہ لوگ دقائق وحقائق بلکہ سطحی معنوں قرآن وحدیث کے سمجھنے سے بھی قاصر اور سراسر غبی اور بلید ہیں۔ اور در پردہ اللہ اور رسول کے دشمن ہیں کہ محض الحاد کی راہ سے واقعی اور حقیقی معنوں کو ترک کرکے اپنے گھر کے ایک نئے معنی گھڑتے ہیں۔

ایسا ہی اگر کوئی یہ ثابت کر دکھاوے کہ قرآن کریم کی وہ آیتیں اور احادیث جو یہ ظاہر کرتی ہیں کہ کوئی مردہ دنیا میں واپس نہیں آئے گا قطعیۃ الدلالت نہیں اور نیز بجائے لفظ موت اور اماتت کے جو متعدد المعنی ہے اور نیند اور بے ہوشی اور کفر اور ضلالت اور قریب الموت ہونے کے معنوں میں بھی آیا ہے تـوفـی کا لفظ کہیں دکھلاوے مثلاً یہ کہ تو فاہ اللہ مأہ عامٍ ثم بعثہ تو ایسے شخص کو بھی بلاتوقف ہزار روپیہ نقد دیا جائے گا۔

المشتہر خاکسار غلام احمد از لدھیانہ (یہ اشتہار ازالہ اوہام حصہ اول بار اول مطبوعہ ریاض ہند پریس کے صفحہ ۱۹۷ پر ہے)

(مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ جلد اول۔ ص ۲۸۴۔ ۲۸۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دہلی اور پٹیالہ میں قادیانی شکست

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ، اشاعۃ السنہ جلد ۱۴ (صفحہ ۲ تا ۱۰۸) میں لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی نے مباحثہ لدھیانہ (جولائی ۱۸۹۱ء) میں فاش شکست پائی تو پہلے اپنے اشتہار یکم اگست ۱۸۹۱ء میں اس مضمون کا دعوی کیا کہ میں پھر بمقام لاہور مباحثہ کرنا چاہتا ہوں جس کا جواب اشتہار یکم اگست ۱۸۹۱ء میں اس کو یہ دیا گیا کہ ہم آپ کے مناظرہ کیلئے ہر وقت حاضر و مستعد ہیں، لاہور میں کریں، خواہ پشاور میں۔ اور اگر خاص مسکن و مولد قادیان میں ہو تو نہایت مناسب ہے تاکہ مقولہ صادقہ: دروغ گو را تا بخانہ باید رسانید، پر بھی عمل ہو جائے۔.. اس جواب سے اس کے دانت کھٹے ہوئے تو پھر آپ دہلی پہنچے۔ اور وہاں جا کر ایک شیخ وقت اور مستند العصر حضرت مولوی سید محمد نذیر حسین محدث کے مقابلے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اس میں آپ یہ سوچ بیٹھے کہ شیخ وقت تو اپنی بزرگی اور ہماری نااہلی کی نظر سے مجھے مخاطب نہ بنائیں گے، اور ابو سعید محمد حسین اتنی دور نہ آئیں گے کیونکہ دہلی دور است مثل مشہور ہے۔ چلو اس میں کام ہوا۔ ہینگ لگی نہ پھٹکری اور میدان ہاتھ میں آیا۔ مگر بد قسمتی سے ایک نابینا کے کہنے سے اس اشتہار میں، جس میں حضرت شیخ وقت سے مباحثہ کا دعوی کیا تھا، مولوی عبدالحق مؤلف تفسیر حقانی، جو شیخ وقت کے تلامذہ سے ہیں، کا نام بھی درج کر دیا۔ لہذا پہلے تو مولوی صاحب ہی ان کی خدمت گذاری کو حاضر و مستعد ہو گئے۔ پھر خادم قوم (محمد حسین) دہلی پہنچا، اور اپنے شیخ و شیخ الکل کی طرف سے مباحثہ کیلئے مستعد ہو گیا۔ خاکسار کے دہلی پہنچنے سے پہلے تو قادیانی صاحب مولوی صاحب موصوف سے مباحثہ کرنے کو بظاہر مستعد تھے اور اس کو شروط ناجائز کی آڑ کھڑی کر کے (۱۔ ڈپٹی کمشنر کی خاص اجازت میرے نام سے آوے، ۲۔ جلسہ میں یورپئین افسر موجود ہو۔ ۳۔ گفتگو یوں ہو کہ فریقین اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے لوگوں کو سنائیں، یہ نہ ہو کہ سوال و جواب زبانی ہوں اور دو منشی ان کو لکھتے جائیں) ٹلا رہے تھے۔ مگر جب یہ خادم دہلی پہنچا تو آپ مولوی عبدالحق کے مکان پر بنفس نفیس حاضر ہو کر مظہر و ملتمس ہوئے کہ میں آپ سے گفتگو کرنا نہیں چاہتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مجھے حافظ احمد نابینا نے دھوکہ دیا کہ آپکا نام بھی اشتہار میں شامل کر دیا۔ میں تو غیر مقلدین سے بحث کرنا چاہتا ہوں۔ آپ تو ہمارے بھائی ہیں اور ایسے اور ایسے ہیں۔ مولوی صاحب نے یہ سمجھا کہ گرانے سے بھگانا اچھا ہوتا ہے، اور آپ کو یہ جواب دیا کہ تم بذریعہ اشتہار اس مباحثہ سے انکار کرو گے تو ہم بھی دست بردار ہو جائیں گے۔ اس پر مرزا قادیانی نے ٦۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو ایک اشتہار جاری کیا اور مولوی عبدالحق سے گفتگو کرنے سے انکار کیا اور صرف حضرت شیخ الکل سے مباحثہ کا دعوی قائم رکھا۔ مگر بد قسمتی سے ان کے ساتھ اس خاکسار کا نام بھی شامل کر دیا، جس کی وجہ ہماری ہی ایک حکمت عملی اور تدبیر عقلی تھی جو آپ کے ایک سادہ لوح حواری کے ذریعہ سے عمل میں آئی تھی۔ اس اشتہار میں آپ نے یہ مضمون لکھا:

اس عاجز کے اشتہار ۲، اکتوبر میں حضرت مولوی ابو محمد عبدالحق کا نام بھی درج کیا تھا، مگر عندالملاقات اور باہم گفتگو کرنے سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب ایک گوشہ گزین آدمی ہیں، اور ایسے جلسوں سے جن میں عوام کے نفاق وشقاق کا اندیشہ ہو طبعاً کارہ ہیں، اور اپنے کام تفسیر قرآن میں مشغول ہیں، اور شرائط اشتہار کے پورا کرنے سے مجبور ہیں کیونکہ گوشہ گزین ہیں حکام سے میل ملاقات نہیں رکھتے اور بباعث درویشانہ صفت کے ایسی ملاقاتوں سے کراہت بھی رکھتے ہیں۔ لیکن مولوی نذیر حسین صاحب اور ان کے شاگرد بٹالوی صاحب جو اب دہلی میں موجود ہیں، ان کاموں کا اول درجہ کا جوش رکھتے ہیں۔ لہذا اشتہار دیا جاتا ہے کہ اگر ہر دو مولوی صاحب موصوف حضرت مسیح ابن مریم کو زندہ سمجھنے میں حق پر ہیں تو میرے ساتھ بپابندی شرائط مندرجہ اشتہار ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء بالاتفاق بحث کرلیں۔؛ اور اگر انہوں نے بقبول شرائط مندرجہ اشتہار ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء بحث کے لئے مستعدی ظاہر نہ کی اور پوچ اور بے اصل بہانوں سے ٹال دیا تو سمجھا جائے گا کہ انہوں نے مسیح ابن مریم کی وفات کو قبول کر لیا۔ بحث میں امر تنقیح طلب یہ ہوگا کہ آیا قرآن کریم اور احادیث صحیحہ نبویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی مسیح ابن مریم جس کو انجیل ملی تھی اب تک آسمان پر زندہ ہے اور آخری زمانے میں آئے گا، یا یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ درحقیقت فوت ہو چکا ہے اور اس کے نام پر کوئی دوسرا اسی امت میں سے آئیگا۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہی مسیح ابن مریم بجسدہ العنصری آسمان پر موجود ہے تو یہ عاجز دوسرے دعوی سے خود دست بردار ہو جائے گا ورنہ بحالت ثانی بعد اس اقرار کے لکھانے کے کہ درحقیقت اسی امت میں سے مسیح ابن مریم کے نام پر کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور آنے والا ہے، یہ عاجز اپنے مسیح موعود ہونے کا ثبوت دے۔ اور اگر اس اشتہار کا جواب ایک ہفتہ تک مولوی صاحب کی طرف سے شائع نہ ہوا تو سمجھا جائے گا کہ انہوں نے گریز کی... اور واضح رہے کہ یہ درخواست مولوی سید نذیر حسین صاحب کی کہ مسیح موعود ہونے کا ثبوت دینا چاہیے اور اس میں بحث ہونی چاہیے، بالکل تحکم اور خلاف طریق انصاف وحق جوئی ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ مسیح موعود ہونے کا اثبات آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے ہوگا اور آسمانی نشانوں کو بجز اس کے کون مان سکتا ہے کہ اول اس شخص کی نسبت جو کوئی آسمانی نشان دکھاوے یہ اطمینان ہو جاوے کہ وہ خلاف قال اللہ قال الرسول کوئی اعتقاد نہیں رکھتا۔ ورنہ ایسے شخص کی نسبت جو مخالف قرآن اور حدیث کوئی اعتقاد رکھتا ہے ولایت کا گمان ہرگز نہیں کر سکتے بلکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے اور اگر وہ کوئی نشان بھی دکھاوے تو وہ نشان کرامت متصور نہیں ہوتا بلکہ اس کو استدراج کہا جاتا ہے چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بھی اپنے لمبے اشتہار میں جو لدھیانہ سے چھپوایا تھا اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں... لہذا سب سے اول بحث جو ضروری ہے مسیح ابن مریم کی وفات یا حیات کی بحث ہے جس کا طے ہو جانا ضروری ہے کیونکہ مخالف قرآن وحدیث کے نشانوں کا ماننا مومن کا کام نہیں ہاں نادانوں کا کام ہے جو قرآن وحدیث سے کچھ غرض نہیں رکھتے۔

المشتھر مرزا غلام احمد از دہلی بازار بلی ماراں کوٹھی نواب لوہارو۔ ۶۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء

حاشیہ (از قادیانی): بالآخر تمام عذرات نامعقول کے توڑنے اور اتمام حجت کی غرض سے یہ بھی ہم بطریق تنزل لکھتے ہیں کہ اگر مولوی سید نذیر حسین صاحب کسی افسر انگریز کے جلسہ بحث میں مامور کرانے سے ناکام رہیں تو اس صورت میں ایک اشتہار شائع کر دیں جس میں حلفاً اقرار ہو کہ ہم خود قائمی امن کے ذمہ وار ہیں کوئی شخص حاضرین جلسہ میں سے کوئی کلمہ خلاف تہذیب اور شرارت کا منہ پر نہیں لائے گا اور نہ آپ توہین اور استخفاف اور استکبار کے کلمات منہ پر لائیں گے بلکہ سراسر عاجزی اور انکسار اور تواضع سے تحریری بحث کریں گے اور اگر کوئی عوام وخواص میں سے کوئی خلاف تہذیب وادب کوئی کلمہ منہ پر لاوے تو فی الفور اس کو مجلس میں سے نکال دیں گے اس صورت میں یہ عاجز مولوی صاحب کی مسجد میں بحث کے لئے حاضر ہو سکتا ہے مگر دوسری تمام شرطیں اشتہار ۲۔ اکتوبر کی قائم رہیں گی۔ (مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ جلد اول۔ صفحہ ۲۳۹۔ ۲۴۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(شیخ الاسلام بٹالویؒ بتاتے ہیں کہ) مگر مرزا قادیانی کا یہ حیلہ کارگر نہ ہوا۔ ادھر مولوی عبدالحق صاحب نے ان کے عذر اور وجہ انکار کو جھوٹا سمجھا اور ۹۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو مطبع یوسفی دہلی میں اس عذر کا جواب مشتہر کیا کہ:

گو مولوی عبدالحق حکام سے نہیں ملتے، مگر بالائی انتظام کرنے کیلئے اوپر کے لوگ موجود ہیں۔ قادیانی صاحب۔ ۱۱۔ اکتوبر کو ٹاؤن ہال میں آئیں۔ اور ان سے مباحثہ کرلیں، ورنہ جھوٹے سمجھے جائیں گے۔

اور ادھر خاکسار محمد حسین نے مرزا قادیانی کے اقرار مباحثہ کے جواب میں اشتہار ۷۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء مشتہر کیا اور اس میں یہ درج کیا:

آپ نے خاکسار اور ہمارے شیخ و شیخ الکل دونوں کو مقابل و مباحث بنانا چاہا ہے۔ اور یہ بات ظاہر و مسلّم کل ہے کہ آخر گفتگو کے وقت ایک ہی شخص بولے گا، نہ یہ کہ دونوں مل کر آپ سے کلام کریں گے۔ لہذا یہ قرار پایا ہے کہ پہلے خاکسار آپ سے گفتگو کرے۔ پس اگر آپ کو ساکت اور لاجواب کردے تو حضرت شیخنا کو کسی تکلیف کی ضرورت نہ رہے۔ اور اگر خاکسار آپ کے جواب سے ساکت ہو جاوے، تو پھر شیخ الکل سے آپ کے استفادہ کی نوبت پہونچے اور یہی امر بحکم عقل مناسب ہے۔ شاگردوں کے ہوتے ایک شیخ اور امام وقت کو زیبا نہیں ہے کہ وہ آپ جیسوں کو اپنا مخاطب و مناظر بناویں۔

اس اشتہار کے آخر میں یہ بھی لکھ دیا کہ:

اگر آپ اپنی ہی شرطیں بلا کم و بیش منظور کرانا چاہتے ہیں، تو ہم اس امر کیلئے بھی حاضر ہیں۔ لیجئے بتاریخ ۱۱۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء بوقت ۹ بجے دن کے چاندنی محل تشریف لاویں۔ اور خاکسار (محمد حسین) سے گفتگو کرلیں ۔ہماری طرف سے کوئی شرط نہیں اور آپ کی سبھی شرطیں منظور ہیں۔

(شیخ الاسلام بٹالویؒ بتاتے ہیں کہ) یہ اشتہار چھاپ کر متعدد وسائل سے مرزا قادیانی کے پاس بھیجا گیا اور قادیانی نے اس اشتہار کے مضمون سے کوئی عذر و انکار نہ کیا تو اس سے اس کی رضا و تسلیم سمجھ کر چاندنی محل میں فرش وغیرہ کا انتظام کرایا گیا، اور بنظر احتیاط ایک خط بھی خاکسار (محمد حسین) اور مولوی عبدالحق صاحب کی طرف سے ان کے نام بھیجا گیا، جس کا یہ مضمون تھا:

کل کے اشتہار میں مولوی عبدالحق صاحب نے ٹاؤن ہال میں مباحثہ کے لئے آپ کو بلایا تھا۔ آج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

باتفاق چاندنی محل قرار پایا ہے۔ آپ وقت مقررہ پر ضرور تشریف لاویں کیونکہ فرش وغیرہ پر بہت سا روپیہ صرف ہو چکا ہے،۔

اس خط کے بعد قادیانی نے اشتہار ۶۔ اکتوبر کے عہد وقرار کوتوڑ دیا اور خاکسار کے ساتھ مباحثہ کرنے سے انکار کردیا اور اصرار کیا کہ میں خاص مولوی نذیر حسین سے گفتگو کرونگا۔ مولوی ابوسعید محمد حسین کی گفتگو سے مجھے بالطبع نفرت ہے۔ ہاں وہ مولوی سید نذیر حسین صاحب کے مددگار رہیں۔ ان کو لکھنے میں مدد دیں یا کوئی بھولی بات یاددلا دیں تو مضائقہ نہیں۔

اور اس اصرار کے پورا ہونے کی شرط سے جلسہ ۱۱۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء میں حاضر ہونا منظور کیا۔ جناب حضرت شیخ الکل نے اسکے اس اصرار کو منظور کرلیا اور حسب قرار داد ۱۱۔ تاریخ کو چاندنی محل میں پہونچ کر منظوری شروط واصرار قادیانی کا متضمن خط اس کے نام بھجوایا۔ اس خط کے پہونچنے پر مرزا قادیانی نے اپنے اس اقرار کو بھی توڑا اور مجلس میں آنے سے صاف انکار کیا اور اس مضمون کا خط لکھا:

چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ جوش عوام کا حد سے بڑھا ہوا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ اس جوش کی حالت میں کسی مفسدہ کا اندیشہ ہے۔ ابھی ایک شخص مجھے کہہ گیا ہے کہ میں خیر خواہی کی رو سے کہتا ہوں کہ عوام کی نیت فساد پر ہے۔ لہذا یہ تجویز قرار پائی ہے کہ غلام قادر صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس جا کر اطلاع دیں، تو پھر ایک تاریخ مقرر کر کے جلسہ ہو۔

اس پر جلسہ برخواست ہوا اور کس وناکس سکنائے دہلی نے جان لیا کہ قادیانی کو مباحثہ منظور نہیں ہے اور وہ صرف حیلہ وبہانہ سے مباحثہ کو ٹلاتا ہے۔ اس واقعہ کی مفصل کیفیت اشتہار ۱۲۔ اکتوبر میں مشتہر ہو چکی ہے

اس سے پہلے بھی ایک دفعہ شیخ الکل نے قادیانی کے اس اصرار کو توڑا اور خود بنفس نفیس اس کے شبہات کو دور کرنا چاہا۔ یکم ربیع الاول مطابق ۵۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو ایک خط اس مضمون کا اسکے پاس بھیج دیا کہ آپ بے تکلف میرے مکان پر آجائیں، اور اپنے شکوک کا ازالہ کرالیں۔ اس خط کے جواب میں بھی اس نے آنے سے انکار کیا، اور یورپین افسر کے موجود ہونے کی شرط کو آڑ بنایا۔

حضرت شیخ الکل اور اس خاکسار (محمد حسین) کے علاوہ بہت سے علماء دہلی نے قادیانی کو مباحثہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

طرف بلایا، اور اسکی جملہ شروط کو منظور کر کے اس سے مباحثہ کرنا چاہا۔ ازانجملہ ایک مولوی عبدالمجید واعظ دہلی ہیں جنھوں نے کئی اشتہاروں میں قادیانی کو مدعو کیا اور اس کے ثبوت دعوی پر ایک ہزار روپیہ انعام بھی دینا منظور کیا۔ ازانجملہ ایک مولوی رحیم بخش مدرس مدرسۃ القرآن ہیں جنھوں نے بمنظوری جملہ شرائط قادیانی اپنے مدرسہ میں ان کو بلایا۔ ازانجملہ مولوی محمد علی خاں ہیں جنھوں نے ۱۰۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو بمنظوری جملہ شرائط مسجد فتح پوری میں قادیانی سے مباحثہ کا اشتہار دیا۔ ازانجملہ مولوی عبدالحمید ہیں جنھوں نے مرزا قادیانی کے عذرات کو اپنے اشتہار ے۔ اکتوبر میں یوں توڑا کہ آپ اپنے کوٹھے کی چھت پر بیٹھ کر گفتگو کریں۔ میں اس کے مقابل کوٹھے کی چھت پر بیٹھ کر گفتگو کرونگا اور بیچ میں بازار حائل رہے گا اور کسی قسم کا اندیشہ آپ کو باقی نہ رہے گا۔ اور اسی قسم کے اور اشتہار بھی آپ کے مقابلے میں نکلے جن کی تعداد ۱۴ سے زائد ہے، مگر آپ نے کسی شخص سے مباحثہ اور مقابلہ کا حوصلہ نہ پایا اور اپنے گھر سے، جسکے دروازہ پر پولیس کا پہرہ بٹھا رکھا تھا، قدم باہر نہ رکھا۔

مرزا قادیانی کے اس گریز اور فرار اور چاندنی محل کے جلسہ میں آنے سے انکار کا شہر دہلی میں ..شہرہ ہوا.... پھر آپ نے ۱۷۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو ایک اشتہار نکالا جس میں دو درجن سے زائد گالیاں حضرت شیخ الکل کو دیں۔ پھر اس کے اخیر میں یہ فریب کا بھرا مضمون درج کر دیا:

اگر شیخ الکل مجھے غلطی پر سمجھتے ہیں تو مجمع عام میں میرے خیالات و دلائل کے جھوٹا ہونے پر قسم اٹھالیں۔

(اشتہار قادیانی کی کچھ عبارت یوں ہے: (میاں نذیر حسین صاحب آپ) کیوں کچے عذر اور حیلے بہانے کر رہے ہیں کہ بحث کرنے سے مجبور ہوں شیخ محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبدالمجید میری طرف سے بحث کریں گے۔ حضرت مجھے آپ کا وہ خط دیکھ کر کہ میں بحث کرنا نہیں چاہتا، دوسروں سے کرو، رونا آیا۔ کیسا زمانہ آگیا کہ آج کل کے اکثر علماء فتنہ ڈالنے کے لئے تو آگے اور اصلاح کے کاموں میں پیچھے ہٹتے ہیں اگر ایسے نازک وقت میں آپ اپنے وسیع معلومات سے مسلمانوں کو فائدہ نہیں پہنچائیں گے تو کیا وہ معلومات آپ قبر میں لے جائیں گے آپ بقول بٹالوی صاحب، شیخ الکل ہیں۔ شیخ الکل ہونے کا دعوی کچھ جھوٹا دعوی نہیں گویا آپ سارے جہاں کے مقتدا ہیں اور بٹالوی اور عبد المجید جیسے آپ کے ہزاروں شاگرد ہوں گے۔ اگر بٹالوی صاحب کو ایک مرتبہ نہیں ہزار مرتبہ ساکت کر دیا جائے تو اس کا کیا اثر ہوگا۔ وہ شیخ الکل تو نہیں۔ غرض دنیا کی آپ پر نظر ہے..آپ کو بٹالوی شیخ کے منصوبوں سے پرہیز کرنا چاہیے وہ حضرت اس فطرت کے ہی آدمی نہیں کہ جو آپ کو محض للہ بحث کرنے کے لئے صلاح دیویں ہاں ایسے کام ان کو بخوبی آتے ہیں کہ فرضی طور پر ادھر ادھر مشہور کر دیا اور اپنے دوستوں کو بھی خبریں پہنچادیں کہ ہم نے فتح پائی، ہم سے گریز کی، تاریخ مقررہ پر نہ آئے حیا شعبہ ایمان ہے اگر بٹالوی صاحب کو دیانت اور راست بازی کا کچھ خیال ہوتا تو ایسی دروغ بے فروغ باتیں مشہور نہ کرتے۔ یہ کس قدر مکر و فریب اور چالاکی ہے کہ سراسر بدنیتی سے ایک یک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

طرفہ اشتہار جاری کر دیا اور محض فرضی طور پر مشتہر کر دیا کہ فلاں تاریخ میں بحث ہوگی اگر نیک نیتی ہوتی تو چاہیے تھا کہ مجھ سے اتفاق کر کے یعنی میری اتفاق رائے سے تاریخ بحث مقرر کی جاتی تاکہ میں اپنے خانگی حفظ وامن کے لئے انتظام کر لیتا اور جس تاریخ میں حاضر ہو سکتا اسی تاریخ کو منظور کرتا۔ اور نیز چاہیے تھا کہ پہلے امر قابل بحث صفائی سے طے ہو لیتا۔ غرض ضروری تھا کہ جیسا کہ مناظرات کا دستور ہے فریقین کی اتفاق رائے اور دونوں فریق کے دستخط ہونے کے بعد اشتہار جاری کیا جاتا۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا اور یوں ہی اڑا دیا گیا کہ جلسہ بحث میں حاضر نہیں ہوئے اور گریز کر گئے اور شیخ الکل صاحب سے ڈر گئے۔ ناظرین سوچ سکتے ہیں کہ یہ عاجز اسی غرض سے تو اپنا وطن چھوڑ کر دہلی میں غربت اور مسافرت کی حالت میں آ بیٹھا ہے تا شیخ الکل سے بحث کر کے ان کی دیانت وامانت اور ان کی حدیث دانی اور ان کی واقفیت قرآنی لوگوں پر ظاہر کر دیوے، تو پھر ان سے ڈرنے کا کیا مطلب۔..... میں متعجب ہوں کہ آپ کس بات کے شیخ الکل ہیں۔ قرائن سے تو اس بات کا یقین آتا ہے کہ آپ نے ہی ایک بدزبان بٹالوی فطرت کے بگڑے ہوئے شیخ کو در پردہ سمجھا رکھا ہے کہ مساجد اور مجالس میں اور نیز آپ کے مکان پر علانیہ اس عاجز کو گالیاں دیا کرے چنانچہ اس نیک بخت کا یہی کام ہے کہ آپ کو ہر جگہ شیخ الکل کہہ کر دوسروں کی ہجو ملیح کرتا ہے اور اس عاجز کو جا بجا شیطان دجال بے ایمان کافر کے نام سے یاد کرتا ہے مگر درحقیقت یہ گالیاں اس کی طرف سے نہیں آپ کی طرف سے ہیں کیونکہ اگر ذرہ سی بھی دھمکی آپ کی طرف سے ملتی تو وہ دم بخود رہ جاتا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ اس شخص کے مخالف نہیں بلکہ ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں اور آپ پر واضح رہے کہ کسی قدر درشتی جو اس تحریر میں استعمال کی گئی ہے وہ درحقیقت آپ ہی کے اس شاگرد رشید کی مہربانی ہے... بالآخر یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کسی طرح سے بحث کرنا نہیں چاہتے تو ایک مجلس میں میرے تمام دلائل وفات مسیح سن کر اللہ جل شانہ کی تین مرتبہ قسم کھا کر کہہ دیجئے کہ یہ دلائل صحیح نہیں ہیں اور صحیح اور یقینی امر یہی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں... الناصح المشفق المشتہر المعلن مرزا غلام احمد قادیانی۔ ۱۷۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء۔

مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ جلد اول۔ ص ۲۴۳۔ ۲۴۹)

شیخ الاسلام بتاتے ہیں کہ حضرت شیخ الکل وخاکسار (محمد حسین) اور بعض اہل شوری حضرت شیخ الکل ، قادیانی کی اس غرض کو سمجھ گئے اور اس کو مجلس عام میں حاضر ہونے اور اس سیاہی کے دھبہ کو اتارنے کا موقعہ دینا پسند نہ کرتے تھے اور یقیناً جانتے تھے کہ وہ اپنے اقرار پر قائم نہ رہے گا۔ نہ مباحثہ کرے گا اور نہ حضرت شیخ الکل کی قسم پر راضی ہوگا۔ اسی نظر سے اس کے اشتہار ۱۷۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء کا جواب اعلام عام اہل اسلام، کے ضمن میں یہ دیا گیا کہ مرزا قادیانی اس بدگوئی اور سخت زبانی کے ساتھ جناب شیخ الکل کے خطاب کے لائق نہیں رہا۔ ہاں خاکسار (محمد حسین) اور حضرت شیخ کے دیگر تلامذہ سے جس کو وہ پسند کرے، اس سے گفتگو کر لے۔ اگر مباہلہ ہی کرنا ہے تو صوفی عبدالحق امرتسری سے کرے یا مولوی عبدالمجید دہلوی سے۔ یہ اعلام ۸ صفحہ پر ہے جو ۱۸۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو چھپ کر شائع ہوا۔ مگر عوام الناس اور بعض خواص نے حضرت شیخ الکل کو جامع مسجد میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جانے کیلئے کہا۔تب حضرت شیخ الکل نے جامع مسجد میں پہونچ کر نواب سعید الدین احمد خان رئیس لوہارو، مولوی عبدالمجید و میر بشارت حسین کوتوال شہر کی وساطت سے قادیانی کو یہ پیغام بھیجا کہ میں آپ کے عقائد باطلہ کے غلط اور ناحق ہونے پر قسم کھانے کو تیار کریں۔ ہمارے سامنے آؤ اور اپنے عقائد و دلائل بیان کرو۔تو قادیانی نے اس سے صاف انکار کیا۔مباحثہ کی طرف بلایا گیا تو اس سے بھی فرار اختیار کیا (اس مباحثے کیلئے مرزا نے بہت تیاری کی تھی اور اپنے یمین و یسار مدد کیلئے اپنے حواریوں کو دور دراز علاقوں سے بلا رکھا تھا جیسا کہ مرزا صاحب کے درج ذیل خطوط بنام حکیم نورالدین اور پیر سراج الحق نعمانی سے ظاہر ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں: مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی صاحب السلام علیکم۔ چونکہ اس جگہ کے علماء نے حد سے زیادہ شور و غوغا کیا ہے اور تمام دہلی میں ایک طوفان کی صورت پیدا کر دی ہے لہذا مولوی نذیر حسین صاحب سے درخواست کی گئی کہ ایک جلسہ عام کر کے ۱۸۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء روز اتوار کو اس عاجز کے ساتھ بحث کر لیں..لہذا مکلّف ہوں کہ آنمکرم جس طرح ممکن ہو ۱۵۔ اکتوبر سے پہلے تشریف لاویں..۔آنمکرم جس طرح ممکن ہو دس روز کی رخصت حاصل کر کے تشریف لاویں ۔..والسلام خاکسار غلام احمد از دہلی بازار بلیماراں کوٹھی نواب لوہارو (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ ص ۱۱۱۔۱۱۲)۔

پیر سراج الحق نعمانی کو مرزا قادیانی نے لکھا: مکرمی اخویم صاحبزادہ صاحب سلمہ تعالی۔ایک بڑی بھاری بحث مولوی نذیر حسین صاحب سے پیش ہے اگر آپ اس بحث پر تین چار روز تک پہونچ سکیں تو عین خوشی ہوگی مگر آنے میں توقف نہیں چاہیے۔آپ کے آنے سے بہت مدد ملے گی۔ والسلام خاکسار غلام احمد۔۱۱۔اکتوبر ۱۸۹۱ء من مقام دہلی بلیماراں کوٹھی نواب لوہارو۔ (مکتوبات احمدیہ۔ص ۸۲ جلد پنجم نمبر پنجم)

اس کی مفصل کیفیت تحریر مطبوعہ ۲۱۔اکتوبر محررہ مولوی عبداللطیف خلف الصدق مولوی عبدالمجید سے نقل کی جاتی ہے۔لکھا ہے:

بعد ادائے نماز فریضہ مولوی عبدالمجید و سید بشیر حسین انسپکٹر پولیس و نواب سعید الدین احمد خان، مرزا صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ آپ لکھ دیں کہ اگر مولانا (شیخ الکل) صاحب نے میرے دلائل بحلف رد کر دیئے تو میں اسی مجمع میں توبہ کر لونگا۔مرزا صاحب خاموش رہے۔بعض حوارین گھبرا کر کھڑے ہو گئے اور کہا ایک سال کے بعد توبہ کریں گے، مگر اس میں یہ شرط ہے کہ اگر مرزا صاحب کی بددعا کا اثر نہ ہو (یعنی اگر ایک سال کے اندر مولانا صاحب کو نصیب دشمناں بخار آ گیا یا دردسر ہو گیا، تو توبہ نہ کریں گے)۔سٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ہنس کر کہا کہ یہ تو کوئی کام کی بات نہیں۔آپ کی یہ بات کوئی بھی منظور نہیں کر سکتا۔مولوی عبدالمجید نے سٹی سپرنٹنڈنٹ سے مخاطب ہو کر کہا کہ ہم آپ کو ثالث مقرر کرتے ہیں۔آپ ان سے دریافت کریں کہ آپ اپنے عقائد کا ثبوت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بیان کر سکتے ہیں؟ اور درصورت عدم تسلیم مولانا صاحب کی قسم اور حلف پر اس وقت توبہ کریں گے یا نہیں؟ ہم بات بڑھانی اور وقت گذارنا نہیں چاہتے۔ صاحب بہادر، مرزا صاحب اور انکے اعوان کو عرصہ تک سمجھاتے رہے کہ تم کیوں بات بڑھاتے ہو ایک بات مختصر کہو۔ مرزا صاحب نے کہا کہ ہم صرف حیات و ممات مسیح میں گفتگو کرنی چاہتے ہیں اور کچھ نہیں۔ مولوی عبدالمجید نے کہا کہ اس مسئلہ حیات و ممات کا بھی اور آپ کے کل عقائد کا ہم فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم کیوں ایک ہی مسئلہ کا فیصلہ کریں جب کہ آپکے بہت سے عقائد خلاف اہل اسلام ہیں۔ بڑا دعوی تو آپ کو مسیحائی کا ہے، کیا آپ اس کا کچھ ثبوت دے سکتے ہیں؟

نواب سعید الدین و بخشی اکرام اللہ رجسٹرار و مجسٹریٹ و نواب سید سلطان مرزا آنریری مجسٹریٹ اور تمام معززین و اراکین جلسہ نے کہا کہ ایسا ہی ہونا چاہیے۔ مرزا صاحب کی طرف سے وہی معمولی جواب۔ مولوی عبدالمجید نے کہا کہ پبلک کی رائے پر آپ کیوں فیصلہ نہیں کرتے۔ مرزا کے حواریوں نے کہا کہ پبلک تو آپ کے ساتھ ہے۔ صاحب بہادر نے مرزا سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ مسیح موعود ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو ثبوت پیش کریں۔ فرض کرو کہ مسیح مر گئے تو اس حالت میں سب لوگ برابر ہیں، آپ کو کیا زیادہ حق ہے کہ مسیح سمجھا جائے۔ بہرصورت آپ کو اپنے دعوی کا ثبوت دینا ضرور ہے۔ مرزا صاحب کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ غلام قادر قادیانی حواری نے صاحب بہادر سے مخاطب ہو کر کہا کہ دیکھئے صاحب یہ لوگوں کو سناتے ہیں۔ صاحب بہادر نے کہا کہ کیوں نہ سنائیں۔ خواجہ محمد یوسف وکیل علی گڈھ نے منجانب مرزا، مولوی عبدالمجید کو مخاطب کر کے کہا کہ حضرت ایک شخص مسلمان ہوتا ہے کیوں اسے مسلمان نہیں کرتے۔ مولوی عبدالمجید نے کہا کہ اگر توبہ کرے تو ہمارا بھائی ہے۔ خواجہ یوسف نے کہا میں ابھی ان سے توبہ لکھوائے لیتا ہوں۔ وہ لکھ دیں گے کہ جو قرآن و حدیث کے خلاف میں نے لکھا ہے وہ مردود ہے اور میں مسلمان ہوں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ اگر وہ بغیر کسی مغالطہ کے ایسا لکھیں تو ہم ابھی منظور کرتے ہیں۔ پھر مرزا صاحب توبہ نامہ لکھنے لگے، مگر ویسا ہی لکھا جیسا کہ ۱۲۔ اکتوبر کے اشتہار میں شائع کر چکے ہیں (یعنی محض انکار کہ ہم نے یہ باتیں کہی ہی نہیں۔ نہ یہ کہ کہی ہیں اور ان سے توبہ کرتا ہوں)۔ مولوی عبدالمجید نے کہا کہ یہ تو مرزا صاحب پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ لکھنا تو یہ چاہیے تھا کہ جو عقائد خلاف اہل اسلام میں نے فتح اسلام، توضیح مرام، ازالہ اوہام میں لکھے ہیں ان سے توبہ کرتا ہوں۔ خواجہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یوسف نے کہا کہ مرزا صاحب نے کوئی امر خلاف اہل اسلام نہیں لکھا مگر سمجھنے کا فرق ہے۔مولوی عبدالمجید نے کہا،اچھا مرزا صاحب اس میں گفتگو کر لیں کہ ان کے عقاید خلاف قرآن وحدیث ہیں یا نہیں؟ ہم ابھی ان کی کتابیں پیش کرتے ہیں۔مرزا صاحب نے کہا کہ ہم گفتگو نہیں کرتے۔

اراکین جلسہ نے کہا کہ یہ جلسہ اس لئے ہوا ہے کہ آپ اپنے عقائد کا ثبوت بیان کریں مولانا سید محمد نذیر حسین تسلیم کریں یا بحلف ان کا خلاف قرآن وحدیث ہونا بیان کریں تو آپ توبہ کریں۔مرزا صاحب نے کہا ہم صرف حیات ومماتِ مسیح میں تحریری ثبوت چاہتے ہیں اور کوئی گفتگو نہیں کرتے۔اراکین جلسہ نے کہا کہ یہ مجمع تحریروں کے لئے منعقد نہیں ہوا۔یہ کام تو گھر بیٹھے بھی ہو رہے ہیں۔جب آپ ثبوت دعوی نہیں بیان کرتے،تو خلقت کو رخصت کر دینا چاہیے۔آخر میں نواب سعیدالدین احمد نے اراکین جلسہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اچھا کچھ نہیں تو مرزا صاحب صرف ممات مسیح میں اپنے دلائل بیان کریں۔مرزا صاحب نے کہا ہم تو صرف مولانا صاحب سے تحریری ثبوت چاہتے ہیں۔اراکین جلسہ نے کہا اگر آپ گفتگو اور فیصلہ کرنا چاہتے ہیں تو مولانا صاحب اوران کے تلامذہ تیار ہیں۔خلاف مقصود تحریروں کے لئے یہ جلسہ نہیں ہے۔خواجہ یوسف نے پبلک کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ میں مرزا صاحب کی ایک تحریر سناتا ہوں۔مولوی عبدالمجید نے کہا کہ آپ اس بات کے مجاز نہیں۔خواجہ صاحب نے کھڑے ہو کر کہا کہ آپ نہ بولیں،میں سناؤں گا۔مولوی عبدالمجید نے کہا آپ سنائیں ہم ہر جملہ کا رد کریں گے۔صاحب بہادر نے خواجہ یوسف کو روک دیا اور کہا کہ آپ ایسا نہیں کر سکتے۔پھر مولوی عبدالمجید سے کہا کہ آپ لوگوں کو پکار کر کہہ دیں کہ رخصت،سب لوگ جاؤ،مرزا صاحب گفتگو نہیں کرتے۔مولوی صاحب نے کہا صاحبو! جلسہ برخواست،مرزا صاحب اپنے دعوونکا ثبوت بیان نہیں کرتے۔صاحب بہادر نے کہا کہ مولوی نذیر حسین صاحب سے بھی کہہ دیجئے کہ جلسہ برخواست۔اس پر مولوی صاحب اور انسپکٹر صاحب نے مولانا کے پاس آ کر کہہ دیا کہ جلسہ برخواست،مرزا صاحب گفتگو نہیں کرتے۔اس کے بعد صاحب بہادر وانسپکٹر صاحب نے مرزا صاحب سے کہا کہ تشریف لے چلئے،اب بیٹھنا بے کار ہے۔مرزا صاحب اس کو بسا غنیمت سمجھے اور مع حوارین کے جلدی سے کھڑے ہو گئے۔صاحب بہادر نے پولیس مینوں کی حفاظت میں ان کی گاڑی تک پہنچا دیا۔...

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مرزا صاحب کے دوران قیام جامع مسجد دہلی جب یہ بات ہوئی کہ اگر آپ گفتگو اور فیصلہ کرنا چاہتے ہیں تو مولانا صاحب اور ان کے تلامذہ تیار ہیں۔ مولوی عبدالمجید تو وہاں موجود ہی تھے اور نواب سید سلطان مرزا، میاں صاحب کے پاس آئے اور خواستگار ہوئے کہ آپ اپنے شاگرد کو مباحثہ کے لئے میرے ساتھ بھیج دیں اور پھر حسب الحکم حضرت شیخ الکل خاکسار کا ہاتھ ہاتھ میں لے کر قادیانی کی مجلس میں پہونچے اور بآواز بلند فرمانے لگے کہ مرزا صاحب آپ کو مناظرہ کا دعوی ہے تو لیجئے یہ مولوی صاحب حاضر ہیں ان سے مباحثہ کرلیں۔ قادیانی کہاں تھے کہ بولتے یا مباحثہ کی طرف رجوع کرتے۔ وہ تو خاکسار کی صورت دیکھتے ہی زرد پڑ گئے اور مباحثہ سے انکار کر گئے۔

اس ہزیمت وشکست جامع مسجد کے بعد آپ نے مولوی محمد بشیر سے جو حسب استدعا مرزا قادیانی، بھوپال سے مباحثہ کیلئے آئے تھے گفتگو ٹھہرائی۔ تو آپ نے اپنے خط ۲۲۔ اکتوبر میں ان سے یہ شرط کرلی کہ اس جلسہ میں ابوسعید محمد حسین اور مولوی عبدالمجید شامل نہ ہوں۔ پھر چند روز ان سے گفتگو کر کے اس کو ناتمام چھوڑا (اس بحث سے پہلے یہ شرط ٹھہر چکی تھی کہ جو شخص طرفین سے ترک بحث کرے گا اس کا گریز سمجھا جاوے گا، آپ نے بحث کو ناتمام چھوڑا تو باعتراف خود گریز کیا) اور رات کے تین بجے پنجاب کا قصد کیا۔

(مولانا محمد بشیر بھوپالی سے مباحثہ سے متعلق مرزا صاحب کے چند خطوط حسب ذیل ہیں:

نمبر ۱۔ مکرمی اخویم مولوی احمد صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ حسب استفسار آپ کے عرض کیا جاتا ہے کہ مجھے حضرت محمد بشیر صاحب سے مسئلہ حیات ووفات مسیح ابن مریم میں بحث بدل وجان منظور ہے۔ پہلے بہر حال یہی ہوگی بعد اس کے حضرت مولوی صاحب ان کے نزول کے بارے میں بھی بحث کرلیں۔ بحث تحریری ہوگی۔ ہر ایک فریق سوال یا جواب لکھ کر حاضرین کو سنا دے گا۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد۔ ۱۵۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء

نمبر ۲۔ مجھے یہ منظور ہے کہ اول حضرت مسیح ابن مریم کی وفات حیات کے بارے میں بحث ہو۔ اس بحث کے تصفیہ کے بعد پھر ان کے نزول اور اس عاجز کے مسیح موعود ہونے کے بارہ میں مباحثہ کیا جائے۔ اور جو شخص طرفین میں سے ترک بحث کرے گا، اس کا گریز سمجھا جائیگا۔

نمبر ۳۔ حضرت مولوی محمد بشیر صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے آپ کی تشریف آوری سے بہت خوشی ہوئی۔ اور خط آمدہ اخویم مولوی محمد احسن صاحب سے آپ کے اخلاق اور متانت اور تہذیب کا حال معلوم ہو کر دل پہلے ہی سے مشتاق ہو رہا تھا کہ اس مسئلہ میں آپ سے اظہاراً للحق بحث ہو۔ سو الحمد للہ آپ تشریف لے آئے۔ آج مجھے بوجہ ضروریات فرصت نہیں۔ کل انشاء اللہ کوئی تاریخ مقرر کر کے اطلاع دونگا۔ لیکن بحث تحریری ہوگی، تا ہر ایک فریق کا بیان محفوظ رہے اور دور دست لوگوں کو بھی رائے لگانے کا موقعہ مل سکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سب سے پہلے مسئلہ حیات و وفات مسیح میں بحث ہوگی۔ حیات مسیح کا آپ کو ثبوت دینا ہوگا۔ اس ثبوت کے بعد آپ دوسری بحث کر سکتے ہیں۔ آپ کی خدمت میں ایک اشتہار بھیجا جاتا ہے جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ حیات وفات مسیح میں کن شرائط کی پابندی سے آپ کو بحث کرنا ہوگا۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء

نمبر ۴۔ مکرمی اخویم مولوی صاحب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل دس بجے کے بعد بحث ہو یا اگر ایک ضروری کام سے فرصت ہوئی تو پہلے ہی اطلاع دے دونگا۔ ورنہ انشاء اللہ القدیر دس بجے کے بعد تو ضرور بحث شروع ہوگی۔ صرف اس بات کا التزام ضروری ہوگا کہ بحث اس عاجز کے مکان پر ہو۔ اس کی ضرورت خاص وجہ سے ہے جو زبانی بیان کر سکتا ہوں۔ جلسہ عام نہیں ہوگا۔ صرف دس آدمی جو معزز خاص ہوں آپ ساتھ لا سکتے ہیں، مگر شیخ بٹالوی اور مولوی عبدالمجید ساتھ نہ ہوں اور نہ آپ کو ان بزرگوں کی کچھ ضرورت ہے۔ والسلام۔ مرزا غلام احمد ۲۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء

نمبر ۵۔ جناب مولوی صاحب مکرم بندہ۔ السلام علیکم۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ ان تمام شرطوں کو جو میں اپنے کل کے پرچہ میں لکھ چکا ہوں قبول کرنے سے کسی قسم کا انحراف یا میلان انحراف ظاہر نہ کریں گے۔ یعنی جن لوگوں کو آنے سے روکا ہے تجربۃً اور مصلحتۃً روکا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ خیر و برکت اسی میں ہے۔ بہت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعد از فراغ نماز جمعہ بحث شروع ہو۔ اور شام تک یا جس وقت تک ممکن ہو، سلسلہ بحث جاری ہو۔ اور دس آدمیوں سے زیادہ ہرگز ہرگز کسی حال میں آپ کے ساتھ نہ ہوں اور اس لحاظ سے کہ بحث کو بے فائدہ طول نہ ہو، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پرچوں کی تعداد پانچ سے زیادہ نہ ہو اور پہلا پرچہ آپ کا ہو۔ مرزا غلام احمد بقلم خود۔ ۲۳۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء۔ مکتوبات احمدیہ جلد ۶ ص ۲۰۴۔ ۲۰۵)

(شیخ الاسلام مولانا بٹالویؒ بتاتے ہیں کہ) اثنائے راہ میں پٹیالہ جانے کا آپ (مرزا) کو اتفاق ہوا تو وہاں مولوی محمد اسحاق پروفیسر عربی مہندر کالج نے آپ کو جا پکڑا اور خوب رگڑا اور رگیدا (مباحثہ پٹیالہ سے متعلق ایک قادیانی اشتہار متفرقات میں درج ہے) پھر لودہانہ میں آپ کا ورود ہوا تو وہاں میر عباس علی نے، جو آپکے سب سے پہلے حواری تھے، آپ کو سخت ملزم کیا اور مختصر گفتگو کر کے لاجواب کر دیا جس کی مفصل کیفیت مطبع دبدبہ اقبال ربی لدھیانہ میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے (میر عباس علی جو شیخ الاسلام مولانا بٹالوی کی ترغیب و تبلیغ سے قادیانیت سے تائب ہوئے تھے، ان کے متعلق چند قادیانی تحریریں متفرقات کے حصے میں درج کی جارہی ہیں۔ بہاء)۔ یہ متعدد شکستیں اور ہزیمتیں پا کر آپ افسردہ اور پژمردہ ہو کر قادیان پہنچے تو چاروں طرف سے نعرہ لعنت و ملامت آپ پر بلند ہونے لگا اور آپکی ہزیمت و شکست کا شہرہ عام ہو گیا اور اس سے آپ پر ہموم و افکار کا غلبہ ہوا تو اس غم کو غلط کرنے اور اس شہرت و بدنامی کو حواریوں کی نظر میں کم کرنے کی غرض سے آپ نے آسمانی فیصلہ لکھ مارا جس میں کوئی نئی بات نہیں ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

صرف وہی پرانی باتیں ہیں جو شروع زمانہ دعوی الہام سے آپ کہتے چلے آئے ہیں فرق یہ ہے کہ ان کا پیرایہ بدلا گیا ہے ..اس مقام میں دو باتیں اس کے متعلق کہنی ضروری ہیں ۔اول یہ کہ اس فیصلہ میں پچھلے مباحثات میں قادیانی نے اپنی فیروزی و فتح مندی ظاہر کر کے آئندہ مباحثہ کرنے کا بھی دعوی کیا تھا۔فیصلہ آسمانی میں تو صرف شیخ الکل کا نام درج کیا مگر زبانی جلسہ فیصلہ (جس میں پڑھ کر سنایا) اور اس سے آگے پیچھے خاکسار کا نام بھی لیا اور اپنا مباحث بنانا چاہا۔اس بات کو سکنائے بٹالہ اور اس کے اطراف موضع سیکھوان نے بیان کیا ہے جس پر لاہور وامرتسر وغیرہ شہروں میں یہ چرچا پھیل گیا کہ قادیانی صاحب اب لاہور میں آویں گے اور مباحثہ کریں گے۔ یہ چرچا سن کر یہ خاکسار اپنے وطن بٹالہ سے لاہور آ پہنچا اور مباحثہ کیلئے مستعد ہو بیٹھا۔خدا خدا کر کے قادیانی صاحب اوائل فروری ۱۸۹۲ء میں لاہور تشریف لائے اور منشی میراں بخش میونسپل کمشنر کی کوٹھی میں فروکش ہوئے ۔انکے آنے سے دوسرے ہی دن خاکسار کا پیام مباحثہ پہنچا،تو آپ نے اور آپ کے حواریوں نے انکار کیا۔مگر آپ کی اس بہادری کو دیکھو کہ اس انکار پر بھی آپ نے دوسری مجلسوں میں دعوی مباحثہ نہ چھوڑا ۔تب ایک نوٹس مباحثہ خاکسار اور تین دیگر علماء شہر لاہور کی طرف سے آپ کے پاس بھیجا گیا۔ وہ نوٹس آپ نے نہ لیا،تو چھپوا کر آپ کے دروازہ پر چسپاں کیا گیا۔پھر تو آپ نے قیام لاہور کو موجب موت وہلاکت سمجھا اور مالک مکان سے کرایہ، جو پیشگی دے چکے تھے، واپس لے کر اسی نوٹس کے دن رات کے نو بجے سیالکوٹ کا راستہ لیا۔

وہاں جا کر بھی پرائیویٹ جلسوں میں مباحثہ کا دعوی نہ چھوڑا تو وہاں نوٹس نمبر۲ ان کے نام ۱۷۔ فروری کو بھیج کر ۲۲ تاریخ تک جواب کا انتظار کیا۔جواب نہ آیا تو خاکسار حسب درخواست رؤساء وسکنائے سیالکوٹ وہاں پہنچا۔نوٹس پہنچنے کے دن سے آپ کو یہ الہام ہو چکا تھا کہ اب سیالکوٹ سے کوچ کرنا مناسب ہے۔خاکسار کے پہونچنے پر تو وہ الہام قطعی واجب العمل ہو گیا اور آپ نے رات کی ٹرین میں وہاں سے کوچ کیا۔روانگی سے پیشتر معزز اشخاص کا ڈیپوٹیشن جن میں غلام حیدر خان سر رشتہ دار ضلع وغیرہ شامل تھے ان کے پاس پہنچا اور مباحثہ کیلئے بہت کہا مگر انہوں نے اس عذر سے انکار کیا کہ ابو سعید محمد حسین میری تکفیر کا فتوی دے چکے ہیں اور مجھے گالیاں دیتے ہیں، میں ان سے بحث نہیں کرتا۔وفد نے کہا کہ وہ فتوی ہنوز عام میں مشتہر نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہوااور جن گالیوں کا آپ اندیشہ کرتے ہیں ان کا مجلس مناظرہ میں صدور ہوا تو اس پر فی گالی سوروپیہ جرمانہ دینے کو وہ حاضر ہیں۔ مگر پھر بھی انہوں نے مباحثہ منظور نہ کیا۔ ملک قطب الدین اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر سیالکوٹ نے لوکل حکام سے اجازت لے کر مباحثہ کی یہ تجویز نکالی تھی کہ فریقین جدا جدا بیٹھیں اور اپنا سوال و جواب بذریعہ تحریر پیش کریں، جس کا مناسب و مطلوب ہونا ایک وکیلوں کی جماعت دیکھے، اور درصورت غیر مطابقت راقم کو واپس کردے اور اس کو الزام یافتہ قرار دے۔ اور اس تجویز سے خاکسار کے سیالکوٹ پہونچنے سے پہلے قادیانی نے بھی رضامندی ظاہر کی تھی، مگر اس عاجز کے پہنچنے کے بعد انہوں نے رضامندی سے انکار کیا اور بوریا بندھنا اٹھایا اور کوچ بولا۔ ایک سبب جلد کوچ کرنے کا قادیانی نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ ہمارے دیر کرنے سے ہماری زمین خراب ہورہی ہے۔ مگر جب آپ نے کوچ کیا تو کپورتھلہ کا راستہ لیا جہاں ان کی کوئی زمین نہیں ہے۔ وہاں بھی خاکسار کا ایک اشتہار موسوم بدعا نامہ، جس میں کپورتھلہ پہنچ کر آپ سے مباحثہ کرنے کا کہا گیا ہے، آپ کے پاس بھیجا گیا۔ وہاں ادھر سے یہ اشتہار پہنچ گیا اور ادھر علمائے کپورتھلہ اور اس کے قرب وجوار مولوی نظام الدین و مولوی عبدالقادر وغیرہ نے آپ کو جا پکڑا (جس کی کیفیت اشتہار کپورتھلہ میں شائع ہوئی ہے) تو آپ نے معمولی راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ جالندھر کا قصد کیا۔

جالندھر کے بعض احباب نے قادیانی کے مقابلہ کیلئے خاکسار کو بلایا تو یہ عاجز بشرط منظوری مباحثہ از جانب قادیانی جالندھر جانے کو تیار ہوا۔ مگر جالندھر سے ایک خط مرسلہ ماسٹر فتح دین خان و حاجی بدرالدین اس مضمون کا پہنچا کہ وہ آپ سے گفتگو کرنے سے صاف انکار کرتا ہے۔ اب یہ امر پنجاب کے مشہور شہروں میں زبان زد عامہ خلائق ہے کہ قادیانی کو مولوی ابوسعید محمد حسین کے ساتھ مباحثہ کرنے سے صاف اور قطعی انکار ہے۔ اس سے ناظرین اہل انصاف یقین کرسکتے ہیں کہ اس فیصلہ آسمانی اور اپنے بیان زبانی میں اس کا دعوی مباحثہ صرف ابلہ فریبی اور طفل تسلی ہے اور حقیقت میں اس کو مباحثہ منظور نہیں ہے۔

دوسری یہ بات لائق اطلاع عامہ ناظرین ہے کہ مباحثہ میں اس نے پہلے دن سے یہ شرط قائم کررکھی ہے کہ مباحثہ تحریری ہو، نہ کہ تقریری۔ اور تحریری بھی اس طرز سے کہ آپ جو جی میں آوے اور جس قدر جی چاہے اور جتنے وقت میں ہو، لکھتے جاویں کوئی اس سے مزاحمت نہ کرے۔ اور بوقت قرأت تحریر والا بھی اس پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کوئی ایک کلمہ تک منہ سے نہ نکالے اور اس مجلس میں کوئی منصف بھی نہ ہو جو اپنے منصب کے موافق اس تحریر پر کوئی اعتراض کر سکے۔ اور پرچے بھی محدود ہوں اور مباحثہ کا بند کرنا بھی آپ ہی کے اختیار میں ہو۔ اس شرط سے کس و ناکس بشرطیکہ عقل انسانی رکھتا ہو، سمجھ سکتا ہے کہ اس شرط سے آپ کا مقصود صرف یہ ہے کہ آپ جو چاہیں لایعنی اور فضول باتیں کہتے جائیں اور فریق ثانی فضول گوئی سے تنگ آ کر مباحثہ ترک کرے اور اس مجلس میں آپ کا نام ہو جاوے کہ آپ نے اتنے اوراق لکھے اور اتنی دیر تک بولتے رہے اور باوجود عدم مداخلت علوم رسمیہ کئی دن تک فلاں عالم سے مباحثہ کرتے رہے اور اس سے آپکی شہرت ہو۔ یہ مقصود ان کا ہرگز نہیں کہ کسی مسئلہ میں حق ظاہر ہو یا علمی تحقیقات سے لوگوں کو نفع پہنچے۔

ایک شرط آپ نے مباحثہ لدھیانہ میں زک اٹھا کر یہ قائم کر رکھی ہے کہ مبحث مقصود سے پہلے تمہیدی امور اصول موضوعہ پیش نہ ہوں، جس سے آپ کا مقصود یہ ہے کہ آپ کی فضول گوئی و آزادی کو کوئی مانع نہ ہو۔ جس حدیث یا اجماع یا دلیل عقلی یا قاعدہ اصول یا صرف یا نحو یا معانی و بیان کو آپ چاہیں دلیل مانیں جس کو نہ چاہیں اس کو دلیل سے خارج کریں۔ اور جس آیت اور حدیث کے جو معنی چاہیں اختیار کریں، جس معنی کو چاہیں رد کریں۔ ماضی سے مضارع مراد لیں اور مضارع سے ماضی، حقیقت کو مجاز ٹھہراویں اور مجاز کو حقیقت۔ و علی هذا القیاس۔ بناء علیہ طالب حق کو بغرض و امید احقاق حق آپ سے مناظرہ کرنا عبث اور محض فضول ہے۔ کوئی ان سے مباحثہ کرنا چاہے تو اس کو یہ امید قطع کر کے صرف اس غرض سے مباحثہ کرنا چاہیے کہ وہ اس کو ملزم کرے اور اس کے علم و دیانت و حق طلبی کی قلعی کھولے۔ اسی غرض سے یہ عاجز مدت سے اس کے تعاقب میں ہے اور اپنے دوسرے اسلامی بھائیوں کو بنظر خیر خواہی یہ کہنا مناسب سمجھتا ہے کہ اس خدمت کو اسی عاجز کے سپرد کر دیں اور خود اس سے سبک دوش ہو رہیں۔ خاکسار اس کے الزام اور افحام کے طریق و انداز سے بخوبی واقف ہو چکا ہے اس لئے وہ اپنے سب بھائیوں کی طرف سے کافی ہے۔

یہ دعوی مباحثہ کے متعلق واجب العرض امور تھے جو بیان کئے گئے اور فیصلہ آسمانی کا شان نزول بتایا گیا۔ اس فیصلہ کا اصل حال اس کے جواب سے بخوبی ظاہر ہوگا۔ انشاء اللہ تعالی (ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مرزا قادیانی کے آسمانی فیصلہ پر شیخ الاسلام کا تبصرہ

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں:

مرزا قادیانی نے اپنے مسلمان ہونے اور الزام کفر والحاد وزندقہ وارتداد سے، جو اتفاق رائے علماء پنجاب وہندوستان سے اس پر قائم ہوا ہے، اپنے بری ہونے کیلئے جو آسمانی فیصلہ مشتہر کیا ہے وہ عدل وانصاف پر مبنی نہیں۔ اس فیصلہ کے دو حصے ہیں جو سولہ صفحہ میں پورے ہوئے ہیں۔

پہلا حصہ (جو آٹھ صفحہ میں ہے) محض سبّ وستم ولعن طعن کا مجموعہ ہے جسکی چند تمثیلات نمونہ از خروارے یہ الفاظ وفقرات ہیں جو قادیانی نے ایک آل رسول لخت جگر بتول حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی اور اس خاکسار راقم (محمد حسین) کے حق میں استعمال کئے ہیں:

۱۔ اول الکافرین وہی ٹھہرائے گئے ہیں۔ ۲۔ دیانت وتقوی بالکل ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ ۳۔ کنارہ کشی کی ذلت۔ ۴۔ اوباشانہ لاف گزاف۔ ۵۔ ان کی مفسدانہ اور اوباشانہ باتیں سن چکا ہوں۔ ۶۔ ایسے رسوا ہوں گے۔ ۷۔ سخت صدمہ خجالت وشرمندگی کا پہنچ گیا۔ ۸۔ سراسر خیانت وبددیانتی۔ ۹۔ بڑی ذلت کے ساتھ ہمیشہ کیلئے شکست۔ ۱۰۔ چوہڑوں اور چماروں کے بھی کان کاٹے۔ ۱۱۔ یہ کیسی سفلہ پن کی باتیں ہیں، میں سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ کے مہذب ڈوم اور نقال بھی تھوڑا بہت حیا کو کام میں لاتے ہیں اور پشتوں کے سفلے بھی ایسی کمینگی اور شیخی سے بھرا ہوا تکبرا اپنے حقیقت شناس کے سامنے زبان پر نہیں لاتے۔ ۱۲۔ اس کی کھوپڑی میں ایک کیڑا ہے جس کو ضرور ایک دن خدا تعالی نکال دیگا۔ ۱۳۔ فرعونی رنگ کے تکبر سے۔ ۱۴۔ منہ کو لگام دیوے۔ ۱۵۔ یہ کیا شرارت اور بے حیائی کا بیان ہے۔ ۱۶۔ میں ان سفلے ملاؤں کو سراسر بے بصیرت سمجھتا ہوں اور بخدا ایک مرے ہوئے کیڑے کے برابر میں انہیں خیال نہیں کرتا۔ ۱۷۔ میں ان کی گندی گالیوں اور نجاست بھری ہوئی باتوں سے ترساں ہوا۔ ۱۸۔ ہمیشہ شرفاء بدگفتار لوگوں سے ڈرا کرتے ہیں، اور مہذب لوگ گندی زبان والوں سے پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہیز کر جاتے ہیں۔شریف از سفلہ نمے ترسد بلکہ از سفلگی او مے ترسد۔۱۹۔پردہ دری۔۲۰۔بٹالوی کو ایک مجنون درندہ کی طرح تکفیر اور لعنت کی جھاگ منہ سے نکالنے کیلئے چھوڑ دیا۔۲۱۔محض شرارت کی راہ سے کہتے ہیں۔۲۲۔تحقیر کے شیطانی منصوبوں سے باز آجائیں۔

اس قسم کے بہت سے الفاظ سبّ وشتم اپنی زبان درافشان سے نکال کر قلم اعجاز رقم کے حوالے کئے ہیں۔اس درافشانی کی آپ نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ اس کے مخالفوں نے اس کو کافر،ملحد،دجال وکذاب کہا ہے۔اور بٹالوی نے جامع مسجد دہلی میں اس کو فحش گالیاں دیں اور پھلور کے اسٹیشن پر اس کے لئے کتے کی موت تجویز کی۔پھر آپ فرماتے ہیں:اس لئے مجھے مقابلہ نے کسی قدر درشت الفاظ پر مجبور کیا ورنہ میری فطرت اس سے دور ہے کہ کوئی تلخ بات منہ پر لاؤں۔

یہ بھی آپ نے فرمایا کہ میں گالیوں کے عوض میں گالیاں نہیں دینا چاہتا،اور نہ کچھ کہنا چاہتا ہوں۔جس سے صاف ثابت ہے کہ جس قدر گالیاں آپ کے دل دماغ میں جمع ہیں ان کے مقابلہ میں یہ گالیاں جو قلم میں لا چکے ہیں،کچھ مقدار نہیں رکھتیں۔گویا یہ گالیاں ہی نہیں بلکہ یہ آپ کے مسیحی اخلاق وجمالی صفات کا نمونہ ہیں۔

فریق ثانی (بٹالویؒ) کا اس کے مقابلہ میں یہ عذر وجواب ہے کہ انہوں نے نہ تو جامع مسجد دہلی میں فحش گالیاں دیں اور نہ پھلور کے سٹیشن پر قادیانی کیلئے کتے کی موت تجویز کی۔اس بیان میں مرزا قادیانی نے افتراء کیا اور اپنی عادت قدیم،کذب سے کام لیا ہے۔ہاں دجال وکذاب وملحد وکافر اور ان معنی کے اور الفاظ وہ اس کے حق میں ضرور کہتے ہیں مگر اس کے ایک امر واقعی اور حکم شرعی ہونے پر علمائے پنجاب اور ہندوستان ان سے اتفاق رکھتے ہیں۔چنانچہ ان کا فتوی بحق مرزا قادیانی جو عنقریب شائع ہونیوالا ہے،اس بیان پر شاہد عدل ہے۔اور ایک امر واقعی کے اظہار وبیان کا گالی نہ ہونا قادیانی نے خود تسلیم کیا ہے چنانچہ اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۲ میں کہا ہے:

پہلی نکتہ چینی اس عاجز کی نسبت یہ کی گئی ہے کہ اپنی تالیفات میں اپنے مخالفین کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جن سے مشتعل ہو کر مخالفین نے اللہ جل شانہ اور رسول کریم ﷺ کی بے ادبی کی،اور پر دشنام تالیفات شائع کر دیں۔قرآن شریف میں صریح حکم وارد ہے کہ مخالفین کے معبودوں کو سبّ اور شتم سے یادمت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کرو، وہ بھی بے سمجھی اور کینہ سے خدا تعالی کی نسبت سبّ وشتم کے ساتھ زبان نہ کھولیں لیکن اس جگہ برخلاف طریق ماموریہ کے سبّ وشتم سے کام لیا گیا۔

اما الجواب: پس واضح ہو کہ اس نکتہ چینی میں معترض صاحب نے وہ الفاظ بیان نہیں فرمائے جو اس عاجز نے بزعم ان کے اپنی تالیفات میں استعمال کئے ہیں اور درحقیقت سبّ وشتم میں داخل ہیں۔

میں (مرزا) سچ سچ کہتا ہوں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے۔ بڑے دھوکہ کی بات یہ ہے کہ اکثر لوگ دشنام دہی اور بیان واقع کو ایک صورت میں سمجھ لیتے ہیں۔ اور ان دونوں مختلف مفہوموں میں فرق کرنا نہیں جانتے۔ بلکہ ایسی ہر ایک بات کو جو دراصل ایک امر واقعی کا اظہار ہو اور اپنے محل پر چسپاں ہو، محض اس کی کسی قدر مرارت کی وجہ سے، جو حق گوئی کے لازم حال ہوا کرتی ہے، دشنام دہی تصور کرتے ہیں حالانکہ دشنام اور سبّ اور شتم فقط اس مفہوم کا نام ہے جو خلاف واقع اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کیا جائے۔ اور اگر ہر یک سخت اور آزاردہ تقریر کو محض بوجہ اس کی مرارت اور تلخی اور ایذاء رسانی کے دشنام کے مفہوم میں داخل کر سکتے ہیں، تو پھر اقرار کرنا پڑے گا کہ سارا قرآن شریف گالیوں سے پر ہے،۔

(شیخ الاسلام بتاتے ہیں) پھر ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۶ تک آپ نے اس اجمال کی تفصیل کی اور بزعم خود قرآن سے یہ ثابت کر دکھایا کہ امور واقعیہ کا بیان گالی نہیں کہلاتا۔

بناء علی ہذا، آپ کو کافر و دجال و کذاب و ملحد و امثال ذلک کہنا ہرگز گالی نہیں ہوسکتا کیونکہ باتفاق علمائے ہندوستان و پنجاب یہ امر واقعی کا بیان ہے۔ ہاں آپ کا اپنے مخالفوں کو اس فیصلہ میں کافر، اور اول الکافرین کہنا، یا بے حیا و بے دیانت قرار دینا آپکے اصول واقرار کے موافق گالی ہے کیونکہ آپ اپنی تحریرات میں ان لوگوں کی نیک نیتی کی تعریف کر چکے ہیں۔ اور اس خلاف کو، جو آپ سے وہ ظاہر کر رہے ہیں، ایک خطاء اجتہادی سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے آپ ان کے مقابلہ میں مباہلہ کرنے اور لعنت کہنے پر مستعد نہیں ہوتے۔

قادیانی کے اس حصہ فیصلہ کو، جس میں اس نے گالیوں کی بوچھاڑ کی ہے، راقم (محمد حسین) غلط سمجھتا ہے مگر یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ ان گالیوں کے بدلے اس کو گالیاں دے۔۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

آسمانی فیصلہ کے دوسرے حصہ میں قادیانی نے اپنے کفروایمان کیلئے ایک معیار تجویز کیا اوراس معیار سے اپنے مومن ہونے اور کافروملحد نہ ہونے کا فیصلہ کرلیا ہے۔اس فیصلہ کواس نے بحسب عادت قدیم تطویل بلا طائل اور بغرض تلبیس وتغلیط مخاطب،طولانی اور پیچیدہ عبارات میں تحریر کیا ہے جس کو پورا اور بعینہ نقل کرنا نہ صرف فضول بلکہ مخل مطلوب ہے،لہذا یہاں اس کا خلاصہ مطلب بیان کرکے اس کی ترمیم اور بجائے اس کے آسان تجویز با تقویم بیان کی جاتی ہے۔

مرزا قادیانی کے آسمانی فیصلہ کا خلاصہ یہ ہے کہ مومن وکافر کا امتحان بحکم قرآن مجید چار علامتوں سے ہوتا ہے:اول بشارات سے،یعنی مومن کواس کی مرادات اوراس کے دوستوں کے مطلوبات قبل از وقت بتائے جاتے ہیں۔دوم۔اطلاع مغیبات سے،یعنی مومنوں کو دنیا کے واقعات متعلقہ غیر پر قبل از وقوع اطلاع دی جاتی ہے۔سوم:قبولیت دعوات سے،یعنی مومن کی اکثر دعائیں قبول ہوتی ہیں۔چہارم:کشف عجائبات قرآن سے،یعنی مومن کوقرآن کے وہ عجائبات معارف دقائق سجھائے جاتے ہیں جو پہلے کسی مسلمان مفسر صحابی یا تابعی یاامام کونہ سوجھے ہوں۔اورکسی اسلامی کتاب تفسیر میں بیان نہ ہوئے ہوں۔

ان چہارگانہ علامات ایمان وآلات امتحان میں قادیانی نے ازراہ دوراندیشی ایک قیدواستثناء بھی لگا دی اور یہ بات کھول کر کہہ دی ہے کہ یہ علامات اکثری ہیں،کلی نہیں ہیں۔اور بعض اوقات یہ علامات مومن میں پائی نہیں جاتیں، بلکہ اس کے مقابل کافر میں پائی جاتی ہیں۔بعض بشارتیں مومن کونہیں ملتیں،کافرکومل جاتی ہیں۔بعض واقعات آئندہ مومن پرنہیں کھلتے،کافر پر کھلتے ہیں۔بعض دعائیں مومن کی (اس وجہ سے کہ تقدیر مبرم ہیں ،ان کی عدم قبولیت لکھی گئی ہے) قبول نہیں ہوتیں،کافر کی ہوجاتی ہیں۔بعض اوقات مومن پر قرآن کے عجائبات نہیں کھلتے۔یہ قیدواستثناء آپ نے اس غرض سے لگائی ہے کہ جن بے شماراشخاص کیلئے آپ دعائیں کرچکے اوران کے عوض میں ان سے ہزارہا روپیہ لے کر ہضم کرگئے ہیں (چنانچہ فتح الاسلام کے صفحہ ۴۹ میں اس امر کے اقراری ہیں،اور اب تک وہ لوگ مطلب کونہیں پہنچے اورآپ کی دعاؤں سے فائدہ نہیں پائے) وہ اس قاعدہ امتحان کوسن کرکہیں چونک نہ پڑیں اوراپنے حق میں آپ کی دعا ان کے قبول نہ ہونے سے آپ کوکافر سمجھ کر واپسی روپیہ کے خواستگار نہ ہوجائیں۔ اور چاروں طرف سے دیوانی نالشوں کے نوٹس نہ پہنچنے لگیں۔ان کا منہ بنداس استثناء سے بند کردیااوران کو یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سمجھا دیا کہ ان کی قسمت اور تقدیر مبرم میں حصول مراد مقدور نہ تھا اس لئے ان کے حق میں آپ کی دعاؤں کا اثر نہ ہوا۔ یہ ان کی قسمت کا قصور ہے، نہ کہ آپ کی دعاؤں کا۔

ازانجملہ ایک ہمارے شہر لاہور کے معزز رئیس اور ہمارے مہربان دوست سردار بہادر رسالدار پنشنر ہیں جن سے ان کے گھر میں بیٹا پیدا ہونے کے لئے دعا کے وعدہ اور امید پر آپ نے پانچ سو روپیہ یک مشت اور کئی رقمیں متفرق اپنے ایک دلال کے ذریعہ سے وصول کی ہیں۔ وازانجملہ بعض متعلقین نواب محمد ابراہیم علی خان والی ریاست مالیر کوٹلہ ہیں جن سے دعاء صحت نواب صاحب کے وعدہ وامید پر آپ نے پانچ سو روپیہ وصول کئے مگر وہ اب تک صحت یاب نہ ہوئے۔ وازانجملہ مولوی جلال الدین ساکن پیر کوٹ علاقہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ ہیں جو مرض نزول الماء سے نابینا ہو کر کئی بار قادیان میں ماحضر لے کر حاضر ہوئے اور اب تک اس مرض سے صحت یاب نہیں ہوئے۔ و قس على هذا۔

اس قاعدہ سے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے اور اپنے مخالفین کے ایمان کے امتحان کی یہ تجویز کی ہے کہ:

لاہور میں ایک بڑی انجمن (جنرل کمیٹی) قائم ہو جس کے ممبر قادیانی کے مخالفین بھی ہو سکتے ہیں اگر وہ درخواست کریں۔ ورنہ صرف قادیانی کے حوارین اور موافقین کافی ہیں۔

اور اس کمیٹی کی برانچیں (شاخیں) دور دراز ملکوں (مثلاً مدراس، بمبئی، کلکتہ وغیرہ) میں مقرر ہوں اور کمیٹی یا کمیٹیاں دفتر اور رجسٹر بناویں۔

اس دفتر میں قادیانی اور اسکے مخالف مولوی اپنی تحریرات متضمنہ بشارات و پیش گوئیاں متعلقہ واقعات باثبات شہادات چار کس اہل اسلام ایک سال کے عرصہ تک بھیجتے رہیں۔

اور کمیٹی ان تحریرات کے مطالب کو اپنے رجسٹروں میں درج کر کے ان تحریرات کی رسیدیں باثبات دستخط تمام ممبران یا کم سے کم پانچ اشخاص کے فریقین کو دیتی رہے۔

اور ان تحریرات کے نتیجہ کے ظہور پر اس کو اپنے رجسٹر ان میں درج کرے اور اس پر جملہ ممبران یا پانچ ممبر اپنے دستخط ثبت کیا کریں۔

ایک سال کے بعد وہ کمیٹی فریقین کے سامنے انکی بشارات اور پیش گوئیوں کے نتائج کا موازنہ اور مقابلہ کرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پس جس فریق کی جانب کثرت ہو یعنی اس کی بشارتیں اور پیش گوئیاں فریق مقابل کی نسبت زیادہ سچ نکلیں اس کو مومن کامل تصور کیا جائے۔

وہی کمیٹی (یا کمیٹیاں) اہل حاجات مختلف مذاہب اور مختلف مصائب میں مبتلا (مثلاً کوہڑی، اندھے، لنگڑے، یا کسی سخت سزا عبور دریائے شور یا پھانسی کے حکم یافتہ یا اپنے پیارے مفقود الخبر کے غم زدہ یا لاولد ہونے کی مصیبت میں مبتلا) لوگوں کو اشتہارات کے ذریعہ سے (جن کو آپ کے حواری میاں غلام قادر اڈیٹر پنجاب گزٹ سیالکوٹ مفت چھاپ دیں گے) طلب کر کے اکٹھا کریں۔ (شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ یہاں دو باتیں آپ (مرزا) بیان کرنا بھول گئے۔ اول یہ کہ اگر اشتہار و اذن عام کو دیکھ کر ہزاروں کوہڑی جمع ہونے کو تیار ہو جائیں گے تو ان کی سکونت کیلئے کوہڑیخانہ لاہور میں میوہسپتال کے قریب یا اور کہیں بنوانا پڑے گا، یا خود کمیٹی کو قصبہ ترن تارن ضلع امرتسر پنجاب میں، جہاں کوہڑی بکثرت رہتے ہیں، جا کر ایک مدت تک کوہڑیوں کے ساتھ رہنا ہوگا۔ امر دوم: کہ ان کوہڑیوں کا اگر وہ لاہور میں جمع ہونا چاہیں گے خرچ خوراک کون دے گا۔ کیا وہی میاں غلام قادر یا ان کے ہم زلف آپ کے پہلے اور بڑے حواری حکیم نورالدین جنکے ہاتھ میں خزانہ ریاست جموں کا ایک حصہ ہے، یا یہ خرچ ان بے چارے مولویوں پر جو قادیانی کے مخالف ہیں ڈالا جائے گا۔ شائد ان دونوں امر کی نسبت آپ کو کچھ الہام نہیں ہوا۔ قافیہ الہام تنگ ہو گیا تھا تب ہی ان کے بیان سے تعرض نہیں کیا) اور ان سب اہل مصائب کی درخواستیں لے کر ایک صندوق میں جمع کرتی رہے۔ اور ان سب کے نام بقید ولدیت وسکونت و پیشہ و مذہب و نوع مصیبت، کمیٹی اپنے رجسٹروں میں درج کرے اور ایک مہینہ کی یا جس قدر مدت کے بعد کمیٹی مناسب سمجھے درخواست کنندگان اہل مصائب کی دو فردیں بناوے۔ اور ان کو قرعہ اندازی کے ذریعہ قادیانی اور اسکے مخالف مولویوں میں تقسیم کردے۔ جس فریق کے حصہ میں جس فرد کے اہل مصائب آئیں، روز تقسیم سے ایک سال تک وہ فریق ان کے حق میں دعا کرتا رہے۔ پھر جس فریق کی دعا سے کثرت سے لوگ اچھے ہوں وہ فریق مومن کامل تصور کیا جائے۔

اسی کمیٹی کے سامنے قادیانی اور مخالف مولوی قرآن شریف کے ایسے عجائبات معانی بیان کریں جو پہلے کسی کتاب تفسیر میں بیان نہ ہوں۔ یعنی پہلے کسی مسلمان کو نہ سوجھے ہوں۔ پس جس فریق کے بیان کردہ معارف کمیٹی کے جلسہ میں صحیح وخالی از تکلف ثابت ہوں وہ مومن کامل اور صاحب علم لدنی سمجھا جائے۔

اس امتحان میں مقابلہ کی وجہ قادیانی نے یہ بتائی ہے کہ اگر وہ یک طرفہ نشان دکھائیگا تو اسکے مخالف مولویوں کو اعتبار نہ آئے گا اور عام لوگ چونکہ مولویوں کے تابع ہوتے ہیں لہذا وہ بھی ان نشانوں کو نہ مانیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

گے۔ پھر کہا ہے کہ ہاں اگر مولوی لوگ وعدہ دیں کہ ہم قادیانی کا یک طرفہ نشان دیکھ کر اس کو مسلمان مان لیں گے، تو یک طرفہ نشان دکھانے کو بھی آپ حاضر ہیں

اس فیصلہ آسمانی کی دنبالہ میں قادیانی نے علمی مباحثہ کی طرف بھی اپنے مخالفوں کو بلایا اور یہ کہا ہے کہ میرے مخالف میرے دعوی وفات مسیح میں مجھ سے بحث نہ کر سکے اور اس بحث کو ناجائز شروط پیش کر کے ٹلا چکے تو میں نے یہ آسمانی گولہ چلایا ہے۔ وہ اب بھی لاہور میں آکر مجھ سے بحث کریں تو میں مباحثہ کیلئے بھی حاضر ہوں۔ اور اس کے حواری اس پر یہ حاشیہ چڑھاتے پھرتے ہیں کہ حضرت قادیانی صرف اسی وجہ سے لاہور میں آئے ہیں کہ وہ مولوی ابوسعید محمد حسین سے ان کے بٹالہ چلے جانے سے پہلے بحث کریں۔ حضرت قادیانی کو ان کے بٹالہ چلے جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو آپ لاہور میں نہ آتے۔ کئی ضروریات ان کو اس سفر سے مانع تھیں، ان کو ملتوی کر کے وہ لاہور میں اس غرض مباحثہ سے آئے ہیں۔

اس دنبالہ کے اخیر میں آپ نے یہ بھی دعوی کیا ہے کہ دعوی وفات مسیح میں قرآن اور حدیث آپ کے ساتھ ہے۔ قرآن میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ آنے والا مسیح حقیقی طور پر صلیب توڑے گا اور قتل خنازیر کا حکم دے گا اور اسلامی حکم جزیہ کو منسوخ کرے گا۔ اور بخاری میں یہ نہیں لکھا کہ آنے والا مسیح ناصری بنی اسرائیلی ہوگا، بلکہ اس میں یہ لکھا ہے کہ وہ تم میں سے تمہارا ایک امام ہوگا۔ اور لکھا ہے کہ حضرت مسیح وفات پا چکے ہیں۔ یہ آپ کے فیصلہ اور اس کے حواشی کا خلاصہ ہے۔

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ اب ہم بتاتے ہیں کہ قادیانی کا یہ فیصلہ بوجوہ ذیل لائق نسخ و ترمیم ہے۔

وجہ اول: یہ کہ قرآن نے امتحان ایمان کا طریق یہ نہیں بتایا کہ مدعی ایمان کو ان چار علامتوں سے آزمایا جائے۔ بلکہ امتحان ایمان کیلئے آسمانی فیصلہ یہ ہے کہ آسمانی قرآن اور آسمانی وحی خفی حدیث نبوی پر مدعی ایمان کے اقوال وعقائد کو عرض کیا جائے۔ پس اگر وہ اقوال وعقائد قرآن وحدیث کے مطابق ہوں تو اس کو مومن تصور کیا جائے ورنہ کافر۔ سورہ ممتحنہ میں ارشاد ہے: یا ایھا الذین آمنوا اذا جاء کم المؤمنات مھاجرات فامتحنوھن۔ اللّٰہ اعلم بایمانھنّ۔ فان علمتموھن مؤمنات فلا ترجعوھن الی الکفّار۔ لا ھنّ حلّ لھم ولا ھم یحلّون لھنّ۔ و آتوھم ما انفقوا۔ تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

آویں تو ان کے ایمان لانے کا امتحان کرو۔ خدا تعالیٰ کو ان کے ایمان کا خوب علم ہے۔ تم ان کو مومن جانو تو ان کو کافروں کی طرف نہ پھیرو، وہ ان کے لئے حلال نہیں اور دو جو انہوں نے دیا تھا۔

یا ایّھا النّبیّ اذا جاءک المؤمنات یبایعنک علی ان لا یشرکن با للّٰہ شیئاً ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادھنّ ولا یاتین ببھتانٍ یفترینہ بین ایدیھنّ و ارجلھنّ و لا یعصینک فی معروفٍ فبا یعھن .الآیۃ (ممتحنہ ع ۲) اے نبی جب تیرے پاس مومن عورتیں اس پر بیعت کرنے کو آویں کہ وہ شرک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، اپنی اولاد قتل نہ کریں گی، اور بہتان نہ لائیں گی، اور کسی امر معروف میں تیری نافرمانی نہ کریں گی، تو ان سے بیعت کر لے۔

اور صحیح بخاری میں حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے: انّ عائشۃ زوج النّبی ﷺ ا خبرتہ انّ رسول اللّٰہ کان یمتحن من ھاجر الیہ من المؤمنات بھذہ الآیۃ بقول اللّٰہ یا ایّھا النّبی اذا جاء ک المؤمنا ت یبا یعنک علی ان لا یشرکن با للّٰہ شیئاً ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادھنّ ولا یاتین ببھتانٍ یفترینہ بین ایدیھنّ و ارجلھنّ و لا یعصینک فی معروفٍ فبا یعھن واستغفر لھنّ اللّٰہ ۔ انّ اللّٰہ غفور رحیم۔ قالت عا ئشۃ ممّن اقر بھذا الشّرط من المؤمنات قال لھا رسول اللّٰہ قد بایعتک کلاما (صحیح بخاری) کہ آنحضرت ﷺ ہجرت کرنے والی عورتوں کا امتحان ایمان خدا تعالیٰ کے اس قول سے جس میں شرک وغیرہ گناہ نہ کرنے کا اقرار لیا گیا ہے، کرتے پھر جو عورت اقرار کرتی اس کو فرما دیتے کہ میں نے تجھ سے بیعت لی۔

و قیل الامتحان ھو ان تشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و انّ محمداً رسول اللّٰہ فاذا علموا انّ ذلک حق ّمنھن لم یرجعن الی الکفّار و اعطی بعلھا فی الکفار الّذین عقد لھم رسول اللّٰہ ﷺ صداقھا الّذی اصدقھا و احلّھن للمؤمنین اذا اتوھنّ اجورھنّ قال ابن عباس ۔ و قیل ما کان الامتحان الا بان یّتلو علیھنّ رسول اللّٰہ ﷺ الآیۃ وھی یا ایّھا النّبی اذا جا ئک المؤمنا ت.. الی آ خرھا۔ (فتح البیان ج ۹ ص ۲۳)

تفسیر فتح البیان وغیرہ میں لکھا ہے کہ اس امتحان کی تفسیر میں بعض علماء کا یہ قول ہے کہ آنحضرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ﷺ ان مہاجر عورتوں کو قسم دے کر پوچھتے کہ وہ خاوند سے ناخوش ہو کر اور ایک جگہ سے دوسری جگہ کو پسند کر کے تو نہیں آئیں، بلکہ محض خدا و رسول کی محبت اور دین اسلام میں رغبت کے لئے آئی ہیں۔ جب وہ اس پر قسم کھا لیتیں تو آنحضرت ﷺ ان کو کافر شوہروں کی طرف نہ پھیرتے اور ان کے مہر ان کو واپس دیتے۔

اور بعض کا قول یہ ہے کہ امتحان یوں ہوا کرتا تھا کہ وہ کلمہ شہادت پڑھتیں۔ جب اس کلمہ سے معلوم ہوتا کہ وہ مسلمان ہیں تو آنحضرت ﷺ ان کو واپس نہ کرتے بلکہ ان کے مہر واپس کر دیتے۔ بعض کا یہ قول ہے کہ امتحان صرف اس طرح ہوتا تھا کہ آپ ان کے سامنے وہ آیت قرآن جس میں شرک وغیرہ گناہ نہ کرنے کا اقرار ہے، پڑھ دیتے۔

یہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور اقوال علماء امت محمدیہ بالاتفاق ناطق ہیں کہ امتحان ایمان کیلئے آسمانی اور قرآنی فیصلہ وہی ہے جو اوپر بیان ہوا ہے۔ مدعی ایمان کے اقوال و اعتقادات کو قرآن و حدیث پر پیش کیا جائے، نہ یہ کہ علامات چہارگانہ مجوزہ قادیانی سے اس کو آزمایا جائے۔ قادیانی نے علامات مذکورہ سے امتحان کرنے کو قرآنی فیصلہ قرار دینے میں نہ صرف انصاف کا خلاف کیا بلکہ خدا اور قرآن پر صریح افتراء کیا ہے۔ قرآن میں اس کی تجویز کا کہیں نام و نشان نہیں ہے۔

اب قادیانی اس افتراء سے تائب ہو۔ اور امتحان وایمان کا محک و معیار قرآن و حدیث سید الابرار کو تسلیم کر کے قرآن و حدیث سے اپنا مسلمان ہونا ثابت کرے۔

ہر چند مرزا قادیانی زبان سے کلمہ شہادت پڑھتا اور منہ سے بھی یہی اقرار کرتا ہے کہ قرآن و حدیث میں جو امور ایمان قرار دیئے گئے ہیں، میں ان کو مانتا ہوں، ولیکن چونکہ اس کی تصنیفات میں اس اقرار کے مخالف صریح انکار پایا جاتا ہے لہذا اس کا صرف کلمہ شہادت پڑھنا اور زبان سے امور ایمان کو تسلیم کرنا لائق اعتبار نہیں اور یہ اس تسلیم و اقرار کی مانند ہے جو منافقین زمانہ حضرت رسالتمآب ﷺ سے وقوع میں آیا اور قرآن نے اس کو صحیح و معتبر نہیں سمجھا، چنانچہ ارشاد ہوا: اذا جاء ك المنافقون قالوا نشهد انك لرسول الله والله يعلم انك لرسوله و الله يشهد انّ المنا فقين لكاذ بون جب منافق تمہارے پاس (اے رسول) آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ یہ بات خدا تعالی بھی جانتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کہ آپ اس کے رسول ہیں، مگر خدا گواہی دیتا ہے کہ منافق (اس گواہی دینے میں) جھوٹے ہیں، وہ جو کہتے ہیں دل سے نہیں کہتے۔

بناء علیہ قادیانی کو لازم ہے کہ اگر اس کا یہ اقرار اور کلمہ پڑھنا دل سے ہے تو وہ اپنے اس انکار سے رجوع مشتہر کرے اور ان کتابوں کے (جن میں وہ انکار پایا جاتا ہے) پڑھنے سے لوگوں کو روک دے، یا مجمع علماء میں حاضر ہو کر اس انکار کے ایسے معنی بتادے جو اس اقرار سے موافق مطابق ہو سکیں۔

وجہ دوم: یہ کہ صورت مجوزہ قادیانی سے ایمان کا امتحان بعض اوقات اور بعض حالات میں بحکم عقل ناممکن ہے، جسکے عدم امکان پر قرآن کی شہادت ہی موجود ہے کیونکہ آسمانی نشان ظاہر ہونے میں قادیانی نے بعض اوقات وحالات کی استثناء لگادی ہے اور یہ بات بتصریح کہدی ہے کہ بعض اوقات مومن کو بشارتیں نہیں ملتیں اور اس پر واقعات آئندہ اور معارف قرآنی نہیں کھلتے۔ اور دعا کی نسبت تو اس نے یہاں تک کہدیا ہے کہ جو تقدیر حقیقی اور واقعی طور پر مبرم ہو وہ مومن کامل کی دعاؤں سے ہرگز نہیں بدلتی اگرچہ مومن کامل، نبی یا رسول کا رتبہ رکھتا ہو۔

اور اس استثناء سے حالت مقابلہ کی استثناء کہیں ثابت نہیں۔ یعنی یہ بات قرآن وحدیث میں کہیں نہ آئی کہ اگر مومن کامل، کسی کافر یا مومن ناقص کے مقابلہ میں آسمانی نشان دکھانا چاہے گا تو اس حالت وصورت میں نشان دکھانے کا قاعدہ کلیہ اور دائمہ رہے گا۔ اور اس استثناء کا جس کو بعض حالات میں قادیانی نے تسلیم و تجویز کیا ہے، اس میں دخل نہ ہوگا۔ بلکہ قرآن مجید سے اس کا خلاف ثابت ہے اور بعض اوقات عین مقابلہ کی حالت میں نشان دکھانے سے انکار ثابت ہوا ہے اگرچہ اکثر اوقات مقابلہ کے وقت نشان دکھانا بھی قرآن سے ثابت ہے۔

مقابلہ کی حالت میں نشان دکھانے کی تمثیلات کی نقل اس مقام میں ضروری نہیں کیونکہ فریقین کو اس پر اتفاق ہے۔ اور وہ تمثیلات شہرہ آفاق ہیں: جیسے مشرکین مکہ کے مقابلہ میں آنحضرت ﷺ کا چاند کو دو ٹکڑے کر دکھانا، اور بدر کی لڑائی میں آنحضرت ﷺ کی دعا سے فرشتوں کا نازل ہونا، اور آنحضرت ﷺ کے ایک کف دست مٹی اور سنگریزہ پھینکنے سے تمام مشرکین کی آنکھوں اور نتھنوں کا خاک اور کنکروں سے بھر جانا۔ وغیرہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس مقام میں ایک ایسی مثال کی تفصیل کی جاتی ہے جس میں آنحضرت ﷺ کا مشرکین کے مقابلہ کے لئے آسمانی نشان چاہنا اور اس پر نشان دکھانے سے انکار پایا جاتا ہے۔ سورہ انعام میں ارشاد ہے:

وان کان کبر علیك اعراضهم فان استطعت ان تبتغی نفقاً فی الارض او سلّماً فی السّماء فتاتیهم بآیةٍ ۔ و لو شاء اللّٰه لجمعهم علی الهدی فلا تکو ننّ من الجاهلین (انعام ع ٤)۔ اگر تجھ پر (اے رسول) مشرکین مکہ کا (اسلام سے) منہ پھیرنا ناگوار ہو تو تجھے زمین میں سرنگ لگا کر یا آسمان میں سیڑھی لگا کر کوئی نشان (جو وہ چاہیں) دکھانے طاقت ہے تو ان کو نشان لادے۔ خدا چاہتا تو ان سبکو ہدایت پر اکٹھا کر دیتا۔...

تفسیر معالم میں لکھا ہے: و کان رسول اللّٰه ﷺ یحرص علی ایمان قومه اشدّ الحرص و کانوا اذا سألوا لیتاحب ان یریهم اللّٰه تعالی ذلك طمعا فی ایمانهم فقال اللّٰه عزّ وجل فان استطعت .. الآیة .(معالم ۔ص ۳۰۸) کہ آنحضرت ﷺ کو اپنی قوم کے مومن ہو جانے کی کمال حرص تھی وہ جب کوئی نشانی مانگتے تو آپ خدا سے چاہتے کہ وہ ان کو نشان دکھاوے اس طمع سے کہ وہ لوگ مومن ہو جائیں جس پر خدا تعالی نے یہ (مذکورہ بالا) ارشاد فرمایا۔

اور بیضاوی میں آخر آیت کی تفسیر میں لکھا ہے: من الجاهلین با لحرص علی ما لا یکون (بیضاوی ص ۲۵۳)۔ جو امر نہ ہو اس کی حرص سے نادان نہ ہو۔

اس قسم کی آیات قرآن مجید میں اور بھی ہیں جن میں مقابلہ کی حالت میں انبیاء سابقین اور آنحضرت ﷺ کا نشان دکھانے سے انکار کرنا پایا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی نے جو مقابلہ کی حالت میں نشان ظاہر ہونے کو ضروری اور لازمی قرار دیا اور اس کو اپنے استثناء سے مستثنی کر دیا ہے، تو اس پر دو آیات قرآن سے تمسک کیا ہے۔ ایک وہ آیت جس کا اس نے یہ ترجمہ کیا ہے:

اے مومنو مقابلہ سے ہمت نہ ہارو اور کچھ اندیشہ مت کرو اور انجام کار غلبہ تمہیں کا ہے اگر واقعی مومن ہو۔

دوسری وہ آیت جس کا ترجمہ بایں الفاظ کیا ہے: خدا تعالی ہرگز کافروں کو مومنوں پر راہ نہیں دے گا۔

مگر اس میں اس نے مسلمانوں کو دھوکہ دیا ہے اور آیات کا مطلب غلط بتایا ہے۔ ان آیات میں ہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وقت اور عام حالات میں مسلمانوں کو کافروں پر ظاہری اور دم نقد غلبہ دینے کا وعدہ نہیں دیا گیا، بلکہ پہلی آیت میں تو ایک خاص موقع (جنگ احد کے بعد جنگ بدر صغری کی تیاری) پر یہ وعدہ دیا گیا تھا۔ چنانچہ پہلی آیت کی تفسیر میں معالم میں لکھا ہے: نزلت ھذہ الآیۃ بعد احدٍ حین امر النبی ﷺ اصحابہ لطلب القوم بعد ما اصابھم الجرح فاشتد ذلک علی المسلمین فانزل ھذہ الآیۃ (جب آنحضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کو ابوسفیان کے مقابلہ کا انکے زخمی ہو جانے کے بعد حکم دیا تھا اور وہ حکم ان پر گراں گذرا تھا تب خدا نے اس آیت کو اتارا)

دوسری آیت میں نہ تو خاص کر کے آسمانی نشان دکھانے سے غلبہ کا وعدہ دیا گیا ہے اور نہ ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت میں مسلمانوں پر کافروں کو راہ نہ دینے کا وعدہ ہے۔ اسی عدم عموم حالت حالات کی وجہ سے اس آیت کی تفسیر میں صحابہ کا اختلاف رہا ہے۔

قال علی فی الآخرۃ و قال عکرمۃ عن ابن عباس ای حجۃ و قیل ظھروا علی اصحاب النّبی ﷺ۔ (معالم ص ۵۹) حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ آخرت میں خدا کافروں کو مومنوں پر راہ نہ دے گا۔ ابن عباسؓ نے کہا ہے کافر دلائل سے (جو آسمانی نشان کے سوا بھی ہوتے ہیں) مسلمانوں پر غالب نہ آئیں گے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے اصحاب پر غالب نہ ہوں گے۔

یہ تفسیر معالم کا بیان ہے۔ ایسا ہی بیضاوی نے لکھا ہے اور اس میں تخصیص آخرت پر آیت کے سیاق کو دلیل سمجھ کر کہا ہے: فاللّٰہ یحکم بینکم یوم القیامۃ و لن یّجعل اللّٰہ للکافرین علی المؤمنین سبیلاً حینئذ (پس خدا تم میں قیامت کے دن فیصلہ کرے گا اور خدا کافروں کو مومنوں پر اس دن راہ نہ دے گا)

اور ان آیات سے کسی مسلمان سلف یا خلف نے یہ نہیں کہا کہ ان میں مومنوں کو کافروں پر ہر حالت اور ہر وقت میں غلبہ دینے کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اور واقعہ اور مشاہدہ کی شہادت بھی اسکے برخلاف ہے۔ ہم صاف دیکھتے ہیں کہ بارہا مسلمانوں کا کافروں سے مقابلہ ہوا۔ اور بظاہر کافروں نے غلبہ پایا۔ عام مسلمانوں کا کیا ذکر ہے، خاص انبیاء پر بعض کافروں نے غلبہ پایا اور ان کو شہید کیا۔ دیکھو قرآن میں و قتلھم الانبیاء بغیر حقّ۔

مرزا قادیانی بھی دل سے ان آیات کا یہ مطلب نہیں سمجھتا جو یہاں بیان کرتا ہے۔ وہ خود یہ مطلب سمجھتا ہے، تو کیوں دلیری کے ساتھ بلا حفاظت پولیس و حوارئین کبھی میدان میں نہیں نکلتا۔ دہلی میں چاندنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

چوک کے جلسہ عام اہل اسلام میں نہ آیا اور اس نے صاف اور صریح الفاظ کے ساتھ یہ عذر لکھ بھیجا کہ: اس جوش کی حالت میں کسی مفسدہ کا اندیشہ ہے۔ ابھی ایک شخص مجھ کو کہہ گیا ہے کہ میں محض خیر خواہی کی رو سے کہتا ہوں کہ عوام کی نیت فساد پر ہے۔ لہذا یہ تجویز قرار پائی ہے کہ میرے دوست مولوی غلام قادر صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس جا کر آپ کی تحریر ذمہ داری سے اطلاع دے دیں اور یہ بھی التجا و درخواست کریں کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اپنی طرف سے امن قائمکر نے کے لئے کچھ مدد کریں۔ بعد اطلاع ڈپٹی کمشنر آپ کو اطلاع دی جائے۔

اور آپ نے اشتہار ۱۷۔ اکتوبر میں یہ مشتہر کیا ہے کہ: عوام کے مفسدانہ حملوں نے جو ایک ناگہانی طور پر کئے گئے، اس دن مجھے حاضر ہونے سے روک دیا۔ صدہا لوگ اس بات کے گواہ ہیں کہ اس جلسہ کے عین وقت پر مفسد لوگوں کا اس قدر ہجوم میرے مکان پر ہو گیا کہ میں انکی وحشیانہ حرکت دیکھ کر اوپر کے زنانہ مکان میں چلا گیا۔ اکثر اس طرف آئے اور گھر کے کواڑ توڑنے لگے اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ بعض آدمی زنانہ مکان میں گھس آئے۔۔

ایسا ہی آپ نے تقریر مطبوعہ ۲۳۔ اکتوبر (۱۸۹۱ء) میں اور آپ کے حواری میاں غلام قادر نے سیالکوٹ گزٹ ۱۵۔ نومبر (۱۸۹۱ء) میں مشتہر کیا ہے۔ اس واقعہ کے بعد جتنے دن آپ دہلی میں رہے اپنے گھر پر پولیس کا پہرہ رکھوایا اور جس دن دہلی سے کوچ کیا، رات کے تین بجے ریلوے سٹیشن کا رستہ لیا۔

لاہور میں آپ کا قدم آیا تو یہاں بھی اردگرد حواریوں کا پہرہ رکھوایا اور جس دن سے آپ کے ثانی اثنین مہدی لاہوری (یہ شخص لاہور میں ہے دعوی رسالت بھی کرتا ہے مہدی ہونے کا بھی مدعی ہے۔ کلمہ پڑھتا ہے لا الـــہ الا اللّـــہ مھدی رسـو ل اللـــہ) نے سر بازار آپ کی خدمت کی، اس دن سے تو آپ نے اکثر زنان خانہ میں خلوت اختیار کی اور بہت کم نیچے کے مکان مردانہ میں نشست فرمائی۔ (اس لاہوری مہدی کا ذکر قادیانی روایات میں بھی ملتا ہے۔ سراج الحق نعمانی نے بتایا ہے کہ: ایک شخص لاہور میں تھا کہ گلی کوچوں میں لا الـه الا اللّـه مھدی رسول اللّٰه کا نعرہ لگاتا پھرتا تھا۔ ایک دفعہ مرزا صاحب لاہور تشریف لے گئے اور مسجد شاہی میں جاتے تھے اور ہزاروں آدمی ساتھ تھے کہ یہ دیوانہ مہدی بھی آ گیا اور دوڑ کر مرزا صاحب کے گلے میں کپڑا ڈال لیا۔ بمشکل لوگوں نے ہٹایا اور کپڑا آپ کی گردن سے نکالا (تذکرۃ المہدی۔ ص ۱۹۲)۔ اور مفتی محمد صادق قادیانی نے: دسمبر ۱۸۹۱ء کے واقعات میں بتایا ہے، لاہور میں ایک شخص مہدی ہونے کے مدعی تھے۔ اکثر لوگ ان کو دیوانہ سمجھتے تھے۔ وہ صاحب علم آدمی نہ تھے۔ وہ بازار میں حضرت صاحب سے اچانک آ کر لپٹ گئے اور شور مچانے لگے کہ مہدی تو میں ہوں تم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نے کیوں دعوی کیا۔ شیخ رحمت اللہ نے ان کو پکڑ کر پیچھے کیا۔ (منقول از، ذکر حبیب۔ص ۱۹۔ بہاء) پس اگر ان آیات کا وہی مطلب آپ کے دل میں ہوتا جو بیان کیا ہے تو یہ امر ایسے وقوع میں نہ آتا۔ ناظرین انصاف وایمان سے کہنا جس شخص کو خدا کی طرف سے مقابلہ کے وقت غلبہ کا وعدہ دیا جائے وہ خدا پر بھروسہ چھوڑ کر ڈپٹی کمشنر یا پولیس یا اورلوگوں کی پناہ لیتا ہے، ہرگزنہیں

فی دلیل سورۂ انعام

(شیخ الاسلام مولانا بٹالویؒ فرماتے ہیں) اور اگر مرزا قادیانی کو یہ دعوی ہے کہ ان آیات میں ظاہری وجسمانی مقابلہ کے وقت مومنوں کو غلبہ دینے کا وعدہ نہیں دیا گیا، بلکہ باطنی اور روحانی مقابلہ کے وقت یہ وعدہ دیا گیا ہے تو وہ اس کا ثبوت پیش کرے اور نقل صحیح سے یہ بتا دے کہ جس موقع پر یہ آیات نازل ہوئی تھیں وہ ظاہری اور جسمانی مقابلہ کا موقع نہ تھا بلکہ باطنی اور روحانی مقابلہ کا موقع تھا۔ اس بات کا قادیانی ثبوت دے تو ہم سے ایک دلیل پر سورۂ انعام لے۔

ہر چند آیات (اگر عمومات ہوں) اپنے موقع سے مخصوص نہیں ہوتیں مگر یہ تو ضروری اور لازمی امر ہے کہ موقع نزول کو وہ شامل ہوتی ہیں۔ اور یہ امر بالاتفاق ناممکن ہے کہ وہ اپنے معانی کی نظر سے مورد نزول کو شامل نہ ہوسکیں۔ اس بیان سے صاف ثابت ہوا کہ مقابلہ کی صورت میں بھی ہر وقت اور ہر حالت میں مومنوں کو غلبہ دینے اور آسمانی نشان دکھانے کا خدا کی طرف سے وعدہ نہیں دیا گیا، بلکہ بعض اوقات عین مقابلہ کی حالت میں نشان دکھانے سے انکار پایا گیا ہے۔ اور اس قاعدہ نشان نمائی میں جو استثناء قادیانی نے تجویز وتسلیم کی ہے اس سے حالت مقابلہ مستثنی نہیں ہے۔ بناء علی ہذا صورت فیصلہ مجوزہ قادیانی سے بعض حالات میں فیصلہ ناممکن ہے کیونکہ بحکم استثناء مجوزہ مسلمہ قادیانی ممکن ہے کہ مقابلہ کے وقت دونوں فریق یا ایک فریق پر ایک مدت محدود تک (سال تمام کیوں نہ ہو) کسی بشارت یا پیشین گوئی یا عجائبات قرآنی کا انکشاف نہ ہو اور فریقین یا کسی ایک فریق کے فرد اہل حاجات ومصائب میں ایسے لوگ آجائیں جن کے حق میں تقدیر مبرم کا قلم چل چکا ہو۔ اور ان کے حق میں کسی کی دعا مقبول نہ ہو۔ اس حالت میں علامات چارگانہ مجوزہ قادیانی سے فریقین یا احد الفریقین کا کافر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یا مومن ہونا ثابت نہ ہو سکے گا اور صورت مجوزہ قادیانی سے فیصلہ ممکن نہ ہوگا۔

وجہ سوم: یہ کہ صورت فیصلہ مجوزہ قادیانی کا وقوع بحکم عادت بھی ناممکن ہے اور اس سے امتحان ایمان قادیانی کا متعذر رہے۔ کوٹھڑی خانہ کی تیاری کے لئے روپیہ کون دے گا اور مفلس کوٹھڑیوں کا خرچ روزمرہ کا، اگر وہ صدہا لاہور میں جمع ہو گئے، کون ذمہ وار ہوگا؟ اگر حکیم صاحب جموں کے خزانہ عامرہ کی نظر سے ان کو آسان تصور کیا جائے تب بھی بڑی بھاری مشکل اس تجویز کے وقوع سے مانع ہے کہ کمیٹی ممتحنہ کے ممبر اگر صرف حواریان قادیانی ہوں (جو روپیہ ملنے اور دو وقتہ مفت پر کھانا کھانے کے طمع سے بخوشی ممبر ہو سکتے ہیں) تو ان کے امتحان اور ایمان پر فریق ثانی اور عام مسلمانوں کو اعتبار نہ ہوگا۔ اور اگر اس کمیٹی میں فریق ثانی کے اشخاص ممبر مقرر کئے جاویں تو یہ امر بخیال طوالت میعاد ایک سال کے ناممکن الوقوع ہے۔ وہ لوگ قادیانی کو اس کے ایسے دعاوی کی نظر سے جھوٹا اور فریبی جانتے ہیں اور خود آسمانی نشان دکھانے کے مدعی نہیں ہیں۔ پھر وہ کس امید پر اپنے کام کاج چھوڑ کر ایک سال تک اس کی نوکری میں لگ سکیں گے۔ اسی نظر سے قادیانی نے یہ کمیٹی تجویز کی ہے اور ایک سال ان کی نوکری اور حاضر باشی کی میعاد ٹھہرادی ہے۔ اس کو اس امر کا یقین حاصل ہے کہ ایک سال کی میعاد مقرر کرنے سے کوئی مسلمان اس کمیٹی میں شامل ہونا پسند نہ کرے گا اور اس قدر عرصہ تک ناحق و بلاضرورت اپنی اوقات کا خون کرنا روا نہ رکھے گا۔

یہ یقین اس کو ان اشتہارات کے جاری کرنے سے ہو چکا ہے جو سابقاً مخالفین اسلام کے مقابلہ میں ایک سال تک حاضری کی شرط پر آسمانی نشان دکھانے کے لئے اس نے جاری کئے تھے اور مخالفین ان اشتہارات کی طرف ملتفت نہ ہوئے۔ کسی نے اس کو فریبی اور دھوکہ باز سمجھا، کسی نے دیوانہ قرار دیا۔ اور اس نے اپنے احمق اتباع پر اس کا نتیجہ یہ ظاہر کیا کہ کوئی اسکا مقابل نہ ہوا، اور میدان اس کے ہاتھ میں رہا۔ یہی نسخہ اس نے مسلمانوں سے پیچھا چھڑانے اور اپنے احمق اتباع کے سامنے ان پر اپنی فتح ظاہر کرنے کیلئے استعمال کرنا چاہا ہے مگر دانا ہر فرقہ کے خوب سمجھتے ہیں کہ یہ اس کی فتح نہیں، گریز ہے۔ اور ایک ناممکن الوقوع امر کو شرط مقابلہ ٹھہرانا گریز کا ایک بہانہ ہے۔

بھلا اگر قادیانی کو کوئی یہ کہے کہ ایک سال کے عرصہ تک وہ (قادیانی) اس کی خدمت میں حاضر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رہے۔ ایک سال کے بعد وہ اس کو خدا تعالی کی ظاہری آنکھوں سے زیارت کرا دے گا، یا اس کو پر لگا کر آسمان پر اڑا کر پہنچا دے گا، تو کیا قادیانی اس امید پر ایک سال تک اس کی خدمت میں رہنا منظور کرے گا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ پھر وہ مسلمانوں کو (جو اس کو محض فریبی سمجھتے ہیں اور اس سے صدور خوارق و کرامات کو ویسا ہی محال جانتے ہیں) کیوں ایسی بات کہتا ہے؟ ہاں وہ میعاد نشان نمائی ہفتہ دو ہفتہ کر دے، تو مسلمان نہ اس امید پر کہ وہ نشان دکھا سکتا ہے بلکہ صرف اس خیال سے کہ وہ جھوٹا ہے، خدا اس کو جھوٹا کرے گا اور عام لوگوں پر اس کا فریب ظاہر کر دے گا، اس قلیل مدت تک اپنی اوقات کو صرف کر سکتے ہیں۔ سال بھر تک تو وہ اپنی اوقات کو اس کی تکذیب کے لئے صرف کرنا، کوہ کندن گیاہے بر آوردن، کا مصداق سمجھتے ہیں اور اس سے آسان تدبیر تقریر و تحریر کے ذریعہ سے اس کا جھوٹا اور فریبی ہونا ظاہر کر سکتے ہیں۔ لہذا میعاد ایک سال کے لئے ان کا اس کمیٹی کا ممبر ہونا ناممکن الوقوع ہے۔

وجہ چہارم: یہ کہ صورت مجوزہ قادیانی سے فیصلہ وقوع میں آ بھی جاوے تو وہ مشتبہ رہتا ہے کیونکہ بعض علامات جس کو قادیانی آسمانی قرار دیتا ہے، آسمانی نہیں بلکہ شیطانی یا انسانی ہونے کا احتمال رکھتی ہے۔

وہ کشف واقعات آئندہ سے جو بذریعہ علم نجوم و رمل و جفر اور جوتش اور قیافہ شناسی اور پولیٹکس بھی ہو جاتا ہے اور اس قسم کے واقعات کو بطور پیشین گوئی نجومی رملی و پولیٹیشن اشخاص اکثر بتاتے ہیں اور وہ اخباروں میں مشتہر ہوتے رہتے ہیں اور واقعی بھی نکلتے ہیں۔ پس اگر قادیانی (جو علم نجوم میں دخل رکھتا ہے) چنانچہ اس کی عبارات توضیح مرام منقولہ فتوی تکفیر قادیانی سے ظاہر ہے (اور پالیٹیشن اور قیافہ شناس تو پورا ہے) ان علماء اسلام کے مقابلہ میں (جو رمل و نجوم کا علم نہیں رکھتے اور مرزا قادیانی کے برابر وہ قیافہ شناس اور پولیٹیشن بھی نہیں ہیں) کچھ واقعات آئندہ بتا دے جن کی مثل وہ علماء نہ بتا سکیں تو اس سے ان واقعات کے بیان کا نشان آسمانی ہونا کیونکر متیقن ہو سکتا ہے۔

وجہ پنجم: یہ کہ بعض علامات مجوزہ قادیانی یقیناً آسمانی نہیں بلکہ شیطانی ہیں۔ جن کی نظر سے اس فیصلہ کو یقیناً شیطانی کہہ سکتے ہیں۔ وہ آیات قرآن میں اس کی وہ تحریفات ہیں جن کو وہ معارف قرآنی کہتا ہے (جیسے قادیانی کے نزدیک لیلۃ القدر سے رات مراد نہ ہونا بلکہ ایک ظلماتی زمانہ، جس کی ظلمت حد کمال تک پہنچ چکی ہو، مراد ہونا، اور سجود آدم سے حضرت آدم کی طرف ملائکہ کا سجدہ مراد نہ ہونا بلکہ انسان کامل کی خدمت و اطاعت مراد ہونا۔ اور حضرت عیسیٰؑ کے احیائے موتی و شفاء مرضی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سے روحانی مردوں اور مریضوں کو ہدایت کرنا، یا عمل مسمریزم کے ذریعہ سے اپنا خیالی اثر حیات وصحت ان پر ڈالنا اور خلق طیور سے کل دار کھلونے بنانا وغیرہ) اور مسلمان ایسے معانی کے بیان کو تحریف وکفر والحاد وزندقہ وباطنیت سمجھتے ہیں اور اس پر وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ وہ معانی ظاہر نصوص کے (جو باتفاق اہل اسلام واجب الاعتقاد ہے) مخالف ہیں اور سلف صالحین صحابہ وتابعین وآئمہ مجتہدین واکابر محدثین سے مروی وماثور نہیں، اس امر کا تو قادیانی خود فخر کے ساتھ مدعی ہے اور کہتا ہے کہ وہ معانی کسی کتاب تفسیر میں موجود نہ ہونگے۔ لہذا وہ تحریفات بحکم حدیث من احدث فی امر ناھذا ما لیس منه فھو ردّ (یعنی جو شخص ہمارے دین میں ایسی بات نکالے جو اس میں نہیں، یعنی قرون ثلاثہ میں جن کی بہتری کی آنحضرت ﷺ نے شہادت ہے، پائی نہ جاوے، وہ مردود ہے) مسلمانوں کے نزدیک لائق رد ہیں۔ پھر وہ ان تحریفات کو آسمانی نشان کیونکر مان لیں اور اس میں قادیانی کا مقابلہ کس طرح کریں۔ قادیانی کے مقابلہ میں وہ تھوڑی دیر کیلئے کافر نہیں بن سکتے۔ (وہ اس احمق کی نظیر نہیں بننا چاہتے جس نے پرائی بدشگنی کیلئے اپنی ناک کٹائی تھی)

وجہ ششم: یہ کہ صورت فیصلہ مجوزہ قادیانی نہایت طوالت اور مہلت طلب ہے ایک عرصہ انعقاد وتقرری کمیٹی ہائے مختلف علاقوں کیلئے چاہیے۔ اور بعد انعقاد کمیٹی ہا اور شروع کاروائی پھر ایک سال انتظار نتائج دعاؤں اور پیش گوئیوں کیلئے چاہیے۔ حالانکہ یہ کئی سالوں کی راہ ایک دن یا چند دنوں میں طے ہوسکتی ہے جس کی صورت یہ ہے کہ وہی کمیٹی جو آئندہ دعاؤں اور پیش گوئیوں کے نتائج اور قرآنی معارف کا امتحان کرکے قادیانی کو پاس کرے گی، قادیانی کی گزشتہ دعاؤں اور پیش گوئیوں کے نتائج اور اس کے بیان کردہ قرآنی معارف کا امتحان کرے۔ اس کمیٹی میں قادیانی کے مخالف مولوی بھی شامل ہوسکتے ہیں کیونکہ یہ صرف چند دنوں کا کام ہے، اور اس میں ان کو بنظر کاذب اور مفتری ہونے قادیانی کے اور کذب ہونے اس کی پیش گوئیوں کے اور کفر والحاد ہونے اس کے بیان کردہ معارف کے اپنی کامیابی کی کامل امید ہے۔

اس کمیٹی کے ممبر فریقین سے مساوی منتخب ہوں اور اس کا پریسیڈنٹ نیوٹرل (ثالث غیر طرفدار) ہو۔ یہ کمیٹی قادیانی کی پہلی دعاؤں اور پیش گوئیوں کے نتائج اور قرآنی معارف کو درست اور صحیح اور آسمانی نشان قرار دے تو قادیانی کو مومن کامل تصور کیا جائے، ورنہ کافر دروغ گو۔

پہلی دعاؤں میں شائد ان لوگوں کے نام بھی پیش ہوں جن کا ہزار ہا روپیہ قادیانی صاحب ہضم کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

چکے ہیں اوران کے کام نہیں ہوئے۔اور انکی نسبت شائدوہ یہ عذر پیش کریں کہ ان کے حق میں تقدیر مبرم چل چکی تھی اس لئے وہ کامیاب نہ ہوئے۔لہذا انکی جگہ چند نئے اہل حاجات (جن میں بعض قادیانی کے اتباع سے لنگڑے، کانے وغیرہ بھی شامل ہوں گے) پیش کئے جائیں گے ان کی نسبت پہلے قادیانی صاحب الہام کی دوربین لگا کر لوح محفوظ یا عرش معلیٰ یا علیین سے یہ دیکھ لیں کہ وہ تقدیر مبرم والے تو نہیں۔ وہ ایسے نکلیں تو ان کی جگہ اور لوگوں کو منتخب کرے جو تقدیر مبرم کی لپیٹ میں نہ آئے ہوں۔اور پھر ان کے حق میں دعا کر کے ایک یا دو ہفتہ میں اس کا اثر دکھادے اور اس کمیٹی سے اور اپنے تمام مخالفین سے اپنے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ حاصل کرے۔

ہم سب مخالفین، قادیانی کو وعدہ دیتے ہیں کہ اگر وہ غلبہ رائے کمیٹی سے اس امتحان میں پاس ہو گیا تو ہم یہ سمجھیں گے کہ وہ درحقیقت مدعی نبوت نہیں (گو اس کے الفاظ سے یہ دعوی قطعاً ثابت ہو۔اس صورت میں ان الفاظ کی نسبت یہ خیال کیا جائے گا کہ وہ الفاظ اس نے نادانی اور سادہ لوحی سے جس وہ اپنے فیصلہ ۳ فروی ۱۸۹۲ء میں مقر ہوا ہے، بولے ہیں نہ عمداً اور ارادہ معانی حقیقیہ سے) (اس امر کو میں نے آپ کے دیگر مخالف علماء کے پاس ذکر کیا تو انہوں نے منظور کیا۔آپ اس امر کو منظور کر لیں گے تو ان کی دستخطی تحریر آپ کے پاس بھیجی جائے انشاء اللہ تعالی) اور اس نظر سے وہ کافر نہیں کیونکہ ہم لوگوں اہل سنت کا اصول واعتقاد ہے کہ متنبّی (جھوٹے مدعی نبوت) کے ہاتھ پر خوارق وکرامات کا ظاہر ہونا ممکن نہیں چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۷ جلد ۷ میں اس کی تشریح ہو چکی ہے۔

ومعہذا اگر قادیانی سے آسمانی نشان اور کرامتوں کا ظہور ہوا تو سمجھا جائے گا کہ وہ درحقیقت مدعی نبوت نہیں، صرف نادانی اور سادگی سے ایسے الفاظ، جن سے دعوی نبوت ثابت ہے، اس کی قلم سے نکل گئے ہیں۔ ہمارے اس وعدہ وتسلیم سے قادیانی کے یہ عذرات: ۱۔بعض اوقات تقدیر مبرم نشان دکھانے سے مانع ہوتی ہے۔۲۔ یک طرفہ نشان دکھایا جائے تو مخالف مولوی اس کو نہ مانیں گے اور انکے بہکانے سے عوام بھی اس کا اعتبار نہ کریں گے۔۔اٹھ گئے۔اب تو وہ سر تسلیم جھکا کر یک طرفہ آسمانی نشان دکھائے، اور سالہا سال کی راہ ایک دن یا چند دنوں میں طے کرنا منظور کرے۔وہ اس تسلیم کا خود اپنے فیصلے میں ہم سے طالب ہوا تھا۔ہم نے اس کو منظور کر لیا ہے، تو اب اس کو یک طرفہ نشان دکھانے سے کون سا عذر مانع ہے بس اب میدان میں آئے اور نشان دکھائے، اور روز روز کا قصہ طے کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یہ قادیانی کے آسمانی فیصلہ کے نسخ وترمیم کی وجوہات ہیں۔ انہیں وجوہات کے ضمن میں اس فیصلہ کی جگہ جو آسان تجویز یا تقویم ہمارے خیال میں تھی وہ بیان ہو چکی ہے وہ تجویز وہ آسمانی فیصلہ ہے جو وجہ اول کے ضمن میں بیان ہوئی ہے کہ قادیانی اپنے اقوال واعتقادات کو آسمانی وحی جلی قرآن اور آسمانی وحی خفی حدیث نبوی پر مجمع علماء میں حاضر ہو کر پیش کرے اور اپنے زبانی اقرار کلمہ شہادت اور اظہار تسلیم امور ایمان مندرجہ حدیث وقرآن کو اپنی کتب وتصانیف کے انکار سے مطابق کر دکھائے کیونکہ وہ مسلمانوں کی مجالس اور بعض تحریرات میں یہ تو اقرار کرتا ہے:

۱۔ کہ میں ملائکہ کو نفوس فلکیہ اور ارواح کواکب نہیں سمجھتا۔

۲۔ ان کے بذات خود زمین پر آنے سے انکاری نہیں ہوں۔

۳۔ جبریل کا آنحضرت ﷺ کے پاس اصلی صورت میں چھ سو بازوؤں کے ساتھ آنا مانتا ہوں۔ نہ کہ انبیاء کی خیالی صورت سے۔

۴۔ میں روح القدس روح الامین (جو انبیاء کے پاس آتا) انکی خدائی صفت محبت کے نتیجہ کو قرار نہیں دیتا بلکہ جبریل فرشتہ کو سمجھتا ہے جو آسمان سے اتر کر انبیاء کے پاس آتا تھا ایک دفعہ جبریل آنحضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس کے کئی سو پر تھے (حکیم صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا) بھائی نوردین بتانا کتنے؟ (حکیم نے جواب دیا) حضرت چھ سو تھے۔

۵۔ میں تثلیث پاک تجویز نہیں کرتا۔

۶۔ میں بطور استعارہ ابن اللہ (خدا کا بیٹا) نہیں کہلاتا۔

۷۔ میں ستاروں کی تاثیر کا قائل ومعتقد نہیں ہوں۔

۸۔ میں نبوت کا دعوی نہیں کرتا بلکہ مدعی نبوت کو کافر جانتا ہوں۔

۹۔ میں اپنی وحی کو وحی انبیاء کی طرح دخل شیطان سے منزہ اور معصوم نہیں سمجھتا۔

۱۰۔ میں معجزات انبیاء اور خوارق کو مانتا ہوں۔

۱۱۔ میں آنحضرت ﷺ کے جسمانی معراج کو حق جانتا ہوں۔

۱۲۔۱۳۔ میں سجود آدم، لیلۃ القدر وغیرہ کو جو قرآن مجید میں وارد ہیں اسی طرح انکے ظاہری معانی سے مانتا ہوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جس طرح تمام مسلمان مانتے چلے آئے ہیں۔

۱۴۔ میں نصوص کے ظاہری معنی چھوڑنے کو کفر والحاد سمجھتا ہوں۔

۱۵۔ میں مسیح وغیرہ انبیاء کی توہین نہیں کرتا بلکہ اس توہین کو کفر سمجھتا ہوں۔

۱۶۔ میں اپنے اوپر نازل کتاب یا آیات کا مدعی نہیں ہوں۔

۱۷۔ میں تمام لوگوں پر اپنی پیروی واجب اور موجب نجات اور اپنی نافرمانی کو حرام اور مستوجب سزا نہیں جانتا

۱۸۔ میں اہل اسلام سلف کو مشرک کافر نہیں سمجھتا بلکہ مومن کو کافر کہنے والے کو کافر جانتا ہوں۔

وعلی ہذا القیاس بہت ایسے امور ہیں جن کا مرزا قادیانی عام مجالس اور بعض تحریرات میں اقرار کرتا ہے۔ مگر اس کی کتب مشہورہ تصانیف میں اس اقرار کے برخلاف صریح انکار موجود ہے جو بہ ترتیب امور منقولہ بالا اس کی تصانیف سے نقل کیا جاتا ہے۔

۱۔ آپ کا ملائکہ کو نفوس فلکیہ اور ارواح کواکب قرار دینا، آپ کی درج ذیل عبارات میں پایا جاتا ہے:

توضیح المرام کے صفحہ ۲۳ میں لکھتے ہیں:

روحانیات سماویہ خواہ ان کو یونانیوں کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ کہیں یا دساتیر اور وید کے اصطلاحات کے موافق ارواح کواکب سے ان کو نامزد کریں یا نہایت سیدھے اور موحدانہ طریق سے ملائک اللہ کا ان کو لقب دیں، درحقیقت یہ عجیب مخلوقات اپنے اپنے مقام میں مستقر اور قرار گیر ہے۔

اور اس کے صفحہ ۴۰ میں لکھتے ہیں:

قرآن شریف سے ثابت ہے کہ یہ سیارات اور کواکب اپنے اپنے قالبوں کے متعلق ایک روح رکھتے ہیں جن کو نفوس کواکب سے بھی نامزد کر سکتے ہیں۔

۲ تا ۶۔ آپ کا ملائکہ خصوصاً جبریل وملک الموت کے بذات خود اور اصلی صورت سے نزول سے انکار کرنا اور صرف نزول تاثیر کا قائل ہونا اور انبیاء کی دیکھی ہوئی صورت کو ان کی خیالی صورت قرار دینا، اور روح القدس روح الامین وغیرہ انسانی صفت محبت کے نتیجہ کو قرار دینا اور تثلیث پاک کو تجویز کرنا اور اپنے آپ کو بطور استعارہ ابن اللہ کہنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

آپ توضیح مرام کے صفحہ ۲۹ میں لکھتے ہیں:

محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ ملائک اپنے شخصی وجود کے ساتھ انسانوں کی طرح پیروں سے چل کر زمین پر اترتے ہیں اور یہ خیال ببداہت باطل بھی ہے مثلاً فرشتہ ملک الموت جو ایک سیکنڈ میں ہزار ہا ایسے لوگوں کی جانیں نکالتا ہے جو مختلف بلاد وامصار میں ایک دوسرے سے ہزاروں کوس کے فاصلے پر رہتے ہیں اگر ہر ایک کے لئے اس بات کا محتاج ہو کر اول پیروں سے چل کر اسکے ملک اور شہر اور گھر میں جاوے اور پھر اتنی مشقت کے بعد جان نکالنے کا اسکو موقع ملے تو ایک سیکنڈ کیا اتنی بڑی کارگذاری کیلئے تو کئی مہینے کی مہلت بھی کافی نہیں ہوسکتی۔ کیا ممکن ہے کہ ایک شخص انسانوں کی طرح حرکت کر کے ایک طرفۃ العین کے یا اس کے کم عرصے میں تمام جہان گھوم کر چلا آوے، ہرگز نہیں۔

اوراس عبارت منقولہ سابق میں گزر چکا کہ درحقیقت یہ عجیب مخلوقات اپنے اپنے مقام پر مستقر اور قرار گیر ہے

اور اس کے صفحہ ۳۸ میں لکھتے ہیں:

اگر ان نفوس طیبہ کا ان ستاروں سے الگ ہونا فرض کر لیا جاوے تو ان کی تمام قوی میں فرق پڑ جاوے گا... وہ نفوس نورانیہ کواکب اور سیارات کے لئے جان ہی کا حکم رکھتے ہیں اور انکے جدا ہونے سے ان کی حالت وجودیہ میں بکلی فساد راہ پا جانا لازی اور ضروری امر ہے۔

اور اس کے صفحہ ۶۸ میں لکھتے ہیں:

سو وہ فرشتہ (جبریل) اگرچہ ہر ایک شخص پر نازل ہوتا ہے جو وحی الٰہی سے مشرف کیا گیا ہو (نزول کی اصل کیفیت جو صرف اثر اندازی کے طور پر ہے نہ واقعی طور پر یاد رکھنی چاہیے) لیکن اس کے نزول کی تاثیرات کا دائرہ مختلف استعدادوں اور مختلف ظروف کے لحاظ سے چھوٹی چھوٹی یا بڑی شکلوں پر تقسیم ہوتا ہے۔

وہ توضیح مرام کے صفحہ ۲۱ میں لکھتے ہیں:

ان دونوں محبتوں (یعنی محبت خدا و محبت بندہ) کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتی ہیں ایک مستحکم رشتہ اور شدید مواصلت خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر الٰہی محبت کی چمکنے والی آگ سے جو مخلوق کی ہیزم مثال محبت کو پکڑ لیتی ہے ایک تیسری چیز پیدا ہوتی ہے جسکا نام روح القدس ہے.. چونکہ روح القدس ان دونوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے ملنے سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے اسلئے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کیلئے بطور ابن کے ہے اور یہی پاک تثلیث ہے جو اس درجہ کی محبت کیلئے ضروری ہے جس کو ناپاک طبیعتوں نے مشرکانہ طور پر سمجھ لیا ہے۔

اور اس کے صفحہ ۲۵ میں لکھتے ہیں: اور یہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے اس کو روح امین کے نام سے بولتے ہیں۔

اور اس کے صفحہ ۷۰ میں لکھتے ہیں: اس وقت جبریل اپنا نورانی سایہ اس مستعد دل پر ڈال کر ایک عکسی تصویر اپنی اس کے اندر لکھ دیتا ہے تب جیسے اس فرشتے کا جو آسمان پر مستقر ہے جبریل نام ہے اس کی عکسی تصویر کا نام بھی جبریل ہی ہوتا ہے۔ یا مثلاً اس فرشتے کا نام روح القدس ہے تو عکسی تصویر کا نام بھی روح القدس ہی رکھا جاتا ہے۔ سو یہ نہیں کہ فرشتہ اسکے اندر گھس آتا ہے کہ جیسے مثلاً آئینہ دیکھنے سے یہ نہیں ہوتا کہ تمہارا منہ اور تمہارا سر گردن سے ٹوٹ کر اور الگ ہو کر آئینہ میں رکھ دیا جاتا ہے۔

اور اسکے صفحہ ۷۹ میں لکھتے ہیں:

جب جبریلی نور خدا کی کشش اور تحریک اور نفخہ نورانیہ سے جنبش میں آتا ہے تو معاً اسکی ایک عکسی تصویر جسکو روح القدس کے ہی نام سے موسوم کرنا چاہیے محبّ صادق کے دل میں منقش ہو جاتی ہے۔

۷۔ آپ کا تاثیر ستاروں کا قائل ہونا۔ آپ توضیح مرام میں صفحہ ۳۳ میں لکھتے ہیں:

جیسے ہمارے اجسام اور ہماری تمام ظاہری قوتوں پر آفتاب اور ماہتاب اور دیگر سیاروں کا اثر ہے ایسا ہی ہمارے دل اور دماغ اور ہماری تمام روحانی قوتوں پر یہ سب ملائک اثر ڈال رہے ہیں۔

اور اس کے صفحہ ۳۸ میں لکھتے ہیں کہ:

تمام نباتات اور جمادات اور حیوانات پر آسمانی کواکب کا دن رات اثر پڑ رہا ہے۔

اور اس کے صفحہ ۴۰ میں لکھتے ہیں کہ: جیسے کواکب اور سیاروں میں باعتبار انکے قالبوں کے طرح طرح کے خواص پائے جاتے ہیں جو زمین کی ہر ایک چیز پر حسب استعداد اثر ڈال رہے ہیں ایسا ہی انکے نفوس نورانیہ میں بھی انواع اقسام کے خواص ہیں جو باذن حکیم مطلق کائنات الارض کے باطن پر اثر ڈالتے ہیں اور یہی نفوس نورانیہ کامل بندوں پر بشکل جسمانی متشکل ہو کر ظاہر ہو جاتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۸۔۹۔آپکا مدعی نبوت ہونا اور نبیوں کی مانند اپنی وحی کو دخل شیطان سے منزہ و معصوم سمجھنا۔

آپ توضیح مرام کے صفحہ ۱۸ میں لکھتے ہیں:

اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہوکر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی میں نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالی سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے، امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں، اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے، اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے، اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہوکر آتا ہے، اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے، اور اس سے انکار کرنے والا مستوجب سزا ٹھہرتا ہے، اور نبوت کے معنی بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔

اور اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۳۲ میں آپ لکھتے ہیں:

ہاں یہ بھی سچ ہے کہ آنے والے مسیح کو نبی کر کے بھی بیان کیا گیا ہے مگر اس کو امتی کر کے بھی تو بیان کیا گیا ہے۔...سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی کہا، اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدث میں ان دو شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسلئے خدا تعالی نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا ہے اور نبی بھی۔

اور اس کے صفحہ ۶۷۶ میں لکھتے ہیں:

جیسے اسلام میں سر دفتر الہی خلیفوں کا مثیل موسی ہے جو اس سلسلہ اسلامیہ کا سپہ سالار اور بادشاہ اور تخت عزت کے اول درجہ پر بیٹھنے والا اور تمام برکات کا مصدر اور اپنی روحانی اولاد کا مورث اعلی ہے ﷺ ایسا ہی اس سلسلہ کا خاتم باعتبار نسبت تامہ وہ مسیح عیسی بن مریم ہے جو اس امت کے لوگوں میں سے بحکم ربانی مسیحی صفات سے رنگین ہوگیا ہے اور فرمان جعلناك المسيح ابن مريم نے اسکو درحقیقت وہی بنا دیا ہے و كان الله علی كلّ شئيٍ قدير۔اور اس آنے والا کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی، اور احمد اور عیسی اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں۔اسی کی طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یہ اشارہ ہے و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ مگر ہمارے نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جلال و جمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیش گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے، بھیجا گیا ہے

۱۰۔ آپ کا معجزات سے انکار کرنا اوران کو قانون قدرت کے مخالف سمجھ کر از قسم شعبدہ بازی و دست کاری و مسمریزم قرار دینا،

آپ توضیح مرام کے صفحہ ۹ میں لکھتے ہیں:

یہی معجزہ کفار مکہ نے ہمارے سید اور مولی حضرت خاتم الانبیا ﷺ سے مانگا تھا کہ آسمان پر ہمارے روبرو چڑھیں اور روبرو ہی اتریں اور انہیں جواب ملا تھا قل سبحان ربی یعنی خدا تعالی کی حکیمانہ شان اس سے پاک ہے کہ ایسے کھلے کھلے خوارق اس دارالابتلاء میں دکھاوے اور ایمان بالغیب کی حکمت کو تلف کرے۔

اور اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۶ و ۷ میں آپ لکھتے ہیں:

مشابہت کے لئے مسیح کی پہلی زندگی کے معجزات جو طلب کئے جاتے ہیں (یعنی قادیانی سے) اس بارے میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ احیائے جسمانی کچھ چیز نہیں احیائے روحانی کے لئے یہ عاجز آیا ہے اور اس کا ظہور ہوگا۔ ماسوائے اس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو ان حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افتراء کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں (اس میں صاف تصریح ہے کہ جن معجزات کو مسیح کی طرف مسلمان منسوب کرتے ہیں وہ مفتریات ہیں مسیح سے وہ معجزات سرزد نہیں ہوئے) تو اعجوبہ نظر نہیں آتا۔ بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں، میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں۔ کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا؟ اور پیش گوئیوں کا حال اس سے بھی زیادہ تر ابتر ہے۔ کیا یہ بھی پیش گوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے، مری پڑے گی۔ لڑائیاں ہوں گی۔ قحط پڑیں گے اور اس سے زیادہ تر قابل افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیش گوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نہیں نکل سکیں (جس نبی کی ایک الہامی پیش گوئی غلط نکلے اس کے الہام اور وحی اور نبوت کا کچھ اعتبار نہیں۔ بناء علیہ آپ کا حضرت مسیح کی پیش گوئی کو غلط کہنا درپردہ ان کی نبوت سے انکار ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یہاں تو آپ نے صرف حضرت مسیح کے معجزات، پیش گوئیوں، پروار کیا ہے مگر اپنے ازالہ کے صفحہ ۶۲۹ میں اس وار اور طعن میں چار سو اور نبیوں کو بھی شامل کر لیا ہے۔ چنانچہ بحوالہ کتب یہود و نصاریٰ جن پر اہل اسلام کے نزدیک اعتماد حلال نہیں، یہ لکھا ہے:

ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارہ میں پیش گوئی کی تھی اور وہ جھوٹی نکلی۔ اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ وہ اسی میدان میں مر گیا۔ اسکا سبب یہ تھا کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا، نوری فرشتہ کی طرف سے نہ تھا اور ان نبیوں نے دھوکہ کھا کر ربانی سمجھ لیا۔

اس بیان کی تائید میں آپ نے قرآن کی ایک آیت کے اس حصہ سے جس میں ذکر ہے کہ جو نبی یا رسول گذرا ہے، اس نے بات کی تو شیطان نے اس میں کچھ ملا دیا، استدلال کیا اور یہ کہا ہے کہ اب خیال کرنا چاہیے کہ جس حالت میں قرآن کریم کی رو سے الہام اور وحی میں دخل شیطان ممکن ہے اور پہلی کتابیں تورات و انجیل اس دخل کی مصدق ہیں اور اسی بنا پر الہام ولایت یا الہام عامہ مومنین بجز موافقت و مطابقت قرآن کریم کے حجت نہیں، تو پھر ناظرین کیلئے غور کا مقام ہے کہ کیونکر اور کن علامات بینہ سے میاں عبدالحق (غزنوی) صاحب اور میاں محی الدین (لکھوی) صاحب نے اپنے الہامات کو رحمانی الہام سمجھ لیا ہے۔

مگر اس استدلال میں آپ نے تحریف سے کام لیا اور مسلمانوں کو دھوکہ دیا۔

وما ارسلنا من قبلك من رسول الّا اذا تمنّى القى الشّيطان فى امنيّته ۔ فينسخ اللّٰه ما يلقى الشّيطان ثمّ يحكم اللّٰه آ يا ته ۔ و اللّٰه عليم حكيم ۔ (حج : ۵۲)

اس آیت کے پہلے حصہ کو آپ نے لے لیا اور اس کا اخیر حصہ جس میں صاف بیان ہے کہ اللہ، شیطان کی ملائی ہوئی بات کو مٹا دیتا ہے اور اپنی آیت کو محکم کرتا ہے، چھوڑ دیا۔ اور طرفہ یہ کہ آپ بہت جگہ اپنی تصانیف میں اس آیت کے آخری حصہ سے اسکے ساتھ بخاری کی ایک حدیث سے لفظ و لا محدث شامل کر کے اپنے اور دیگر محدثین کے الہامات کا دخل شیطان سے منزہ ہونا ثابت کر چکے ہیں اور اس حصہ آیت اور حدیث بخاری کو اپنے دعویٰ نبوت و محفوظیت کا بڑا بھاری ثبوت خیال کرتے ہیں۔

اس مقام میں مولوی محی الدین صاحب و صوفی عبدالحق کے الہامات کو، جو قادیانی کے مخالف ہوئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہیں، جھوٹا بنانے کے لئے اس حصہ آیت اور اس حدیث کو آپ ہضم کر گئے۔ اور اس آیت کے پہلے حصہ کو کتب یہود و نصاریٰ کا مصدق بنا کر دکھا دیا اور مسلمانوں کو دھوکہ دیا۔ اور درحقیقت یہ پوری آیت مضمون کتب یہود و نصاریٰ کے مصدق نہیں مکذب ہے اور کسی آیت یا حدیث سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انبیاء اپنی الہامی پیش گوئی میں جھوٹے نکلتے ہیں۔

اور اس کے صفحہ ۸ میں لکھتے ہیں: اس مقام میں زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ حضرت مسیح معجزہ نمائی سے صاف انکار کر کے کہتے ہیں کہ میں ہرگز کوئی معجزہ دکھا نہیں سکتا مگر پھر بھی عوام الناس ایک انبار معجزات کا ان کی طرف منسوب کر رہے ہیں، نہیں دیکھتے کہ وہ کھلے کھلے انکار کئے جاتے ہیں۔

اور اس کے صفحہ ۳۰۱ میں لکھتے ہیں: دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو الہام الٰہی سے ملتی ہے جیسے حضرت سلیمانؑ کا معجزہ جو صرح ممرد من قواریر، ہے جس کو دیکھ کر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا۔

اب جاننا چاہیے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ (خلق طیور یعنی مٹی کا پرندہ بنانا) حضرت عیسیٰؑ کا معجزہ حضرت سلیمانؑ کے معجزہ کی طرح صرف عقلی تھا، تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔ وہ لوگ جو فرعون کے وقت میں ایسے ایسے کام کرتے تھے جو سانپ بنا کر دکھلا دیتے تھے اور کئی قسم کے جانور تیار کر کے انکو زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے تھے، وہ حضرت مسیح کے وقت میں عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پھیل گئے تھے اور یہودیوں نے ان کے بہت سے ساحرانہ کام سیکھ لئے تھے جیسا کہ قرآن کریم ہی اس بات کا شاہد ہے۔ سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالی نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دیدی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے سے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے، یا اگر پرواز نہیں تو پیروں پر چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اوراس کے صفحہ ۳۰۵ میں آپ لکھتے ہیں:

ماسوائے اس کے یہی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز عمل الترب یعنی مسمریزمی طریق سے بطور لہو ولعب، نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں کیونکہ عمل الترب میں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں پر ڈال کران چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں...ان کی روح میں کچھ ایسی خاصیت ہے کہ وہ اپنی زندگی کی گرمی دوسری چیزوں پر ایک جماد پر جو بالکل بے جان ہے ڈال سکتی ہے۔تب جماد سے وہ بعض حرکات صادر ہوا کرتی ہیں۔

اوراس کے صفحہ ۳۰۹ میں لکھتے ہیں:

بہر حال مسیح کی یہ تربی کاروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالی سے قوی امید رکھتا ہے کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم تر نہ تھا

اوراس کے صفحہ ۳۱۰ میں آپ لکھتے ہیں:

واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت برا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کیلئے اپنی دلی ودماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے ان روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں، بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام رہے۔

اوراس کے صفحہ ۳۲۴ میں آپ لکھتے ہیں کہ:

غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔نہیں صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کیلئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کے قسم سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی جیسے سامری کا گوسالہ۔

اور اس کے صفحہ ۴۴۱ میں آپ لکھتے ہیں:

ایسا مردہ تو کوئی زندہ نہیں ہوا کہ وہ بولتا اور اس جہان کا سب حال سناتا۔ اور اپنے وارثوں کو نصیحت کرتا کہ میں تو دوزخ میں سے آیا ہوں تم جلد ایمان لے آؤ۔ اگر مسیح صاف طور پر یہودیوں کے باپ دادے زندہ کر کے دکھا دیتا اور ان سے گواہی دلواتا تو بھلا کس کو انکار کی مجال تھی۔ غرض پیغمبروں نے نشان تو دکھائے مگر پھر بے ایمانوں سے مخفی رہے۔ ایسا ہی یہ عاجز بھی خالی نہیں آیا بلکہ مردوں کے زندہ ہونے کے لئے بہت سا آب حیات خدا تعالی نے اس عاجز کو بھی دیا۔ بے شک جو شخص اس میں سے پیئے گا زندہ ہو جائے گا۔ بلاشبہ میں اقرار کرتا ہوں اگر میری کلام سے مردے زندہ نہ ہوں۔ اور اندھے آنکھیں نہ کھولیں اور مجذوم صاف نہ ہوں تو میں خدا تعالی کی طرف سے نہیں آیا۔

اور اس کے صفحہ ۲ میں آپ لکھتے ہیں: اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ (مسمریزم کی حقیقت پر مرزا صاحب کا ایک بیان ہم متفرقات کے حصہ میں نقل کر رہے ہیں۔ بہاء)

۱۱۔ مرزا قادیانی کا آنحضرت ﷺ کی جسمانی معراج سے انکار کرنا

آپ توضیح مرام کے صفحہ ۹ میں لکھتے ہیں: اب میں کہتا ہوں کہ جو امر (یعنی آسمان پر جانا) آنحضرت ﷺ کیلئے جو افضل الانبیاء تھے جائز نہیں اور سنت اللہ سے باہر سمجھا گیا، وہ حضرت مسیح کیلئے کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔

اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۴۷ میں لکھتے ہیں: اس جگہ کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات میں سے ہے تو پھر آنحضرت ﷺ کا معراج اس جسم کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلی درجہ کا کشف تھا۔

۱۲۔۱۳۔۱۴۔ سجود آدم اور لیلۃ القدر کے ظاہری معانی سے انکار کرنا، اور نصوص کے ظاہر معانی چھوڑ کر ان سے استعارات مراد لینا

آپ توضیح مرام کے صفحہ ۴۹ میں لکھتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جاننا چاہیے کہ یہ سجدہ کا حکم اسوقت سے متعلق نہیں ہے کہ جب حضرت آدم پیدا کئے گئے بلکہ یہ علیحدہ ملائک کو حکم کیا گیا کہ جب کوئی انسان اپنی حقیقی انسانیت کے مرتبہ تک پہنچے اور اعتدال انسانی اس کو حاصل ہو جائے اور خدا تعالی کی روح اس میں سکونت اختیار کرے تو تم اس کامل کے آگے سجدہ میں گرا کرو یعنی آسمانی انوار کے ساتھ اس پر اترو اور اس پر صلوۃ بھیجو۔ سو یہ اس قدیم قانون کی طرف اشارہ ہے جو خدا تعالی اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ ہمیشہ جاری رکھتا ہے۔

اور آپ فتح اسلام کے صفحہ ۵۴ میں لکھتے ہیں: تم سمجھتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے؟ لیلۃ القدر اس ظلمانی زمانہ کا نام ہے جس کی ظلمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ اس لئے وہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ ایک نور نازل ہو جو اس ظلمت کو دور کرے۔ اور اس زمانہ کا نام بطور استعارہ کے لیلۃ القدر رکھا گیا ہے مگر درحقیقت یہ رات نہیں، یہ ایک زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہم رنگ ہے۔

اور اس کے صفحہ ۱۷ میں آپ لکھتے ہیں کہ: خدا تعالی ہمیشہ استعاروں سے کام لیتا ہے اور طبع اور خاصیت اور تعداد کے لحاظ سے ایک کا نام دوسرے پر وارد کر دیتا ہے۔

اور توضیح مرام کے صفحہ ۱۴ میں حدیث قتل خنازیر اور قطع صلیب اور رفع جزیہ کی تاویل اور تحریف کر کے آپ لکھتے ہیں: یہ سب استعارے ہیں جن کو خدا تعالی کی طرف سے فہم دیا گیا ہے وہ نہ صرف آسانی سے بلکہ ایک قسم کے ذوق سے ان کو سمجھ جائیں گے ایسے عمدہ اور بلیغ مجازی کلمات کو حقیقت پر اتارنا گویا ایک خوبصورت معشوق کا ایک دیو کی شکل میں خاکہ کھینچنا ہے۔

۱۵۔ آپ کا مسیح وغیرہ انبیاء کی توہین کرنا

حضرت مسیح کی جو آپ نے توہین کی ہے ان عبارات سے بخوبی ثابت ہے جو آپ کے انکار معجزات مسیحی کی شہادت میں پیش کی گئی ہیں۔

اور اپنے ازالہ اوہام میں صفحہ ۵۷ سے ۶۷۷ تک آنحضرت ﷺ اور آپ کے جملہ اصحاب اور ان کے تابعین اور سبھی آئمہ دین کی توہین کی ہے۔ ان صفحات میں آپ نے فتح سیفی کی (جس کے سبب خدا تعالی نے سورۃ فتحنا میں آنحضرت ﷺ پر احسان جتایا اور آنحضرت ﷺ نے اس پر کمال مسرت کا اظہار کیا اور اس کو تمام دنیا کی نعمتوں سے بہتر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور محبوب تر کہا اور صحابہ نے اس کی خوشی میں اونٹ دوڑائے اور اس خوشی میں ان کو وہ غم جو مقام حدیبیہ میں پہونچے تھے سب بھول گئے)

سخت توہین کی ہے اور اس کی نسبت صفحہ ۶۷۶ میں یہ بات بہ تصریح کہدی ہے کہ سیفی فتح کچھ چیز نہیں ہے۔ چند روزہ اقبال دور ہونے سے وہ فتح ہی معدوم ہو جاتی ہے (محض کذب اور مغالطہ ہے۔ سیف سے اگر چہ ابتداء اکراہ ہوتا ہے مگر انتہاء وہ اکراہ بانشراح مبدل ہو جاتا ہے اور جب مومن کے دل میں اسلام راسخ ہو جاتا ہے تو وہ پھر کبھی دور نہیں ہوتا ہندوستان کی حالت دیکھو اسلام اس میں کیونکر آیا اور اب کس طرح قائم ہے مسلمانوں کا اقبال نہیں رہا مگر پھر اسلام عیسائیت کی نسبت ترقی پر ہے) سچی اور حقیقی فتح وہ ہے جو اب اسلام کو (یعنی مرزا کے ہاتھ سے) نصیب ہوئی ہے۔

پھر اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۸۷ میں کہا ہے:

اب یہ عذر کہ اگر ہم قرآن کریم کے ایسے دقائق و معارف ہی مان لیں جو پہلوں نے دریافت نہیں کئے تو اس میں اجماع کی کسر شان ہے۔ گویا ہمیں یہ کہنا پڑے گا کہ جو پہلے اماموں کو معلوم نہیں ہوا تھا وہ ہم نے معلوم کر لیا۔ یہ خیال ان ملا لوگوں کا بالکل فاسد ہے انکو سوچنا چاہیے کہ جب کہ یہ ممکن ہے کہ بعض نباتات وغیرہ میں زمانہ حال میں کوئی ایسی خاصیت ثابت ہو جائے جو پہلوں پر نہیں کھلی (نباتات کی نسبت الیوم اکملت لکم کی بشارت وارد ہوتی تو ان کے خواص جدیدہ کی بھی نفی کی گنجائش ہوتی۔ ان کی نسبت انتم اعلم با مور دنیا کم وارد ہے اور قرآن اور اسلام کی نسبت الیوم اکملت لکم دینکم وارد ہے پھر کیونکر ممکن ہے کہ فہم جملہ صحابہ کے مخالف اب کسی کو دقائق قرآنی سوجھیں) تو کیا یہ ممکن نہیں کہ قرآن کریم کے بعض عجیب حقائق و معارف اب ایسے کھل جائیں جو پہلوں پر کھل نہیں سکے کیونکہ اس وقت ان کے کھلنے کی ضرورت پیش نہیں آئی (اس میں آپ کا آنحضرت ﷺ پر بھی طعن ہے کیونکہ ضرورت کی جو تفصیل آپ نے کی ہے وہ آنحضرت ﷺ کے وقت میں بھی بخیال آپ کے پیش نہیں آئی لہذا آپ کے نزدیک آنحضرت ﷺ بھی معاذ اللہ ان دقائق سے محروم رہے)۔

پھر اس کے صفحہ ۶۸۰ میں کہا ہے:

سو اب وہی وقت آ گیا۔ اب وہ وقت نادان مولویوں کے روکنے سے رک نہیں سکتا۔ اب وہ ابن مریم جس کا روحانی باپ زمین پر بجز معلم حقیقی کے کوئی نہیں جو اس وجہ سے آدم سے بھی مشابہت رکھتا ہے، بہت سارا خزانہ قرآن کریم کا لوگوں میں تقسیم کرے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۱۶۔آپ کا مدعی نزول آیات ہونا

قرآن کی بہت سی آیات ہیں جن کو آپ اپنے حق میں نازل بتاتے ہیں جن کی تفصیل مجلس فیصلہ میں ہوگی۔اوراگروہ مجلس نہ ہوئی توکسی آئندہ تحریر میں کی جائے گی۔اس مقام میں ایک ایسی آیت نقل کی جاتی ہے جوعلاوہ موجودہ آیات قرآن کے آپ پربھی نازل ہوئی ہے آپ ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۳ میں لکھتے ہیں:

اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے کہ انّا انزلناہ قریباً مّن القادیان و بالحقّ انزلناہ و بالحقّ نزل و کان وعد اللّٰہ مفعولاً

پھر صفحہ ۷۶ میں لکھتے ہیں:

اس جگہ مجھے یاد آیا ہے کہ جس روز الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہے ہوا تھااس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا(آپ محدث کہلاتے ہیں اور محدث کا کشف والہام آپ کے نزدیک دخل شیطانی سے منزہ ہے لہذا اس آیت کا قرآن میں ہونا آپ کے نزدیک یقینی اور ضروری ہے۔موجودہ قرآن میں جو یہ آیت موجودنہیں تو شاید آپ کے نزدیک معاذ اللہ حضرت ابوبکر یا حضرت عثمان یا زید بن ثابت کی غلطی ہے) کہ میرے بھائی مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا انّا انز لناہ قریباً مّن القادیان ،تومیں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو،لکھا ہوا ہے۔تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف میں دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقعہ پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا ہے،مکہ اور مدینہ اور قادیان۔

۱۷۔آپ کا تمام لوگوں پر اپنی پیروی کو واجب اور نجات کا موجب کہنا

آپ فتح اسلام کے صفحہ ۴۲ میں لکھتے ہیں:یعنی خدا نے اس سلسلہ کے قائم کرنے کے وقت مجھے فرمایا کہ زمین میں طوفان ضلالت برپا ہے،تو اس طوفان کے وقت یہ کشتی طیار کر جو شخص اس کشتی میں سوار ہوگا وہ غرق ہونے سے نجات پائے گا اور جو انکار میں رہے گا اس کیلئے موت درپیش ہے۔

اور بصفحہ ۵۸ فرماتے ہیں:اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اسکو موت درپیش ہے اور اس کی لاش ہی سلامت نہیں رہے گی۔

۱۸۔آپ کا سلف اہل اسلام کو کافر و مشرک کہنا

آپ نے اشتہار ۲۰ مئی ۱۸۹۱ء میں تمام مسلمانوں کو جو حضرت مسیح کو زندہ سمجھتے ہیں مشرک اور اعتقاد حیات مسیح کو ستون شرک قرار دیا اور یہ لکھا ہے کہ ہمارے گزشتہ علماء نے اس طرف نہیں خیال کیا اور یہ اعتقاد مسلمانوں اور عیسائیوں دونوں نے برخلاف کتاب اللہ ٹھہرالیا ہے۔ پھر کہا ہے کہ وہ اس ستون کے ٹوٹ جانے سے سخت ناراض ہیں اور در پردہ مخلوق پرستی کے مؤید ہیں۔

اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۹۶ میں لکھا ہے:

کہ وہ آیات جن میں ایسا لکھا ہے (یعنی وہ آیات جن میں حضرت مسیح کا مٹی سے جانور بنانا مذکور ہے) متشابہات سے ہیں اور ان کے یہ معنی کرنا کہ گویا خدا تعالی نے اپنے ارادہ اور اذن سے حضرت عیسی کو صفات خالقیت میں شریک کر رکھا تھا (ان آیات کے یہ معنی آپ نے ازخود کئے ہیں مسلمان تو یہ کہتے ہیں کہ خالق خدا ہے حضرت مسیح کا مٹی کے جانور میں پھونک مارنا، یا ان کے لئے دعائے حیات کرنا اس خالقیت کے ظہور کا سبب و محرک ہے) صریح الحاد اور سخت بے ایمانی ہے۔

اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۹۷ میں کہا ہے: یہ سراسر مشرکانہ باتیں ہے اور کفر سے بدتر۔

اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۹۸ میں کہا ہے کہ یہ سراسر فاسد اور مشرکانہ خیال ہے۔

اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۱ میں کہا ہے۔ ایسے عقائد سراسر باطل اور مشرکانہ خیالات ہیں۔

اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۲۲ میں کہا ہے۔ غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرند بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔

اسی قسم کے صدہا کفریات آپ کی کتابوں میں موجود ہیں اور یہ کفریات قادیانی کے زبانی کلمہ پڑھنے اور بعض تحریرات میں امور ایمان کا اقرار و تسلیم کرنے کے صریح مخالف ہیں اور اس کلمہ و اقرار کو صاف جھٹلا رہے ہیں۔ پس اگر قادیانی اس اقرار و تسلیم میں سچا ہے اور اس کا وہ اقرار دل سے ہے، منافقین کی مانند صرف زبان سے نہیں ہے، تو اس کا فرض ہے کہ وہ ان کفریات کو اس اقرار و تسلیم سے مطابق کر کے دکھاوے۔ یہ نہ ہو سکے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ان کفریات سے رجوع وتوبہ کا اشتہار دے۔ اوران کتابوں کو جن میں یہ کفریات درج کئے ہیں، جلا دینے کا حکم شہرہ آفاق کرے

ان باتوں کو کفر ٹھہرانے میں خاکسار متفرد نہیں بلکہ ہندوستان و پنجاب کے علماء شریعت ومشائخ طریقت مختلف مذاہب وطرق (قادریہ، چشتی، حنفیہ واہل حدیث) اس کی رائے سے متفق ہیں۔ خاکسار نے ان باتوں کو بضمن ایک استفتاء کے انکی خدمت میں پیش کیا تو سب نے بالاتفاق وبلاخلاف ان باتوں کو دائرہ اسلام وتسنن سے خارج کیا اوران باتوں کی نظر سے قادیانی پر کفر، الحاد، زندقہ، ارتداد، بدعت، خروج از ملت ودائرہ سنت کا فتوی لگایا ہے۔

وہ فتوی اس وقت تک اس غرض سے عام لوگوں میں مشتہر نہیں کیا کہ اگر قادیانی ان عقاید کفریہ وبدعیہ کی نسبت کوئی عذر ہو تو پیش کرلے۔ ان عقاید کو اسلام وتسنن کے موافق کردکھائے یا ان سے رجوع کرے۔

یہ امر اس کو بارہا اشتہارات دہلی مطبوعہ ۷، اکتوبر ۱۸۹۱ء وغیرہ میں کہا گیا ہے اوراب اس صورت فیصلہ میں ان باتوں کو بیان کرکے آخری دفعہ اس کو موقعہ عذر (تطبیق یا رجوع) دیا گیا ہے۔ اس پر بھی اس نے مجلس عام میں حاضر ہوکر اس فیصلہ کی طرف رجوع نہ کیا تو اس فتوی کو عنقریب مشتہر کیا جائے گا۔ اور پھر قادیانی سے ہاتھ ملنے کے سوائے کچھ بن نہیں پڑے گا۔

یہ صورت فیصلہ بھی اگر قادیانی کو منظور نہ ہو تو پھر اس کے امتحان ایمان کے لئے آسان اور سہل الوقوع وہ تجویز ہے جو وجہ ششم کے ضمن میں بیان ہوئی ہے کہ کمیٹی مقررہ فریقین قادیانی کے پچھلے نشانوں کا امتحان کرے اس میں وہ غلبہ رائے کمیٹی سے پاس ہوجائے تو اس کو مسلمانی کا سرٹیفیکیٹ دیا جائے۔

اس صورت کو بھی آپ منظور نہ کریں، اور ضرور آئندہ ہی نشان آسمانی دیکھنے اور دکھانے پر اصرار کریں، تو اس کو بھی ہم منظور کرتے ہیں، مگر نہ ان صورتوں سے جن کو آپ نے بیان کیا ہے کیونکہ وہ بجز سال ہا سال مدت کے ظہور پذیر نہیں ہوسکتیں۔ بلکہ ان نئی دو صورتوں میں سے ایک صورت میں، جو ذیل میں معروض ہے:

پہلی صورت یہ ہے آپ خود ہی آئندہ یک طرفہ نشان دکھلائیں۔ کسی کوہڑی کو اچھا کریں، یا کانے کو دوسری آنکھ دیں، یا لکڑی کا سانپ بنادیں، یا آسمان سے من وسلوی یا مائدہ اتاردیں۔ یا جلتی آگ میں کود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پڑیں اور بچ جائیں، یا کسی خشک درخت کو سبز کر دکھائیں، یا ایسا ہی کوئی اور نشان جو انبیاء اور اولیاء سے ظاہر ہوا ہو۔

اس یک طرفہ نشان دکھانے میں جو آپ کا عذر تھا کہ: مخالف مولوی اس کو نہ مانیں گے،۔

اس کو ہم نے اٹھا دیا، اور نشان دکھانے پر مسلمانی کا سرٹیفیکیٹ دینے کا وعدہ کر لیا ہے۔ اور اگر یہ عذر ہو کہ ایسے نشان دکھانا نیچر یا قانون قدرت کے برخلاف ہے (چنانچہ جموں کے ایک مشہور ڈاکٹر کے جواب میں آپ نے کہا ہے اور ان کو یوں ہی ٹلا دیا ہے) تو یہ عذر فضول ہے اور گریز کا ایک بہانہ ہے۔ یہ عذر ان ہی لوگوں کے سامنے چل سکتا ہے جو اپنے خیالی نیچر یا قانون قدرت کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ مسلمان ایسے عذروں کو مکڑی کے جالے سے بھی ضعیف جانتے اور ان کو توڑنے کے لئے تیار ہیں۔

آپ اس امر کے تصفیہ کے لئے پہلے ہم سے بحث کر لیں۔ ہم نے اگر آپ پر ظاہر اور ثابت کر دیا کہ ایسے نشان دکھانا قانون قدرت کے برخلاف نہیں اور اس کا ثبوت آپ ہی تصانیف سابقہ سے نکال دیا تو پھر آپ کو ایسے نشان دکھانا لازم ہوگا، ورنہ ہم کو اپنے سوال کا واپس لینا۔

اس صورت کی نشان نمائی سے بھی اگر آپ گریز کریں تو پھر دوسری صورت معروضہ ذیل سے نشان نمائی کریں یا نشان دیکھیں:

دوسری صورت یہ ہے جو ایک صوفی الہامی مدعی نمائش نشان آسمانی نے تجویز کی ہے اور اس سے ہمارے ایک معزز دوست نے ہم کو اطلاع دی ہے۔ وہ دوست لکھتے ہیں:

میں نے صوفی صاحب ممدوح کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کو ازالہ اوہام کے دعوی نشان نمائی مندرجہ صفحہ ٦٦٠ کی طرف توجہ دلائی تو انہوں نے فرمایا:

مولوی محمد حسین صاحب کو لکھ دو کہ وہ اشاعۃ السنہ میں چھاپ دیں کہ اگر مرزا کو درگاہ الٰہی میں اپنے مقبول ہونے اور دیگر علماء کے مردود ہونے کا زعم ہے تو اس کو واجب ہے کہ وہ کوئی ایسی کرامت دکھلاوے جو اس کے دعوی کی مصدق ہو۔ کرامت ایسی ہونی چاہیے جس کو روئے زمین کے ذی علم وطبعی وفلاسفر بھی کرامت کے نام سے موسوم کر سکیں۔ اور دکھانے سے پہلے یہ ایک ضروری شرط ہے کہ اس کے جزئی وکلی حالات ایسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مشروح طور پر لکھ کر مشتہر کر دیئے جائیں کہ عام وخاص جاہل وعالم اس کی کیفیت اور صورت واقعہ اچھی طرح سے سمجھ لیں۔ حتی کہ سمجھنے اور دیکھنے میں اس کی کیفیت کے اندران کو ذرا بھی اختلاف نہ ہو۔ پس اس شرط کے ساتھ مرزا کوئی آسمانی کرامت ونشان دس ہفتہ میں ہی دکھلا دے۔ اور اگر اس میعاد معینہ کے اندر ایسی کرامت کے دکھلانے سے مرزا عاجز آجائے تو اس کے اقرار عجز کے بعد انشاء اللہ تعالی میں وہی کرامت اور آسمانی نشان جو مرزا طلب کرے گا اس کو پانچ ہفتہ کے اندر دکھادوں گا۔ اور ایسا آسمانی نشان دیکھنے کے بعد مرزا پر صرف یہ واجب ہوگا کہ وہ اپنے عقائد مستحدثہ سے توبہ کرے گا اور توبہ نامہ چھاپ دے گا۔

ان حضرت صوفی صاحب کا نام تب بتایا جائے گا جب قادیانی صاحب اس شرط سے نشان دکھلانا یا دیکھنا منظور کر کے کسی اخبار میں اس امر کا اشتہار کر دیں گے۔ پہلے سے ہم ان کا نام مشتہر کریں تو قادیانی صاحب ان میں کسی قسم کی جرح نکال کر اس بات کو ٹلا دیں گے جیسا کہ ان کی قدیم عادت ہے۔ ہم ان کی حکمت عملیوں سے خوب واقف ہیں۔ (اس موضوع پر میر عباس علی کی مرزا قادیانی سے خط وکتابت متفرقات میں درج ہے۔ بہاء)

لیجئے ہم نے آسمانی فیصلہ کی چار صورتیں بیان کیں جو آپ کے مجوزہ صورتوں سے بدرجہا آسان اور سہل الوقوع اور جلدی ظہور پذیر ہیں۔ اب آپ کو لازم ہے کہ اپنے فیصلہ کو واپس لیں اور ہماری مجوزہ صورتوں میں سے ایک صورت کو منظور کر کے آسمانی فیصلہ کر لیں۔ آپ نے ان صورتوں سے گریز کیا اور اپنی ہی صورتوں پر اصرار قائم رکھا تو عام وخاص کو آپکے گریز کا یقین ہوگا۔

یہ آپ کے فیصلہ آسمانی کا جواب ہے۔ اب اس کے ضمنی دعوی گریز از مباحثہ کا جواب دیا جاتا ہے:

اپنے فیصلہ آسمانی کے ضمن میں بصفحہ ۶ آپ کا یہ دعوی کرنا کہ آپ کے مقابل فریق ثانی نے ناجائز شروط پیش کر کے مباحثہ کو ٹلایا ہے، ایک ایسا سفید جھوٹ ہے کہ جس شخص میں ایک ذرہ بھی فہم وانصاف ہوگا وہ صرف اسی ایک جھوٹ کی نظر سے آپ کو جملہ دعاوی جدیدہ مسیحائیت ومحدثیت وغیرہ میں جھوٹا سمجھے گا۔

آپ کے مقابل فریق نے کبھی کسی شرط کو آپ کے مقابل میں پیش نہیں کیا۔ یہ امر تو آپ ہی سے ہمیشہ ظہور میں آتا رہا ہے۔ آپ ہی نے ہر دفعہ شروط کو پیش کیا اور آپ ہی نے ہمیشہ مباحثہ کو ٹلایا ہے۔ اس کا ثبوت آپ کی تحریرات میں بحسب تفصیل ذیل پایا جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پہلی بار آپ نے تحریر مندرجہ صفحہ ۳۶۹۔ اشاعۃ السنہ جلد ۱۲ میں یہ چار شرطیں پیش کیں۔ ۱۔ مباحثہ مجمع عام میں ہو؛ ۲۔ مباحثہ تحریری ہو؛ ۳۔ اس مجمع میں الہامی لوگ بھی شامل ہیں؛ ۴۔ گفتگو کے لئے صرف آپ (محمد حسین) منتخب ہوں کیونکہ آپ شائستہ اور مہذب ہیں اور آپ سے بہتر کوئی نہیں۔

بار دوم: آپ نے تحریر نمبری ۸ مندرجہ صفحہ ۵۰۔ اشاعۃ السنہ جلد ۱۳ میں یہ دھوکہ دینے والی شرط پیش کی کہ مباحثہ تحریری ہو اور وہ صرف دو تحریروں میں ختم ہو، جن میں پہلی تحریر چار ورقوں میں خاکسار کی طرف سے ہو، پھر اسی مقدار میں آپ کی طرف سے۔ اور فریقین ایک حرف تک اپنے منہ سے نہ نکالیں۔

بار سوم: اشتہار مئی ۱۸۹۱ء میں آپ نے یہ چھ شرطیں پیش کیں۔ ۱۔ مکان مباحثہ کسی رئیس لدھیانہ کا ہو، جیسے نواب علی محمد خان، شہزادہ نادر شاہ صاحب، خواجہ احسن شاہ صاحب۔ ۲۔ مجلس میں کوئی یورپین افسر ہو، یا ہندو مجسٹریٹ اور چند پولیس مین۔ ۳۔ فریقین کے سوال و جواب لکھنے کے لئے ہندو منشی ہو۔ ۴۔ سوالات و جواب قلم بند ہونے کے بعد لوگوں کو سنائے جائیں۔ ۵۔ ان کی ایک ایک نقل فریقین کو دی جاوے۔ ۶۔ جلسہ بحث آٹھ بجے سے دس بجے تک ہو، زیادہ ہو تو نماز ظہر تک جلسہ ختم ہو۔

بار چہارم: آپ نے تحریر نمبری ۱۱ مندرجہ صفحہ ۶۷ جلد ۱۳۔ اشاعۃ السنہ میں یہ شرط پیش کی کہ بحث صرف وفات یا حیات مسیح میں ہو کیونکہ میرا اصل دعوی یہی ہے اور دعوی مسیح موعود ہونے کا اس کی فرع ہے اور اس پر مبنی۔ اس کے جواب میں آپ کی تحریرات سے یہ ثابت کیا گیا کہ آپ کا اصل دعوی مسیح موعود ہونے کا ہے، اس میں بحث کریں، یا اس دعوی کو اصل ٹھہرانے میں غلطی کا اقرار کریں، تو وفات مسیح میں ہی بحث کر لیں، تو آپ نے جواب سے انکار کیا اور گریز اختیار کیا۔

بار پنجم۔ آپ نے پٹیالہ والے بعض معتقدین کے جبر سے پھر مباحثہ منظور کیا تو اس کے لئے یہ گیارہ شرطیں پیش کیں (جو آپکی تحریر مندرجہ صفحہ ۹۴ جلد ۱۳، اشاعۃ السنہ میں موجود ہے)

۱۔ مکان مباحثہ چھ سات ہزار آدمی کے لائق ہو اور ذمہ دار مولوی محمد حسن لدھیانوی ہوں؛

۲۔ فریقین اپنے ہاتھ سے تحریر سوال و جواب کریں؛ ۳۔ پرچہ سوال و جواب صرف پانچ ہوں؛

۴۔ ہر ایک فریق اپنے پرچہ کی نقل دوسرے کو دے؛ ۵۔ بحث میں کتابوں سے مدد نہ لی جاوے؛

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۶۔ تمہیدی امور مجلس میں لکھے جاویں، گھر سے کوئی لکھ کر نہ لاوے؛

۷۔ جلسہ بحث چھ بجے سے گیارہ بجے تک ہو اور تین دن میں ختم ہو؛

۸۔ پرچوں کا وقت مساوی ہونا چاہیے؛ ۹۔ بحث کے دن سے دس روز پہلے اطلاع ہو؛

۱۰۔ بحث جلسہ عام میں ہو؛ ۱۱۔ منصفی حاضرین کی کچھ ضرورت نہیں۔

اس کے جواب میں شروط فاسدہ کو ردّ اور صحیحہ کو تسلیم کیا گیا تو آپ نے جواب سے انکار اور بحث سے گریز گیا۔

بار ششم: جب آپ اوائل ماہ جولائی ۱۸۹۱ء میں امرتسر پہنچے اور وہاں کے بعض معزز رؤساء نے آپ کو خاکسار سے مباحثہ پر مجبور کیا تو آپ نے خط اسمی مولوی احمد اللہ صاحب و خاکسار مورخہ ۷ جولائی ۱۸۹۱ء میں یہ شرطیں پیش کیں:

۱۔ یہ کہ امن قائم رکھنے کے لئے کوئی احسن انتظام کیا جاوے۔ کوئی صاحب ذمہ وار ہو جائیں؛

۲۔ مباحثہ تحریری ہو، خواہ کوئی اپنے ہاتھ سے لکھے خواہ دوسرے سے لکھا دے۔

ان شروط کی منظوری کے بعد خاکسار نے بٹالہ سے امرتسر پہنچنے کا وعدہ کیا، تو آپ میرے آنے سے پیشتر امرتسر چھوڑ کر لدھیانہ کو سدھارے اور گریز کے مرتکب ہوئے جس کی مفصل کیفیت ہمارے اشتہار یکم اگست ۱۸۹۱ء میں ہے۔

بار ہفتم: جب آپ کو خاکسار نے لودہانہ میں جا پکڑا اور آپ کے خسر دوم منشی ناصر نواب نے آپ کو مباحثہ پر مجبور کیا، تو آپ نے تحریر ۲۰ جولائی ۱۸۹۱ء میں (جو اشتہار یکم اگست ۱۸۹۱ میں چھپ چکی ہے)، یہ شروط پیش کیں: ۱۔ گفتگو تحریری ہو؛ ۲۔ پہلی تحریر آپ کے مباحث کی جانب سے ہو؛ ۳۔ مطالب فتح اسلام و توضیح مرام پر اعتراض ہوں؛ ۴۔ خانگی امور کے متعلق اعتراض نہ ہوں۔

پھر شروط کی پابندی سے بارہ روز تک گفتگو ہوئی تو آپ نے نقض شروط کا ناحق الزام قائم کر کے بارھویں دن گفتگو کو ناتمام چھوڑ کر گریز کیا۔ اور اشتہار یکم اگست اور رسالہ الحق میں اس گریز کا بایں الفاظ اقرار کیا: اب ہم اس بے سود بحث کو بند اور ختم کرتے ہیں۔

بار ہشتم: جب آپ نے دہلی جا کر دعوی مباحثہ کیا تو یہ تین شرطیں پیش کیں: ۱۔ امن قائم رکھنے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لئے ایک افسر یورپئین مجلس بحث میں موجود ہو۔ (اور متعدد خطوط اسی مولوی عبدالحق صاحب تفسیر حقانی میں یہ بھی لکھا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی اجازت واطلاع تقرری یورپئن افسر خاص کران کے نام سے آوے۔؛ یہ شرط آپ نے اس لئے لگائی تھی کہ دہلی کے ڈپٹی کمشنراس وقت چیوس صاحب تھے جنہوں نے لدھیانہ میں فریقین کو مباحثہ سے روک دیا تھا۔لہذا آپ کو یقین تھا کہ وہ صاحب ہرگزاجازت مباحثہ نہ دیں گے)؛۲۔ بحث تحریری ہواور فریقین اپنے ہاتھ سے تحریر کریں؛۳۔ بحث صرف حیات و ممات مسیح میں ہو۔

پھران شرائط سے شرط اول کی نسبت جب یہ بتایا گیا کہ دہلی کے ڈپٹی کمشنراس وقت مسٹر چیوس ہیں جولدھیانہ کے مباحثہ کوروک چکے ہیں،تب ہی آپ اس شرط پر زور دے رہے ہیں۔تو آپ نے اس سے منفعل ہوکراشتہار ۱۷۔اکتوبر میں اس شرط کومنسوخ کیا اوراس کے بدلے ذمہ داری امن کا وعدہ لے کر مباحثہ منظور کیا۔مگرتاریخ ومقام مقرر کرکے آپ کو بلایا،تو آپ نے انکار کردیا اور گریز کیا۔

اب آپ انصاف کو،شرم کو،حیا کو کام میں لاکرکہیں کہ شروط جائزیاناجائز کوکس نے پیش کیا اوراتنی دفعہ مباحثہ کوکس نے ٹلایا؟ کسی موقع اور کسی دفعہ ہماری طرف سے بھی کوئی شرط ابتداء پیش ہوئی ہے؟ اور ہماری کوئی تحریرآپ کے پاس موجود ہے جس میں کوئی شرط ابتداء پیش کی گئی ہو؟ اگر ہے تواس کا نمبراور تاریخ بتادیں یااس کومشتہر کریں۔نہیں تو کچھ شرم وحیا کو کام میں لاکر بے ہودہ شروط پیش کرنے اوراس ذریعہ سے مباحثہ ٹلانے کاالزام اپنے آپ کودیں،نہ کہ اپنے مخاطبین کو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قادیانی دعوی وفات مسیح کا بٹالوی جواب

حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ فیصلہ آسمانی میں مرزا قادیانی نے دعوی کیا ،یایوں کہیں کہ حکم لگا دیا ہے، کہ قرآن کریم نے حضرت مسیح کو مردہ قرار دیا ہےاور صحیح بخاری میں بھی لکھا ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ یہ بات محض کذب اور سفید جھوٹ ہے۔ نہ قرآن کریم میں یہ تصریح یا اشارہ ہے، نہ صحیح بخاری یا کسی اور کتاب حدیث میں اس پر تصریح یا اشارہ پایا جاتا ہے۔ بلکہ قرآن کریم اور حدیث بالاتفاق حضرت مسیح کے آسمان پر زندہ ہونے اور قیامت سے پہلے نزول اجلال فرمانے کو ثابت کر رہے ہیں۔ قادیانی نے اس فیصلہ میں اپنے دعوی پر دروغ اور کذب بے فروغ کے ثبوت میں دلائل قرآن وحدیث کو پیش نہیں کیا، صرف دعوی بلا دلیل پر اکتفا کیا ہے۔ لہذا اس کے جواب میں ہماری طرف سے بھی مجرد دعوی اور مجمل ردّ کافی تھا، ولیکن ہم دلائل قادیانی کا جو، اپنے ازالہ میں وہ بیان کر چکا ہے، نمونہ دکھاتے اور ناظرین کو ان کے ردّ و جواب کی طرف توجہ وشوق دلانے کی غرض سے اسکے بعض دلائل کو، جس کو وہ اپنے زعم میں بہت صریح وصحیح وقوی سمجھتا ہے، نقل کر کے اسکا تفصیلی جواب دیتے ہیں۔

پس واضح ہو کہ ازانجملہ ایک وہ آیت ہے جس میں خدا تعالی نے مسیح کے خطاب میں فرمایا یـــا عیسی انّی متوفّیك و رافعك اليّ (آل عمران۔ع٦)۔ اے عیسیٰؑ میں تجھے قبض کرنے والا، یا پورا لینے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا۔

مرزا قادیانی نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے:

اے عیسےٰؑ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور پھر عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

اوراس سے یہ مطلب نکالا ہے کہ مسیح فوت ہوگئے ہیں۔ اوران کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی ہے وہ زندہ جسم کے ساتھ آسمان کی طرف نہیں اٹھائے گئے۔ اسکا ثبوت جو قادیانی نے پیش کیا ہے اس میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کذب اور مغالطہ سے کام لیا ہے اور ناواقف مسلمانوں کو دھوکہ دیا ہے۔

پہلا کذب و مغالطہ اس کا یہ کہنا ہے کہ توفی کے حقیقی معنی وفات دینا ہے، نہ کہ جسم کو قبض کرنا۔ اس کا ثبوت پیش کرنے میں اس نے بہت دلیری سے کام لیا اور حسب عادت تطویل لاطائل و تکرار بلا حاصل اپنے ازالہ اوہام کے بیسیوں صفحات اور متعدد مقامات (ص ۲۴۷، ۲۶۵ لغایت ۲۶۷، ص ۳۲۶ لغایت ۳۳۲۔ ص ۵۹۸ لغایت ۶۰۲ ص ۸۸۵ لغایت ۸۸۸، ص ۸۹۲، ص ۹۱۸ لغایت ۹۲۰، ص ۹۲۲ لغایت ۹۲۶ وغیرہ) میں:

۱۔ یہ دعویٰ کیا کہ لفظ توفّی قرآن میں تیئس جگہ وفات دینے کے معنوں میں مستعمل ہوا اور کسی ایک مقام میں بھی اور معنوں میں نہیں بولا گیا۔

۲۔ اور دعویٰ کیا ہے کہ ان تمام کتابوں، صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد، نسائی، دارمی، موطا، شرح السنہ کا صفحہ صفحہ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان کتابوں میں ۳۴۶ مرتبہ مختلف مقامات میں توفّی آیا ہے۔ ہر جگہ اس کے معنی موت کے سوا کوئی نہیں لئے گئے۔

۳۔ اور دعویٰ کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دہن مبارک سے بعثت کے بعد اخیر عمر تک کم سے کم سات ہزار مرتبہ لفظ توفّی نکلا ہے۔ ہر ایک مرتبہ اس لفظ سے قبض روح کے معنی لئے گئے ہیں۔

۴۔ اور دعویٰ کیا ہے کہ لغت کی کتابوں قاموس، صحاح، صراح میں بھی کوئی فقرہ عرب کے محاورات کا ایسا نہیں ملا جس میں توفّی کے لفظ کو خدا کی طرف منسوب کر کے ذی روح کے متعلق استعمال میں لا کر اس سے سوائے موت کوئی معنی مراد لئے گئے ہوں۔

۵۔ اور دعویٰ کیا ہے کہ جب سے دنیا میں عرب کا جزیرہ آباد ہوا ہے اور زبان عربی جاری ہوئی ہے، تب سے کسی قول قدیم یا جدید سے ثابت نہیں ہوتا کہ توفّی کا لفظ کبھی قبض جسم کے معنی میں استعمال کیا گیا ہو۔ کوئی کتاب لغت اس کے مخالف نہیں اور کوئی مثل اور قول اہل زبان کا اس کے مغائر نہیں غرض ایک ذرہ احتمال مخالف کی گنجائش نہیں۔

۶۔ اور دعویٰ اور وعدہ کیا ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن یا حدیث یا اشعار وقصائد نظم ونثر قدیم وجدید سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ توفّی کا لفظ خدا تعالیٰ کا فعل منسوب بہ ذی روح ہونے کی حالت میں وفات دینے کے سوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قبض جسم کے معنوں میں مستعمل ہوا ہو، تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حصہ ملکیت فروخت کر کے ایک ہزار روپئہ نقد دونگا۔

۷۔اور دعوی کیا ہے کہ ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ آیت انّی متوفّیک کے یہ معنی ہیں کہ اے عیسیٰؑ میں تجھے وفات دونگا۔ پھر کہا کہ امام بخاری، حضرت ابن عباسؓ کا قول بطور تائید لائے ہیں تا کہ معلوم ہو کہ صحابہ کا بھی یہ ہی مذہب تھا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے۔

ان دعاوی و بیانات کا زور بڑھانے اور ناواقف مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں لانے کی غرض سے مرزا قادیانی نے یہ غضب ڈھایا اور ستم کیا ہے کہ لفظ توفّی سے وفات دینے کے سوا اور معنی قبض یا رفع جسم مراد لینے کو کفر و الحاد قرار دیا ہے۔اور مفسرین سلف وخلف کو جو یہ معنی مراد سمجھتے ہیں، ملحد ومحرف و یہودی بنا دیا۔ چنانچہ ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۳۴ میں کہا ہے کہ

اول سے آخر تک محاورہ قرآنی سے یہ ثابت ہے کہ توفی سے موت دینا مراد ہے تو پھر متنازعہ فیہ آیات میں توفّی کے معنی مخالف عام محاورہ قرآن گھڑ لینا الحاد اور تحریف نہیں تو کیا ہے۔

ایسا ہی صفحہ ۲۴۱ میں کہا ہے۔اور اس کے صفحہ ۶۸۸ میں کہا: بعض علماء نے محض الحاد اور تحریف کی رو سے اس جگہ توفّیتنی سے رفعتنی مراد لیا ہے یہی تو الحاد ہے۔

ایسا ہی ازالہ اوہام کے صفحہ ۹۲۴ وغیرہ میں کہا ہے۔

دوسرا مغالطہ اس کا یہ کہنا ہے کہ رفع سے مراد روح کا اٹھا لینا ہے جیسا کہ عام صالحین کی روح بعد موت خدا تعالی اٹھا لیتا ہے اور ان کا درجہ بلند کرتا ہے، نہ کہ روح کو مع جسم اٹھا لینا۔

اس کے ثبوت میں قادیانی نے کسی جداگانہ دلیل کو پیش نہیں کیا بلکہ سابق دلائل وفات مسیح کو اس کے ثبوت میں کافی سمجھا ہے چنانچہ اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۶۳ وصفحہ ۳۶۶ صفحہ ۳۴۱ لغایت ۳۴۶ وغیرہ میں کہا ہے کہ جس حالت میں قرآن شریف اور حدیث کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ بلاشبہ فوت ہو گئے ہیں تو پھر اس ثبوت کے بعد رفع سے جسم کے ساتھ اٹھایا جانا مراد سمجھنا کمال درجہ کی غلطی ہے۔

اور کہا ہے جب کہ ضروری طور پر ماننا پڑا کہ ہر ایک مومن کی روح مرنے کے بعد آسمان کی طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اٹھائی جاتی ہے تو اس سے صاف کھل گیا کہ رافعک الی کے یہی معنی ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی اور اس کی تائید و تنظیر میں ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۹۹ میں حضرت ادریسؑ کا اٹھایا جانا پیش کر کے کہا ہے کہ اس میں شک نہیں کہ خدا تعالی نے حضرت ادریسؑ کو موت دے کر مقام بلند میں پہنچا دیا ہے کیونکہ اگر وہ بغیر موت کے آسمان پر چڑھ گئے ہیں، تو ضرور ہے کہ وہ ایک دن زمین پر اتریں اور فوت ہوں اور زمین میں مدفون ہوں۔ اور یہ امر قرآن اور حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

تیسرا مغالطہ مرزا قادیانی کا را فعک کے ترجمہ میں جعل و تصرف کرنا اور ان الفاظ سے اس کا ترجمہ کرنا ہے: اور پھر تجھے اٹھانے والا ہوں۔

اس میں اس نے واؤ کا ترجمہ، پھر، کیا ہے جو حرف ثمّ کا ترجمہ ہے اور وہ تحریف معنوی کا مرتکب ہوا۔ یا ترجمہ واؤ کے ساتھ ترجمہ حرف ثمّ از خود ملا دیا ہے اور تحریف لفظی کا ارتکاب کیا اس جعل و تصرف پر اس نے ترتیب الفاظ قرآنی کو دلیل ٹھہرایا اور یہ کہا ہے کہ خدا نے پہلے انی متوفیک فرمایا پھر رافعک اس سے معلوم ہوتا ہے کہ توفی کا وقوع پہلے ہوا ہے اور رفع کا پیچھے ہوا۔ کیونکہ اگر وقوعِ رفع کو پہلے اور توفی کو پیچھے مان لیا جائے تو اس سے کلام الہی کی جس میں توفی کا پہلے ذکر ہے اور رفع کا پیچھے، فصاحت و بلاغت ٹوٹ جاتی ہے اور نیز تجویز تقدیم و تاخر ترتیب طبعی کے برخلاف ہے کیونکہ طبعًا توفی یعنی وفات پہلے ہوتی ہے اور رفعِ روح پیچھے۔

اس دعوی کا زور جتانے اور ناواقف مسلمانوں کو اس کی صحت کا یقین دلا کر دام میں لانے کی غرض سے قادیانی نے سلف و خلف علماء اسلام کے حق میں (جنہوں نے حضرت مسیح کی رفع کا مقدم اور توفی کا موخر ہونا تجویز کیا ہے) سخت زبان درازی کی ہے۔ اور ان کو یہودی، ملحد، بے حیا، بے ایمان کہا ہے۔ دیکھو ازالہ اوہام، قادیانی کا صفحہ ۳۴۶، صفحہ ۹۲۴ لغایت ۹۲۶ وغیرہ۔

مرزا قادیانی کا دعوی وفات مسیح ایک بالو کی دیوار ہے اور اس کے دلائل مذکورہ بالا وغیرہ ہوائی گولے ہیں۔ ان سے حضرت مسیح کا فوت ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا۔ اور اگر بفرض محال وہ اس دعوی میں مصیب بھی ہو اور وہ دلائل صحیح و قوی ہوں، تو اس سے اسکے باقی عقاید کفریہ صحیح و لائق تسلیم نہیں ہو سکتے اور ان عقائد کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ساتھ وہ ہرگز جائز الاتباع نہیں ہوسکتا۔

یہ شق ثانی ظاہر البیان اور بین الثبوت ہے۔اس مقام میں شق اول یعنی اس کے دعوی وفات مسیح کا غیر ثابت اور اس کے دلائل کا ناکافی و بے کار ہونا، ثابت کیا جاتا ہے۔

شیخ الاسلام مولانا بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ اس مغالطہ میں جو اس نے یہ دعوی کیا ہے کہ توفّی کے حقیقی معنی وفات دینا ہے، اس کے سوا جو اس کے معنی کئے جاتے ہیں وہ سب غیر حقیقی یعنی مجازی ہیں، یہ محض کذب اور سفید جھوٹ ہے۔ یہ دعوی نہ قرآن سے ثابت ہے، نہ حدیث سے، نہ کسی لغت کی کتاب سے، نہ محاورات قدیم و جدید عرب سے، نہ کسی مقولہ یا مثال سے۔اور اس کے ثبوت میں جو ہفت گانہ دلائل قادیانی نے پیش کئے ہیں وہ دلائل نہیں بلکہ وہ بجائے خود نئے دعاوی ہیں جو محتاج ثبوت ہیں اور ان کا بار ثبوت قادیانی کے ذمہ ہے مگر اس نے ان کا کوئی ثبوت نہیں دیا۔صرف دعاوی سے اپنے احمق اتباع کا گھر پورا کر دیا ہے۔

اس کا پہلا دعوی کہ قرآن مجید کے ۲۳ مقامات میں لفظ تـوفّی وفات دینے کے معنی میں مستعمل ہوا ہے، ایک جگہ بھی کسی اور معنی پر استعمال نہیں کیا گیا محض کذب ہے کیونکہ منجملہ ان ۲۳ مقامات کے جن کو قادیانی نے ذکر کیا ہے ایک مقام وہ آیت ہے: وھو الّذی یتوفّاکم با للّیل و یعلم ما جرحتم بالنّھار ثمّ یبعثکمفیه لیقضی اجل مّسمّی (انعام ع ۶) خداتعالی ہی ہے جو تم کو رات کے وقت پورا قبض کر لیتا ہے اور جو تم دن کو کرتے ہو اسکو جانتا ہے پھر تم کو دن میں اٹھاتا ہے تاکہ تمہاری میعاد حیات پوری ہو۔

دوسرا مقام سورہ زمر کی یہ آیت: اللّٰه یتوفّی الانفس حین موتھا والّتی لم تمت فی منامھا فیمسك الّتی قضی علیھا الموت و یرسل الاخری الی ا جلٍ مّسمّی (زمر۔ ع ۵)۔خداتعالی موت کے وقت جان کو پورا قبض کر لیتا ہے اور جو نہیں مرتے انکو نیند میں پورا لیتا ہے ان میں جس پر موت کا حکم لگا چکتا ہے اسکو روک لیتا ہے اور دوسرے کو ایک وقت تک چھوڑ دیتا ہے۔

ان دونوں مقاموں میں لفظ توفی باتفاق اہل اسلام اور قادیانی کے نیند کے معنے میں مستعمل ہوا ہے اور فریقین سے کوئی ان آیتوں کے یہ معنی نہیں کرتا کہ رات کو جو شخص سوتا ہے وہ مرجاتا ہے۔اس سے صاف ثابت ہے کہ قادیانی کا دعوی کہ یہ لفظ قرآن میں موت کے سوا اور کسی میں مستعمل نہیں ہوا سفید جھوٹ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس الزام کذب کا قادیانی کو کھٹکا ہوا تو اس نے اپنے ازالہ کے صفحہ ۳۲۳ میں اس کے رفع کرنے کیلئے یہ عذر کیا کہ ان دونوں مقامات میں نیند پر توفّی کے لفظ کا اطلاق ایک استعارہ ہے جو بہ نصب قرینہ نوم استعمال کیا گیا ہے۔ پھر اسی کتاب میں ایک اور جگہ کہا ہے کہ معنی حقیقی وہ ہوتے ہیں جو بلا قرینہ سمجھ میں آویں اور جو معنی کسی قرینہ سے سمجھے جائیں وہ مجازی معنی کہلاتے ہیں اور بناء علیہ وفات دینا توفّی کے حقیقی معنی ہیں کیونکہ وہ بلا قرینہ ان آیات سے سمجھ میں آتے ہیں اور نیندا سکے مجازی معنی ہیں، وہ صرف ان دو آیتوں سے بقرینہ نوم سمجھ میں آتے ہیں۔

مگر اس عذر سے اس کا وہ جھوٹ کہ قرآن میں یہ لفظ توفّی کسی دوسرے معنی میں مستعمل ہی نہیں ہوا، سچ نہیں بن سکتا۔ ہاں اس سے ایک نیا دعوی معہ دلیل پیدا ہوا کہ لفظ توفّی قرآن میں دو معنی سے مستعمل ہوا ہے۔ ایک وفات دینا جو اسکے حقیقی معنی ہیں کیونکہ وہ بلا قرینہ سمجھ میں آتے ہیں، دوسرے سلانا جو اس کے معنی مجازی ہیں کیونکہ وہ قرینہ سے، جو مجاز کی علامت ہے، سمجھ میں آتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دعوی اور اس کی دلیل بھی کذب و مغالطہ سے خالی نہیں اور حق اور راست یہ امر ہے کہ توفّی کے حقیقی معنی ایک چیز کو پورا لینا ہے اور اس معنی کی کئی صورتیں یا اقسام ہیں۔ ا۔ مارنا۔ ۲۔ سلانا ۔۳۔ ایک چیز کے جسم کو قبض کر لینا۔ وغیرہ۔ اور ان سبھی صورتوں یا اقسام سے ہر ایک خاص صورت یا قسم کا اس لفظ سے مراد ٹھہرانا محتاج قرینہ ہوتا ہے۔ اور پھر اس قسم یا صورت کو معنی مجازی نہیں کہا جا سکتا۔ جیسے لفظ مشترک (مثلاً عین جو چشمہ جاریہ اور آنکھ کیلئے موضوع ہے) سے بعض معانی مراد ہونا محتاج قرینہ ہوتا ہے (مثلاً عین کے ساتھ دیکھنے کا ذکر ہو تو اس سے آنکھ مراد لی جاتی ہے اور اگر جاری ہونے کا ذکر ہو تو اس سے پانی کا چشمہ مراد لیا جاتا ہے) اور اس لفظ کے ان معنی کو جو قرینہ سے سمجھ میں آویں مجازی نہیں کہا جاتا۔

قادیانی نے صرف قرینہ کو مجاز ہونے کی دلیل سمجھ لیا اور یہ نہ جانا کہ معانی حقیقی بھی اگر وہ متعدد ہوں، محتاج قرینہ ہوتے ہیں اور پھر مجازی معنی نہیں کہلاتے اور اس سے اپنا علم معانی و بیان و اصول و معقول سے جاہل و بے خبر ہونا ثابت کیا ہے۔

اب ہم اپنے بیان کی تصدیق و تائید کے لئے علماء عربیت، ماہرین عربی زبان، متبحرین علم معانی و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بیان کے اقوال سے شہادت پیش کرتے ہیں:

تفسیر بیضاوی میں ہے: التّوفّی اخذ الشّئی وا فیاً و المو ت نو ع منه ۔ قال اللّٰه تعالٰی ۔ اللّٰه یتوفّی الانفس حین موتها و الّتی لم تمت فی منامها (بیضاوی۔ص۲۴۷) توفی کسی چیز کے پورا لینے کو کہتے ہیں۔ مارنا اس کا ایک قسم ہے (اور دوسرا قسم نیند۔ ان دونوں قسموں کا ذکر اس قول خداوندی میں ہے) کہ خدا تعالٰی جانوں کو موت کے وقت پورا لیتا ہے (یعنی مارتا ہے) اور جو نہیں مرتے ان کو نیند میں پورا لیتا ہے (یعنی سلا دیتا ہے)

اور تفسیر کبیر (جلد۲) میں ہے :انّ التّوفّی هو القبض یقال وفانی فلا ن درا همی و اوفا نی و توفیتها منه کما یقال سلم فلان درا همی الیّ و تسلمتها منه و قد یکو ن ایضاً توفی بمعنی استوفی و علی کلا الاحتمالین کان اخراجه من الارض و اصعاده الی السّماء توفیا فان قیل لعلّ هذا الوجه کان التّو فّی بین الرّفع الیه فیصر قوله و را فعك الیّ تکرارا قلنا قو له انی متوفیك یدلّ علی حصول التّوفّی و هو جنس تحته انواع بعضها بالموت و بعضها بالاصعاد الی السّماء فلما قال بعد ورافعك الیّ کان هذا تعیناً للنّوع ولم یکن تکرا راً

توفی کے معنی قبض کرنا ہے۔ عرب کے یہ محاورات ہیں: وفانی فلان درا همی ۔ و اوفانی و توفّیتها منه یعنی فلاں شخص نے میرے دراہم میرے قبضے میں دے دیئے اور میں نے اس سے قبض کر لئے ۔(ناظرین دیکھو ان محاورات عرب میں تو فی بمعنی قبض دراہم، جو جسم ہے، بولا گیا ہے۔ یہی قبض جسم ان محاورات میں پایا جاتا ہے جو صحاح، صراح اور قاموس سے عنقریب منقول ہوں گے اور پھر انصاف اور ایمان کو پیش نظر رکھ کر قادیانی کے کذب و جرأت کا کہ محاورہ عرب اور کتب لغت میں کوئی ایسی مثال نہیں پائی جاتی جس میں توفی بمعنی قبض جسم بولا گیا ہو، اندازہ کرو) جیسے یہ محاورات ہیں: سلم فلان درا همی الیّ و تسلمتها منه یعنی فلاں نے میرے دراہم میرے سپرد کئے اور میں نے اس سے لے لئے ۔ اور کبھی تو فی بمعنی استو فی آتا ہے یعنی پورا لینے کے معنی میں ۔ ان دونوں معنوں (قبض کرنے اور پورا لینے) سے حضرت مسیح کو زمین سے نکال کر آسمان پر چڑھا لے جانا، ان کی توفی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس پر اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ان معنی کی نظر سے توفی بعینہ رفع جسم ہوا، لہذا متوفيك فرمانے کے بعد رافعك کہنا تکرار بلا فائدہ بنتا ہے (جس سے خدا کی شان پاک ہے) اس کا جواب یہ ہے کہ متوفیک فرمانے سے صرف قبض کرنا معلوم ہوا جو ایک جنس اور عام مفہوم ہے اور اس کے نیچے کئی انواع و اقسام پائے جاتے ہیں۔ ۱۔ موت۔ (جس میں صرف روح کا قبض ہوتا ہے) ۲۔ جسم کو آسمان پر لے جانا (جس میں روح کی شمولیت بھی پائی جاتی ہے)۔ ۳۔ سلا دینا (جس میں ایک قسم کا قبض روح ہوتا ہے اور اس کا ذکر تفسیر کبیر کی آئندہ عبارت میں ہے) پھر جب متوفیک فرمانے کے بعد و رافعک الیّ فرمادیا تو اس سے اس جنس کے ایک نوع کا تقرر ہو گیا۔ اور تکرار لازم نہ آیا۔

اور تفسیر کبیر جلد۴ میں آیات زیر بحث کی تفسیر میں لکھا ہے: فامّا قوله الّذی یتوفّاکم باللیل فالمعنی انّه تعالی ینیمکم فی انفسکم الّتی بها تقدرون علی الادراك و التّمییز کما قال جلّ جلاله اللّٰه یتوفّی الانفس حین موتها و الّتی لم تمت فی منامها فیمسك الّتی قضی علیها الموت و یرسل الاخری الی اجلٍ مّسمّی فاللّٰه یقبض الارواح من التّصرف بالنّوم کما یقبضها بالموت۔ یتوفّاکم باللیل کے معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ تم کو رات کے وقت سلا دیتا ہے اور تمہارے ان ارواح کو قبض کر لیتا ہے جن سے تم ادراک اور تمیز کر سکتے ہو جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ جانوں کو موت کے وقت قبض کرتا ہے ..الخ۔ سو خدا تعالیٰ ارواح کو نیند کے ساتھ قبض کرتا ہے جیسا کہ موت کے ساتھ قبض کرتا ہے۔

اور لغت کی کتابوں میں سے صحاح میں لکھا ہے: اوفاه حقّه وفاه بمعنی اعطاه وافیاً و استوفی حقّه و توفّاه بمعنی۔ و توفّاه اللّٰه ای قبض روحه و الوفات الموت توافی القوم تناموا۔ صحاح، جوهری

اوفاه حقّه (باب افعال سے) اور وفاه حقّه (باب تفعیل سے) اور استوفاه حقّه (باب استفعال سے) اور توفاه (باب تفعل سے جو زیر بحث ہے) سب ایک ہی معنی رکھتے ہیں کہ اس کا حق پورا دے دیا۔ اور توفاه اللّٰه کے معنی قبض روح کے ہیں۔ اور توفی کے معنی نیند ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اورصراح میں ہے: ایفاء گذاردن حق کسے بہ تمام و یقال منه و اوفاه حقّه و وفاه استیفاء و توفّی تمام گرفتن حق وتوفاہ اللہ اے قبض روحہ وفاۃ مردن موافات رسیدن وآمدن و توا فی القوم ای تنا موا۔

اورقاموس میں لکھا ہے: و (اوفی) فلا ناً حقّه ای اعطاه وافیا کوفاۃ و اوفاه ۔ فاستوفاه ۔ و توفّاه ۔ الوفاۃ الموت ۔ و توفّاه ای قبض روحه (قاموس۔ص۹۱۳) کہ او فی فلا ناً حقّه کے یہ معنی ہیں کہ اس کو حق پورا دے دیا جیسے وفاہ اوراوفاہ اوراستوفاہ اور توفاه کے یہی معنی ہیں وفات بمعنی موت ہے اور توفّاه اللّه کے یہ معنی ہیں کہ خدا نے اس کی روح کو قبض کیا۔

ایسا ہی اور کتب لغت میں ہے۔ یہ تینوں کتابیں لغت کی وہ ہیں جن کا نام لے کر قادیانی نے یہ دعوی کیا تھا کہ ان کتابوں میں کوئی ایسی مثال یا محاورہ پایا نہیں جاتا جس میں لفظ توفی بمعنی قبض جسم بولا گیا ہو۔ ہم نے انہیں تین کتابوں سے محاورہ توفّاه حقّه جس سے درہم ودینار وغیرہ اجسام کا قبض مراد ہے، نقل کردیا اوراس سے قادیانی کا کذب بخوبی ثابت ہوا۔

اورمجمع البحار (جو لغات اورمحاورات قرآن وحدیث کی جامع کتاب ہے) میں ہے: متوفّیك و رافعك علی التّقدیم و التّاخیر وقد یکون الوفاۃ قبضاً لیس بموت او متوفّیك مستوف کو نك فی الارض و یتوفکم باللیل ینیمکم و یتوفّاکم ملك المو ت یستو فی عددکم و اللّه یتوفّی الانفس حین موتها و النفس الّتی تتوفی وفات الموت الّتی بها الحیوة والنفس و الحرکة و هی الروح و الّتی تتوفی فی النّوم النّفس الممیزۃ العاقلة (مجمع البحار ج۳ ص۴۵۴) کہ متوفیک ورافعک میں تقدیم وتاخیر ہے اور کبھی وفات سے وہ قبض کرنا مراد ہوتا ہے جو موت نہ ہو ۔اور متوفیک کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ ہم تیرا زمین میں رہنا یا ہونا پورا کرنے والے ہیں اور یتوفّاکم باللّیل کے معنی یہ ہیں کہ خدا تم کو سلا دیتا ہے۔اور یتوفّاکم ملک الموت کے معنی یہ ہیں کہ فرشتہ تمہارے شمار کو پورا کرلیتا ہے۔اورآیت، اللّه یتوفّی الانفس حین موتها کے یہ معنی ہیں کہ جو نفس موت سے وفات پاتا ہے اس کی روح کو خدا تعالی قبض کرلیتا ہے جس سے زندگی اور سانس لینا اور حرکت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کرنا ہوتا ہے اور جو نفس نیند میں متوفی ہوتا ہے اس کی اس روح کو قبض کر لیتا ہے جس سے عقل و تمیز ہوتی ہے۔

ان عبارات و محاورات سے ثابت ہوا کہ توفّی کے حقیقی معنی استیفاء و قبض کے ہیں جو ایک جنس ہے اور موت، نیند اور قبض جسم وغیرہ اس کے انواع و اقسام ہیں اور یہ بات کس و ناکس کو، بشرطیکہ عقلی اور نقلی علوم سے آشنائی رکھتا ہو، معلوم ہے کہ جنس کا اپنے انواع و اقسام پر اطلاق و استعمال بطور حقیقت ہوتا ہے نہ کہ بطور مجاز۔

اس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کا توفّی کے حقیقی معنی وفات کو قرار دینا اور نیند وغیرہ کو اس کے مجازی معنی ٹھہرانا ایک ایسا جھوٹ ہے جس پر نہ قرآن کی شہادت پائی جاتی ہے، نہ محاورات عرب کی، نہ کتب لغت کی۔

اب بشہادت علمائے اصول و معانی و بیان ثابت کیا جاتا ہے کہ جس لفظ کے اصلی معنی میں کثرت و تعدد ہو، اس کے بعض معنی کا قرینہ کی شہادت سے سمجھ میں آنا حقیقت کے مخالف نہیں اور وہ اس کو مجاز نہیں بنا دیتا۔

کتاب تلویح میں ہے: حکم المشترك التامّل فی نفس الصّیغة وفی غیرها من الادلّة و الامارات .. (الی) .. احد معانیه ۔(تلویح۔ص ۱۰۰)، مشترک کا یہ حکم ہے کہ اس کے لفظ میں یا اور دلائل و قرائن میں تامل کریں تاکہ اس کے دو یا بہت سے معنی سے ایک معنی کا مراد ہونا معلوم و متعین ہو۔

اور مطول میں کہا ہے: الحقیقة الکلم المستعملة فی ما وضعت له فیخرج المجاز لانّ دلالة انّما تکون بقرینة دون المشترك ای فخرج المجاز لا المشترك و هو ما وضع المعنین او اکثر وضعاً متعدداً و ذلك لانّه قد عین الدلالة علی کل من المعنین بنفسه وعدم الدلالة علی احد المعنین معارض الاشتراك لا ینافی ذلك (مطول۔ص ۵۸۳) حقیقت کی تعریف میں وضع کی قید لگانے سے مجازی معنی نکل گئے اور مشترک چونکہ مجازی صرف قرینہ سے سمجھ میں آتے ہیں نہ لفظ سے اور مشترک کے متعدد معانی اس کے لفظ سے سمجھ میں آتے ہیں کیونکہ وہ ان سب معانی کے لئے وضع کیا گیا ہے اور اس کے کسی خاص معنی کا بلا قرینہ سمجھ میں نہ آنا اس کی حقیقت ہونے کے مخالف نہیں۔ وہ ایک عارضی امر اشتراک کے سبب سے ہے۔

ایسا ہی مختصر المعانی میں ہے۔ ان شہادات سے ثابت ہے کہ مشترک کے بعض معانی قرینہ سے سمجھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں آتے ہیں وھذا وہ حقیقت ہے، نہ کہ مجاز۔ مرزا قادیانی نے جو آیات زیر بحث میں لفظ توفی سے نیند کے معنی قرینہ سے سمجھ میں آنے سے اس کو مجاز بنا دیا ہے، تو اس میں علم اصول و معانی و بیان سے اپنی ناواقفی اور جہالت کا اظہار کیا ہے۔

اب ہم بیان کرتے ہیں کہ لفظ توفّی سے موت کے معنی بھی (ان آیات میں جن کو قادیانی نے اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۳۰ وغیرہ میں نقل کیا ہے) قرائن ہی سے سمجھ میں آتے ہیں۔ اور وہ قرائن ان آیات کے الفاظ میں موجود ہیں، نہ یہ کہ موت اس لفظ کے متبادر معنے ہیں اور وہ بلا قرینہ سمجھ میں آتے ہیں، جیسا کہ قادیانی نے دعوی کیا ہے اور روز روشن مسلمانوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنا چاہا ہے۔ ان آیات کو ہم قادیانی کے الفاظ سے اور اپنی ترتیب سے بیان کرتے ہیں اور وہ قرائن بتاتے ہیں جو ان آیات میں توفّی سے معنی وفات مراد ہونے پر پائے جاتے ہیں۔

ثم یتوفّھن المو ت۔ نساء ع ۳ ؛ قل یتوفّا کم ملك الموت ۔ سجدہ۔ ع ۲ ۔ پہلی آیت میں حرف ثمّ عثمانی قرآن میں تو نہیں بجائے اس کے حتّی ہے۔ شاید قادیانی قرآن میں ثمّ ہو۔ ان دونوں آیتوں میں موت کا لفظ صریح قرینہ ہے جس سے قادیانی مسلمانوں کی آنکھیں بند کرنا چاہتا ہے۔

توفّنا مع الابرار ، آل عمران ع ۱ ؛ توفّنی مسلماً و الحقنی بالصّالحین ۔ یوسف ع ۱۱ ؛ انّ الّذین توفیھم الملا ئکة۔ نساء ع ۱٤ ؛ تتوفّھم الملائکة ظا لمی انفسھم ۔ نحل ع ٤ ؛ تتو فیھم الملا ئکة طیبین ۔ نحل ع ٤ ؛ توّ فته رسلنا ، انعام ع ۷ ؛ حتی اذا جاء تھم رسلنا یتوفونھم ، اعراف ع ٤ ؛ تو فتھم الملا ئکة ۔ محمد ع ۳ ؛ یتوفی ۔ انفال ع ۷ ۔ ان ساتوں آیات میں ملائکہ موت کا ذکر توفّی کے معنی وفات پر قرینہ ہے ان میں سے آخری آیت انفال سے مرزا قادیانی نے ذکر ملائکہ کا سرقہ کیا ہے۔

فامّا نر ینك بعض الّذی نعدھم او نتوفّینك فالینا یرجعون، (مومن:۷۷)؛ و امّا نرینك بعض الّذی نعدھم او نتوفّینك فالینا مرجعھم ۔ (یونس:٤٦) و ان مّا نرینك بعض الّذی نعدھم او نتوفّینك فانّما علیك البلاغ و علینا الحساب (رعد: ٤٠) ان تین آیتوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے اخیر میں خدا کی طرف رجوع اور حساب کا ذکر توفی کے معنی موت پر قرینہ ہے۔ان میں سے آخری آیت کے اخیر کو قادیانی نے سرقہ ہے۔

و الّذین یتوفّون منکم و یذرون ازوا جاً یتر بّصن با نفسھنّ (۔ بقرہ : ۲۳۴) ،والّذین یتوفّو ن منکم و یذرو ن ازوا جاً و صیّۃ لازوا جھم (بقرہ : ۲۴۰) ۔

ان دونوں آیتوں میں عورتیں چھوڑ جانے کا ذکر قرینہ معنی موت ہے۔

توفّنا مسلمین ۔ اعراف ع ۱۴ ۔اس آیت سے پہلے صلیب کا اور خدا کی طرف جانے کا ذکر معنی موت پر قرینہ ہے۔

و منکم من یتوفّی ۔الحجر۔ع ۱ ؛ و منکم من یّتوفّی ۔ مومن۔ع ۷ ، ثمّ یتوفاکم ۔نحل ع ۹ ۔ان تینوں آیتوں میں پیدائش، بچپن اور بڑھاپے کا ذکر توفّی کے معنی موت پر قرینہ ہے۔ان آیات سے بھی قادیانی نے ماقبل و مابعد کے قرائن کا سر قلم کیا ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دیا ہے۔

ان الفاظ و قرائن کو جو ہم نے بتائے ہیں ناظرین قرآن مجید سے نکال کر بہ تفصیل ملاحظہ میں لائیں گے تو ہماری پوری تصدیق فرمائیں گے۔

مرزا قادیانی نے ۲۳ آیات میں لفظ توفّی سے بلا قرینہ موت کے معنی سمجھے جانے کا دعوی کیا تھا۔ پھر از انجملہ دو آیتوں میں خود ہی توفّی سے نیند کا مراد ہونا تسلیم کر لیا اور ایک آیت سورہ مومن (او نتوفّینك) کو وہ مکرر لایا ہے باقی بیس آیات میں لفظ توفّی سے موت مراد ہونے پر ہم نے قرائن کا موجود ہونا ثابت کر دیا ہے۔اس سے ناظرین کو یقین ہوگا کہ مرزا قادیانی کا یہ دعوی کہ موت لفظ توفّی کے متبادر معنی ہیں اور وہ بلا قرینہ سمجھ میں آتے ہیں، محض دروغ ہے۔اور در حقیقت اس لفظ سے موت کے معنی سمجھ میں آنے ویسے ہی محتاج قرینہ ہیں جیسے کہ سلا دینے یا قبض جسم کے معنی ۔اور یہ سب معنی اس لفظ سے مساوی نسبت رکھتے ہیں، سبھی اسکے حقیقی معنی ہیں اور سبھی اپنی تعین کے لئے محتاج قرینہ ہیں۔

یہاں شاید یہ سوال پیدا ہو کہ جس حالت میں ان سب معانی کو اس لفظ سے مساوی نسبت ہے اور ہر ایک معنی کا مراد متعین ہونا محتاج قرینہ ہے،تو علماء اسلام جو حضرت مسیح کو زندہ آسمان پر موجود مانتے ہیں اور ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

آیات میں وہ لفظ توفّی سے قبض جسم کے معنی مراد لیتے ہیں اس معنی کی تعیین وتخصیص پر کس قرینہ کو دلیل سمجھتے ہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ اس معنی کی تعیین پر قرآن مجید میں لفظ متوفّیك کے بعد لفظ را فعك فرمانا قرینہ ہے جو توفّی کے معنی کو رفع جسم سے مخصوص ومتعین کرتا ہے چنانچہ امام رازی کی عبارت تفسیر کبیر میں بہ تفصیل گذر چکا ہے۔

دوسرا قرینہ خدا تعالی کا سورہ نساء میں یہ فرمانا ہے:

وما قتلوہ وما صلبوہ و لکن شبّہ لھم و انّ الّذین اختلفوا فیه لفی شكٍ مّنه ما له به من علم الّا اتّباع الظّنّ و ما قتلوہ یقیناً بل رفعه اللّٰه الیه کہ یہود نے مسیح کو نہ قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا ہے لیکن ان کو شبہ لگ گیا ہے وہ خود اختلاف میں ہیں۔اس کو انہوں نے یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ خدا تعالی نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔

اور یہ امر ظاہری اور محتاج ثبوت نہیں ہے کہ اس آیت میں جس چیز کا قتل نہ ہونا اور صلیب پر چڑھایا نہ جانا بیان ہوا ہے اور وہ ضمیر مفعول رفعه کا مرجع ہے اور وہ جسم مسیح مع روح ہے نہ صرف روح۔کیونکہ روح صلیب پر چڑھانے اور قتل کئے جانے کے لائق نہیں ہوتا اور یہ امر جائز نہیں کہ پہلے دو فعلوں کے مفعول کی ضمیر کا مرجع جسم مع روح ہو اور تیسرے فعل کے مفعول کی ضمیر کا مرجع صرف روح ہو۔

تیسرا قرینہ خدا تعالی کا یہ قول ہے:

و ان مّن اھل الکتا ب الّا لیؤمننّ به قبل موته و یوم القیامة یکون علیھم شھیداً اہل کتاب میں سے کوئی نہ ہوگا جو حضرت مسیح پر ان کے مرنے سے پہلے ایمان نہ لائے گا اور حضرت مسیح قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔

اس کی تشریح حدیث میں یوں ہے:

باب نزول عیسی بن مریم۔قال رسول اللّٰه ﷺ و الّذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصّلیب و یقتل الخنزیر ویضع الحرب و یفیض المال حتّی لا یقبله احد حتّی تکون السّجدة الوا حدة خیر من الدّ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نیا و ما فیها ثمّ یقول ابو هریرة و اقرأو ان شئتم و ان من اهل الکتاب الّا لیؤمنن به قبل موته و یوم القیامة یکو ن علیهم شهیداً ۔ (صحیح بخاری)

حضرت عیسیٰؑ حاکم عادل امام ہوکر نازل ہوں ہوں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے۔ چنانچہ ابوہریرہؓ نے آپ سے یہ قول نقل کیا اور اس کے بعد اس آیت کو پڑھا۔ اور صحیح بخاری میں اس سے حضرت مسیح کا نزول ثابت کیا۔

اور یہ ظاہر ہے کہ نزول، صعود کی فرع ہے۔ عیسیٰؑ جسم کے ساتھ اٹھائے نہ جاتے، تو خدا اس آیت میں ان کے آنے کی خبر نہ دیتا۔ اور نہ آنحضرت ﷺ اس قول ربانی کی یہ تفسیر فرماتے۔

اس قسم کے قرائن قرآن مجید میں اس لفظ توفّی سے قبض جسم مراد ہونے پر اور کئی ہیں اور حدیث میں تو ان قرائن کا دریا موج مار رہا ہے مگر ہم اس مقام میں دعوی رفع جسمانی کے اثبات کے درپے نہیں بلکہ صرف مرزا قادیانی کے اس دعوی کے کہ موت توفّی کے حقیقی معنی ہیں اور متبادر اور بلاقرینہ سمجھ میں آتے ہیں، اور باقی معانی مجازی محتاج قرینہ ہیں، ابطال کے درپے ہیں۔ سو ہمارے بیان دلائل سے بخوبی ہو چکا۔ رہا یہ کہ اس لفظ توفّی سے قبض جسم مراد ہے، نہ قبض روح، سو اس امر کے ثبوت کے لئے کوئی قرائن ثلاثہ مذکورہ بالا کو کافی نہ سمجھے تو ہمارے دوسرے مضمون کا، جس میں حیات مسیح کا اثبات ہوگا، انتظار کرے۔

یہ مرزا قادیانی کے اس دعوی کا جواب ہے کہ موت کے معنی لفظ توفّی کے متبادر معنی ہیں جو ۲۳ مقامات قرآن میں اس لفظ سے بلاقرینہ سمجھ میں آتے ہیں۔ اور اس امر کا ثبوت ہے کہ ان مقامات میں سے کسی جگہ بھی یہ معنی اس لفظ سے بلاقرینہ سمجھ میں نہیں آتے۔ ہر جگہ لفظی قرائن معنی موت کو معین کرنیوالے قرآن میں موجود ہیں۔

اب ہم اس دعوی قادیانی کے مقابلہ میں یہ دعوی کرتے ہیں کہ قرآن میں ایک جگہ بھی ایسی نہیں جس میں لفظ توفّی سے موت کے معنی بلاقرینہ سمجھ میں آتے ہوں۔ قادیانی ایک ایسی جگہ نکال دے، تو ہم سے سو روپئہ انعام لے۔ یہ نہ ہو سکے، تو اپنے دعوی کو واپس لے اور جرأت و افتراء پر جو اس دعوی میں اس سے سرزد ہوا ہے، توبہ کرے۔ اس پر بھی ہم اس کو ۲۵ روپئہ انعام دینگے۔

اس بیان سے قادیانی کے پہلا دعوی کا، جس کو اس نے اپنے مغالطہ اول کے ثبوت میں پیش کیا تھا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کذب ظاہر ہوا۔ اور ثابت و محقق ہو گیا کہ لفظ توفّی قرآن میں صرف وفات یا موت کے معنی میں استعمال نہیں کیا گیا بلکہ سلا دینے یا قبض جسم کے معنی میں بھی بولا گیا ہے اور یہ سب کے سب معانی اس کے حقیقی معانی ہیں جو خاص مقامات میں خاص قرائن سے سمجھ میں آتے ہیں۔

اس بیان کے ضمن میں قادیانی کے باقی دعاوی کا جو مغالطہ اول کے ثبوت میں اس نے پیش کئے ہیں نیز ابطال ہو گیا۔ تاہم افہام عوام کی غرض سے اسکے باقی ماندہ دعاوی کے ابطال سے جداگانہ تعرض کیا جاتا ہے۔

مرزا قادیانی کا دوسرا اور تیسرا دعوی پہلے دعوی سے بڑھ کر کذب و جرأت پر مشتمل ہے۔ قادیانی نے کتب حدیث کا ورق ورق خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا، بلکہ بعض کتابوں کو تو بین الدفتین (جلد کے پٹھوں میں) بھی آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا۔ چہ جائے معائنہ ورق ورق۔

اس کا دوسرے دعوی میں یہ کہنا کہ کتب حدیث میں ۳۴۶ جگہ لفظ توفی بمعنی موت و قبض روح بولا گیا ہے، بعینہ اس شخص کے دعوی کی مانند ہے جو زمین پر ایک جگہ انگلی رکھ کر یہ کہہ دے کہ یہ زمین کا مرکز ہے اور اسکے ثبوت میں کہے کہ جو شخص اس دعوی کو جھوٹ سمجھے، وہ زمین کو ناپ کر بتا دے کہ یہ مرکز نہیں تو اور کونسا ہے۔

ایسا ہی اس کا تیسرے دعوی میں یہ کہنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے زمانہ بعثت نبوت سے آخر عمر تک سات ہزار مرتبہ توفّی کا لفظ بمعنی موت و قبض روح استعمال فرمایا ہے۔ اس میں اس نے یہ بھی چالاکی کی ہے کہ آنحضرت کی دعائیہ تلاوت میں لفظ توفّی دیکھ کر آپکی سنین عمر کا زمانہ بعثت سے حساب لگا لیا اور اس سے سات ہزار کا شمار نکال لیا۔ نیز یہ آنحضرت ﷺ کی کلام پاک میں آپ نے سات ہزار مرتبہ کا شمار کیا ہے.. ان دونوں کے جواب میں یہ کہنا کافی سمجھتے ہیں کہ آپ ۳۴۶ مقامات حدیث اور سات ہزار مرتبہ آنحضرت ﷺ کا لفظ توفّی بولنا بہ تفصیل بیان کر کے یہ ثابت کریں کہ ان مقامات میں لفظ توفّی موت کے معنی میں بلا قرینہ استعمال کیا گیا ہے، تو ہم ان مقامات میں قرائن معنی نکال دینگے۔ یہ نہ ہو سکا تو ہم مان جائینگے کہ موت و قبض روح لفظ توفّی کے حقیقی معنی ہیں اور باقی معانی، سلانا اور جسم قبض کرنا، اس کے مجازی معنی ہیں۔ یہ آپ سے نہ ہو سکے تو ان گیدڑ بھبکیوں کو ندامت کے ساتھ واپس لیں اور کچھ شرم کو کام میں لاویں۔

اب ہم اس پر ترقی کر کے یہ دعوی کرتے ہیں کہ کتب حدیث اور کلام رسول اللہ ﷺ میں کسی بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جگہ لفظ توفّی سے معنی موت بلاقرینہ سمجھے نہیں جاتے۔ آپ کوئی ایک مقام بتادیں تو اس پر بھی ایک سو روپیہ انعام لیں۔ ورنہ اپنے دعوی کو واپس لیں اور اس کذب وافتراء سے توبہ کریں۔ اس پر بھی ہم ۲۵ روپیہ انعام دیں گے۔

آپکا چوتھا اور پانچواں دعوی پہلے تین دعاوی سے بڑھ کر کذب وجرأت پر مشتمل ہے لغت کی کتابوں صحاح، صراح، قاموس (جن کا آپ نے نام لیا ہے) سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ ان کتابوں میں عرب کے ایسے محاورات موجود ہیں جن میں لفظ توفّی بمعنی قبض جسم درہم ودینار بولا گیا ہے۔ اگر آپ ان محاورات کو محاورات عرب نہیں سمجھتے، اور جس دن سے جزیرہ عرب دنیا میں آباد ہوا اس دن سے پہلے کے محاورات جانتے ہیں تو آپ ذرا تکلیف گوارا فرما کر یہ بتادیں کہ عرب کا جزیرہ کب سے آباد ہوا ہے؟ اور اس سے کتنے دن پیشتر کے یہ محاورات ہیں جو ان کتابوں میں منقول ہیں۔ یا یہ بیان اور ثابت کریں کہ یہ محاورات غیر زبان کے ان کتابوں میں کب سے درج ہو گئے ہیں، اور کس ظالم نے یہ ظلم کیا ہے۔ اس بیان سے آپ کی تاریخ دانی بھی بخوبی ثابت ہو جائے گی جس کے ثبوت کے ہم مشتاق ہیں۔

رہا اس دعوی چہارم میں آپ کا یہ معما کہ لفظ توفّی خدا کا فعل اور اس کی طرف منسوب ہو اور اس کا مفعول و متعلق کوئی ذی روح ہو، تو اسکے معنی بجز قبض روح کچھ نہیں ہوتے۔ اس کا حل ابطال دعوی ششم سے ہوتا ہے۔

دعوی ششم میں تو آپ نے کمال غضب کیا اپنی چالاکی اور دھوکہ بازی کا کامل ثبوت پیش کیا اور اس میں اپنا بے نظیر یا یوں کہیں کہ وحدہ لاشریک ہونا ثابت کر دیا اور اپنے تمام ناظرین ومخاطبین کو اندھا کرنا اور دھوکہ دینا چاہا اس دعوی میں آپ کا یہ سوال کہ فعل توفّی کا فاعل خدا ہو اور مفعول ومتعلق کوئی ذی روح ہو اور اس حالت میں ان کا بجز قبض روح کسی اور معنی میں مستعمل ہونا کوئی شخص قرآن یا حدیث یا اشعار ومحاورات عرب یا کتب لغت سے ثابت کرے، اس صورت میں صحیح اور واجبی ہوسکتا تھا جب کہ خدا، مسیح کے سوا کسی اور ذی روح کو زندہ جسم سے آسمان پر اٹھا لیتا اور پھر اسکی حکایت اپنے کلام میں فرماتا۔ اور جس حالت میں خدا نے مسیح کے سوا کسی ذی روح کو جسم سے آسمان پر نہیں اٹھایا تو پھر کب ممکن تھا کہ کسی اور شخص کے حق میں یہ لفظ معنی قبض جسم بلا قبض روح خدا تعالی فرماتا اور اسکا ذکر خدا ورسول کی کلام میں کہیں آتا اور پھر وہ کلام عرب اور لغت میں منتقل ہو جاتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پھر آپ کا یہ سوال کب جائز ہے اور اسکے جواب کا آپ کو کیا استحقاق ہے۔ اہل اسلام کے اس متفقہ عقیدہ کے ساتھ کہ حضرت مسیح کے سوا اور کوئی شخص زندہ آسمان پر اٹھایا نہیں گیا، جائز و ممکن نہیں کہ یہ لفظ حضرت مسیح کے سوا کسی ذی روح کے حق میں خدا تعالی نے بولا ہو۔ اور اس کا ذکر خدا و رسول ﷺ کی کلام میں آیا ہو۔ پھر اس کلام کے مطابق محاورات واشعار عرب میں اس کا ذکر ہوا ہو۔ لہذا آپ کا یہ سوال کسی وجہ سے جائز نہیں ہوسکتا۔ اور اس سے بجز دھوکہ دہی اہل اسلام کے کوئی آپ کا مقصود نہیں۔

ہاں اس سوال کا آپ حق رکھتے ہیں (جس کو دعوی پنجم میں آپ پیش کر چکے ہیں) کہ لغت کی کتابوں میں اس لفظ توفی کا استعمال بمعنی قبض جسم محاورہ عرب میں کہاں ہوا ہے اور کتب لغت میں اس کا ذکر کہاں پایا جاتا ہے؟ سو اس کا جواب ہم آپ کو یہ کافی وافی دے چکے ہیں کہ انہیں کتابوں صحاح، صراح، قاموس، میں (جن میں اس محاورہ کے پائے جانے سے آپ انکار کر چکے ہیں) اس معنی قبض جسم کا محاورہ (توفاه حقّه جس سے جسم دینار کا قبض کرادینا مقصود ہے) موجود ہے (اور محاورات سے سننا چاہتے ہو تو اور سنو۔ توفّیت مالی اذا قبضته ۔ بیضاوی جلد ۱ ص ۱۳۹ ۔ توفّیت منه کذا ای تسلمته ۔ معالم۔ ص ۱۶۲ ۔ توفّیت الشّئی و استوفیته اذا اخذته اجمع ۔ فتح البیان ج ۲ ص ۱۷۱) اور علاوہ بریں کتب تفاسیر میں ایسے محاورات پائے جاتے ہیں اور انہیں محاورات عرب کے مطابق قرآن مجید میں (جو بزبان عربی نازل ہوا ہے) خدا تعالی نے حضرت عیسی کے حق میں انّی متوفّیك فرمایا ہے۔ اور اس معنی قبض جسم کا ارادہ کیا ہے۔

توفّی کے معانی پر قادیانی کو شیخ الاسلام کا انعامی چیلنج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مرزا قادیانی کو مخاطب کر کے شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں: آپ اس جواب (مذکورہ بالا) کو اس سوال (مندرجہ دعویٰ پنجم) کا کافی اور صحیح جواب سمجھیں تو ہم آپ کے انعام ہزار روپیہ کو بحکم عطاء تو بلقاء تو معاف کرتے ہیں۔ بلکہ بجائے اس کے اس جواب کی قبولیت پر خود ۲۵ روپے انعام دینے کو حاضر ہیں۔ اور اگر اس جواب کو غیر صحیح و ناکافی قرار دیں تو امور ذیل سے ایک امر کا اثبات کریں:

اول یہ کہ صحاح، صراح اور قاموس، جن کی عبارات ہم نے نقل کی ہیں، وہ کتب لغت نہیں، جن میں ان محاورات کے پائے نہ جانے کا آپ نے دعویٰ کیا تھا۔

دوم: یہ وہی کتابیں ہیں، تو ان میں وہ عبارات درج نہیں جو ہم نے نقل کی ہیں۔

سوم: وہ عبارات درج ہیں، تو ان میں وہ محاورات موجود نہیں جو ہم نے نقل کئے ہیں۔

چہارم: موجود ہیں تو انکے معنی یہ نہیں بلکہ اور ہیں۔ مثلاً حق سے درہم، دینار مراد نہیں بلکہ کوئی روحانی امر مراد ہے ان امور کو آپ ثابت کریں تو ہم سے فی مراد سو روپیہ انعام لیں۔ یہ نہ ہو سکے تو کسی اور وجہ سے اس جواب کا غیر صحیح و ناکافی ہونا ثابت کریں۔

لیجئے ایک وجہ معقول اور سہل الحصول ہم بتاتے ہیں اور اس کے ثبوت پر ایک سو روپیہ انعام دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ آپ کسی ایک ہی محاورہ عرب یا حوالہ کتب لغت سے یہ ثابت کریں کہ تـوفّـی کے حقیقی معنی صرف قبض روح کے ہیں اور یہ معنی اس محاورہ سے بلا قرینہ عقلی و لفظی و مقالی سمجھ میں آتے ہیں۔ اس سے خود بخود ثابت ہو جائے گا کہ جس محاورہ عرب منقولہ کتب لغات میں یہ لفظ بمعنی قبض جسم درہم دینار بولا گیا ہے اس محاورہ میں بشہادت قرینہ قبض جسم کے معنی اس سے مفہوم ہوتے ہیں۔ لہذا وہ معنی اس کے حقیقی معنی نہیں، مجازی ہیں۔ حقیقی معنی وہی قبض روح ہیں جو بلا قرینہ آپ کے بیان کردہ محاورہ سے سمجھ میں آتے ہیں۔ اس سے ہمارے جواب کا ناکافی ہونا ثابت ہو جائے گا اور سو روپیہ نقد فوراً آپ کو انعام ملے گا۔

لو اب اور کیا چاہتے ہو۔ تھوڑی سے تکلیف کرنے اور ایک محاورہ عرب یا عبارت کتاب لغت نقل کرنے سے سو روپیہ نقد اور مفت کی فتح لیتے ہو۔ بس اب دیر نہ کرو کچھ پاس ہے تو لے آؤ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مگر واضح رہے کہ محاورہ وتوفاہ اللّٰہ سے، جو قاموس، صحاح وصراح میں منقول ہوا ہے، کہیں ہاتھ نہ مار بیٹھنا۔ اس محاورہ میں ہر چند لفظ توفی بمعنی قبض روح بولا گیا ہے مگر یہ محاورہ اس محل اور اس موقع پر بولا جاتا ہے جہاں موت پر کوئی قرینہ حالی یا مقالی لفظی یا عقلی موجود ہو۔ اس قسم کے قرائن موجود نہ ہونے کے وقت کوئی کسی شخص کی نسبت توفاہ اللّٰہ نہیں بول سکتا۔ لہذا اس محاورہ سے ہاتھ مارو گے تو سو روپیہ کی جگہ ایک کوڑی بھی وصول نہ پاؤ گے، الٹا شرماؤ گے۔ (مرزائی خاموش نہیں رہ سکتے، کہتے چلے آئے کہ مرزا صاحب نے توفی کے معانی کے متعلق چیلنج کیا تھا اور کسی نے جواب نہیں دیا۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے سامنے ایک دفعہ یہ بات ہوئی تو انہوں نے ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲ دسمبر ۱۹۳۲ء میں لکھا: مولوی اللہ دتہ قادیانی نے مثل دیگر علماء احمدیہ کے بطور فخر لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے باطل شکن انکشاف کیا ہے کہ توفی کا فاعل اللہ ہو اور مفعول ذی روح۔ اس وقت سوائے موت کے دوسرے معنی نہیں ہو سکتے۔ دوسرے معنی دکھانے پر ایک ہزار روپیہ انعام رکھا مگر کسی مخالف نے نہ دکھایا (الفضل قادیان ۱۳ نومبر ۱۹۳۲ء)... ہم مولوی اللہ دتہ کو یاد دلاتے ہیں کہ مباحثہ مونگ گجرات میں آپ، مولوی محمد یار، اور مولوی غلام رسول اور بہت سے علماء مرزائیہ موجود تھے۔ کیا آپ کو یاد نہیں کہ مولوی محمد یار نے بھی ایک ہزاری انعام کا ذکر کر کے کہا تھا کہ علاوہ ایک ہزار مقررہ کے ایک سو روپیہ میں (محمد یار) بھی دونگا۔ جس کے جواب میں خاکسار نے مولانا سیالکوٹی وغیرہ علماء اہل سنت کی موجودگی میں کہا تھا کہ میں اس خدمت کو حاضر ہوں۔ آپ مرزا صاحب کا ایک ہزار اور اپنا ایک سو، جملہ گیارہ سو روپیہ کسی امین کے پاس امانت رکھیں اور فیصلہ کیلئے منصف مقرر کریں، ہم اس کا ثبوت دیتے ہیں۔ اخیر مباحثہ تک ایسا سوئے کہ: گوئی مردہ اند۔ آج (یعنی دسمبر ۱۹۳۲ء میں) اس واقعہ کو قریباً دو سال گذرے ہوں گے لیکن صدائے برنخواست۔ مرزا صاحب تو زندہ نہیں جن سے تقاضا کیا جائے۔ البتہ مولوی اللہ دتہ یا کوئی اور جو اس دعوی کا حامی ہو ہمارے سامنے آئے اور فیصلہ کے لئے لاہور کے.... پروفیسر کو منصف مان لیں ہم مرزا صاحب کے تقاضا کو پورا کر دیں گے۔ لیجئے ہمارا بھی تقاضا سن لیجئے: مرزا صاحب نے اس مسئلہ کے متعلق یہ بھی لکھا ہے جو آپ نے شائد نہ پڑھا ہو گا نہ سنا۔ فرماتے ہیں: علم نحو میں صریح یہ قاعدہ مانا گیا ہے کہ توفی کے لفظ میں جہاں خدا فاعل اور انسان مفعول بہ ہو ہمیشہ اس جگہ توفی کے معنی مارنے اور روح قبض کرنیکے آتے ہیں (تحفہ گولڑویہ کلاں۔ ص ۴۵)۔ کوئی ہے؟ قادیانی ہو یا لاہوری جو مرزا صاحب کے اس دعوی کا ثبوت علم نحو کی کتابوں میں دکھا دے؟ کتابوں کی ضرورت ہو تو نحو میر ہم دے دیں گے۔ آپ کو اختیار ہے علم نحو کی کسی کتاب میں دکھائیں اور مرزا صاحب کو قرض سے سبک دوش کریں۔ مگر یاد رہے کہ جب آپ یہ قاعدہ کتب نحو میں دکھا دیں گے تو ہم آپ کو بتا دیں گے کہ اگر علم نحو میں یہ قانون مسلّم ہے تو ہر طالب اور عالم کو معلوم ہے۔ پھر مرزا صاحب نے بقول خاقانی اس میں کیا تیر مارا: پس از صد سال ایں معنی محقق شد بخاقانی — کہ بورانی ست بادنجان و بادنجان بورانی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مذہب ابن عباسؓ درباره انی متوفیک پر شیخ الاسلام کی تحریر

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ ساتویں دعوی میں بھی مرزا قادیانی نے اپنی عادت قدیم، کذب و مغالطہ، کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ صحیح بخاری سے قول ابن عباسؓ تو نقل کیا کہ اے عیسیٰؑ میں تجھے وفات دوں گا مگر امام بخاریؒ کے اس قول ابن عباس کو نقل کرنے سے نتیجہ یہ نکال لیا کہ بخاری نے یہ جتایا ہے کہ صحابہ کا بھی یہی مذہب تھا کہ مسیح ابن مریم فوت ہوگیا ہے۔ اس میں آپ نے ایک جھوٹ امام بخاری پر باندھا ایک ابن عباسؓ اور عام صحابہ پر۔

حضرت ابن عباسؓ اور عام صحابہ پر جھوٹ باندھنا اس کا یہ کہنا ہے کہ ان کا مذہب یہ تھا حضرت ابن مریم فوت ہوگئے ہیں۔ یہ بات نہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمائی، نہ کسی اور صحابی نے۔ مرزا قادیانی حضرت ابن عباسؓ یا کسی صحابی سے یہ بات ثابت کردے، تو سو روپیہ انعام لے۔ حضرت ابن عباسؓ نے تو صرف متوفیک کی تفسیر میں لفظ ممیتک فرمایا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اے عیسیٰؑ میں تجھے کسی آئندہ وقت میں تیری اپنی موت ماروں گا، تو دشمنوں کے ہاتھ سے ہرگز نہ مارا جائے گا۔ اور مرزا قادیانی نے بھی اس کے یہی معنی کئے ہیں۔ (یہ معنی قادیانی نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۸۹۲ میں کئے ہیں اور اس کے صفحہ ۳۴۱ میں کہا ہے: جس قدر مبسوط تفاسیر دنیا میں موجود ہیں جیسے کشاف اور معالم اور تفسیر رازی اور ابن کثیر اور مدارک اور فتح البیان، میں زیر تفسیر يا عيسى انّى متوفّيك میں لکھا ہے کہ انّى مميتك حتف انفك یعنی اے عیسی میں تجھے طبعی موت سے مارنے والا ہوں بغیر اس کے کہ تو مصلوب یا مضروب ہونے کی حالت میں فوت ہوئے

اس عبارت میں بھی آپ نے متوفیک کے معنی تو وہی بیان کئے ہیں جو کلام ابن عباسؓ کے ہم نے بیان کئے ہیں مگر اس عبارت میں ایک سرقہ اور خیانت اپنی یہ کی ہے کہ ان تفاسیر سے معنی توفی کے قول حضرت ابن عباسؓ کے موافق تو لے لئے اور دوسرے معنی، قبض جسم حضرت مسیح کے ان میں بیان کئے گئے، وہ چھوڑ دیئے اور مسلمانوں کو دھوکہ دیا۔ اور یہ جتایا کہ اس لفظ متوفّیک کے ایک ہی معنی ان سب تفاسیر میں بیان کئے گئے ہیں۔ دوسری خیانت یہ کہ حضرت مسیح کے مصلوب ہونے کی طرف اشارہ کردیا اور فرمایا کہ وہ مصلوب ہوئے مگر اس حالت میں فوت نہیں ہوئے۔ حالانکہ خدا تعالی نے قرآن مجید میں صاف فرمادیا ہے کہ وہ مصلوب ہی نہیں ہوئے دیکھو آیت و ما صلبوه)

ان سب تفاسیر، کہ اے عیسی میں تجھے وفات دونگا، سے یہ کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ اللہ نے حضرت عیسیٰؑ کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وفات دے دی اور وہ فوت ہو چکے، جیسا کہ قادیانی نے بیان کیا ہے۔خصوصاً اس حالت میں کہ حضرت ابن عباسؓ نے خود اپنے قول کے ایسے معنی کر دیئے ہیں جن میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔چنانچہ تفسیر درمنثور میں کہا ہے:اخرج اسحاق ابن بشر و ابن عساکر من طریق جویبر عن الضّحاك عن ابن عباس فی قوله انّی متوفّیك و رافعك یعنی رافعك ثمّ متوفّیك فی آخر الزّمان کہ اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے جویبر کی اسناد سے بواسطہ ضحاک حضرت ابن عباسؓ سے تفسیر آیت انّی متوفّیک و رافعک میں نقل کیا ہے کہ میں پہلے تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا، پھر اخیر زمانہ میں تجھے وفات دونگا۔

اور اسی کا مؤید حضرت ابن عباسؓ کا وہ قول ہے جو انہوں نے آیت و انّه لعلم للسّاعة کی تفسیر میں فرمایا ہے۔چنانچہ درمنثور میں ہے:اخرج الفریابی و سعید بن منصور و مسدد و عبد بن حمید و ابن ابی حاتم الطبرانی من طرق عن ابن عباس فی قوله تعالی و انّه لعلم للسّاعة قال خروج عیسی قبل یوم القیامة و اخرج الحاکم و ابن مردویه عن ابن عباس عن النّبی ﷺ و انّه لعلم للسّاعة ، قالهو خروج عیسی بن مریم قبل یوم القیامة ۔ تفسیر در منثور

فریابی اور سعید بن منصور و عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ اس قول خداوندی سے عیسیٰؑ کا قیامت سے پہلے نکلنا مراد ہے

و اخرج ابن جریر من طرق عن ابن عباس و انه لعلم للسّاعة ۔ قال نزول عیسی (تفسیر در منثور) ۔ایسا ہی ابن جریر نے کئی سندوں سے ابن عباس سے نقل کیا ہے۔

اخرج احمد عن ابن عباس وانّه لعلم للسّاعة قال هو خروج عیسی بن مریم۔ (تفسیر ابن کثیر) ایسا ہی تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ امام احمدؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ اس قول خداوندی سے حضرت عیسیٰ کا نکلنا مراد ہے۔

و لهذا جزم ابن عباس فیما رواه ابن جریر من طریق سعید بن جبیر عنه باسناد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

صحیح ۔ فتح الباری)

اور نیز اسکا مؤید حضرت ابن عباس کا وہ قول ہے جو تفسیر آیت و ان من اھل الکتاب الّا لیؤمننّ بہ... میں انہوں نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے بعد ان کے مرنے سے پہلے لوگ ان پر ایمان لائیں گے۔ چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں کہا ہے کہ ابن عباسؓ سے بسند صحیح ثابت ہے کہ وہ اسی بات پر یقین رکھتے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ کے اپنے قول ممیتك (یعنی اے عیسی میں تجھے مارنے والا ہوں یا وفات دونگا) کے ایسے معنی وتفسیر کر دینے اور وقوع مضمون متوفیك کو مؤخر اور مضمون رافعک کو مقدم تجویز کرنے پر آپ ان کو یہودی اور محرف (معاذ اللّٰہ و حاشا جنا بھم عن ذلك) کہیں تو کون آپ کو روک سکتا ہے۔ اور آپ کی زبان سے، جو اس وقت حجاج بن یوسف کی تلوار بن رہی ہے، مسلمان سلف وخلف سے کون بچا ہے؟ مگر آپ حضرت ابن عباسؓ کے اس بیان اور تفسیر کلام خود بقول خویش، کے ساتھ یہ بات ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ حضرت ابن عباسؓ اس بات کے قائل تھے کہ حضرت مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہیں اور اب وہ اموات میں داخل ہیں۔

یہ ابن عباسؓ پر مرزا قادیانی کی افتراء پردازی کا ثبوت ہے۔ اسی سے اور صحابہ پر انکا افتراء کرنا ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس نے عام صحابہ کو اسی قول ابن عباس کی دستاویز سے موت مسیح کا قائل بنالیا ہے اور کسی صحابی کا قول اس بات میں نقل نہیں کیا۔ تو جب اس قول سے استنباط وفات مسیح غلط ثابت ہوا، تو وہ مذہب جو اس قول سے اس نے نکالا ہے، نیز غلط ہو گیا۔ علاوہ بریں کتب حدیث اور دواوین سنت میں بہت سے صحابہ سے حضرت مسیح کے آخری زمانہ میں نازل ہونے اور دجال کو قتل کرنے کی احادیث مروی ہیں وثابت ہیں اور کسی صحابی سے ان احادیث کے مضامین سے انکار وخلاف مروی نہیں۔ بلکہ بعض صحابہ نے تو حضرت عیسیٰؑ کے زمین پر ٹھہرنے کی مدت بھی بتادی ہے۔ اور انہی کی پیروی میں تابعین وغیرہ آئمہ دین نے یہ بات کہی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اس وقت زندہ آسمان پر موجود ہیں اور وہ آخری زمانہ میں اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔

ا۔ امام ترمذی نے مجمع بن جاریہ سے آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث نقل کی ہے:

عن مجمع بن جاریه الانصاری یقول سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقول یقتل ابن مریم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الدّجال بباب لدّ ۔ رواہ احمد و الترمذی ۔قال الترمذی و فی الباب عن عمران بن حصین و نافع بن .. و ابی برزہ و حذیفہ بن اسید و ابی ہریرہ و کیسان و عثمان بن ابی العاص و جابر و ابی امامۃ و ابن مسعود و عبد اللہ بن عمرو و سمرہ بن جندب و النواس بن سمعان وعمروبن عوف وحذیفۃ بن الیمان (ترمذی۔ص۳۷۴) ابن مریم دروازہ لدّ کے پاس دجال کو قتل کریں گے اور اسکے بعد امام ترمذی نے کہا کہ عمران بن حصین، نافع، ابو برزہ، حذیفہ بن اسید، کیسان، ابو ہریرہ، عثمان بن ابی العاص، جابر، ابوامامہ، ابن مسعود، عبداللہ بن عمرو، سمرہ بن جندب، نواس بن سمعان، عمرو بن عوف اور حذیفہ بن الیمان سے بھی اس باب میں حدیثیں مروی ہیں۔

صاحب فتح الباری نے عبداللہ بن عمر، حضرت عائشہ، اور عبداللہ بن مغفل اور انس بن مالک وغیرہ کو اور صاحب حجج الکرامہ نے نافع بن کیسان، وجبیر بن نفیر وعروہ بن رویم کو بھی اس حدیث کے راویوں میں شمار کیا ہے۔

اور تفسیر درمنثور میں ہے: و اخرج عبد بن حمید عن ابی ہریرہ و انّہ لعلم للسّاعۃ ۔ قال خروج عیسی یمکث فی الارض اربعین سنۃ تکون تلک الاربعین اربع سنین یحج و یعتمر ۔ و اخرج عبد بن حمید و ابن جریر عن مجاھد و انّہ لعلم للسّاعۃ ۔ قال آیۃ للسّاعۃ خروج عیسی بن مریم قبلیوم القیامۃ ۔و اخرج عبد بن حمید و ابن جریر عن الحسن و انّہ لعلم للسّاعۃ قال نزول عیسی ۔ و اخرج عبد الرزاق و عبد بن حمید و ابن جریر عن قتادہ و انّہ لعلم للسّاعۃ قال نزول عیسی۔ و ناس یقولون القرآن علم للسّاعۃ .... و قال ابن جریر حدثنی یعقوب حدثنا ابن علیہ حدثنا ابو رجاء عن الحسن و ان من اھل الکتاب الّا لیومننّ بہ قبل موتہ قال قبل موت عیسی و اللّٰہ انّہ لحیّ الآن عند اللّٰہ ولکن لما نزل امنوا بہ اجمعون .... واخرج ابن جریر بسند صحیح عن کعب قال لما رأی عیسی قلۃ من اتبعہ و کثرۃ من کذب شکی ذلک الی اللّٰہ فاوحی اللّٰہ الیہ انّی متوفّیک و رافعک الیّ و انّی سابعثک علی الاعور الدجال.. (الی) .. قال کعب ذلک تصدیق حدیث رسول اللّٰہ حیث قال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

كيف تهلك امة انا فى اولّها و عيسى فى آخر ها (در منثور)

عبد بن حمید نے ابو ہریرہؓ سے آیت و انّه لعلم للسّاعة کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ آپ فرماتے تھے اس سے حضرت عیسیٰؑ کا نکلنا مراد ہے وہ چالیس برس زمین میں رہیں گے جو چار سال کے برابر ہوں ان میں وہ حج اور عمرہ کریں گے۔ایسا ہی عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد اور حسن سے اور قتادہ سے نقل کیا ہے اور ابن جریر نے حسن سے آیت و ان من اهل الكتا ب.. کی تفسیر میں نقل کیا ہے حضرت عیسی، اللہ کے پاس زندہ ہیں وہ اتریں گے، تو سب لوگ ان پر ایمان لائیں گے۔

اور ابن جریر نے بسند صحیح کعب سے نقل کیا ہے کہ جب عیسیٰؑ نے اپنے پیروؤں کی کمی اور جھٹلا نے والوں کی کثرت کی شکایت کی خدا کے پاس کی، تو اللہ نے ان کی طرف وحی کی کہ میں تجھ کو وفات دونگا اور اپنی طرف اٹھالوں گا۔میں عنقریب تجھے قتل دجال کے لئے بھیجونگا پھر تو اسکے بعد ۲۴ سال زندہ رہے گا پھر تجھے اور زندوں کی موت ماروں گا۔کعب نے کہا اس کی تصدیق رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث میں ہے کہ وہ امت کیونکر ہلاک ہو جس کے اول میں ہوں اور آخر میں حضرت عیسیٰؑ ہیں۔

صحابہ کی یہ روایات اور آثار، مرزا قادیانی کے اس افتراء پر ایک اور دلیل ہے۔

آثار تابعین کو ہم نے اس مقام میں اس غرض سے نقل کیا ہے کہ ناظرین کو اس بات کا علم ویقین ہو کہ حضرت مسیح کے زندہ ہونے کا اعتقاد صرف حضرت ابن عباسؓ یا حضرت ابو ہریرہؓ وغیرہ صحابہ کے زمانہ تک ہی نہیں رہا، بلکہ تابعین میں بھی وہی اعتقاد متوارث چلا آیا ہے۔یہاں تک کہ ہمارے زمانہ میں پہلے سر سید احمد خان نے اور پھر ان کی تقلید سے مرزا قادیانی نے اس اعتقاد کو اڑایا،، اور حضرت مسیح کو ماردیا۔

مرزا قادیانی نے اس دعوی میں سر سید احمد پر یہ زیادہ کیا ہے کہ اس اعتقاد میں صحابہ کو بھی اپنے ساتھ ملانا چاہا اور ان پر افتراء کیا۔یہ جرأت و دلیری سر سید احمد سے نہیں ہوئی۔اسلئے سر سید احمد خان کو ہم مرزا قادیانی سے بدرجہا کم تر سمجھتے ہیں۔گو قادیانی صاحب اس قسم کے جملہ دعاوی میں سر سید احمد خان ہی کے پیرو و مقلد ہیں مگر اس جرأت میں، کہ ایک بات از خود بناویں پھر اس کو صحابہ وغیرہ سلف کے ذمہ لگاویں، یہ ان سے بڑھ کر ہیں۔سر سید احمد ہر نئی بات جو از خود نکالتے ہیں، اس میں وہ کسی کی مخالفت یا موافقت کی پرواہ نہیں کرتے، اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

افترا پردازی سے اس میں سلف صحابہ وغیرہ کو اپنا موافق نہیں بناتے اور مرزا صاحب اس افتراء میں اپنا کوئی نظیر نہیں رکھتے۔

امام بخاریؒ پر آپ کا جھوٹ باندھنا یہ ہے کہ ان کو بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے وفات پا جانے اور اموات کی جماعت میں داخل ہو جانے کا قائل بنا دیا ہے۔ اور اس امر پر ازالہ اوہام کے بہت سے مقامات میں اس نے زور دیا ہے۔ ہم دوسرے مقامات کا زور اس مقام میں توڑیں گے جہاں قادیانی کے اس دعوی پر بحث کریں گے کہ صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ مسیح فوت ہو چکے ہیں۔ یہاں قادیانی کا یہ جھوٹ ثابت کرنے کے لئے اس قدر بیان کرنا کافی سمجھتے ہیں کہ صحیح بخاری میں بصفحہ ۴۹۰ ایک باب منعقد کیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نزول فرمائیں گے۔ چنانچہ اصل عبارت بخاری پہلے نقل ہو چکی ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ نزول فرع ہے صعود کی (اس بات کو قادیانی نے اپنے ازالہ کے صفحہ ۲۶۹ میں تسلیم کیا اور کہا ہے کہ مسیح کا جسم کے ساتھ آسمان سے اترنا اسکے جسم کے ساتھ چڑھنے کی فرع ہے)۔ لہذا امام بخاری نے نزول عیسیٰؑ کو ثابت کیا، تو بطریق اولی یہ ثابت کر دیا کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اس بیان سے ثابت ہوا کہ قادیانی نے اپنے پہلے کذب و مغالطہ کے ثبوت میں جو سات دعاوی کئے ہیں وہ اس کے اس کذب کو سچ نہیں بنا سکتے، بلکہ اس کے کذب اور مغالطہ ہونے کو اور پختہ کرتے ہیں۔ اور قرآن و حدیث یا محاورات عرب یا کتب لغت سے کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ توفّی کے حقیقی معنی وفات دینا ہے، نہ جسم کو قبض کرنا۔

قادیانی صاحب اور قادیانیو! اسی دعوی اور ان ہی دلائل پر تمہارا فخر تھا؟ کہو ان کا کیسا خاکہ اڑایا گیا؟ اب بھی زبان پر لاؤ گے کہ توفّی کے حقیقی معنی وفات دینے کے ہیں۔ اور قبض جسم کے معنی کسی لفظ آیت یا حدیث یا محاورہ و مثال عرب میں نہیں لئے گئے۔ کچھ شرم ہو تو پھر اس دعوی کا نام نہ لو گے اور یہ تسلیم کرو گے کہ توفّی کے حقیقی معنی قبض یا استیفاء ہے، موت دینے سے ہو، خواہ سلا دینے سے، یا زندہ جسم کو قبض کر لینے سے اور اس آیت متوفیک میں اس سے قبض جسم ہی مراد ہے جیسا کہ عام اہل اسلام کا اعتقاد ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رافعك الیّ کے معانی پر شیخ الاسلام کی تحریر

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ لکھتے ہیں کہ دوسرے مغالطہ میں قادیانی نے جو دعوی کیا ہے کہ آیت زیر بحث میں رافعک الیّ سے حضرت عیسیٰؑ کی روح کا اٹھایا جانا مراد ہے نہ جسم کا اٹھایا جانا، اس کے ثبوت میں اس نے بجز مضمون کذب ومغالطہ اول کوئی نیا ثبوت پیش نہیں کیا۔ صرف یہ کہا ہے کہ حضرت مسیح بشہادت قرآن وحدیث فوت ہو چکے ہیں، تو پھر آپ کے رفع سے بجز رفع روح کیا مراد، ممکن ومتصور ہے۔ اور کہا ہے کہ اس کی نظیر حضرت ادریس کا رفع ہے جو فوت ہوئے اور انکی روح آسمان پر اٹھائی گئی۔

لہذا اس کے جواب وابطال میں ہماری طرف سے بھی کوئی نئی بات کہنا ضروری نہیں اور یہ کہنا کافی ہے کہ حضرت مسیح کا فوت ہوجانا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں۔ بلکہ ان کا زندہ آسمان پر موجود ہونا ثابت ہے چنانچہ ابطال کذب ومغالطہ اول قادیانی سے بخوبی معلوم ہو چکا ہے، تو پھر آپ کے رفع سے بجز رفع جسم کیا مراد ہوسکتا ہے۔ اور حضرت ادریس کا رفع آپ کے رفع کی نظیر نہیں ہوسکتا کیونکہ حضرت ادریس کا زندہ آسمان پر ہونا نہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور نہ قادیانی کے نزدیک مسلّم۔ لہذا انکے رفع سے رفع روح مراد ہونا متعین ہے نہ رفع جسم ونفس۔

تیسرے مغالطہ میں جو آیت و رافعک الیّ کے ترجمہ میں قادیانی نے جعل وتصرف کر کے اس سے یہ مطلب نکالا ہے کہ پہلے حضرت عیسیٰؑ کی وفات ہوئی پھر ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی، اس میں اس نے ان ہی جھوٹے دعووں سے جو پہلے اور دوسرے مغالطہ میں اس سے سرزد ہوئے ہیں (توفیّ بمعنی وفات اور رفع بمعنی رفع روح) کام لیا ہے اور اس کا کوئی نیا ثبوت نہیں دیا۔ لہذا اس کے جواب وابطال میں ہماری طرف سے کوئی نئی بات کہنے کی ضرورت نہیں اور صرف یہ کہنا کافی ہے کہ اس آیت میں لفظ متوفّیک سے حضرت مسیح کا فوت ہوجانا مراد نہیں اور لفظ رافعک الیّ سے صرف رفع روح بلا جسم مراد نہیں بلکہ لفظ متوفّیك سے قبض مراد ہے اور رافعك الیّ کا لفظ اس کی ایک قسم خاص، قبض کا معین کرتا ہے۔ لہذا یہ آیت باوجود اس جعل وتصرف قادیانی کے کہ اس نے واؤ کا ترجمہ، پھر، سے کیا جو ثمّ کا ترجمہ ہے، اس کا دعوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حضرت مسیح کا فوت ہو جانا ثابت نہیں ہوتا۔ اور اس معنی میں جو ہم نے بیان کئے ہیں ترتیب لفظی یا طبعی کا بھی خلاف نہیں ہوتا۔ اس صورت میں دونوں لفظ سے ایک ہی امر (قبض جسم مسیح) کے وقوع کی حکایت مقصود و مراد ہے، نہ دو امر غیر مرتب کی۔ اور اگر حضرت ابن عباسؓ کے قول کے مطابق پہلے لفظ متوفیك سے حضرت مسیح کو وفات دینے کا وعدہ مراد لیں اور آیت کے یہ معنی کریں کہ اے عیسیٰؑ میں تجھے وفات دینے والا ہوں یا دونگا (چنانچہ قادیانی نے بھی اس کے یہی معنی کئے ہیں) تو اس صورت میں حضرت مسیح کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے سے ترتیب طبعی کا خلاف نہیں ہوتا کیونکہ جو رفع طبعاً موت کے برابر ہوتا ہے وہ رفع روح ہے، نہ رفع جسم جو حضرت مسیح کے لئے تجویز کیا جاتا ہے۔ قادیانی نے اتنا نہ سوچا کہ یہ رفع جسمانی تو ہر وقت اجسام کو لاحق رہتا ہے، کبھی کوئی جسم نیچے ہوتا ہے کبھی اوپر چڑھ جاتا ہے۔ پھر اس رفع جسمانی کی تجویز سے قائلین رفع جسمانی حضرت مسیح پر الزام خلاف ترتیب طبعی کیونکر قائم ہو سکتا ہے۔

رہا اس صورت پر اس کا یہ اعتراض کہ اگر رفع جسم مسیح ہو چکا ہے اور وفات مسیح کا وقوع قیامت کے قریب ہوگا تو پھر آیت زیر بحث میں وفات کا ذکر پہلے اور رفع کا ذکر پیچھے کیوں ہوا؟ اس سے تو قرآن کی فصاحت ٹوٹ جاتی ہے۔، اس کا جواب یہ ہے کہ آپ فصاحت و بلاغت کے مفہوم سے واقف نہیں، اور نہ کتب معانی و بیان پڑھے ہیں۔ سنی سنائی باتوں یا اپنے نیم ملا حواریوں کے زبانی بیانات پر اعتماد کر کے ایسی باتیں دھر گھسیٹتے ہیں۔ کسی امر یا واقعہ کا جو پہلے ہوا ہو، پہلے ذکر کرنا، اور جو امر یا واقعہ پیچھے ہوا ہے، اس کا ذکر بیان پیچھے لانا، ضروری اور لازمی اور فصاحت و بلاغت کی شرط نہیں، بلکہ بعض اوقات پہلے امر کو پیچھے اور پچھلے کو پہلے بیان کیا جاتا ہے اور اس سے متکلم کی فصاحت و بلاغت میں نقصان واقع نہیں ہوتا۔

اس مقام میں اور فصحاء و بلغاء کی عبارات و محاورات کو پیش کیا جائیگا تو آپ ان کو غیر فصیح و غیر بلیغ کہدیں گے اور فرمائیں گے کہ ہمارا علم آسمانی اور ہمارا خدا ہمارا معلم اور باپ روحانی ہے ہم زمین والوں کے مقلد نہیں۔ قرآن کو تو آپ فصیح و بلیغ مانتے ہیں اس میں بہت سے امور و واقعات پیچھے کے پہلے اور پہلے کے پیچھے بیان ہوئے ہیں۔ جو اسی حرف عطف واؤ سے یا اس کی نظیر حرف او سے بیان ہوئے ہیں۔ اس مقام میں اس کی چند مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۱۔سورہ نساء میں ارشاد ہے:انّا اوحینا الیك كما اوحینا الی نوحٍ و النّبیّین من بعده و اوحینا الی ابراهیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب و الاسباط و عیسی و ایّوب و یونس و سلیمان ۔ ہم نے تیری طرف وحی بھیجی ہے جیسی کہ نوح اور اس کے پچھلے نبیوں کی طرف وحی بھیجی ہے۔اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور انکی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف بھیجی ہے۔

اس میں حضرت عیسیٰؑ کی وحی کا حضرت سلیمانؑ وغیرہ کی وحی سے پہلے ذکر ہوا ہے حالانکہ یہ پیچھے وقوع میں آیا۔

۲۔سورہ انعام میں ہے:و وهبنا له اسحاق و یعقوب ۔ كلاً هد ینا۔ و نوحاً هدینا من قبل ومن ذرّیته دا ؤد و سلیمان و ایوب و یوسف و موسی و هارون۔وكذلك نجزی المحسنین ۔ و زكریا و یحی وعیسی و الیاس۔ كلّ من الصّالحین ۔ و اسما عیل والیسع و یونس و لوطاً۔ كلاً فضّلنا علی العا لمین ۔(انعام۔ ع ۱۰)۔کہ ہم نے داؤد،سلیمان،ایوب،یوسف،موسیٰ،ہارون،ذکریا،یحیٰ،عیسیٰ،الیاس،اسماعیل،الیسع،یونس کو ہدائت کی۔

اس آیت میں حضرت داؤدو حضرت سلیمان کی ہدایت کے ذکر کو حضرت موسیٰ وحضرت ہارون پر مقدم کیا حالانکہ وہ ان سے پیچھے ہوئے۔اور حضرت یحیٰ وحضرت عیسیٰ کو حضرت اسماعیل وغیرہ پر مقدم کیا حالانکہ وہ ان سے پیچھے تھے۔

۳۔سورۃ ص میں ہے:كذّ بت قبلهم قو م نو حٍ وّ عادٍ وّ فرعون ذو الا تاد۔ و ثمود و قوم لوطٍو اصحا ب لئیكة ۔ اولئك ا لاحزا ب (ص۔ ع ۱) کہ مکہ والوں سے پہلے قوم نوح اور عاد اور فرعون اور ثمود اور قوم لوط اور ایکہ والوں نے جھٹلایا۔

اس آیت میں تکذیب فرعون کو تکذیب قوم ثمود اور قوم لوط پر مقدم کیا حالانکہ وہ ان سے پیچھے ہوا

۴۔سورہ ق میں ارشاد ہے: كذّ بت قبلهم قوم نو ح وّاصحا ب الرّس و ثمود۔ و عاد وّ فرعون و اخوان لوط۔ ا صحاب الأیكة و قوم تبّعٍ۔ كلّ كذّ ب الرّسل فحقّ وعید (ق ، ع ۔ ۱) کہ مکہ والوں سے پہلے قوم نوح اور کنویں والوں نے اور ثمود اور عاد اور فرعون اور لوط کے بھائیوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جھٹلایا اور ایکہ والوں نے جھٹلایا۔

یہاں ثمود کو عاد سے اور فرعون کو اخوان لوط سے مقدم کیا، حالانکہ وہ ان سے پیچھے ہوئے۔

ان آیات میں سے پہلی آیت میں معطوف بحرف عطف مجرور ہے۔ دوسری آیت میں منصوب و مفعول، تیسری و چوتھی آیت میں مرفوع اور فاعل ہے۔ اور ہر ایک کی مزید نظیریں قرآن میں بکثرت موجود ہیں ۔ یہ معطوف بحرف واؤ کی مثالیں ہیں اب معطوف بحرف او کی مثالیں سنیں

سورہ نساء (رکوع ۳) میں تین جگہ حکم ترکہ میت کے بیان میں وصیت کا ذکر پہلے ہوا ہے اور ادائے دین (قرض) کا بعد میں، حالانکہ ادائے دین مقدم ہے اور وصیت کا نافذ کرنا مؤخر۔

من بعد وصيّة يوصين بها او دين ؛ من بعد و صيّة توصو ن بها او دين ؛من بعد و صيّة يوصى بها او دين

یہ مفردات (فاعل، مفعول اور مضاف الیہ) میں وقوع خلاف ترتیب وقوعی کا ثبوت ہے اب جملوں اور حکایات واقعیہ اور واقعات نفس الامریہ کو قرآن مجید کا ترتیب وقوعی برخلاف بیان کرنا ذکر کیا جاتا ہے۔

سورہ بقرہ (ع٦) میں ہے: و اذ قلنا ادخلوا هذه القر ية فكلوا منها حيث شئتم رغداً و ادخلوا البا ب سجداً و قولوا حطة نغفر لكم خطايا كم. و سنز يد المحسنين

اور: واذ قلتم يا موسى لن نصبر على طعامٍ واحدٍ فا دع لنا ربك يخر ج لنا مما تنبت الارض من بقلها وقثّا ئها و فومها و عدسها وبصلها. قال اتستبد لو ن الّذى هو ادنى بالّذى هو خير ۔ (بقرہ ع ٧)

بنی اسرائیل کا ایک شہر میں داخل ہونے کے وقت بجائے حطة کچھ اور کہنا پہلے بیان ہوا ہے، اور ایک کھانے پر صبر نہ کرنے اور ساگ ککڑی کا سوال کرنے کا ذکر پیچھے ہوا حالانکہ یہ قول، سوال، ان سے پہلے سرزد ہوا۔

و ا ذ ا خذ نا ميثا قكم و رفعنا فوقكم الطّور خذوا ما آ تينا كم بقوّة و اذ كروا ما فيه لعلكم تتقون ۔(بقرہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تو انکو اس شہر میں جانے کا حکم ہوا۔ پھر اس قصہ وسوال و جواب کے بعد رفع طور کا ذکر ہوا جو سب سے پہلے واقع ہوا تھا جب حضرت موسیٰؑ تورات لائے تھے۔

ایسے ہی اور بہت قصص بنی اسرائیل ہیں جن میں ترتیب وقوعی کے برخلاف تقدیم وتاخیر ہے۔

و اذ قال ابراهيم ربّ اجعل هذا بلداً آمناً و ارزق اهله من الثّمرات من آمن بالله و اليوم الآخر ۔ قال ومن كفر فامتّعه قليلاً ثم اضطرّه الى عذا ب النّار و بئس المصير و اذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت و اسماعيل ربنا تقبّل منّا انك انت السّميع العليم ۔ (بقره۔ع ۱۵)۔

حضرت ابراہیم کو کعبہ کے پاک رکھنے کا حکم دینا پہلے بیان ہوا، جو بناء کعبہ کے بعد متصور ہے، اور قصہ بناء کعبہ کا ذکر بعد میں ہوا جو پہلے وقوع میں آچکا تھا۔

ان قصص اور واقعات کو ناظرین قرآن اور تفاسیر میں دیکھیں گے تو یقین کریں گے کہ مرزا قادیانی نے اس بیان میں، کہ ایک مقدم چیز کو پیچھے اور موخر کو پہلے ذکر کرنا فصاحت و بلاغت کے مخالف ہے، جھوٹ بولا ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دیا ہے۔ قرآن مجید کی آیات مذکورہ بالا سے جیسا جواز تقدیم وتاخیر ہم نے سمجھا ہے ویسا ہی علماء سابقین نے سمجھا اور اس سے یہ مسئلہ استنباط کر کے بیان کیا ہے کہ حرف واؤ مطلق جمعیت کے لئے ہے۔ اس سے ترتیب بلا فصل جو حرف ف سے سمجھی جاتی ہے، یا ترتیب بفصل وتراخی جو ثمّ سے مفہوم ہوتی ہے، فہم میں نہیں آتی۔ اسی واسطے واؤ کے ذریعہ سے ایک پچھلی چیز کو پہلے اور پہلی چیز کو پیچھے بیان کیا جاتا ہے۔ یہ مسئلہ کتب لغت نحو معانی و بیان میں مفصل بیان ہوا ہے۔

قاموس میں ہے: فالواؤ المفردة اقسام الاولى العاطفة فتعطف الشيء على مصاحبه فانجيناه واصحاب السفينة، وعلى سابقه ولقد ارسلنا نوحاً وابراهيم ، و على لاحقه وكذلك يوحى اليك و الى الّذين من قبلك ۔

اور شرح ملامبین میں ہے: فالواؤ للجمع مطلقاً لا ترتيب فيها فقوله لا ترتيب فيها بيان لا طلاقها اى لا ترتيب فيها بين المعطوف و المعطوف عليه ۔ بمعنى انّه لا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فیھم ھذا التر تیب منھا وجود او عد ماً و الفاء للترتیب ای للجمع مع الترتیب بغیر مھله و ثم مثلھا اه مثل الفاء فی مطلق الترتیب مقرونة بمھلة و تاخ

اور مختصر معانی میں ہے:نحو جاء نی زید و عمرو فان فیه تقبیلاً للفاعل بانّه زید و عمرو من غیر دلا لة علی تفصیل الفعل بان المجیئین مکانا معاً او مترتبین مع مھلة و بلا مھلة نحو جاء نی زید فعمر ثم عمرو فا لثلا ث تشترك فی تفصیل المسند الّا ان الفاء تدل علی التعقیب من غیر ترا خ و ثمّ علی التراخی۔

ناظرین ان کتابوں کو ملاحظہ کریں۔اس مقام میں شاید یہ سوال ہو کہ اس بیان سے تقدیم و تاخیر کا جائز ہونا اور فصاحت و بلاغت کے مخالف نہ ہونا تو تسلیم ہوا مگر اس میں شک نہیں کہ جن امور کے ذکر و بیان میں خداتعالی نے کوئی ترتیب اختیار فرمائی ہو اس کیلئے کوئی نہ کوئی وجہ ضروری ہے۔بس اگر لفظ متو فیک سے بنا بر قول ابن عباسؓ، حضرت عیسیٰؑ کو وفات دینے کا وعدہ مراد ہے اور اس کا وقوع بعد رفع جسم حضرت مسیح ہوگا تو پھر توفّی کو ذکر و بیان میں مقدم کرنے اور رفع کو موخر کرنے کی کیا وجہ ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی وجہ ایک یہ ہوسکتی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو یہود سے قتل و ایذا کا خوف و اندیشہ تھا۔خداتعالی نے اس خوف کو دور کرنے کے اہتمام کے لئے لفظ متوفّیک کو مقدم کیا۔اور حضرت عیسیٰؑ کو یہ جتا کر کہ تیرے قتل پر یہود قادر نہ ہوں گے، ہم خود تجھے طبعی موت سے وفات دیں گے، بے خوف و مطمئن کر دیا۔اس کے بعد ان کے رفع کا مژدہ سنایا۔اور اگر پہلے وعدہ رفع دیا جاتا تو اس میں ان کو اس سوال کا موقع رہتا کہ یہود تو میرے قتل پر آمادہ و تیار ہیں، پھر یہ رفع کس کیفیت کا ہوگا۔جیسا کہ حضرت زکریا کو وعدہ فرزند مل جانے پر یہ سوال پیدا ہوا کہ میرے یہاں فرزند کیونکر ہوگا، میں تو بوڑھا ہوں اور میری بیوی بانجھ۔

یہ وجہ مرزا قادیانی کے اس کلام سے، جو بحوالہ جملہ تفاسیر مدارک، کشاف وغیرہ ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۴۹ میں موجود ہے، ہم نے نکالی ہے۔

قادیانی کی پہلی دلیل آیت یا عیسی انّی متوفّیك پر بحث ختم ہوئی جس سے یہ بات ناظرین کو بخوبی ثابت ہوگی کہ قادیانی نے جو کہا ہے کہ اس آیت میں توفّی سے حضرت مسیح کا فوت ہوجانا مراد ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور رفع سے ان کی روح کا اٹھایا جانا، اس میں محض کذب و مغالطہ سے اس نے کام لیا ہے۔ قرآن وحدیث اور کتب لغت اور محاورات عرب میں اس پر شہادت نہیں پائی جاتی اور سلف وخلف صحابہ وتابعین محدث ومفسر اس اعتقاد و بیان مراد میں اسکے موافق نہیں۔

اس بحث کے بعد مرزا قادیانی کے دوسرے دلائل آیات قرآنیہ کے اوپر بحث کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی، تاہم عوام کی سہولت کی نظر سے ان آیات کو ذکر کر کے ان آیات سے قادیانی کے دعوی کا ثابت نہ ہونا ظاہر کیا جاتا ہے۔

دوسری آیت جس کو قادیانی نے حضرت مسیح کی وفات پر دلیل بنایا ہے وہ آیت سورہ نساء ہے جو اوپر منقول ہو چکی ہے۔ اور اس میں یہ بیان ہے کہ یہودیوں نے حضرت مسیح کو نہ قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا، بلکہ خدا تعالی نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا ہے۔

قادیانی نے اس آیت کے ابتداء کو مخالف مدعا سمجھ کر اس مقام میں چھوڑ دیا اور سرقہ کیا اور اس کے آخر بل رّفعه اللّٰه اليه کو اپنی دلیل بنالیا اور اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۹۹ میں اس کی نسبت کہا ہے کہ: رفع سے مراد اس جگہ موت ہے۔ جو عزت کے ساتھ ہو، جیسا کہ مقربین کیلئے ہوتی ہے کہ بعد موت ان کی روح علیین تک پہونچائی جاتی ہے۔

اس مراد کا نقلی ثبوت قادیانی نے بجز اس کے کچھ پیش نہیں کیا کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے اور فوت شدہ کی صرف روح آسمان پر اٹھائی جاتی ہے، نہ اس کی نعش وجسم۔ اس کے سوا جو کچھ اس نے رفع کے متعلق کہا ہے وہ عقلی ڈھکوسلے ہیں اور نیچری شبہات کہ مسیح زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں تو وہاں سانس کے لئے ہوا کہاں سے لیتے ہوں گے، کھاتے پیتے کیا ہوں گے؟ بول و براز کہاں کرتے ہوں گے، بال و ناخن کس سے کٹواتے ہوں گے؟ وغیرہ۔ (دیکھو ازالہ اوہام قادیانی ص ۲۶۳ لغایت ۲۶۷، نیز صفحہ ۳۲۴ تا ۳۲۸، اور صفحہ ۳۴۳ تا ۳۴۶، اور ۳۸۶ تا ۳۸۸، اور ۵۴۹ تا ۵۵۱، اور ۵۹۹، اور ۹۲۴ وغیرہ)

اس کا جواب یہ ہے کہ نقلی ثبوت کا جواب ہم دے چکے ہیں کہ جن الفاظ قرآن وحدیث سے قادیانی حضرت عیسیٰؑ کی وفات نکالتا ہے ان الفاظ سے وفات کا مراد ہونا ثابت و متعین نہیں۔ تو پھر ان کے رفع سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

صرف روح کا اٹھایا جانا، جو ثبوت وفات پر موقوف اور اسکی فرع تھا، کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ ان الفاظ سے تو حضرت مسیح کی حیات ثابت ہے لہذا ان کی رفع سے بجز رفع جسم کچھ مراد نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی بیان کر آئے ہیں کہ اس آیت میں رفع سے صرف رفع روح کا مراد ہونا اس وجہ سے بھی ناجائز ہے کہ اس کے نظائر لفظ ما قتلوہ وما صلبوہ کی ضمیر سے صرف روح مراد نہیں ہو سکتی بلکہ جسم مراد ہے۔ تو رفعہ کی ضمیر سے بھی صرف روح مراد نہیں ہو سکتی وبناء علیہ یہ آیت حضرت مسیح کی حیات کی دلیل ہے، نہ کہ وفات کی۔ اسی نظر سے قادیانی نے اس آیت کے ابتداء کو سرقہ کیا اور صرف اخیر کو معرض استدلال میں پیش کیا۔

رہا اس کے عقلی ڈھکوسلوں اور نیچری شبہوں کا جواب، سو بحث عقلی وفات مسیح میں دیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالی۔ اس مقام میں ناظرین کو مرزا قادیانی کی بے علمی جتانے کی غرض سے یہ بیان کرنا بھی نامناسب نہیں کہ قادیانی نے اس آیت کو دعوی وفات مسیح پر ایک دلیل بنایا ہے اور اس دلیل کے ثبوت پر حضرت مسیح کی وفات کو دلیل ٹھہرایا ہے، اور یہ دور ہے۔ اگر اس کے دعوے و دلیل کی تقریر یوں کریں کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے ہیں کیونکہ آیت بل رّفعه اللّٰه اليه میں ان کا فوت ہونا مراد ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ یا یہ مصادرہ علی المطلوب ہے اگر اس کی تقریر یوں کریں کہ بحکم آیت بل رّفعه اللّٰه اليه حضرت مسیح فوت ہو چکے ہیں اس لئے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ اور یہ دونوں امر علم منطق وغیرہ سے ناواقفی پر مبنی ہیں ۔

اور اگر قادیانی کا یہ خیال ہو کہ دعوی وفات مسیح کی دلیل پہلی آیت انّی متوفّيك ہے اور وہی آیت اس آیت دوم میں رفع سے موت مراد ہونے پر دلیل ہے، تو پھر اس آیت کو مستقل وجداگانہ دلیل نمبر دوم ٹھہرانا اس کی بے علمی کی دلیل ہے۔ یہ آیت پہلی آیت کے سوا بزعم قادیانی وفات مسیح کو ثابت نہیں کر سکتی تو یہ دوسری دلیل کیونکر ہو سکتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فلمّا توفّیتنی کے معانی پر شیخ الاسلام کی تحریر

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں: تیسری آیت جس کو قادیانی نے وفات مسیح پر دلیل ٹھہرایا ہے وہ آیت سورۃ مائدہ ہے فلمّا توفّیتنی کنت انت الرّقیب علیھم و انك علی کلّ شئیٍ قدیر (مائدہ) کہ حضرت عیسی، اللہ تعالی کو کہیں گے کہ تو نے مجھ کو قبض کیا تو، تو ان کا نگھبان رہا۔

اس آیت کا قادیانی نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ، تو نے مجھے وفات دی تو، تو ہی ان پر نگہبان رہا۔ پھر اس معنی کے ثبوت پر ان آیات کا قادیانی نے اعادہ کیا جو گذر چکی ہیں۔

علاوہ براں ایک دلیل یہ بیان کی ہے کہ یہی لفظ فلمّا توفّیتنی آنحضرت ﷺ حوض کوثر پر فرمائیں گے جس سے آپ کی یہی مراد ہوگی کہ تو نے مجھے وفات دی، تو پھر حضرت عیسیؑ کی بعینہ اس کلام سے اور معنی مراد لینا کیونکر جائز ہے۔ اور یہ بیان کیا ہے کہ اس آیت سے پہلے اذ قال اللّٰہ یا عیسی کہا گیا ہے (جس کا مطلب یہ ہے کہ عیسی کو خدا تعالی پوچھے گا کہ تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو معبود بنانا) اور ظاہر ہے کہ قال ماضی کا صیغہ ہے اور اس کے اول اذ موجود ہے جو خاص ماضی کے لئے آتا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت سے زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا، نہ زمانہ استقبال کا۔ اور ایسا ہی جو جواب حضرت عیسی کی طرف سے ہے وہ بھی بصیغہ ماضی ہے فلمّا توفّیتنی۔ اس کی نظیر خدا کا یہ قول ہے واذ قال ربّك للملا ئکة ..جو قصہ ماضی ہے، نہ بزمانہ آئندہ۔

اور اس بیان پر نازاں ہو کر قادیانی نے یہ بھی کہا ہے کہ جو لوگ اس آیت کے یہ معنی کرتے ہیں کہ یہ نزول حضرت عیسیؑ کے بعد کا واقعہ ہے، وہ ایسی تاویل رکیک سے شرم نہیں کرتے (دیکھو ازالہ اوہام۔ص۸۹۰ وغیرہ)

اس دلیل کے دو جواب ہیں۔ اول یہ کہ پہلی دلیل قادیانی کے جواب میں ثابت ہو چکا ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

توفّی کے حقیقی معنی صرف وفات دینے کے نہیں بلکہ مطلق قبض کے ہیں جس کے کئی انواع واقسام ہیں، وفات دینا، سلا دینا، قبض کرنا وغیرہ۔ اور یہ سب معانی اس لفظ سے بحسب مقتضائے مقام شہادت قرینہ مراد لئے جاتے ہیں۔ بناء علیہ اس آیت میں توفیتنی کے لفظ سے بشہادت قرائن مذکورہ بالا قبض جسم کے معنی مراد ہیں، نہ کہ وفات دینے کے۔ قادیانی نے جو اس معنی وفات کو توفّی کے حقیقی معنے قرار دیئے ہیں اور اس پر بضمن دلیل اول شواہد پیش کئے ہیں، اس کا جواب دنداں شکن دیا گیا ہے۔

اور جو اس مقام میں اس پر اس نے دلیل پیش کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے کلام میں یہ لفظ توفیتنی وارد ہے تو اس کے معنی وفات دینے کے لئے جاتے ہیں۔ پھر حضرت مسیح کے کلام میں بعینہ اس لفظ کے معنی وفات دینے کے کیوں نہ ہوں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ بھی حضرت مسیح کی طرح بلا موت زندہ آسمان پر اٹھائے جاتے، تو آپ کے کلام میں بھی وہی معنی قبض جسم لئے جاتے۔ آنحضرت ﷺ وفات پا چکے ہیں، اور زندہ آسمان پر موجود نہیں ہیں، تو پھر آپکے کلام میں اس لفظ سے معنی قبض جسم کس قرینہ سے مراد لئے جائیں؟ آنحضرت ﷺ کا بعینہ مسیح کے کلام کو اپنی کلام میں اختیار فرمانا اس امر کی دلیل نہیں کہ جس معنی سے حضرت مسیح ؑ وہ لفظ بولیں گے ان ہی معنی سے آنحضرت ﷺ نے وہ لفظ فرمایا ہے۔

دوسرا جواب: فرض کیا اور مان لیا کہ اس کلام میں حضرت مسیح کے لفظ توفیتنی سے مطلق قبض کے معنی مراد ہیں جو موت اور قبض روح کو بھی شامل ہیں اور اس لفظ سے آپکے دونوں زمانوں (زمانہ قبض جسم وقیام آسمان، اور زمانہ قبض روح بعد نزول) کے حال کی حکایت ہے، مگر اس صورت میں بھی اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مسیح فوت ہو چکے ہیں کیونکہ اس آیت میں کسی گذشتہ زمانہ میں مسیح کے اس قول کی حکایت نہیں ہے بلکہ آئندہ زمانہ قیامت کے دن کی یہ حکایت ہے کہ خدا تعالی، مسیح سے یہ سوال کرے گا: کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو اپنا معبود بنا لینا؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ خداوندا! میں نے تو ان کو وہی کہا تھا جو تو نے مجھے حکم دیا تھا، میں جب تک ان میں رہا ان کا نگران رہا اور جب تو نے مجھے قبض کر لیا تو، تو ان پر نگہبان ہوا۔

و اذ قال اللّٰہ یا عیسی بن مریم أأنت قلت للنّاسِ اتّخذونی و امّی الھین من دون اللّٰہ ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قال سبحانك ما يكون لی ان اقول ما ليس لی بحقّ ۔ ان كنت قلته فقد علمته۔ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسك۔ انك انت علّام الغيوب ۔ ما قلت لهم الّا ما امرتنی به ان اعبدوا اللّٰه ربّی و ربكم۔ وكنت عليهم شهيداً مّا دمت فيهم۔ فلمّا توفّيتنی كنت انت الرّقيب عليهم ۔ و انك علی كلّ شئیٍ قدير (مائده ۔ ع ١٦)

اور یہ امر ظاہر و مسلّم فریقین ہے کہ اس دن سے پہلے وہ ضرور وفات پا چکے ہوں گے۔ لہذا اس آیت سے ان کی موت ہی مراد ہے، تو قیامت سے پہلے ان کا وفات پا جانا ثابت ہوتا ہے، نہ اس وقت مردہ ہونا۔

ہمارے اس بیان پر کہ اس آیت میں زمانہ قیامت کی حکایت ہے، نہ زمانہ گذشتہ کی، یہ دلیل ہے کہ اس آیت سے پہلے ارشاد ہے کہ جس دن (یعنی قیامت کو) خدا تعالی رسولوں کو اکٹھا کر کے کہے گا کہ تم کو تمہاری امتوں نے کیا جواب دیا، تو وہ جواب میں کہیں گے ہم کو اس کا علم نہیں۔

اس کے بعد حضرت عیسی کو بلفظ اذ قال مخاطب فرما کر ان نعمتوں کو شمار کیا جو ان پر خدا نے انعام کیں اس کے بعد اس سوال و جواب کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد یہ فرمادیا کہ یہ وہ دن ہے: يوم يجمع اللّٰه الرّسل فيقول ما ذا اجبتم ۔ قالوا لا علم لنا۔ انك انت علّام الغيوب (مائده ۔ ع ١٥)

قال اللّٰه هذا يوم ينفع الصّادقين صدقهم۔ لهم جنّات تجری من تحتها الانهار خالدين فيها ابداً (مائده ع ۔ ١٦) جس میں سچوں کو ان کا سچ بولنا نفع پہنچائے گا۔ انکے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ باغوں میں ہمیشہ رہیں گے۔

یہ دونوں آیات صریح شاہد ہیں کہ اس سوال و جواب میں بطور پیشین گوئی واقعہ آئندہ روز قیامت کی حکایت مقصود ہے نہ کہ گزشتہ زمانہ کی۔

قادیانی نے جو بڑے فخر اور ناز کے ساتھ اس بیان کو غلط اور موجب شرم قرار دیا ہے، اور اسکے مقابلہ میں اس بات کا دعوی کیا ہے کہ اس آیت میں وقت نزول سے پہلے زمانہ کی حکایت ہے اور اس پر لفظ اذ سے جو ماضی کی ظرف ہے اور لفظ قال اور توفّيتنی سے جو ماضی کے صیغہ ہیں تمسک کیا ہے اور اس کو اذ قال ربّك للملا ئكة کی نظیر سمجھا ہے، یہ کمال شرم کا موجب ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اگر قادیانی میں کچھ شرم ہو کیونکہ اس آیت کو بنظر لفظ اذ قــــال گذشتہ واقعہ کی حکایت قرار دینا صرف بعض اشخاص سدی وغیرہ کی ہے، ان کے سوا تمام مفسرین اس رائے کو غلط قرار دیتے ہیں اور اس آیت کو قیامت کے دن کی حکایت کہتے ہیں اور لفظ اذ قال کا وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ اذ محاورہ قرآن میں مستقبل کیلئے بھی آتا ہے۔ اور اس قصہ کے واقعات کو قال وغیرہ ماضی کے صیغوں سے حکایت کرنا اس امر کے اظہار کیلئے ہے کہ یہ واقعہ آئندہ ایسا یقین الوقوع ہے کہ گویا ہو چکا ہے۔

تفسیر معالم (ص۳۰۲) میں لکھا ہے:

اختلفوا فی هذا القول متی یکو ن فقال السّدی قال اللّٰه تعالی هذا القول لعیسی حین رفعه الی السّماء ولانّ حرف اذ تکو ن للما ضی و قال سا ئر المفسّرین انّما یقول اللّٰه تعالی هذا القول یوم القیامة بد لیل قوله تعالی یو م یجمع اللّٰه الرّسل، و قال من بعد، هذا یوم ینفع الصّادقین صدقهم والمراد بهمایوم القیامه وقد تجیء اذ بمعنی اذا کقو له تعا لی ولو تری اذا فزعوا یوم القیامه.... وان لم تکن بعد.. کا لکا ئنة لانّها آ تیة لامحا لة۔ اس قول کی نسبت یہ اختلاف ہے کہ یہ کب واقع ہوگا۔ سدی کا قول ہے کہ یہ قول خدا تعالی نے اس وقت کہا تھا جب اسکو آسمان کی طرف اٹھایا تھا۔ اس پر اس کی دلیل یہ ہے کہ حرف اذ ماضی کے لئے آتا ہے۔ اسکے سوا تمام مفسرین یہ کہتے ہیں کہ یہ قول خدا تعالی حضرت عیسی کو قیامت کے دن فرمائے گا۔ انکی دلیل یہ کہ اس قول سے پہلے خدا نے فرمایا ہے کہ خدا تعالی جس دن رسولوں کو جمع کریگا.. تا آخر... اور اس کے بعد فرمایا ہے، یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کا سچ نفع دے گا، اور ان دونوں سے قیامت کا دن مراد ہے (لہذا وہ قول جو ان دونوں قولوں کے بیچ میں ہے، قیامت ہی کو کہا جائے گا) اور لفظ اذ بمعنی اذا بھی آتا ہے جو مستقبل کی طرف ظرف ہوتا ہے۔ اس کی نظیر خدا تعالی کا وہ قول ہے جس میں ارشاد ہے: کاش تو انکو دیکھے جب وہ گھبرائیں گے (اس میں آئندہ روز قیامت کے گھبرانے کو لفظ اذا اور صیغہ ماضی سے بیان کیا ہے) اور قیامت اگرچہ اس وقت تک واقعہ نہیں ہوئی مگر چونکہ وہ ضرور ہونے والی ہے اس لئے اس سوال وجواب میں لفظ ماضی اس سے حکایت ہوئی ہے۔ اور یہ بات جتائی گئی ہے کہ گویا وہ ہو چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایسا ہی تفسیر فتح البیان جلد۳ میں ہے جو تفسیر معالم کا خلاصہ مضمون ہے: و اذ ھھنا بمعنی اذا کقولہ تعالی و لو تری اذا فزعوا تعبیراً عن المستقبل بلفظ الماضی تنبیھا علی تحقق وقوعہ

اور تفسیر کبیر میں ہے: فھذا الکلام انّما یذکرہ لعیسی یوم القیامۃ و منھم من قال انّہ تعالی قال ھذا الکلام لعیسی حین رفعہ الیہ و تعلق بظاھر قولہ واذ قال اللّٰہ، و اذ تستعمل للماضی و القول الاول اصح لانّ اللّٰہ عقب ھذہ القصۃ بقولہ ھذا یوم ینفع الصّادقین و المراد بہ یوم القیامۃ وامّاالتمسک لکلمۃ اذ فقد سبق الجواب عنی (ج۳ص۶۹۸)

اخرج قولہ اذ قال اللّٰہ علی لفظ الماضی دون المستقبل و فیہ و جوہ: الاول الدلالۃ علی قریب القیامۃ حتی کانّھا قامت و وقعت و کل آتٍ قریب و یقال الجیش قد اتی اذا قرب ایتانھم قال اللّٰہ تعالی اتی امر اللّٰہ۔

الثّانی انّہ ورد علی حکایۃ الحال و نظیرہ قول الرّجل کانک بنا ؟ و قد دخلنا بلدۃ کذا فصنعنا فیھا کذا اذ صاح صائح فترکتنی واجبتہ و نظیرہ من القرآن قولہ تعالی و لو تری اذ فزعوا فلا فوت و لو تری اذ یتوفّی الّذین کفروا الملائکۃ و تری اذ الظّالمون ھو ... عند ربھم و الوجہ فی کل ھذہ الآیات ما ذکرناہ من انّہ خرج علی سبیل الحکایۃ من الحال (تفسیر کبیر ج ۳)

کہ یہ کلام حضرت عیسیٰؑ سے خدا تعالی قیامت کے دن کرے گا۔ بعض کا یہ قول ہے کہ یہ اس وقت کہا تھا جب آخر میں عیسیٰؑ کو خدا تعالی نے اپنی طرف اٹھا لیا تھا۔ وہ آیت کے ظاہر لفظ اذ قال سے لپٹا ہے کیونکہ لفظ اذ قال ماضی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے مگر صحیح وہی پہلی بات ہے کیونکہ خدا تعالی نے اس قصہ کے بعد فرمایا ہے کہ یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو سچ نفع دے گا، سو قیامت کا دن ہے۔ رہا جواب لفظ اذ، سو گذر چکا ہے اور اس سے پہلے کہا ہے کہ اذ قال اللّٰہ ماضی کے صیغہ سے فرمایا، نہ صیغہ مستقبل سے۔ اس کی کئی وجہ ہیں۔ پہلی وجہ یہ کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ماضی کے لفظ سے قیامت کا قرب مفہوم ہوتا ہے اور عرب میں ہر آنے والی چیز کو قریب بولتے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ لشکر آ گیا جب اس کا آنا قریب ہو۔ اسی محاورے پر خدا تعالیٰ فرماتا ہے اتی امر اللّٰہ یعنی خدا کا حکم قیامت یا عذاب آ گیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ بطور حکایت حال بولا ہے یعنی جو حال آئندہ واقع ہوگا اس کو واقع شدہ صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ اسکی نظیر محاورہ عرب میں ایک آدمی کا دوسرے کو یہ کہنا ہے کہ گویا میں اور تو ایک شہر میں داخل ہوئے اور ہم نے ایک کام کیا۔ ناگاہ ایک شخص چلایا تو تو نے مجھے چھوڑ دیا اور میں اس کے پیچھے بھاگا (جس سے مراد یہ ہے کہ آئندہ ایسا ہوگا) اور اس کی نظیریں قرآن میں یہ ہیں۔ و لو تری اذ فزعوا۔ اذ یتوفّی الّذ ین کفروا۔ اذ الظّا لمو ن۔ جن کا وقوع آئندہ ہوگا مگر اس کو بلفظ ا ذ بیان کیا گیا ہے۔

لفظ اذ اور صیغہ ماضی سے آئندہ واقعات کو حکایت کرنا قرآن میں بکثرت ہے اس کی چند مثالیں امثلہ مذکورہ کے علاوہ ایک ہی آیت میں اور سنو۔ سورہ بقرہ میں ارشاد ہے:

اذ تبرا الّذین اتّبِعوا من الّذین اتّبعوا و رأو ا العذا ب و تقطّعت بهم الاسبا ب۔ و قال الّذین اتّبعوا لو انّ لنا کرّة فنتبرأ منهم کما تبرؤا منّا۔ (بقرہ: ۱۶۶۔۱۶۷) جب وہ لوگ جن کی پیروی ہوتی ہے ان لوگوں سے بے زار ہوں گے جو ان کے پیرو تھے اور وہ عذاب دیکھیں گے اور ان کے تعلقات ٹوٹ جائیں گے اور وہ لوگ کہیں گے جو انکے پیرو تھے، کاش ہمارے لئے دنیا کی طرف پھرنا ہوتا تو ہم بھی ان سے بیزار ہوں جیسے وہ ہم سے بیزار ہوئے ہیں۔

اس آیت میں وہی اذ جو ماضی کی ظرف ہوتا ہے بمعنی مستقبل استعمال ہوا۔ اس کے بعد تبرأ، اور رأو، اور تقطعت یہ سب ماضی کے صیغے ہیں اور ان سے مضارع کے معنی مراد ہیں۔ ان سب کو بلفظ ماضی لانا اسی غرض سے ہوا ہے کہ ان کا آئندہ وقوع یقینی معلوم ہو اور یہ سمجھا جائے کہ گویا یہ امور واقعہ ہو چکے۔

چھوٹی یا بڑی کتب نحو کو دیکھو گے تو ان میں بھی یہ مسئلہ پاؤ گے کہ اذ کبھی مستقبل کیلئے بھی آتا ہے۔ کافیہ و شرح ملا مبین میں ہے کہ اذ بمعنی ماضی ہوتا اور کبھی مستقبل کیلئے بھی آجاتا ہے جیسا کہ اس قول خداوندی میں کہ شتاب دیکھ لیں گے جب کہ طوق ان کی گردنوں میں ہونگے۔ اس آئندہ واقعہ روز قیامت کو بلفظ اذ حکایت کیا ہے اور اس سے مستقبل کا ارادہ کیا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

و منها اذ الكائنة للماضى و قد يجىء للمستقبل لقوله تعالى فسوف يعلمون اذ الاغلال فى اعنا قهم (شرح ملا مبین ص ۲۳۴)

اور جیسا کہ قرآن میں یقینی آنے والے واقعہ کو بلفظ ماضی بیان کیا گیا ہے ایسا ہی یقینی گزشتہ واقعہ ماضی کو بلفظ مضارع اس امر کے اظہار کیلئے بیان کیا گیا ہے کہ وہ واقعہ یقیناً وقوع میں آچکا ہے کہ گویا اب اس کا وقوع نظر آرہا ہے اسکی مثالیں بہت ہیں، ازانجملہ دو بیان کی جاتی ہیں:

و اذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت و اسماعيل ۔ ربّنا تقبّل منّا۔ انك انت السّميع العليم (بقرہ ۔ع ۱۵) جب ابراہیم اور اسماعیل خانہ کعبہ کی بنیاد اٹھا رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ اے خداوند تو ہم سے قبول کر، تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اس واقعہ ماضی کو خدا تعالی نے بلفظ یرفع جو مضارع ہے، حکایت کیا اور اس سے یہ جتایا کہ یہ واقعہ ایسا یقینی الوقوع ہے کہ گویا اب سامنے ہو رہا ہے۔

تفسیر بیضاوی میں ہے کہ اس قول خداوندی میں حکایت ماضی کی بلفظ مضارع ہوئی ہے۔

اذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت حكاية حال ماضية (بیضاوی)

فتح البیان میں ہے کہ اس سے مقصود اس امر کا اظہار ہے کہ وہ صورت عجیبہ سامنے حاضر ہو رہی ہے:

حكاية حال ماضية استحضار الصور العجيبة۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے: اذ يقول المنا فقو ن و الّذين فى قلوبهم مرض ما وعدنا اللّه و رسوله الّا غروراً۔ جب کہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے کہتے ہیں کہ ہم کو تو خدا و رسول نے دھوکہ ہی کا وعدہ دیا ہے۔

اس میں واقعہ ماضی کی لفظ مضارع یقول سے اسی غرض استحضار سے حکایت کی ہے۔

فتح البیان، معالم، تفسیر کبیر وغیرہ میں ہے کہ اس سوال سے جو عیسیٰ ؑ سے خدا تعالی کرے گا، مقصود نصاری کو زجر و الزام دینا ہے۔ یہ مقصود بھی اس امر کا مؤید ہے کہ وہ سوال و جواب قیامت کو ہوگا کیونکہ قیامت سے پہلے وہ اس سوال و جواب کے وقوع کو کب مانتے ہیں اور اس سے انکار جزو الزام سب مقصود ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تفسیر معالم (ص ۳۰۳) میں ہے: فان قیل فما وجه هذا السّوال عنه مع علم اللّه عزّ و جلّ انّ عیسی لم یقله ، قیل هذا السّوال عنه لتوبیخ قومه و تعظیم امرهذه المقالة

ان شواہد قرآنیہ اور آثار سلفیہ سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت میں واقعہ آئندہ کی حکایت ہے اور لفظ اذ قال اس واقعہ کے آئندہ ہونے سے مانع نہیں۔ وبناء اگر اس آیت سے ایسے ہی معنی کریں جو حضرت عیسیٰؑ کی وفات کو بھی شامل ہوں، تب بھی اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا کہ وہ اس آیت کے نزول سے پہلے یا اس وقت فوت ہو چکے ہیں۔ بلکہ ان معنی سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کا یہ سوال اور اس کا جواب واقع ہوگا اس وقت سے پہلے وہ فوت ہو چکے ہوں گے اور یہ امر ہمارے اعتقاد کے مخالف نہیں اور قادیانی کے دعوی کا مؤید و موافق نہیں ہے۔

اب قادیانی صاحب اور ان کے اتباع جو علماء کہلا کر علم کے نام کو بدنام کر رہے ہیں کچھ شرم و حیا کو کام میں لاویں اور تھوڑی دیر کے لئے انصاف اختیار کر کے فرمائیں کہ اس آیت کی تفسیر میں رکیک تاویل کس کی ہے۔ آپ کی یا جمہور مفسرین اہل اسلام کی۔ اور اس تاویل سے شرمندہ ہونا کس کا حق ہے، جمہور مفسرین کا یا آپ کا۔ آپ نے سدی کے قول باطل کی تقلید کر کے جمہور علماء اسلام کو شرمندہ کرنا چاہا تھا۔ اب کہو کون شرمندہ ہوا؟ آپ نے سدی کی اس بات میں تو تقلید کی ہے کہ یہ قول خداوندی، حضرت مسیح کو گزشتہ زمانہ میں کہا گیا ہے مگر آپ نے اس قول کی پیروی چھوڑ دی کہ: وہ قول اس وقت کہا گیا تھا جب حضرت عیسیٰؑ کو خدا تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا لیا تھا۔

یہ دوسرا امر آپ کیلئے شرم کا موجب ہے کہ لا تقربوا الصّلوة کو لے لیا اور انتم سکاری کو چھوڑ دیا اور ا تؤمنون ببعض الکتاب وتکفرو ن ببعض کا خطاب حاصل کیا۔

ناظرین! مرزا قادیانی کے دعوی وفات پر قرآن کی صرف دو ہی ایسی آیتیں تھیں جن میں حضرت مسیح کا ذکر اور لفظ توفّی کا ورود ہے۔ اس کے سوا جس آیت قرآن کو اس نے ہاتھ مارا، اس سے اپنا بے علم و بے انصاف ہونا ظاہر کیا۔ (ماہنامہ اشاعۃ السنہ۔ جلد ۱۴۔ ص ۵ تا ۱۰۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فتوی تکفیر قادیانی ۱۸۹۲ء کا پس منظر

یہ فتوی مباحثہ لدھیانہ جولائی ۱۸۹۱ء کے بعد تیار ہونا شروع ہوا، اور برصغیر کے معروف علماء کے دستخط کروانے میں اس پر ایک عرصہ صرف ہونے کے بعد ۱۸۹۲ء میں اسے جاری کیا گیا۔ فتوی کی تیاری کے دوران مرزا صاحب سے دہلی میں مولوی محمد بشیر سہسوانی کا مباحثہ ہوا۔ اور دیگر مقامات پر بھی انہیں سمجھانے کی کوشش کی گئی جس کا مقصد یہ تھا کہ اگر وہ اپنے فاسد عقائد سے رجوع کرلیں تو اس فتوی کو جاری کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ ان تفصیلات سے صرف نظر کر کے ہم ذیل میں استفتا پیش کرتے ہیں جو حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی ؒ نے تیار کیا تھا، اور اس کے بعد جواب استفتاء نقل کریں گے جو سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی ؒ نے دیا۔ اجراء کے بعد یہ فتوی اشاعۃ السنۃ کی جلد ۱۳ میں شائع ہوا تھا۔ تمہیدی گذارشات میں حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی ؒ نے لکھا:

مرزا قادیانی نے اپنے رسالہ فتح اسلام میں اپنے مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا تو اس سے اہل اسلام کی پبلک میں ایک عام شور برپا ہوگیا اس شور کو مٹانے اور اس دعوی کی توضیح کے لئے اس نے ایک رسالہ توضیح مرام مشتہر کیا تو اس نے اس شور کی آگ کو اور بھی تیز کردیا اور خوب بھڑکایا، کیونکہ فتح اسلام میں تو اس نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا تھا، توضیح مرام میں اپنے نبی ہونے کا دعوی کیا اور علاوہ بر آں بہت سے عقائد کفریہ کا اظہار کیا جو عقائد اہل اسلام کے بالکل مخالف ہیں اور عقاید نیچریہ فلاسفہ ہنود اور یہود و نصاری کے عین مطابق و موافق۔ اس رسالے کی اشاعت سے وہ شور بڑھا تو اس کے ازالے کے لئے اس نے ایک اور رسالہ ازالہ اوہام کے بعض حصص و مضامین کو اپنے حواریوں میں متداول کیا اور انہوں نے بذریعہ رسائل و مجالس ان کو پبلک میں مشتہر کیا۔ ان مضامین نے اس شور کی بھڑکتی ہوئی آگ پر کیروسین آئل (مٹی کا تیل) (kerosene oil) دیا، کیونکہ اس رسالے میں اس نے مسیحیت اور نبوت کے ساتھ رسالت کا بھی دعوی کیا ہے۔ رسالت بھی کیسی!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جس کی بشارت وشہادت نص القرآن و مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد میں آچکی ہے اور علاوہ بر آں بہت سے کفریات کا زہر اگلا۔ معجزات حضرت مسیح وغیرہ انبیاء سے بہ تاویل وتحریف انکار کیا ۔ پھر تو وہ شور عالم گیر ہو گیا اور چاروں طرف سے نعرہ تکفیر ونفرین بلند ہونے لگا۔ ان رسائل ثلاثہ سے قادیانی نے اچھا اثر نہ دیکھا تو اشاعت رسالہ توضیح مرام ہی کے وقت مباحثہ سے مباحثہ کا اشتہار بھی دے دیا اور اشتہار ۲۶ مارچ ۱۸۹۱ء میں یہ مشتہر کیا کہ علمائے وقت جب تک میرے عقائد ومقالات میں جن کو وہ کفر و گمراہی سمجھتے ہیں مجھ سے مباحثہ نہ کرلیں تب تک اپنی زبان کو تکفیر اور طعن سے روک رکھیں اور اس مباحثے کو ایسی پیچیدہ اور مشکل اور ناممکن الوقوع شروط سے مقید کر دیا کہ نہ وہ شرطیں وقوع میں آویں اور نہ مباحثے کی نوبت پہنچے، جس سے اس کا مقصود یہ تھا کہ جتنے دنوں تک مباحثہ ملتوی رہے اور ٹل سکے اتنے ہی دن طعن وتکفیر سے لوگوں کی زبان بند رہے اور اس کے عقاید ودعاوی کا کچھ اثر اس کے اتباع اور ناواقف مسلمانوں پر ہوتا رہے۔ علمائے وقت نے وقتاً فوقتاً اس کی ناجائز شروط کے ابطال اور جائز کی تسلیم واقبال سے مباحثہ کے لئے مستعدی کا اظہار کیا، مگر قادیانی سے بجز گریز وفرار جو اس کا اصل منشاء ومقصود تھا، کچھ ظہور میں نہ آیا، یہاں تک کہ قضا وقدر نے اس کو دوڑنے بھاگنے کے ساتھ جبراً پنجے میں پھنسا دیا اور لدھیانہ کے مقام میں ہمارا اس سے مباحثہ کرا دیا جس کی کسی قدر کیفیت ماہنامہ اشاعۃ السنہ کی جلد ۱۳ میں شائع ہوئی ہے۔

اس مباحثے میں جو اس نے شکست وہزیمت پائی وہ ناظرین پرچہ جائے مذکور پر مخفی نہ ہوگی، مگر اس کی دلیری اور بہادری دیکھو اور اس پر صد آفرین کہو کہ شکست پا کر بھی وہ دعوی مباحثہ سے دست بردار نہ ہوا اور اشتہار یکم اگست اور اکتوبر ۱۸۹۱ء میں پھر مدعی مباحثہ ہوا اور دہلی جا کر خم ٹھونک کر کھڑا ہو گیا اور اس پر دہلی جا کر اس کا تعاقب کیا گیا اور اس کی جملہ شروط جائزہ کو منظور کر کے منظوری مباحثہ کا اشتہار دیا گیا تو پھر اس نے مباحثہ سے انکار کیا جس کی تفصیل (ماہنامہ اشاعۃ السنہ) نمبر ا جلد ۱۴ میں ہے۔ مگر پھر اس کی شرم وحوصلہ کو دیکھو اور اس پر ہزار آفریں کہو کہ دہلی سے بھاگ کر قادیان میں پہنچ کر وہ اس شکست وہزیمت کو بھول گیا اور ایک آسمانی فیصلہ (جو درحقیقت شیطانی فیصلہ ہے) اس نے لکھ مارا اور اس میں پھر مباحثہ کا مدعی بن بیٹھا اور الٹا گریز اور فرار کا الزام علماء وقت پر قائم کیا۔ اس پر لاہور وسیالکوٹ پہنچ پہنچ کر اس کا تعاقب کیا اور متعدد نوٹسوں کے ذریعے اس کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مباحثہ کی طرف بلایا گیا، مگر وہ میدان مباحثہ میں نہ آیا بلکہ جہاں خاکسار پہنچا وہاں سے فوراً بھاگا جس کی کیفیت (ماہنامہ اشاعۃ السنہ) نمبر ا تا ۴ جلد ۱۴ میں ہے۔

خاکسار (محمد حسین) ابتداء ہی سے اس کی اس بے جا اور ناممکن الوقوع شروط کو پیش کرنے سے اس کے مباحثہ سے مایوس ہو چکا تھا۔ قطع حجت قادیانی کی غرض سے لدھیانہ کے مباحثہ تک اس کے حق میں تمام علماء اہل اسلام کی رائے ظاہر و مشتہر کرنے سے رکا رہا اور جب لدھیانہ کے مباحثہ کو وہ ناتمام چھوڑ کر بھاگا تو اور بھی مایوسی نے جلوہ دکھایا، تب خاکسار نے بمقام دہلی پہنچ کر ایک استفتاء مرتب کیا جس میں قادیانی کے خیالات و مقالات درج کر کے ان کی تصدیق و شہادت کے لئے اس کی تصنیفات کی اصل عبارات کو بقید صفحات نقل کر دیا اور اس استفتاء کا جواب بقیۃ السلف حجۃ الخلف شیخنا و شیخ الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ سے حاصل کیا اور ایک خاص سفر از دہلی تا بقرب کلکتہ و بھوپال وغیرہ اختیار کر کے اکثر مشہور بلاد ہندوستان کے علماء و فضلاء مختلف مذاہب کا توافق رائے حاصل کیا۔ پھر لاہور پہنچ کر اس استفتاء اور اس کے جواب کو رسالے کی صورت میں چھپوا کر دور دراز مقامات ہندوستان و پنجاب میں جہاں خاکسار خود نہیں پہنچا تھا، متداول کیا اور اس پر ان مقامات کے سکناء کی شہادات و تائیدات کو مرتب کرایا۔ فتوی پر مکمل اتفاق علمائے ہندوستان و پنجاب کا ہو چکا تھا مگر اس کی اشاعت عام میں اس وجہ سے توقف والتواء ہوا کہ اگر قادیانی کو ان باتوں کی نسبت جن کو علماء وقت نے کفر و ضلالت قادیانی پر دلیل ٹھہرایا ہے، کچھ عذر ہو تو اس کو مجمع علماء میں پیش کرے اور ان میں وہ مباحثہ چاہتا ہے تو کرے اور اس پیالہ تکفیر و تضلیل کو جو بہ اتفاق علماء اس کے لئے تیار کیا گیا ہے کسی حیلہ سے ٹلا سکتا ہے تو ٹلا دے۔ یعنی ان باتوں کا اپنی تصانیف میں پایا نہ جانا، یا اگر وہ ان میں موجود ہوں تو ان کا موجب کفر و ضلالت نہ ہونا ثابت کر دے۔ آخری دفعہ اس امر کی طرف اس کو، جواب فیصلہ آسمانی، میں بلایا گیا اور اس جواب کو چھاپ کر اس کے پاس بیجا گیا اور انتظار مدت جواب تک اشاعت فتوی کو ملتوی کیا۔ مگر پھر اس نے اس طرف رخ نہ کیا اور مباحثہ کا نام لینا بھی چھوڑ دیا لہذا اس فتوی کا اب عام اہل اسلام میں مشتہر کرنا ضروری سمجھا گیا ہے۔

(شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ استفتاء میں) اصل سوال یہ ہے کہ عقاید قادیانی مندرجہ سوال اسلامی عقائد ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یا نہیں؟ اور ان عقاید میں قادیانی پابند و پیرو اسلام ہے یا اس کی پابندی سے خارج۔ اور ایسے عقائد والا ولی مجدد ملہم محدث ہوسکتا ہے یا وہ ان عقاید کے سبب دجال کہلانے کا مستحق ہے؟ اصل سوال کا جواب جو حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کی طرف سے ہے، صرف یہ ہے کہ یہ عقاید اسلامی نہیں اور قادیانی ان میں عقائد میں پابندی اسلام سے خارج ہے اور ایسے عقاید والا محدث مجدد ملہم ولی نہیں ہوسکتا بلکہ من جملہ دجالین ایک دجال ہے۔

قادیانی اور اس کے اتباع اس فتوی کے جواب میں کہہ رہے ہیں اور کہیں گے کہ جو باتیں ہمارے ذمہ لگائی گئی ہیں ہم نے نہیں کہیں (اور) یہ کہی تو ہیں مگر ان کے معنی اور ہیں (قادیانیوں کی) ان باتوں کا جواب حسب تفصیل ذیل ہے:

ا۔ جن باتوں کو قادیانی کے ذمہ لگایا گیا ہے ان کے ثبوت میں ہم نے اصل عبارات قادیانی کو نقل کردیا ہے، وہ عبارتیں اس کی کتابوں سے نہ نکلیں اور ان کی نقل میں ہماری غلط بیانی ثابت ہو تو فی عبارت ایک سو روپیہ جرمانہ دینے کو ہم حاضر ہیں، مگر اس امر کا تصفیہ مجرد انکار قادیانی اور اس کے اتباع سے نہیں ہوسکتا۔ ان کا یہ انکار محض کذب ہے اور کذب ان کے مذہب اور ہر ایک عمل درآمد کا اصل اصول ہے۔ اس کے تصفیہ کے لئے ایک مجلس کا منعقد ہونا ضروری ہے جس میں ہم ان عبارات کا تصانیف قادیانی میں پایا جانا ثابت کریں اور وہ انکار کی وجہ بتادے اور روز روشن میں آفتاب کو چھپا کر دکھاوے۔

دوسری بات کا جواب (یعنی) معنی کا تصفیہ بھی اسی مجلس میں ہوسکتا ہے۔ اسی مجلس میں اگر اس کی عبارات کے وہ ظاہری معنی بشہادت لغت ومحاورہ اہل لسان نہ نکلے جو مفتیوں نے سمجھے ہیں تو اس پر بھی ہم فی عبارت سو روپیہ جرمانہ دینے کو حاضر ہیں۔ قادیانی تو ان عبارات کو جو معنی چاہے پہنا سکتا ہے جو شخص خنزیر سے انسان مراد لے اور دمشق سے قادیان وغیرہ، اس کو ایک کلام کے ایسے معنی جو ظاہر کے مخالف اور معنی دربطن شاعر کا مصداق ہوں، بیان کرنا کیا مشکل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

استفتاء از شیخ الاسلام محمد حسین بٹالویؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ حامداً و مصلیاً و مسلماً

سوال: علمائے حفظہ دین و جماۃ شرع رسول امین، میرزا غلام احمد قادیانی اوران کے حواریوں اورہم مشربوں کے حق میں کیا فرماتے ہیں جن کے عقائد و مقالات یہ ہیں جو ان کی تصنیفات وتحریرات سے نقل کئے جاتے ہیں اور مزید تحقیق وتصدیق کی غرض سے ان کی اصل تصنیفات وتحریرات بھی شامل سوال ہیں (جہاں سائل خود پہنچا، وہاں اصل تصنیفات قادیانی اوران کے حواریوں کی ساتھ لے گیا۔ اوران مضامین کو اصل تصنیفات میں دکھا دیا۔ بعض جگہ ان سوالات کو بذریعہ ڈاک بھیجا تو وہاں بھی اصل تصنیفات قادیانی کو بھیجا گیا۔ محمد حسین)

۱۔ ملائکہ ستاروں کی ارواح ہیں۔ وہ ستاروں کے لئے جان کا حکم رکھتے ہیں۔ لہذا وہ ان ستاروں سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔

۲۔ جبریل جس کا سورج سے تعلق ہے، وہ بذات خود اور حقیقۃً زمین پر نہیں اترتا۔ اس کا نزول جو شرع میں وارد ہے اس سے اس کی تاثیر کا نزول مراد ہے۔ اور جو صورت جبریل وغیرہ فرشتوں کی انبیاء دیکھتے تھے، وہ جبریل وغیرہ کی عکسی تصویر تھی جو انبیاء کے خیال میں متمثل ہوجاتی تھی، جیسے آئینہ میں دیکھنے والے کی صورت متمثل ہوجاتی ہے۔

۳۔ ملک الموت بھی بذات خود زمین پر اتر کر قبض ارواح نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی تاثیر سے قبض ارواح ہوتا ہے۔

۴۔ دنیا میں جو کچھ ہورہا ہے، نجوم کی تاثیرات سے ہورہا ہے۔

۵۔ روح القدس، روح الامین، شدید القوی، ذوالافق الاعلی، جن کا شرع میں ذکر وارد ہے، وہ انسان ہی کی ایک صفت ہے، جو خدا کی محبت اوراس کے محبوب انسان کی محبت کے باہم ملنے سے متولد ہوتی ہے۔

۶۔ ان دونوں محبتوں اور انکے متولد نتیجہ (روح القدس) کا مجموعہ پاک تثلیث ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۷۔آپ (مرزا) کواور حضرت مسیح بن مریم کواستعارہ کے طور پر ابن اللہ کہہ سکتے ہیں

(یہ عقائد نمبر اول لغایت ہفتم مرزا قادیانی کے رسالہ توضیح مرام میں موجود ہیں جو بہ ترتیب رسالہ توضیح، نہ بہ ترتیب عقائد مندرجہ سوال، نقل کئے جاتے ہیں۔

اس (توضیح مرام) کے صفحہ ۲۱ میں لکھا ہے کہ

اگر یہ استفسار ہو کہ جس خاصیت اور قوت روحانی میں یہ عاجز اور مسیح بن مریم مشابہت رکھتے ہیں، وہ کیا شئے ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ایک مجموعی خاصیت ہے جو ہم دونوں کے روحانی قوائے میں ایک خاص طور پر رکھی گئی ہے، جس کے سلسلہ کی ایک طرف نیچے کو اور ایک طرف اوپر کو جاتی ہے۔ نیچے کی طرف سے مراد وہ اعلی درجہ کی دل سوزی اور غم خواریء خلق اللہ ہے جو داعی الی اللہ اور اس کے مستعد شاگردوں میں ایک نہایت مضبوط تعلق اور جوڑ بخش کر نورانی قوت کو جو داعی الی اللہ کے نفس پاک میں موجود ہے، ان تمام سرسبز شاخوں میں پھیلاتی ہے۔ اوپر کی طرف سے مراد وہ اعلی درجہ کی محبت قوی ایمان سے ملی ہوئی ہے، جو اول بندہ کے دل میں بارادہء الٰہی پیدا ہو کر رب قدیر کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور پھر ان دونوں محبتوں کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتی ہے ایک مستحکم رشتہ اور شدید مواصلت خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر الٰہی محبت کی چمکنے والی آگ سے جو مخلوق کی ہیزم مثال محبت کو پکڑ لیتی ہے، ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام روح القدس ہے۔ سو اس درجہ کے انسان کی روحانی پیدائش اس وقت سمجھی جاتی ہے جب کہ خدا تعالی اپنے ارادہ خاص سے اس میں اس طور کی محبت پیدا کر دیتا ہے اور اس مرتبے کی محبت میں بطور استعارہ یہ کہنا بے جا نہیں ہے کہ خدا تعالی کی محبت سے بھری ہوئی روح اس انسانی روح کو جو بارادہ الٰہی اب محبت سے بھر گئی ہے، ایک نیا تولد بخشتی ہے۔ اسی وجہ سے اس محبت کی بھری ہوئی روح کو خدا تعالی کی روح سے جو نافخ المحبت ہے استعارہ کے طور پر ابنیت کا علاقہ ہوتا ہے۔ اور چونکہ روح القدس ان دونوں کے ملنے سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کے لئے بطور ابن ہے اور یہی پاک تثلیث ہے جو اس درجہ محبت کے لئے ضروری ہے جس کو ناپاک طبیعتوں نے مشرکانہ طور پر سمجھ لیا ہے۔

اور اس (توضیح المرام) کے صفحہ ۲۵ میں لکھا ہے: اور یہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے اس کو روح امین کے نام سے بولتے ہیں، کیونکہ یہ ایک تاریکی سے امن بخشتی ہے۔ اور ہر یک غبار سے خالی ہے اور اس کا نام شدید القوی بھی ہے۔ کیونکہ یہ اعلی درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصور نہیں۔ اور اس کا نام ذوا لافق الاعلی بھی ہے، کیونکہ یہ وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلی ہے۔

اور اس کے صفحہ ۲۷ میں لکھا ہے: مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

اور اس کے صفحہ ۲۹ میں لکھا ہے: اس جگہ اس بات کا بیان کرنا بھی بے موقع نہ ہوگا کہ جو کچھ ہم نے روح القدس اور روح الامین وغیرہ کی تعبیر کی ہے، یہ درحقیقت ان عقائد سے جو اہل اسلام ملائک کی نسبت رکھتے ہیں منافی نہیں ہے۔ کیونکہ محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ ملائک اپنے شخصی وجود کے ساتھ انسانوں کی طرح زمین پر اترتے ہیں اور یہ خیال بہ بداہت عقل بھی باطل ہے۔ مثلاً فرشتہ ملک الموت جو ایک سیکنڈ میں ہزار ہا لوگوں کی جانیں نکالتا ہے، جو مختلف بلاد و امصار میں ایک دوسرے سے ہزاروں کوسوں کے فاصلے پر رہتے ہیں، اگر ہر ایک کے لئے اس بات کا محتاج ہو کہ اول پیروں (پاؤں) سے چل کر اس کے ملک اور شہر اور گھر میں جاوے اور پھر اتنی مشقت کے بعد جان نکالنے کا اس کو موقع ملے تو ایک سیکنڈ کیا، اتنی بڑی کار گذاری کے لئے تو کئی مہینوں کی مہلت بھی کافی نہیں ہوسکتی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص انسانوں کی طرح حرکت کر کے ایک طرفۃ العین میں یا اس کے کم عرصہ میں تمام جہان گھوم کر چلا آوے۔ ہرگز نہیں۔

اور اس توضیح مرام کے صفحہ ۳۲۔۳۳ میں ہے: پس اصل بات یہ ہے کہ جس طرح آفتاب اپنے مقام پر ہے اور اس کی گرمی اور روشنی زمین پر پھیل کر اپنے خواص کے موافق زمین کی ہر ایک چیز کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ اسی طرح روحانیات سماویہ، خواہ ان کو یونانیوں کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ کہیں، یا دساتیر اور وید کی اصطلاحات کے موافق، ارواح کواکب سے ان کو نامزد کریں، یا نہایت سیدھے اور موحدانہ طریق سے ملائک اللہ کا ان کو لقب دیں، درحقیقت یہ عجیب مخلوقات اپنے اپنے مقام میں مستقر اور قرار گیر ہے...... جیسے ہمارے اجسام اور ہماری تمام ظاہری قوتوں پر آفتاب اور ماہتاب اور دیگر سیاروں کا اثر ہے۔ ایسا ہی ہمارے دل اور دماغ اور ہماری روحانی قوتوں پر یہ سب ملائک ہماری مختلف استعدادوں کے موافق اپنا اپنا اثر ڈال رہے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اوراس (توضیح المرام) کے صفحہ ۳۸ میں ہے: اگران نفوس طیبہ کاان ستاروں سے الگ ہونا فرض کرلیا جائے تو پھران کے تمام قوای میں فرق پڑ جائے گا۔ انہی نفوس کے پوشیدہ ہاتھ کے زور سے باقی تمام ستارے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں اور جیسے خدا تعالی تمام عالم کے لئے بطور جان کے ہے، ایسا ہی (مگراس جگہ تشبیہ کامل مراد نہیں) وہ نفوس نورانیہ، کواکب اور سیارات کے لئے جان کا ہی حکم رکھتے ہیں۔ اوران کے جدا ہو جانے سے ان کی حالت وجودیہ میں بکلی فساد راہ پا جانا لازمی وضروری امر ہے۔ اور آج تک کسی نے اس امر میں اختلاف نہیں کیا کہ جس قدر آسمانوں میں سیارات پائے جاتے ہیں وہ کائنات الارض کی تکمیل وتربیت کیلئے ہمیشہ کام میں مشغول ہیں..... تمام نباتات جمادات اور حیوانات پر آسمانی کواکب کا دن رات اثر پڑ رہا ہے۔

اوراس توضیح المرام کے صفحہ ۴۰ میں ہے: قرآن شریف سے ثابت ہے کہ یہ سیارات اور کواکب اپنے اپنے قالبوں کے متعلق ایک روح رکھتے ہیں، جن کونفوس کواکب سے بھی نامزد کر سکتے ہیں۔ اور جیسے کواکب اور سیاروں میں باعتبار ان کے قالبوں کے، طرح طرح کے خواص پائے جاتے ہیں، جوزمین کی ہر ایک چیز پر حسب استعداد اثر ڈال رہے ہیں، ایسا ہی ان کے نفوس نورانیہ میں بھی انواع اقسام کے خواص ہیں جو باذن حکیم مطلق کائنات الارض کے باطن پر اپنا اثر ڈالتے ہیں اور یہی نفوس نورانیہ کامل بندوں پر بشکل جسمانی متشکل ہوکر ظاہر ہوجاتے ہیں اور بشری صورت سے متمثل ہوکر دکھائی دیتے ہیں۔

اوراس توضیح المرام کے صفحہ ۶۷ میں ہے: جس قدر ارواح واجسام اپنے کمالات مطلوبہ تک پہنچتے ہیں ان سب پر تاثیرات سماویہ کام کررہی ہیں۔ اور کبھی ایک ہی فرشتہ مختلف طور پر اثر ڈالتا ہے۔ مثلاً جبرائیل جوایک عظیم الشان فرشتہ ہے اور آسمان کے ایک نہائت روشن نیر سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کو کئی قسم کی خدمات سپرد ہیں انہی خدمات کے موافق جو اس کے نیر سے لئے جاتے ہیں، سو وہ فرشتہ اگرچہ ہر ایک ایسے شخص پر نازل ہوتا ہے جو وحی الہی سے مشرف کیا گیا ہو (نزول کی اصل کیفیت جو صرف اثر اندازی کے طور پر ہے نہ واقعی طور پر یاد رکھنی چاہیے) لیکن اس کے نزول کی تاثیرات کا دائرہ مختلف استعدادوں اور مختلف ظروف کے لحاظ سے چھوٹی چھوٹی اور بڑی بڑی شکلوں پر تقسیم ہوجاتا ہے۔

اوراس (توضیح المرام) کے صفحہ ۷۰ میں ہے: اس وقت میں کہ جب انسان بوجہ اقتران محبتین روح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

القدس کی نالی کے قریب اپنے تئیں رکھ دیتا ہے، معاً اس نالی میں سے فیض وحی اس کے اندر گر جاتا ہے، یا یوں کہو کہ اسوقت جبرائیل اپنا نورانی سایہ اس مستعد دل میں ڈال کر ایک عکسی تصویر اپنی اس کے اندر لکھ دیتا ہے، تب جیسے اس فرشتے کا جو آسمان پر مستقر ہے جبریل نام ہے اس عکسی تصویر کا نام بھی جبریل ہی ہو جاتا ہے۔ یا مثلاً اس فرشتہ کا نام روح القدس ہے تو عکسی تصویر کا نام بھی روح القدس ہی رکھا جاتا ہے۔ سو یہ نہیں کہ فرشتہ انسان کے اندر گھس آتا ہے، بلکہ اس کا عکس انسان کے آئینہ قلب میں نمودار ہو جاتا ہے۔ مثلاً جب تم نہائت مصفی آئینہ اپنے منہ کے سامنے رکھ دو گے تو موافق دائرہ اور مقدار اس آئینہ کے تمہاری شکل کا عکس بلا توقف اس میں پڑے گا۔ یہ نہیں کہ تمہارا منہ اور تمہارا سر گردن سے ٹوٹ کر اور الگ ہو کر آئینہ میں رکھ دیا جائے گا۔ بلکہ اس جگہ رہے گا جہاں رہنا چاہیے۔ صرف اس کا عکس پڑے گا، بلکہ جیسی جیسی وسعت آئینہ قلب کی ہو گی اسی مقدار کے موافق اثر پڑے گا۔ مثلاً اگر تم اپنا چہرہ آرسی کے شیشہ میں دیکھنا چاہو کہ جو ایک چھوٹا سا شیشہ ایک قسم کا انگشتری میں لگا ہوتا ہے تو اگرچہ اس میں بھی تمام چہرہ نظر آئے گا۔ مگر ہر ایک عضو اپنی اصلی مقدار سے نہائت چھوٹا ہو کر نظر آئے گا، لیکن اگر تم اپنے چہرہ کو ایک بڑے آئینہ میں دیکھنا چاہو جو تمہاری شکل کے پورے انعکاس کے لئے کافی ہے تو تمہارے تمام نقوش اور اعضا چہرے کے اپنے اصلی مقدار پر نظر آ جائیں گے۔،

اور اس توضیح المرام کے صفحہ ۷۹ میں ہے: جب جبرائیل نور خدا تعالی کی کشش اور تحریک اور نفخہء نورانیہ سے جنبش میں آ جاتا ہے تو معاً اس کی ایک عکسی تصویر جس کو روح القدس کے ہی نام سے موسوم کرنا چاہیے، محبّ صادق کے دل میں منقش ہو جاتی ہے۔ اور اس کی محبت صادقہ کا ایک عرض لازم ٹھہر جاتی ہے۔ تب یہ قوت خدا تعالی کی آواز سننے کے لئے کان کا فائدہ بخشتی ہے اور اس کے عجائبات کے دیکھنے کے لئے آنکھوں کے قائم مقام ہو جاتی ہے اور اس کے الہامات زبان پر جاری ہونے کے لئے ایک ایسی محرک حرارت کا کام دیتی ہے جو زبان کے پہیے کو زور کے ساتھ الہامی خط پر چلاتی ہے۔

اور اس توضیح المرام صفحہ ۸۴ میں لکھا ہے: اس جگہ میں ان لوگوں کا وہم بھی دور کرنا چاہتا ہوں جو ان شکوک وشبہات میں مبتلاء ہیں جو اولیاء اور انبیاء کے الہامات اور مکاشفات کو دوسرے لوگوں کی نسبت کیا خصوصیت ہوسکتی ہے کیونکہ اگر نبیوں اور ولیوں پر امور غیبیہ کھلتے ہیں تو دوسرے لوگوں پر بھی کبھی کبھی کھل جاتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہیں بلکہ فاسقوں اور غایت درجہ کے بدکاروں کو بھی سچی خوابیں آجاتی ہیں، اور بعض پرلے درجے کے بدمعاش اور شریر آدمی اپنے ایسے مکاشفات بیان کیا کرتے ہیں کہ آخر وہ سچے نکلتے ہیں۔ پس جب کہ ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے تیئں نبی یا کسی اور خاص درجے کے آدمی تصور کرتے ہیں، ایسے ایسے بدچلن آدمی بھی شریک ہیں جو بدچلنیوں اور بدمعاشیوں میں چھٹے ہوئے اور شہرہ آفاق ہیں تو نبیوں اور ولیوں کی کیا فضیلت باقی رہی۔ سو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ درحقیقت یہ سوال جس قدر اپنی اصل کیفیت رکھتا ہے وہ سب درست اور صحیح ہے۔ اور جبریلی نور کا چھیالیسواں حصہ تمام جہان میں پھیلا ہوا ہے جس سے کوئی فاسق اور فاجر اور پرلے درجہ کا بدکار بھی باہر نہیں، بلکہ میں یہاں تک مانتا ہوں کہ تجربہ میں آچکا ہے کہ بعض اوقات ایک نہائت درجہ کی فاسقہ عورت جو کنجریوں کے گروہ میں سے ہے۔ جس کی تمام جوانی بدکاری میں ہی گذری ہے، کبھی سچی خواب دیکھ لیتی ہے اور زیادہ تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت کبھی ایسی رات بھی کہ جب وہ، بادہ بسر آشنا بہ بر، کا مصداق ہوتی ہے کوئی خواب دیکھ لیتی ہے اور وہ سچی نکلتی ہے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا کیونکہ جبریلی نور جو آفتاب کی طرح، جو اس کا ہیڈ کوارٹر ہے، تمام معمورہ عالم پر حسب استعداد ان کے اثر ڈال رہا ہے اور کوئی نفس بشر دنیا میں ایسا نہیں کہ بالکل تاریک ہو، کم سے کم ایک ذرہ سی محبت وطن اصلی اور محبوب اصلی کی ادنی سے ادنی سرشت میں بھی ہے اس صورت میں نہائت ضروری تھا کہ تمام بنی آدم پر یہاں تک کہ ان کے مجانین پر بھی کسی قدر جبرائیل کا اثر ہوتا اور فی الواقع ہے بھی۔

ان عبارات سے جیسے عقائد میرزائی کی از نمبر ایک لغائت سات تصدیق ہوئی، ویسی ہی یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ آپ کے نزدیک نبوت اور وحی کی وہی حقیقت ہے جو نیچریوں اور برہم سماج والوں نے بیان کی ہے کہ نبوت ایک نیچرل امر ہے جس سے کوئی فرد خالی نہیں، یہاں تک کہ ناچنے والی کسبی (رنڈی) بھی اس سے محروم نہیں، اور وحی لانے والا فرشتہ باہر سے نہیں آتا بلکہ صاحب وحی کے دل و دماغ ہی سے وہ پیدا ہوتا ہے اور جبریل یا روح القدس اسی کی ایک صفت کا نام ہے۔ و علی ھذاالقیاس)

۸۔ آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) ایک معنی سے نبی ہیں کیونکہ آپ محدث ہیں جن سے خدا تعالی باتیں کرتا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔ ختم نبوت کا جو قرآن میں ذکر ہے تو اس سے ایسی نبوت مراد ہے جو حامل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وحی شریعت اور جمیع اقسام وحی کی جامع ہو نہ مطلق نبوت۔

(توضیح مرام میں صفحہ ۱۷ سے ۲۰ تک کہا ہے: اس جگہ اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہیے کیونکہ مسیح نبی تھا، تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولا نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی، بلکہ صاف طور یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا، اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں۔ ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالی کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہے، کیونکہ وہ خدا تعالی سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے۔ اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔ اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں باآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔

اور اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے، بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے، مگر اس بات کو بحضور دل یاد رکھنا چاہیے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہے گا نبوت تامہ نہیں بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل کی اقتداء سے ملتی ہے جو مستجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہے یعنی ذات ستودہ صفات حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ

فاعلم ارشدك الله تعالى ان النبى محدث والمحدث نبى باعتبار حصول نوع من انواع النبوة و قد قال رسول الله ﷺ لم يبق من النبوة الا المبشرات اى لم يبق من انواع النبوة الا نوع واحد و هى المبشرات من اقسام الرئيا الصادقه و المكا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

شفات الصحيحه و الو حی الذی ینز ل علی خوا ص ا لاولیاء و النور الذی یتجلی علی قلو ب قوم مر جع فا نظر ایها الناقد البصیر الفهیم من هذا سد با ب النبوة علی و جهه کلی بل الحدیث یدل علی ان النبوة التا مة الحاملة لو حی الشریعة قد انقطعت و لکن النبوة التی لیس فیها ا لا المبشرا ت فهی باقیة الی یو م القیا مة و اما النبوة (ان مقامات میں آپ کی عربی دانی ثابت ہوتی ہے۔پہلی جگہ ہذا معرفہ کی صفت جملہ نکرہ۔سد باب النبوۃ لائے ہیں۔اور اگر یہ جملہ صلہ ہے تو اس کا موصول الذی ندارد ہے۔دوسری جگہ صلہ موصول کا ندارد ہے۔حق عبارت یہ تھا و اما النبوۃ التی ھی تا مة جس شخص کا عربیت میں یہ مبلغ علم ہوگا وہ قرآن و حدیث سے کیا استخراج دقائق ومعارف کرے گا۔اگر کہو کہ الہام وعلم لدنی اس کا مددگار رہوگا تو کہا جائے گا کہ وہ الہام علم لدنی صحت الفاظ میں کیوں اس کا مددگار نہ ہوا۔اور ایسی فاش غلطیوں سے اس کو کیوں نہ بچاسکا) التی تا مة کا ملة جا معة لجمیع کما لا ت الو حی فقد آ منا با نقطاعها من یو م نز ل فیه و ما کا ن محمد اباا حد من ر جا لکم و لکن رسول الله و خا تم النبیین ۔

اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۳۲ میں مرزا غلام احمد لکھتے ہیں: ہاں یہ سچ ہے کہ آنے والے مسیح کو نبی کر کے ہی بیان کیا گیا ہے مگر اس کو امتی کر کے بھی بیان کیا گیا ہے...۔اب ان تمام اشارات سے صاف ظاہر ہے کہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کے صفت سے متصف نہیں ہوگا۔ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے اور نبوت تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے۔سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی، اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایہ جانا ضروری ہے۔لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے۔اس لئے خدا تعالی نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔

اس عبارت میں تو آپ نے اپنے آپ کو کھلا نبی کہہ دیا ہے۔اب اس سے بڑھ کر سنئے، رسالہ ازالہ اوہام آپ نے چھپوایا تو اسی کے سرورق پر صاف لکھوا دیا ہے: از تصانیف مرسل یزدانی مرزا غلام احمد قادیانی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس میں تو آپ نے رسالت کا بھی دعوی کیا ہے۔اور یہ بتا دیا کہ آپ خدا کے رسول بھی ہیں اس صورت میں آپ کا شعر: من نیسم رسول و نیاوردہ ام کتاب، دعوی رسالت سے انکار کرنا صرف مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہے، درحقیقت آپ کو رسالت کا دعوی بھی ہے، شائد چند مدت کے بعد کسی کتاب آسمانی کا بھی ادعا ہو۔اس سے بھی اور بڑھ کر سنئے:

ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۷۳ میں اپنے رسول مبشر بزبان حضرت عیسی ہونے کا دعوی کیا ہے اور صاف لکھ دیا ہے کہ قرآن کی آیت و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں آپ ہی کی بشارت مراد ہے، نہ محمد رسول اللہ کی۔اصل عبارت ازالہ اوہام کی آگے چل کر منقول ہو گی)

۹۔آنیوالے مسیح ابن مریم جن کی بشارت حدیثوں میں وارد ہے اور اہل اسلام کو ان کا انتظار تھا وہ آپ ہی ہیں، نہ عیسی بن مریم اسرائیلی۔کیونکہ وہ صلیب پر چڑھایا گیا اور بعد اس کے وہ فوت ہو کر بہشت میں داخل ہو گیا ہے۔لہذا اب وہ دنیا میں نہیں آسکتا۔

(فتح الاسلام کے صفحہ ۱۰ میں ہے: شکر کرو اور شکر کے سجدات بجالاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گزر گئے اور بے شمار روحیں اس کے شوق ہی میں سفر کر گئیں۔وہ وقت تم نے پالیا ...میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا، تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔

اور اس (فتح الاسلام) کے صفحہ ۱۵ کے حاشیہ میں ہے: مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے، چاہو تو قبول کرو۔

اور اس کے صفحہ ۲۵ میں لکھا ہے: بلکہ ایک دفعہ اس کو اپنے زعم میں صلیب پر چڑھا کر قتل کر دیا۔مگر چونکہ ہڈی نہیں توڑی گئی تھی اس لئے وہ ایک خوش اعتقاد اور نیک آدمی کی حمایت سے بچ گیا اور بقیہ ایام زندگی بسر کر کے آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔

اور آپ نے رسالہ ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۷ میں مسیح کا سولی پر چڑھایا جانا اس تفصیل وتشریح کے ساتھ بیان کیا ہے جو سید احمد خان کی تفسیر جلد چہارم کے صفحہ ۴۱ میں موجود ہے)

۱۰۔آنیوالے مسیح کے جو صفات احادیث میں وارد ہیں کہ وہ ابن مریم ہوگا، اور وہ دمشق کے منارہ شرقی کے پاس نزول کرے گا۔اور وہ دو زرد کپڑے پہنے ہوئے ہوگا۔اور وہ دجال یک چشم کو ہلاک کرے گا۔اور وہ صلیب کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

توڑ دے گا۔ اور وہ خنازیر کو قتل کرے گا، اور اس کے وقت میں مال کثرت سے ہوگا اور وہ لوگوں کو مال کی طرف بلائے گا تو کوئی قبول نہ کرے گا۔ کافر اس کی خوشبو سے مر جائے گا، اور اس کے وقت میں یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا وغیرہ۔ ان میں بعض صفات صحیح نہیں اور جن احادیث میں ان کا ذکر ہے وہ موضوع ہیں۔

(بعض صفات مسیح کا دعوی آپ کی تصنیفات کتب میں بہت جگہ پایا جاتا ہے۔ فتح الاسلام کے صفحہ ۱۰ میں آپ لکھتے ہیں: خیال مذکور، یعنی حضرت مسیح کا زندہ آسمان پر موجود ہونا. جو کچھ عرصہ سے مسلمانوں میں پھیل گیا ہے صحیح طور پر ہماری کتابوں میں اس کا نام ونشان نہیں، بلکہ احادیث نبویہ کی غلط فہمی کا ایک غلط نتیجہ ہے۔ جس کے ساتھ بے جا حاشیے لگا دیئے ہیں۔ اور بے اصل موضوعات سے ان کو رونق دی گئی ہے۔

اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۲۴ میں لکھا ہے: اور اس مقام میں زیادہ تر تعجب کی یہ جگہ ہے کہ امام مسلم صاحب تو یہ لکھتے ہیں کہ دجال معہود کی پیشانی پر ك ف ر لکھا ہوگا، مگر یہ دجال تو انہیں کی حدیث کی رو سے مشرف باسلام ہو گیا۔

پھر مسلم صاحب لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دجال معہود بادل کی طرح، جس کے پیچھے ہوا ہوتی ہے، پھر جائے گا۔ مگر یہ دجال جب مکہ سے مدینہ کی طرف گیا تو ابوسعید سے کچھ زیادہ نہیں چل سکا، جیسا کہ مسلم کی حدیث سے ظاہر ہے۔ ایسا ہی کسی نے اس کی پیشانی پر ك ف ر لکھا ہوا نہیں دیکھا ...اگر یہ حدیث صحیح ہے کہ دجال کی پیشانی پر ك ف ر لکھا ہوا ہوگا تو پھر اوائل دنوں میں ابن صیاد کی نسبت خود آنحضرت ﷺ کیوں شک وتردد میں رہے اور کیوں یہ فرمایا کہ شاید یہی دجال معہود ہو یا شائد کوئی اور ہو (آپ ﷺ نے یہ کہیں نہیں فرمایا، یہ قادیانی کا افتراء ہے۔ محمد حسین) گمان کیا جاتا ہے کہ شائد اس وقت تک ك ف ر اس کی پیشانی پر نہیں ہوگا۔ میں سخت متعجب اور حیران ہوں کہ اگر سچ مچ دجال معہود آخری زمانہ میں پیدا ہونا تھا، یعنی اس زمانہ میں کہ جب مسیح بن مریم ہی آسمان سے اتریں تو پھر قبل از وقت یہ شکوک اور شبہات پیدا ہی کیوں ہوئے۔ اور زیادہ تر عجیب یہ کہ ابن صیاد نے کوئی ایسا کام بھی نہ دکھایا کہ جو دجال معہود کی نسبت نبوت میں سے سمجھا جاتا ہے۔ یعنی یہ کہ بہشت اور دوزخ کا ساتھ ہونا، اور خزانوں کا پیچھے پیچھے چلنا، اور مردوں کا زندہ کرنا، اور اپنے حکم سے مینہ برسانا اور کھیتوں کو اگانا اور ستر باع کے گدھے پر سوار ہونا۔ اب بڑی مشکلات یہ در پیش آتی ہیں کہ اگر ہم بخاری اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مسلم کی ان حدیثوں کو صحیح سمجھیں جو دجال کو آخری زمانہ میں اتار رہی ہیں تو یہ حدیثیں ان کی موضوع ٹھہرتی ہیں ۔اوراگران حدیثوں کو صحیح قرار دیں تو پھر ان کا موضوع ہونا ماننا پڑتا ہے، اگر یہ متعارض اور متناقض حدیثیں صحیحین میں نہ ہوتیں صرف دوسری صحیحو ں میں ہوتیں تو شائد ہم ان دونوں کتابوں کی زیادہ پاس خاطر کر کے ان دوسری حدیثوں کو موضوع قرار دیتے ۔مگر اب مشکل تو یہ آ پڑی ہے کہ انہیں دونوں کتابوں میں یہ دونوں قسموں کی حدیثیں موجود ہیں، اب ہم جب ان دونوں قسم کی حدیثوں پر نظر ڈال کر گرداب حیرت میں پڑ جاتے ہیں کہ کس کو صحیح سمجھیں اور کس کو غیر صحیح ،تب عقل خداداد ہم کو یہ طریق فیصلہ کا بتاتی ہے کہ جن احادیث پر عقل اور شرع کا کچھ اعتراض نہیں، انہیں کو صحیح سمجھنا چاہیے)

اور بہ فرض صحت کل یہ صفات سب کی سب بحسب تاویل و تفصیل ذیل آپ میں پائے جاتے ہیں ۔مثلاً اس کے ابن مریم ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ ابن مریم کی خاصیت پر اور اس کا مثیل ہوگا

(فتح الاسلام کے صفحہ ۱۱ میں ہے :اور وہ مثیل المسیح قوت اور طبع اور خاصیت مسیح ابن مریم کی پاکر اسی زمانہ کی مانند اور اسی مدت کے قریب قریب جو کلیم اول کے زمانہ سے مسیح بن مریم کے زمانہ تک تھی ،یعنی چودھویں صدی میں آسمان سے اترا اور وہ اترنا روحانی طور پر تھا، جیسا کہ مکمل لوگوں کا صعود کے بعد خلق اللہ کی اصلاح کے لئے نزول ہوتا ہے۔

آپ کا ایک حواری اپنے رسالہ قول فصیح کے صفحہ ۲ میں کہتا ہے: وہ اسی زمین پر چلتا پھرتا ہے مگر ظاہر محدودنگاہوں کے نزدیک حقیقت میں وہ معمورہء عالم سے باہر آسمانوں پر مقیم ہے۔وہ زمین کی آنکھ میں چارپائی پر بستر بچھائے سوتا ہے۔مگر اس کی پاک روح پورے اٹھارہ سال کا دورہ آسمانوں کا کر آتی ہے،(جیسا کہ عام اہل اسلام کا آنحضرت ﷺ کی نسبت معراج کی رات اس دورہ کرنے کا اعتقاد ہے)

اس کے نزول سے روحانی نزول مراد ہے،اور دمشق کے شرقی منارہ سے قادیان کی مسجد کا منارہ مراد ہے۔

(ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۸۶ میں مرزا نے لکھا ہے :ایک مرتبہ میں نے اس مسجد کی تاریخ جس کے ساتھ میرا مکان ملحق ہے، الہامی طور پر معلوم کرنی چاہی تو مجھے الہام ہوا: مبارک ومبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ یہ وہی مسجد ہے جس کی نسبت میں اپنے رسالہ میں لکھ چکا ہوں کہ میرا مکان اس قصبہ کی شرقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

طرف آبادی کے آخری کنارے پر واقع ہے۔ اس مسجد کے قریب اور اس شرقی منارہ کے نیچے جیسا کہ ہمارے سید و مولی کی پیشگوئی کا مفہوم ہے ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۵۸ میں ہے:

از کلمہ منارہ شرقی عجب مدار | چوں خود ز مشرق است تجلی نیرم

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم | عیسے کجاست تا بنہد پا بہ منبرم

(اس کلمہ سے جو حضرت عیسی کی توہین مفہوم ہوتی ہے وہ علماء اہل افتاء کی توجہ کے لائق ہے کیونکہ منبر سے مراد مرتبہ ہے، نہ لکڑی یا پتھر کا میز۔ اس لئے کہ یہ میز آپ نہیں رکھتے اور نہ کبھی اس پر بیٹھنا ان کو آج تک نصیب ہوا ہے۔ لہذا اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ عیسی کہاں؟ یعنی کیا رتبہ رکھتا ہے کہ وہ میرے منبر یعنی رتبہ کو پہنچ سکے۔ محمد حسین)

جو دمشق کی جانب مشرق میں واقع ہے اور زرد کپڑوں سے مراد یہ ہے کہ اس کی حالت صحت اچھی نہ ہوگی (جو آپ میں موجود ہے کہ ہمیشہ بیمار رہتے ہیں)

(ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۱۹ میں ہے: اور پھر فرمایا کہ جس وقت وہ اترے گا اس وقت اس کی زرد پوشاک ہوگی، یعنی زرد رنگ کے دو کپڑے اس نے پہنے ہوئے ہوں گے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اس کی صحت کی حالت اچھی نہیں ہوگی)

اور دجال سے دنیا پرست ایک چشم جو دین کی آنکھیں نہیں رکھتے، مراد ہے

(فتح الاسلام کے صفحہ ۱۴ میں لکھا ہے: اور ہر یک حق پوش دجال دنیا پرست یک چشم جو دین کی آنکھ نہیں رکھتا، حجت قاطعہ کی تلوار سے قتل کیا جائے گا۔

اور اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۴۶ میں لکھتے ہیں: مگر ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ دجال سے مراد با اقبال قومیں ہوں، اور گدھا ان کا یہ ریل ہو۔ جو مشرق اور مغرب کے ملکوں میں ہزار ہا کوسوں تک چلتی دیکھتے ہو)

اور ان کے قتل سے ان کا حجت و دلیل سے مغلوب کرنا جو آپ کر رہے ہیں۔ یا دجال سے با اقبال قومیں (یعنی انگریز وغیرہ) مراد ہیں اور اسکے گدھے سے ریل گاڑی مراد ہے۔ سو ان لوگوں کو آپ دلائل سے مغلوب کر رہے ہیں۔ اور صلیب توڑنے سے اعتقاد صلیبی کو پاش پاش کرنا مراد ہے جو آپ کر رہے ہیں، نہ ہاتھ یا ہتھوڑہ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

صلیب کوتوڑنا۔اور خنازیر سے خنزیر صفت انسان مراد ہیں۔

(فتح الاسلام کے صفحہ ۱۷ میں لکھا ہے: اور اسی فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا، تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کردیا جائے، سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کو قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

اور توضیح مرام کے صفحہ ۱۳ میں کہتا ہے کہ صلیب کے توڑنے سے مراد کوئی ظاہری جنگ نہیں، بلکہ روحانی طور پر صلیبی مذہب کا توڑ دینا اور اس کا بطلان ثابت کرکے دکھا دینا مراد ہے۔

اور خنزیروں سے مراد وہ لوگ ہیں جن میں خنزیروں کی عادتیں ہیں وہ زور حجت اور دلیل سے مغلوب کئے جائیں گے اور دلائل بینہ کی تلوار انہیں قتل کریگی، نہ یہ کہ ایک پاک نبی جنگلوں میں خنزیروں کا شکار کرتا پھریگا)۔

اوران کے قتل سے ان کا مغلوب کرنا، جوآپ کررہے ہیں۔ نہ ظاہری خنزیروں کا جنگلوں میں شکار کرتے پھرنا جوکسی نبی کی شان نہیں ہے۔

اور مال کے بہت ہوجانے اور کسی کے اس مال کو قبول نہ کرنے سے یہ مراد ہے جوآپ سے ہورہا ہے کہ آپ مخالفین اسلام کو مقابلہ اسلام پر اشتہار کے ذریعہ سے روپیہ دینے کا وعدہ کررہے ہیں اور کوئی شخص وہ روپیہ نہیں لیتا اور نہ اس کا مقابلہ کرتا ہے۔ یہ ہی مقابلہ سے عاجز آنا کفار کی موت ہے جو آنے والے مسیح کے خوشبو کے لئے لازمی صفت ٹھہرائی گئی ہے اور وہ آپ (مرزا) میں موجود ہے۔

(مال قبول نہ کرنے اور مقابلہ سے عاجز آنے کی مرادیں محمد احسن امروہی ملازم ریاست بھوپال نے بیان کی ہیں۔ چنانچہ اس کے رسالہ اعلام الناس کے صفحہ ۵۵ میں ہے۔

چھٹی صفت اس کی یہ ہے کہ لوگوں کو مال کی طرف بلاوے گا اور کوئی قبول نہ کرے گا۔ پڑھو اس حدیث کو لیدعون الی الما ل فلا یقبلہ احد تم سمجھے اس کے کیا معنی ہیں۔ایک معنی یہ بھی ہیں جوذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

اس مسیح وقت نے اول تو دس ہزار روپیہ کا اشتہار مندرجہ براہین احمدیہ تمام دنیا کی اطراف میں مشتہر کیا ہے اور ثانیاً پانچ سو روپیہ کا اشتہار مندرجہ کحل الجواہر شائع کیا ہے۔اور ثالثاً ہر ایک پادری کلاں کو دوسو روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ فرماتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور اس (اعلام الناس) کے صفحہ ۵۹ میں کہا ہے: نواں نشان اس کا یہ ہے کہ کوئی مخالف اس کے مقابلے میں ٹھہر نہیں سکتا۔ ہر چند کہ اشتہار دیئے جاتے ہیں کہ اگر تم کو شک ہو مقابلے کے لئے آؤ، لیکن کوئی مخالف مقابلے پر نہیں آتا۔ اس کے مقابلے سے ہر مخالف پر موت ہی آجاتی ہے۔ صدق رسوله الکریم فلایحل لکافر یجد من ریح نفسه الامات ونفسه ینتهی حیث ینتهی طرفه ۔ رواه مسلم)

اور یاجوج ماجوج سے انگریز اور روس مراد ہیں جو آپ کے وقت میں موجود ہیں

(یہ مراد پہلے تو آپ نے مسیح موعود بننے سے پیشتر ایک حواری حکیم نورالدین جمونی بھیروی کے ذریعہ سے اس کے رسائل فصل الخطاب وتصدیق براہین احمدیہ میں مشتہر کرائی اور اس سے گویا آپ نے مسیح موعود بننے کی پڑی جمائی تھی۔ پھر جب دیکھا کہ یہ مراد ان کے حواریوں میں تسلیم کی گئی ہے اور اس سے ان کو وحشت نہیں ہوئی، تو خود اس مراد کا اظہار کر دیا اور اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۰۸ میں لکھ دیا: ان دونوں قوموں سے مراد انگریز و روس ہیں) ۔

اور آنیوالے مسیح کی بعض صفات ایسی بیان ہوئی ہیں کہ وہ حضرت مسیح ابن مریم میں نہیں پائی جاتیں، وہ صرف آپ ہی میں متحقق ہیں، جس سے یقین ہوتا ہے کہ وہ آنیوالے مسیح آپ ہیں نہ عیسی بن مریم اسرائیلی نبی ۔مثلاً اس کا گندم رنگ ہونا، اور اس کے بالوں کا سیدھا ہونا، جو آپ ہی میں پایا جاتا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح بن مریم تو سرخ رنگ کے تھے اور ان کے گھونگھر والے بال تھے۔ آنے والے مسیح کو احادیث میں ایک مرد مسلمان، مسلمانوں کا امام، آنحضرت ﷺ کی امت بتایا گیا ہے، جو آپ ہی میں پایا جاتا ہے۔

(بالوں کے سیدھا ہونے اور مرد مسلمان، اور مسلمانوں سے ہونے کی نسبت مرزا قادیانی نے توضیح مرام میں بصفحہ ۱۶ لکھا ہے: ختم المرسلین نے مسیح اول اور مسیح ثانی میں ما بہ الامتیاز قائم کرنے کے لئے صرف یہی نہیں فرمایا کہ مسیح ثانی ایک مرد مسلمان ہوگا اور شریعت قرآنی کے موافق عمل کرے گا اور مسلمانوں کی طرح صوم وصلوۃ وغیرہ احکام فرقانی کا پابند ہوگا، اور مسلمانوں میں پیدا ہوگا اور ان کا امام ہوگا، اور کوئی جداگانہ دین نہ لائے گا، اور کسی جداگانہ نبوت کا دعوی نہیں کرے گا، بلکہ یہ بھی ظاہر فرمایا ہے کہ مسیح اول اور مسیح ثانی کے حلیہ کا فرق بھی بین ہوگا۔ چنانچہ مسیح اول کا حلیہ جو آنحضرت ﷺ کو معراج کی رات میں نظر آیا وہ یہ ہے کہ درمیانہ قد اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سرخ رنگ گھونگھر والے بال اور سینہ کشادہ ہے۔ دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۴۸۹، لیکن اسی کتاب میں مسیح ثانی کا حلیہ جناب ممدوح نے یہ فرمایا ہے کہ: وہ گندم گوں ہے اور اس کے بال گھونگھر والے نہیں اور کانوں تک لٹکتے ہیں،۔ اب ہم سوچتے ہیں کہ کیا یہ دونوں ممیّز علامتیں جو مسیح اول اور ثانی میں آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی ہیں، کافی طور پر یقین نہیں دلاتیں کہ مسیح اول اور ہے اور مسیح ثانی اور۔ ان دونوں کو ابن مریم کے نام سے پکارنا ایک لطیف اشارہ ہے جو باعتبار مشابہت طبع اور روحانی خاصیت کے استعمال کیا گیا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اندرونی خاصیت کی مشابہت کی رو سے دو نیک آدمی ایک ہی نام کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

اور اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۵۷ میں لکھا ہے:

موعودم و بحلیہء ماثور آمدم — حیف است گر بدیدہ ز بینند منظرم

رنگم چو گندم است و بمو فرق بین است — زانساں کہ آمدست دراخبار سرورم

ایں مقدمم نہ جائے شکوکست والتباس — سید جدا کند ز مسیحائے احمدم

اور آپ توضیح مرام میں فرماتے ہیں: اس بارہ میں نہائت صاف اور واضح حدیث نبوی وہ ہے جو امام محمد (بن) اسماعیل بخاری نے اپنی صحیح میں بروائت ابوہریرہ کے لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ کیف انتم اذا نـزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم یعنی اس دن تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں اترے گا، وہ کون ہے وہ تمہارا ہی ایک امام ہوگا جو تم ہی میں سے پیدا ہوگا۔ پس اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے صاف فرمادیا کہ ابن مریم سے یہ مت خیال کرو کہ سچ مچ مسیح ابن مریم ہی اتر آئے گا، بلکہ یہ نام استعارہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے ورنہ درحقیقت وہ تم میں سے تمہاری ہی قوم میں سے تمہارا ایک امام ہوگا جو ابن مریم کی سیرت پر پیدا کیا جائے گا۔

اور آپ نے ازالہ اوہام میں بصفحہ ۴۴ کہا ہے کہ: آنحضرت ﷺ لفظ ابن مریم کی تصریح میں فرماتے ہیں کہ وہ ایک تمہارا امام ہوگا جو تم میں سے ہی ہوگا اور تم سے ہی پیدا ہوگا۔ گویا آنحضرت ﷺ نے اس وہم کو رفع کرنے کیلئے جو ابن مریم کے لفظ سے دلوں میں گزر سکتا تھا، مابعد کے لفظوں میں بطور تشریح کے فرمایا کہ اس کو سچ مچ ابن مریم ہی نہ سمجھ لو بل ھو امامکم منکم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اوراسی ازالہ اوہام میں بصفحہ ۲۰۱، اس حدیث کا ترجمہ بایں الفاظ کیا ہے: تمہارا اس دن کیا حال ہوگا جس دن ابن مریم تم میں نازل ہوگا۔ اور تم جانتے ہو کہ ابن مریم کون ہے۔ وہ تمہارا ہی ایک امام ہوگا اور تم میں سے ہی (اے امتی لوگو) پیدا ہوگا۔

ان احادیث میں جو تصرف آپ (مرزا) نے کیا ہے اور انکے معانی کے بیان میں جس افتراء سے کام لیا ہے اس کا بیان جواب کے ضمن میں آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالی)

آنے والے مسیح کا نسب حدیث میں فارسی الاصل بیان ہوا ہے جو صرف آپ میں پایا جاتا ہے، نہ مسیح بن مریم میں

(آپ فتح الاسلام بصفحہ ۱۴ فرماتے ہیں: تب فارس کی اصل میں سے ایک ایمان کی تعلیم دینے والا پیدا ہوگا۔ اگر ایمان ثریا میں معلق ہوتا تو وہ اسے اس جگہ سے بھی پالیتا۔

آپ کا اپنے تئیں اس خیالی حدیث (خیالی اسلئے کہا گیا ہے کہ واقعی حدیث کے الفاظ اور ہیں) کا مصداق ٹھہرانا اور فارسی الاصل قرار دینا اور اسکے ساتھ مسیح موعود ہونے کا دعوی کرنا، صاف بتاتا ہے کہ آنے والے مسیح کا آپ کے نزدیک فارسی الاصل ہونا آنحضرت ﷺ کی زبان سے بیان ہوا ہے۔

ایسا ہی آپ کے بھوپالی حواری مولوی محمد احسن نے آپ کے کلام سے سمجھا۔ چنانچہ اپنے رسالہ اعلام الناس کے صفحہ ۵۴ میں کہا ہے: نسب اس کا صحیح مسلم وغیرہ میں یہ لکھا ہے لو کان العلم معلقاً بالثریا لنا له رجل من ابناء فارس ایک مرد مسلمان ہوگا اور شریعت قرآنی کے موافق عمل کرے گا اور مسلمانوں کی طرح صوم وصلوۃ وغیرہ احکام فرقانی کا پابند ہوگا اور مسلمانوں میں پیدا ہوگا اور ان کا امام ہوگا اور کوئی جداگا نہ دین نہ لاوے گا اور کسی جداگانہ نبوت کا دعوی نہیں کرے گا، یہ سب صفات اس مسیح الزمان میں موجود ہیں۔

۱۱۔ دجال موعود کے حق میں جو احادیث میں آیا ہے کہ وہ مردہ کو زندہ کرے گا اور اس کے ساتھ بہشت اور دوزخ ہوگا وغیرہ۔ یہ مشرکانہ اعتقاد ہے اور توحید قرآنی کے مخالف

(آپ (مرزا) نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۲۸ میں لکھا ہے: جب ہم ان دوسری حدیثوں کو دیکھتے ہیں جو دجال معہود کے ظاہر ہونے کا وقت اس دنیا کا آخری زمانہ بتلاتی ہیں تو وہ سراسر ایسے مضامین سے بھری ہوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

معلوم ہوتی ہیں کہ جو نہ عند العقل درست وصحیح ٹھہر سکتی ہیں اور نہ عند الشرع اسلامی توحید کے موافق ہیں۔ چنانچہ ہم نے قسم ثانی کے ظہور دجال کی نسبت ایک لمبی حدیث مسلم کی لکھ کر معہ اس کے ترجمہ کے ناظرین کے سامنے رکھ دی ہے۔ ناظرین خود پڑھ کر سوچ سکتے ہیں کہ کہاں تک یہ اوصاف جو دجال معہود کی نسبت لکھے ہیں عقل اور شرع کے مخالف پڑے ہیں۔ یہ بات بہت صاف اور روشن ہے کہ اگر ہم اس دمشقی حدیث کو اس کے ظاہری معنوں پر حمل کر کے اس کو صحیح اور فرمودہ خدا و رسول مان لیں تو ہمیں اس بات پر ایمان لانا ہوگا کہ فی الحقیق دجال کو ایک قسم کی قوت خدائی دی جائے گی اور زمین و آسمان اس کا کہا مانیں گے اور خدا تعالیٰ کی طرح فقط اس کے ارادہ سے سب کچھ ہوتا جائے گا۔ بارش کو کہے گا۔ ہو۔ تو ہو جائے گی۔ بادلوں کو حکم دے گا کہ فلاں ملک کی طرف چلے جاؤ، تو فی الفور چلے جائیں گے۔ زمین کے بخارات اس کے حکم سے آسمان کی طرف اٹھیں گے اور زمین گو کیسی ہی کلر و شور ہو فقط اس کے اشارہ سے عمدہ اور اول درجہ کی زراعت پیدا کرے گی۔ غرض جیسا کہ خدا تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول له کن فیکون اسی طرح وہ بھی کن فیکون سے سب کچھ کر دکھائے گا۔ مارنا، زندہ کرنا، اس کے اختیار میں ہوگا۔ بہشت اور دوزخ اس کے ساتھ ہوں گے۔ غرض زمین و آسمان دونوں اس کی مٹھی میں آ جائیں گے۔ اور ایک عرصہ تک جو چالیس برس یا چالیس دن ہیں، بخوبی خدائی کام چلائے گا اور الوہیت کے تمام اختیار و اقتدار اس سے ظاہر ہوں گے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ مضمون جو اس حدیث کے ظاہر لفظوں سے نکلتا ہے اس موحدانہ تعلیم کے موافق و مطابق ہے جو قرآن شریف ہمیں دیتا ہے۔ کیا صدہا آیات قرآن ہمیشہ کے لئے یہ فیصلہ ناطق نہیں سناتیں کہ کسی زمانہ میں بھی خدائی کے اختیارات انسان ھالکۃ الذات باطلۃ الحقیقت کو حاصل نہیں ہو سکتے۔ کیا یہ مضمون اگر ظاہر پر حمل کیا جائے تو قرآنی توحید پر ایک سیاہ دھبہ نہیں لگاتا۔

اور اس (ازالہ اوہام) کے صفحہ ۴۳۱ میں اس خیال کے شرک ہونے پر ایک نظیر نقل کر کے لکھتے ہیں:

سوچنا چاہیے کہ یہ کتنا بڑا شرک ہے کچھ انتہاء بھی ہے، افسوس کہ ان لوگوں کے دلوں پر کیسے پردے پڑ گئے کہ انہوں نے استعارات کو حقیقت پر حمل کر کے ایک طوفان شرک کا برپا کر دیا ہے۔ اور باوجود قرائن قویہ کے ان استعارات کو قبول کرنا نہ چاہا جن کی حمایت میں قرآن کریم شمشیر برہنہ توحید کی لے کر کھڑا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۱۲۔حضرت مسیح کی نسبت مسلمانوں کا یہ اعتقاد کہ وہ زندہ آسمانوں پر اٹھائے ہیں اور اب تک وہاں زندہ موجود ہیں اور اپنی دنیاوی زندگی میں مردوں کو زندہ کرتے اور مادر زاد اندھوں کو اور کوڑھی کو اچھا کرتے اور مٹی سے جانور کی شکل بناتے تو وہ پرندہ بن جاتا، احمقانہ اور مشرکانہ اعتقاد ہے۔اور درحقیقت حضرت مسیح کی روح آسمان پر اٹھائی گئی ہے جیسا کہ اور انبیاء کی۔اور ان کے مردوں کو زندہ کرنے اور اندھے کوڑھی کو اچھا کرنے سے گمراہوں کو ہدائت کرنا مراد ہے۔

(اشتہار ۲۰ مئی ۱۸۹۱ء میں آپ نے حضرت مسیح کی زندگی کے اعتقاد کو شرک کا ستون قرار دیا اور یہ لکھا ہے کہ ہمارے گزشتہ علما نے اس طرف خیال نہیں کیا اور یہ اعتقاد مسلمانوں اور عیسائیوں دونوں نے برخلاف کتاب اللہ کے ٹھہرالیا ہے۔اس میں فرماتے ہیں: لیکن افسوس کہ ہمارے گزشتہ علماء نے عیسائیوں کے مقابل پھر کبھی اس طرف توجہ نہ کی حالانکہ اس ایک ہی بحث میں تمام بحثوں کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔عیسائی مذہب کا ستون جس کی پناہ میں انگلستان اور جرمن اور فرانس اور امریکہ اور روس وغیرہ کے عیسائی ربنا المسیح ربنا المسیح پکار رہے ہیں۔صرف ایک یہی بات ہے اور وہ یہ ہے کہ بدقسمتی سے مسلمانوں اور عیسائیوں نے برخلاف کتاب الٰہی یہ خیال کرلیا ہے کہ مسیح آسمان پر مدت دراز سے زندہ ہے، چلا آتا ہے اور کچھ شک نہیں کہ اگر یہ ستون ٹوٹ جائے تو اس خیال باطل کے دور ہوجانے سے صفحہ دنیا یک لخت مخلوق پرستی سے پاک ہوجائے اور تمام یورپ اور ایشیا اور امریکہ ایک ہی مذہب توحید میں داخل ہو کر بھائیوں کی طرح زندگی بسر کریں۔لیکن میں نے حال کے مسلمانوں مولویوں کو خوب آزمالیا ہے، وہ اس ستون کے ٹوٹ جانے سے سخت ناراض ہیں اور در پردہ مخلوق پرستی کے مئوید ہیں۔

(ازالہ اوہام میں بصفحہ ۱۴۱ مذکور ہے: انجیل کو پڑھ کر دیکھ لو کہ یہی اعتراض ہمیشہ مسیح پر رہا کہ اس نے کوئی معجزہ تو دکھایا ہی نہیں، یہ کیسا مسیح ہے۔کیونکہ ایسا مردہ تو کوئی زندہ نہ ہوا کہ وہ بولتا اور اس جہان کا سب حال سناتا اور اپنے وارثوں کو نصیحت کرتا کہ میں تو دوزخ سے آیا ہوں، تم جلد ایمان لے آؤ۔اگر مسیح صاف طور پر یہودیوں کے باپ دادے زندہ کر کے دکھا دیتا، اور ان سے گواہی دلواتا، تو بھلا کس کو انکار کی مجال تھی۔غرض پیغمبروں نے نشان تو دکھائے، مگر پھر بھی بے ایمانوں سے مخفی رہے۔ایسا ہی یہ عاجز بھی خالی نہیں، بلکہ مردوں کے زندہ ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نے کیلئے بہت سا آب حیات خدا تعالی نے اس عاجز کو بھی دیا ہے۔ بے شک جو شخص اس میں سے پیئے گا زندہ ہو جائے گا۔ بلاشبہ میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر میرے کلام سے مردے زندہ نہ ہوں اور اندھے آنکھیں نہ کھولیں اور مجذوم صاف نہ ہو، تو میں خدا تعالی کی طرف سے نہیں آیا۔

اور اس (ازالہ اوہام) کے صفحہ ۲۹۵ میں ہے: بعض لوگ موحدین کے فرقہ میں سے بحوالہ آیت قرآنی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح بن مریم انواع واقسام کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر زندہ کر دیا کرتے تھے، چنانچہ اس بنا پر اس عاجز پر اعتراض کیا ہے کہ جس حالت میں مثیل مسیح ہونے کا دعوی ہے تو پھر آپ بھی کوئی مٹی کا پرندہ بنا کر پھر اس کو زندہ کر کے دکھلا یئے۔ ان تمام اوہام کا جواب یہ ہے کہ وہ آیات جس میں ایسا لکھا ہے متشابہات میں سے ہیں اور ان کے یہ معنی کرنا کہ گویا خدا تعالی نے اپنے ارادہ اور اذن سے حضرت عیسی کو صفات خالقیت میں شریک کر رکھا تھا، صریح الحاد اور سخت بے ایمانی ہے، کیونکہ اگر خدا تعالی اپنی صفات خاصہ الوہیت بھی دوسروں کو دے سکتا ہے تو اس سے اس کی خدائی باطل ہوتی ہے۔

اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۲ میں ہے: اب جاننا چاہیے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح صرف عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے وہ لوگ جو فرعون کے وقت میں مصر میں ایسے ایسے کام کرتے تھے جو سانپ بنا کر دکھلا دیتے تھے اور کئی قسم کے جانور تیار کر کے ان کو زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے تھے وہ حضرت مسیح کے وقت میں عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پھیل گئے تھے اور یہودیوں نے ان سے بہت سے ساحرانہ کام سیکھ لئے تھے، جیسا کہ قرآن کریم بھی اس بات کا شاہد ہے، سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالی نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو، کیونکہ حضرت مسیح بن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام در حقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہو جاتی ہے۔

اور ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۵ میں ہے: ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزی طریق سے بطور لہو ولعب، نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں، کیونکہ عمل الترب میں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں پر ڈال کران چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں۔ انسان کی روح میں کچھ ایسی خاصیت ہے کہ وہ اپنی زندگی کی گرمی ایک جماد پر، جو بالکل بے جان ہو، ڈال سکتی ہے۔ تب جماد سے وہ بعض حرکات صادر ہوتے ہیں جو زندوں سے صادر ہوا کرتے ہیں۔

اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۶ میں ہے: مگر یاد رکھنا چاہیے کہ ایسا جانور جو مٹی یا لکڑی وغیرہ سے بنایا جائے اور عمل الترب سے اپنے روح کی گرمی اس کو پہنچائی جاوے وہ در حقیقت زندہ نہیں ہوتا بلکہ بدستور بے جان اور جماد ہوتا ہے۔ صرف عامل کی روح کی گرمی بارود کی طرح اس کو جنبش میں لاتی ہے۔

اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۹ میں ہے: بہر حال مسیح کی یہ تربی کارروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید قوی رکھتا تھا کہ اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ تھا۔ لیکن مجھے وہ روحانی طریق پسند ہے جس پر ہمارے نبی ﷺ نے قدم مارا ہے۔ اور حضرت مسیح نے بھی اس عمل جسمانی کو یہودیوں کے جسمانی اور پست خیالات کی وجہ سے جو ان کے فطرت میں مرکوز تھی باذن وحکم الٰہی اختیار کیا تھا ورنہ دراصل مسیح کو بھی یہ عمل پسند نہ تھا۔ واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت برا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغولے میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کے لئے اپنی دلی ودماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے وہ اپنی ان روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں، بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے، اس کے ہاتھ سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعہ اچھا کرتے رہے، مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام رہے۔ حضرت مسیح کے عمل الترب سے وہ مردے زندہ ہوتے تھے یعنی وہ قریب الموت آدمی جو گویا نئے سرے سے زندہ ہو جاتے تھے، وہ بلاتوقف چند منٹ میں مرجاتے تھے، کیونکہ بذریعہ عمل الترب روح کی گرمی اور زندگی صرف عارضی طور پر ان میں پیدا ہو جاتی تھی۔

اور اس ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۲۲ میں ہے: غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ اعتقاد ہے کہ مسیح مٹی کے پرند بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں، بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا... بہر حال یہ معجزہ صرف کھیل کی قسم میں سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت مٹی ہی رہتی تھی)

۱۳۔ حضرت عیسی یا آنحضرت ﷺ کا اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر جانا قانون قدرت (یعنی نیچر) کے برخلاف ہے اور خدا تعالی کا ایسے خوارق دنیا میں دکھانا اپنی حکمت اور ایمان بالغیب کو تلف کرنا ہے

(توضیح المرام کے صفحہ ۹ میں مرزا غلام احمد صاحب لکھتے ہیں: کفار مکہ نے ہمارے سید و مولی حضرت خاتم الانبیاء سے مانگا تھا کہ آسمان پر ہمارے روبرو چڑھیں اور روبرو ہی اتریں، اور انہیں جواب ملا تھا قل سبحان ربی یعنی خدا تعالی کی شان اس سے پاک ہے کہ ایسے کھلے کھلے خوارق اس دار الابتلاء میں دکھا وے، اور ایمان بالغیب کی حکمت تلف کرے۔ اب میں کہتا ہوں کہ جو امر آنحضرت ﷺ کے لئے، جو افضل الانبیاء تھے، جائز نہیں اور سنت اللہ سے باہر سمجھا گیا ہو وہ حضرت مسیح کے لئے کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔

اور توضیح المرام کے صفحہ ۶ میں لکھتے ہیں: قانون قدرت بھی اسی کو چاہتا ہے اور اسی کو مانتا ہے۔

اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۴۵ میں لکھتے ہیں: ماسوائے اس کے اور کئی طریق سے ان پرانے خیالات پر سخت اعتراض عقل کے وارد ہوتے ہیں جن سے مخلصی حاصل کرنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی... از انجملہ ایک یہ اعتراض کہ نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کر رہا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریر تک پہنچ سکے، بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقاتیں اس بات کو ثابت کر چکی ہیں کہ بعض بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچ کر اس طبقہ کی ہوا ایسی مضر صحت معلوم ہوتی ہے کہ جس میں زندہ رہنا ممکن نہیں۔ پس اس جسم کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کرہ ء ماہتاب یا کرہ آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے۔...اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات میں سے ہے تو پھر آنحضرت ﷺ کا معراج اس جسم کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا، بلکہ وہ نہائت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔

اور اس ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۴۶ میں ہے: پھر مسیح کے بارے میں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ کیا طبعی اور فلسفی لوگ اس خیال پر نہیں ہنسیں گے کہ جب کہ تیس چالیس ہزار فٹ تک زمین سے اوپر کی طرف جانا موت کا موجب ہے تو حضرت مسیح اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان تک کیوں کر پہنچ گئے)

۱۴۔لیلۃ القدر سے، جس کا ذکر قرآن میں ہے، رات مراد نہیں، بلکہ وہ زمانہ مراد ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہم رنگ ہے۔اور نبی یا اس کے قائم مقام مجدد کے گزر جانے سے ایک ہزار مہینہ کے بعد آتا ہے۔

(آپ فتح الاسلام میں بصفحہ ۵۴ لکھتے ہیں: تم سمجھتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے۔لیلۃ القدر اس ظلماتی زمانہ کا نام ہے جس کی ظلمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے اس لئے وہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ ایک نور نازل ہو جو اس ظلمت کو دور کرے۔اس زمانہ کا نام بطور استعارہ کے لیلۃ القدر کہا گیا ہے مگر درحقیقت یہ رات نہیں ہے، یہ زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہم رنگ ہے۔نبی کی وفات یا اس کے روحانی قائم مقام کی وفات کے بعد جب ہزار مہینہ جو بشری عمر کے دور کو قریب الاختتام کرنے والا اور انسانی حواس کے الوداع کی خبر دینے والا ہے، گذر جاتا ہے تو یہ رات اپنا رنگ جمانے لگتی ہے۔

۱۵۔آیات ذکر سجدہ آدم میں آدم کی طرف سجدہ کرنا مراد نہیں بلکہ ملائکہ کا خدمت انسان کامل بجالانا مراد ہے (توضیح مرام میں بصفحہ ۴۹ کہا ہے: جاننا چاہیے کہ یہ سجدہ کا حکم اس وقت سے متعلق نہیں کہ جب حضرت آدم پیدا کئے گئے بلکہ یہ علیحدہ ملائک کو حکم کیا گیا کہ جب کوئی انسان اپنی حقیقی انسانیت کے مرتبہ تک پہنچے اور اعتدال انسانی اس کو حاصل ہو جائے اور خدائے تعالیٰ کی روح اس میں سکونت اختیار کرے تو تم اس کامل کے آگے سجدہ میں گرا کرو، یعنی آسمانی انوار کے ساتھ اس پر اترو اور اس پر صلوۃ بھیجو۔سو یہ قدیم قانون کی طرف اشارہ ہے جو خدائے تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ ہمیشہ جاری رکھتا ہے)

۱۶۔صحیحین (صحیح بخاری و مسلم) کی احادیث سب کی سب صحیح نہیں بلکہ ان میں غیر صحیح و موضوع بھی ہیں (اس کی تفصیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بعض سابق حواشی میں گذر چکی ہے)

۱۷۔آپ (مرزا) اپنے کشف والہام کے ذریعہ سے صحیح بخاری وصحیح مسلم کی احادیث کوموضوع ٹھہراسکتے ہیں

(مباحثہ لودھیانہ جولائی ۱۸۹۱ء کی تحریر نمبر۴ میں مرزا صاحب فرماتے ہیں: اب جب کہ یہ حال ہے کہ کوئی حدیث بخاری یا مسلم کی بذریعہ کشف کے موضوع ٹھہر سکتی ہے تو پھر کیوں کر ہم ایسی حدیثوں کو ہم پایہء قرآن کریم جان لیں گے۔ ہاں ظنی طور پر بخاری ومسلم کی حدیثیں بڑے اہتمام سے لکھی گئی ہیں اور غالباً اکثر ان میں صحیح ہوں گی لیکن کیونکر ہم حلف اٹھا سکتے ہیں کہ بلاشبہ وہ ساری حدیثیں صحیح ہیں)

۱۸۔حدیث صحیح کی (بخاری ومسلم کی کیوں نہ ہو) یہ شان ووقعت نہیں کہ وہ قرآن کریم کی مفسر ومبین ہوسکے اور قصص و اخبار وواقعات ماضیہ کے بیان میں بیان قرآن پر زیادتی کرسکے۔

(مباحثہ لودھیانہ جولائی ۱۸۹۱ء کی تحریر نمبر ۷ میں مرزا صاحب فرماتے ہیں: وہ (یعنی قرآن) اپنے مقاصد کی آپ تفسیر فرماتا ہے اوراس کی بعض آیات بعض کی تفسیر واقع ہیں، یہ نہیں کہ وہ اپنی تفسیر میں حدیثوں کا محتاج ہے)

۱۹۔نصوص قرآن وحدیث کوان کے ظاہری معانی سے پھیرنا اوراس سے استعارات مراد ٹھہرانا جائز ہے۔ بلکہ مغز شریعت ہے جو مجدد وقت کا کام ہے اور وہ ظاہری علوم سے نہیں ہوسکتا۔

(یہ عقیدہ آپ کے مذہب جدید کا اصل اصول ہے۔آپ اسی اصول سے ہر ایک آیت، ہر ایک حدیث میں تاویل وتحریف کرتے ہیں۔بعض سابق حواشی کے علاوہ دیکھو فتح اسلام صفحہ ۱۵ جہاں لکھتے ہیں: خدا تعالی ہمیشہ استعاروں سے کام لیتا ہے اور طبع اور خاصیت اور استعداد کے لحاظ سے ایک کا نام دوسرے پر وارد کردیتا ہے۔

اور توضیح مرام کے صفحہ ۱۴ میں حدیث قتل خنازیر اور قطع صلیب اور رفع جزیہ کی تاویل اور تحریف کر کے آپ لکھتے ہیں: یہ سب استعارے ہیں جن کو خدا تعالی کی طرف سے فہم دیا گیا وہ نہ صرف آسانی سے بلکہ ایک قسم کی ذوق سے ان کو سمجھ جائیں گے۔ایسے عمدہ اور بلیغ مجازی کلمات کو حقیقت پر اتارنا گویا ایک خوب صورت معشوق کا ایک دیو کی شکل میں خاکہ کھینچنا ہے۔ بلاغت کا تمام مدار استعارات لطیفہ پر ہوتا ہے، اسی وجہ سے خدائے تعالی کے کلام نے بھی، جو ابلغ الکلام ہے، جس قدر استعاروں کو استعمال کیا ہے اور کسی کے کلام میں یہ طرز لطیف نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور فتح الاسلام کے صفحہ ۸ میں آپ لکھتے ہیں: صرف رسمی اور ظاہری طور پر قرآن شریف کے تراجم پھیلانا یا فقط کتب دینیہ اور احادیث نبویہ کو اردو یا فارسی میں ترجمہ کر کے رواج دینا.... (وغیرہ وغیرہ) یہ ایسے امور نہیں ہیں جن کو کامل اور واقعی طور پر تجدید کہا جائے۔ ایسی ظاہری اور بے مغز خدمتیں ہر ایک باعلم آدمی کر سکتا ہے اور ہمیشہ جاری ہیں۔ ان کو مجددیت سے کچھ علاقہ نہیں۔

اور فتح اسلام کے صفحہ ۱۷ میں لکھا ہے: پس کمال افسوس کی جگہ ہے کہ جس قدر تم رسمی باتوں اور رسمی علوم کی اشاعت کے لئے جوش رکھتے ہو اس کا عشر عشیر بھی آسمانی سلسلہ کی طرف تمہارا خیال نہیں)

۲۰۔ جو شخص آپ (قادیانی صاحب) کو بایں کمالات مسیحائیت و مجددیت نہ مانے گا وہ ہلاک ہوگا اور آگ میں ڈالا جائے گا اور جس نے آپ کو مانا، وہ ناجی ہوا۔

(فتح اسلام کے صفحہ ۴۲ میں آپ لکھتے ہیں: اس نے (یعنی خدا نے) اس سلسلہ کو قائم کرتے وقت مجھے فرمایا کہ زمین میں طوفان ضلالت برپا ہے تو اس طوفان کے وقت میں یہ کشتی تیار کر، جو شخص اس کشتی میں سوار ہوگا وہ غرق ہونے سے نجات پائے گا اور جو انکار میں رہے گا اس کے لئے موت درپیش ہے۔

اور فتح اسلام میں بصفحہ ۵۸ فرماتے ہیں: اس زمانہ میں حصن حصین میں ہوں، جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔

اور فتح اسلام کے صفحہ ۶۷ میں لکھتے ہیں: بلکہ بعض خشک ٹہنیوں کی طرح نظر آتے ہیں جن کو میرا خداوند جو میرا متولی ہے مجھ سے کاٹ کر جلنے والی لکڑیوں میں پھینک دے گا)

یہ مرزا غلام احمد قادیانی اور آپ کے حواریوں اور ہم مشربوں کے عقائد و مقالات کی چند تمثیلات ہیں۔ بطور مشتے نمونہ از خروارے و اندکے از بسیار۔ کیونکہ مزید تفصیل کی اس مقام میں گنجائش نہیں۔

اب ان کے طریق عملی کو جس میں وہ عقائد و مقالات مذکورہ بالا کی تائید کرتے ہیں اور اس سے اصول و مسائل اسلام کی بیخ کنی کر رہے ہیں، بیان کیا جاتا ہے۔

عقائد و مقالات مذکورہ کی تائید و ترویج کی غرض سے وہ احادیث صحیحہ کو بلا تردد رد کرتے و غیر صحیح و مو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ضوع قرار دیتے ہیں اور کئی احادیث وآثار واقوال از خود وضع کر کے آں حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب اور علمائے اسلام کی منسوب کرتے ہیں اور آیات واحادیث نبویہ (جس کو مجبوراً صحیح مانتے ہیں) کی ایسی تاویل اور تحریف کرتے ہیں کہ اس میں نیچریوں اور باطنیوں کو بھی انہوں نے مات کیا ہے۔

انکے عمل کی تمثیلات وشواہدان کی عبارات منقولہ سابق میں موجود ہیں۔اور علاوہ براں چند تمثیلات وشواہد ذیل میں ذکر کئے جاتے ہیں۔

ا۔آپ نے احادیث متضمنہ ذکر دجال موعود کو غیر صحیح وموضوع بنانے کی غرض سے آنخضرت ﷺ پر یہ افتراء کیا ہے کہ آنخضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہمیں اس کے (یعنی ابن صیاد کے) حال میں ابھی تک اشتباہ ہے۔یہ فقرہ بقلم جلی آپ کے رسالہ ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۲۵ میں بعینہ موجود ہے۔اور مباحثہ لدھیانہ (جولائی ۱۸۹۱ء) کی تحریر نمبر ۴ میں آپ نے لکھا ہے کہ آنخضرت ﷺ نے آپ بھی فرمایا ہے کہ میں اپنی امت پر ابن صیاد کے دجال معہود ہونے کی نسبت ڈرتا ہوں (یہ بھی مرزا قادیانی ہی کے الفاظ ہیں) حالانکہ کسی حدیث صحیح یا ضعیف میں یہ قول آنخضرت ﷺ سے منقول نہیں۔اور آپ سے مباحثہ لدھیانہ میں آنخضرت سے اس قول کے مروی ہونے کا ثبوت طلب کیا گیا تو آپ نے جابر بن عبداللہ کا یہ قول کہ آنخضرت ﷺ ابن صیاد کے دجال ہونے سے ڈرتے رہے جو شرح السنہ میں مروی ہے، اور وہ آنخضرت ﷺ کا قول نہیں ہے، پیش کیا اور آخر مباحثہ تک آنخضرت ﷺ سے اس قول کا ثبوت نہ دیا۔

۲۔اس حدیث کو موضوع ٹھہرانے کی غرض سے آپ نے ایک حدیث کو وضع کیا اور اس میں صحابہ پر افتراء کیا اور طرفہ یہ ہے کہ اس حدیث کو صحیح مسلم میں موجود بتایا۔چنانچہ مباحثہ لودھیانہ تحریر نمبر ۴ میں آپ نے لکھا ہے کہ ایک اور حدیث مسلم میں ہے۔جس میں لکھا ہے کہ صحابہ کا اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ دجال معہود ابن صیاد ہی ہے۔

حالانکہ صحیح مسلم میں اس حدیث کا نام ونشان نہیں جس میں اجماع صحابہ کا ذکر ہو یا اشارہ ہو۔مباحثہ لودھیانہ میں آپ سے اس حدیث اور اجماع کی سند پوچھی گئی تو آپ نے حضرت ابوسعید خدریؓ کے اس قول کی کہ ابن صیاد نے ان کے پاس شکائت کی کہ لوگ اس کو دجال معہود سمجھتے ہیں، نشان دہی کی۔جس میں نہ اس اجماع کا صریح ذکر پایا جاتا ہے نہ اس کی طرف وہاں کوئی اشارہ ہے، صرف غیر معین لوگوں کا ابن صیاد کو دجال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کہنا مفہوم ہوتا ہے، جسکے مقابلہ میں بہت سے صحابہ کا، جن میں خود ابوسعید خدری داخل ہیں، ابن صیاد کو دجال موعود نہ سمجھنا بلکہ اور شخص کو دجال موعود سمجھنا اسی مسلم کی احادیث سے ثابت ہے

۳۔ صحیح مسلم کی اس حدیث کو (جس میں حضرت مسیح کا دمشق کے قریب اترنا بیان ہوا ہے) موضوع قرار دینے کی غرض سے آپ نے ایک افتراء بعض علماء امت پر کیا اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۱۸ میں لکھا ہے کہ: بعض علماء کہتے ہیں کہ حضرت مسیح نہ بیت المقدس میں اترے گا، اور نہ دمشق میں، بلکہ وہ مسلمانوں کے لشکر گاہ میں اترے گا جہاں حضرت مہدی ہوں گے۔

حالانکہ علماء اسلام سے ایسا کوئی معلوم نہیں ہوا جس نے یہ بات کہی ہو کہ حضرت مسیح نہ بیت المقدس میں اترے گا اور نہ دمشق میں۔ بلکہ علمائے اسلام نے ان سبھی مقامات کو ایک مقام قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ حضرت مسیح بیت المقدس میں اتریں گے۔

سنن ابن ماجہ کے حاشیہ میں بصفحہ ۳۰۶ لکھا ہے: قال الحافظ ابن كثير وقد ورد في بعض الاحاديث ان عيسى عليه السلام ينزل ببيت المقدس وفي رواية بالاردن وفي رواية بمعسكر المسلمين فالله اعلم قلت حديث النزول ببيت المقدس عند المصنف و هو عندى ارجح و لا ينافي سائرالروايات لان بيت المقدس هوشرقي دمشق و هومعسكر المسلمين اذ ذاك والاردن اسم الكورة كذا في الصحاح و بيت المقدس داخل له فاتفقت الروايات فان لم يكن في بيت المقدس الان منارة بيضاء فلابد ان تحدث قبل نزوله کہ بیت المقدس دمشق سے مشرق میں ہے، وہیں مسلمانوں کا لشکر ہوگا اور وہ اردن ہی کے علاقہ میں ہوگا، اسی جگہ خدا تعالی منارہ سفید بنا دے گا۔ ملخص

لودھیانہ کے مباحثہ میں آپ سے اس قول: بعض علماء، کا ثبوت طلب کیا گیا۔ تو آپ نے ایسا جواب دیا جس سے آپ کے اس افتراء کا اور یقین ہوا۔

۴۔ اس حدیث صحیح مسلم اور دیگر احادیث نزول حضرت مسیح میں تحریف وتاویل کرنے کی غرض سے ایک افتراء آپ نے آنحضرت ﷺ پر یہ کیا اور کہا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس حدیث کی نسبت جس میں دجال کو کعبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کا طواف کرتے دیکھا اور اس میں (اس کو ابن قطن کے مشابہ کہا) صاف اور صریح طور پر فرمایا ہے کہ: یہ میرا ایک مکاشفہ یا ایک خواب ہے۔(ازالہ اوہام۔ص ۲۰۶)۔

اور کہا ہے کہ آنحضرت ﷺ صاف اور صریح طور پر فرماتے ہیں کہ: میرا یہ ایک کشف یا خواب ہے۔ (ازالہ اوہام۔ص ۲۰۷)۔

اور کہا ہے آنحضرت ﷺ خود اس بات کا اقرار فرماتے ہیں کہ: یہ سب بیانات میرے مکاشفات میں سے ہیں..(ازالہ اوہام۔ص ۲۳۲)

حالانکہ کسی حدیث میں آنحضرت ﷺ سے یہ اقوال مروی نہیں۔حدیث میں آنحضرت ﷺ کا دجال کو طواف کرتے دیکھنا، اور ابن قطن سے تشبیہ دینا مروی ہے، اس کو تسلیم کر لیا جائے کہ وہ ایک خواب یا کشف کا واقعہ ہے تو کوئی شخص (جس کو دین سے تعلق ہو اور کذب سے احتراز) اس کو آنحضرت ﷺ کا قول اور صاف وصریح اقرار نہیں ٹھہرا سکتا۔

اس افتراء سے آپ کی غرض (جس کو آپ نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۳۲ میں ظاہر کیا ہے) یہ ہے کہ اسی پر حدیث دمشقی وغیرہ کو قیاس کریں اور ان کو بھی ایک خواب یا مکاشفہ قرار دے کر تعبیر اور تاویل کا محتاج بنا دیں اور ان کے ظاہری معنی سے ان کو پھیر سکیں (اس کی تفصیل مباحثہ لدھیانہ جولائی ۱۸۹۱ء کے حواشی میں ہے) جو کمال جرأت ومحض افتراء ہے۔

۵۔ان احادیث نزول حضرت مسیح میں تحریف اور تاویل کی غرض سے آپ نے اس حدیث کے ترجمہ میں، جس میں یہ بیان ہے کہ عنقریب ابن مریم حاکم عادل ہو کر نزول کریں گے آنحضرت ﷺ پر ایک سوال وجواب کا افتراء کیا۔اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۰۱ میں آنحضرت ﷺ سے نقل کیا ہے: تمہارا اس دن کیا حال ہوگا جس دن ابن مریم تم میں نازل ہوگا، اور تم جانتے ہو کہ ابن مریم کون ہے، وہ تمہارا ہی امام ہوگا۔اور تم ہی میں سے (اے امتی لوگو) پیدا ہوگا۔

اور ازالہ اوہام میں لفظ بل هو اپنے مجوزہ جواب میں از خود ملا کر وضع لفظ حدیث کا بھی ارتکاب کیا اور لکھ دیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو سچ مچ ابن مریم ہی نہ سمجھ لو، بل هو، امامکم منکم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حالانکہ اس حدیث کے کسی طریق میں آنحضرت ﷺ سے یہ سوال جواب منقول نہیں ہے۔ اور نہ لفظ بل هو اس حدیث میں آنحضرت ﷺ مروی ہے۔ اس سوال و جواب کے افتراء سے آپ کا مقصود یہ ہے کہ جو ظاہر حدیث سے مفہوم ہوتا ہے کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام آئیں گے تو اس وقت مسلمانوں کا امام موجود ہوگا (جس سے عام اہل اسلام کے اعتقاد میں حضرت امام مہدی مراد ہیں) اور وہ آپ کے خیال اور دعووں کی جڑ کاٹ رہا ہے کیونکہ اس وقت امام مہدی موجود نہیں تو آپ مسیح موعود کیوں کر بن سکتے ہیں؟ اس کا جواب ادا ہو۔

یہ سوچ کر آپ نے چاہا کہ چلو امام مہدی بھی ہم خود ہی بن جائیں اور حدیث کے یہ معنی گھڑ لیں کہ جو مسیح آئے گا وہی امام مہدی ہوگا۔ اور یہ سوال و جواب بنایا، اور جواب میں لفظ بل هو بڑھایا اور رسول اللہ ﷺ پر افتراء کیا، مگر یہ نہ سوچا کہ دوسری حدیث صحیح مسلم میں صاف آیا ہے: عن جابر بن عبدالله يقول سمعت النبی ﷺ يقول لاتزال طائفة من امتی يقاتلون علی الحق ظاهرين الی يوم القيامة قال فينزل عيسی ابن مريم ﷺ فيقول امير هم تعال صلی لنا فيقول لا ان بعضكم علی بعض امراء تكر مة الله هذه الامة ۔ صحيح مسلم ج ١ ص ٨٧ كتاب الايمان ۔ باب نزول عيسی حاكماً بشريعة نبينا ۔

کہ عیسی بن مریم اتر آئیں گے تو ان کا (یعنی مسلمانوں کا) امیر (یعنی امام) ان کو کہے گا کہ آپ نماز پڑھائیں وہ (اس امام کو) یہ جواب دیں گے، نہیں۔ امیر (یعنی امام) تم ہی میں سے ہونا چاہیے۔ یہ کہنا اس امت محمدیہ کے اعزاز و اکرام کیلئے ہوگا جو خدا کی طرف سے اس کو حاصل ہے۔

اس قسم کی تاویلات و تحریفات اور رد نصوص و وضع احادیث و اقوال آپ کے طریق عملی میں اور بھی بکثرت پائی جاتی ہیں اور آپ کی تصانیف کے صدہا صفحات میں موجود ہیں

ان چند امثلہ و عقائد و مقالات و طریق عملی میرزا قادیانی کو پیش کر کے علمائے اسلام سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ آیا وہ ان عقائد و مقالات و طریق عملی میں اسلام خصوصاً مذہب اہل سنت کا پابند و پیرو ہے، یا اس سے خارج؟

بشق اول علمائے ربانی، نصوص کتاب و سنت و اقوال سلف امت اہل قرون ثلاثہ اس کی تائید میں نقل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کریں۔قرون ثلاثہ کے مابعد کے علماء یا صوفیوں کے اقوال بلا دلیل کتاب اللہ وسنت معرض نقل میں نہ لاویں بشق ثانی وہ علمائے ربانیین یہ فرمائیں کہ ان عقائد ومقالات اور طریق عملی خصوصاً اس کے دعوی نبوت و اشاعت اکاذیب ووضع احادیث کاذبہ ورد احادیث صحیحہ وتحریف معانی نصوص کی نظر سے اس کو من جملہ ان تیس دجالوں کے، جن کے خارج ہونے کی آنحضرت ﷺ نے خبر دی ہے، ایک دجال اور اسکے ان عقائد وخیالات و طریق عملی میں اس کے پیروان وہم مشربوں کو ذریات دجال کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

اور ایسے عقائد ومقالات وطریق وعملی کے ساتھ کوئی شخص شرعاً وعقلاً ولی وملہم ومحدث ومجدد ہوسکتا ہے یانہیں؟ بینوا تو جروا۔ ابو سعید محمد حسین

جواب استفتاء از سید نذیر حسین محدث دہلویؒ

ان عقائد ومقالات اور اس طریق عملی میں مرزا قادیانی پابندیء اسلام خصوصاً مذہب اہل سنت سے خارج ہے کیونکہ یہ عقائد ومقالات وطریق عملی اسلامی وسنی نہیں بلکہ ازاں جملہ بعض عقائد ومقالات یونانی فلاسفہ کے ہیں، بعض ہندوؤں پیروان وید کے، بعض نیچریوں کے، بعض نصاری کے، بعض اہل بدعت وضلالت کے۔اور اس کا طریق عملی ملحدین باطنیہ وغیرہ اہل ضلال کا طریق ہے۔(باطنیہ ایک ملحد فرقہ کا نام ہے جس کی تاویلات کی چند تمثیلات بیان کی جاتی ہیں۔جن سے ناظرین کو یقین ہو کہ مرزا غلام احمد اور اس کے اتباع کی تاویلات اسی قسم کی تاویلات ہیں اور سب کا طریق ایک ہے۔ملاحدہ سبعیہ کا یہ مذہب ہے کہ وضو سے امام وقت کی دوستی مراد ہے اور زکوۃ سے تزکیہ نفس۔اور کعبہ سے ذات نبی ﷺ۔اور صفا مروہ سے جناب امامین حسن وحسین علیہما السلام۔اور احتلام سے افشائے اسرار امام وقت۔اور غسل سے امام وقت کے جناب میں دوبارہ عہد وبیعت کرنا۔اور جنت سے جسم کو آسائش وآرام دینا۔اور دوزخ سے تکلیفات اٹھانا وغیرہ۔اسی طرح ملاحدہ باطنیہ کی یہ رائے ہے کہ روزہ، نماز، حج، زکوۃ، خلفائے ثلاثہ کے من گھڑت احکام ہیں اور روزہ رمضان خاص بدعت عمری ہے۔ملاحدہ منصوریہ کہتے ہیں کہ جنت سے امام وقت اور دوزخ سے اس کے دشمن مراد ہیں۔جیسے ابوبکر وعمر وغیرہ وغیرہ۔جناب شاہ عبدالعزیز دہلوی اپنے تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں کہ مطیع باللہ عباسی کے عہد میں ان فرقوں کو بایں عقل وشعور نہائت غلبہ اور کمال تسلط حاصل تھا۔جس کے بعد انہوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نے ایک عالم کو گمراہ کیا، دانشمندوں کو ایک قسم کی عبرت حاصل ہونے کا مقام ہے) اور اس کے دعوی نبوت اور اشاعت اکاذیب اور اس ملحدانہ طریق کی نظر سے یقیناً اس کو ان تیس دجالوں میں سے، جن کی خبر حدیث میں وارد ہے، ایک دجال کہہ سکتے ہیں اور اس کے پیروان و ہم مشربوں کو ذریات دجال۔ یہ لوگ دجال نہ ہوں تو پھر احادیث نبویہ کا جن میں تیس دجالوں کذابوں کی خبر دی گئی ہے کوئی مصداق نہیں ہوسکتا۔ اور اس اعتقاد و عمل کے ساتھ کوئی شخص شرعاً و عقلاً ولی و ملہم و محدث نہیں ہوسکتا۔ اس عمل و اعتقاد کا شخص خدا کا ملہم و مخاطب ہو تو انبیاء و ملہمین سابقین کا الہام بے اعتبار ہو جاتا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل بطور تمثیل ذیل میں معروض ہے۔

قادیانی کا کواکب و سیارات و افلاک کے لئے نفوس و ارواح تجویز کرنا یونانیوں کے فلاسفہ اشراقیین و ہندوان پیروان وید کا مذہب ہے (چنانچہ مرزا قادیانی اس امر کا صفحہ ۳۳ توضیح المرام میں خود معترف ہوا ہے)۔ اسلام نے یہ اعتقاد مسلمانوں کو نہیں سکھایا۔ اور قرآن و حدیث میں جو اسلام کے اصل اصول ہیں اس کا کہیں ذکر پایا نہیں گیا اور جو بعض متأخرین صوفیہ نے بہ تقلید فلاسفہ یا اپنے مشاہدہ و مکاشفہ سے ان ارواح کو تسلیم کیا ہے وہ مذہب اسلام نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ کتاب و سنت میں اس اعتقاد کا ثبوت پایا نہیں جاتا اور ان صوفیوں نے خود بھی اس اعتقاد کو اعتقاد یا مذہب اسلام قرار نہیں دیا۔ صرف اپنا مشاہدہ بیان کیا ہے۔ لہٰذا ان صوفیوں کا مکاشفہ سے وجود ان ارواحوں کو تسلیم کرنا اس اعتقاد کو داخل اسلام نہیں بنا سکتا اور اگر کوئی ناواقف اس مذہب و اعتقاد کو جزء اسلام قرار دے تو وہ بحکم حدیث من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد (یعنی جو شخص ہمارے دین میں وہ عمل یا اعتقاد از خود پیدا کرے جو بحکم قرآن و حدیث اس میں نہ ہو تو وہ لائق رد ہے، قابل قبول نہیں ہے) قادیانی کے اس خیال کا بطلان ان نصوص و اقوال سے بھی ہوگا جو اس کے اقوال آئندہ کے ابطال کیلئے پیش کئے جائیں گے۔

اور قادیانی کا نفوس فلکیہ و ارواح کواکب کو ملائکہ کہنا بھی ان فلاسفہ کا احداث ہے جو فلسفہ کے ساتھ اسلام کے قائل ہیں، انہوں نے فلسفہ کو اسلام سے ملایا ہے اور تن زیب میں گاڑھے کا پیوند لگانا چاہا ہے۔ کتاب اللہ و سنت میں کہیں اس مذہب کا ثبوت پایا نہیں جاتا۔

امام رازیؒ نے ملائکہ کے متعلق لوگوں کے مذاہب بیان کئے ہیں تو ان میں فلاسفہ کا یہ مذہب بیان کیا ہے کہ وہ ارواح کواکب ہیں، چنانچہ فرمایا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ثا نیهما قول الفلا سفة و هی انها جوا هر قا ئمة بانفسها لیست بمتحیزة البتة و انها با لما هیة مخا لفة لا نوا ع النفوس النا طقة البشریة و انها اکمل قوة منها و اکثر علماً منها و انها للنفوس البشریة جا ر یته مجری الشمس با لنسبة الی ا لا ضواء ثم ان هذه الجوا هر علی قسمین منها ماهی با لنسبة الی اجرا م ا لا فلا ك و الکوا کب کنفوسنا النا طقة بالنسبة الی ابدا ننا و منها ما هی لا علی شیء من تد بیر ا لا فلا ك بل هی مستغرقة فی معر فة الله و محبته مشتغلة بطا عته و هذا القسم من الملا ئکة هم المقر بو ن و نسبتهم الی الملا ئکة الذین ید برو ن السماوات کنسبة اولئك المدبرین الی نفو سنا النا طقة فهذا ن القسما ن قد اتفقت الفلا سفة علی اثبا تهما و منهم من اثبت نو عاً آ خر من الملا ئکة و هی الملا ئکة ا لار ضیة المد برة لا حوا ل هذا العا لم السفلی ثم ان المد برا ت لهذا العا لم ان کا نت خیرة فهم الملا ئکة و ان کانت شریرة فهو الشیاطین ۔ (تفسیر کبیر ۔ ج اول ۔ ص ۳۳۷)۔

کہ دوسرا فلاسفہ کا قول ہے کہ ملائکہ جواہر یعنی بذات خود قائم ہیں مگر وہ کسی حیز (مکان) میں جاگزیں نہیں ہوتے اوران کی حقیقت انسانی نفوس کی حقیقت سے مخالف ہے وہ ان سے قوی تر اور علم میں بڑھ کر ہیں۔ان کو انسانی نفوس سے وہ نسبت ہے جو روشنی کو سورج سے نسبت ہے۔پھر یہ جواہر دو قسم کے ہیں۔بعض ایسے ہیں جن کو افلاک و کواکب سے وہ نسبت ہے جو ہمارے نفوس ناطقہ کو ہمارے بدنوں سے ہے اور بعض ایسے ہیں جن کو اجرام فلکیہ کی تدبیر سے کچھ تعلق نہیں ہے (یعنی وہ اس کے مدبر نہیں) بلکہ وہ اللہ کی معرفت اور محبت میں مستغرق اور اسکے حکم کی بجا آوری میں مشغول ہیں۔اس قسم کے ملائکہ مقربین کہلاتے ہیں۔ان کے ملائکہ مدبرین افلاک کو ہمارے نفوس ناطقہ سے نسبت ہے ان دونوں قسموں کے ماننے پر فلاسفہ کا اتفاق ہے بعض فلاسفہ ایک اور قسم ملائکہ کو بھی مانتے ہیں۔وہ زمین کے ملائکہ ہیں جن کو عالم سفلی کی تدبیر سے تعلق ہے۔پھر یہ (عالم سفلی کے مدبر) اگر اچھے ہیں تو وہ ملائکہ کہلاتے ہیں اور اگر برے ہیں تو شیاطین ہیں۔

اور قادیانی کا جملہ حوادث وکائنات عالم کو ستاروں کی تاثیر سمجھنا بھی فلاسفہ اور نجومیوں اور ہندوؤں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مجوسیوں اور ثنویہ اور بت پرستوں کا مذہب ہے۔ ہندوان قائلین وید کا قائل تاثیر ہونا تو قادیانی نے خود توضیح مرام کے صفحہ ۳۳ میں بیان کیا ہے۔ بت پرست اور مجوس وثنویہ کا قائل ہونا امام رازی کی تفسیر سے نقل کیا جاتا ہے۔ امام رازی تفسیر کبیر کے صفحہ ۳۷۷ میں فرماتے ہیں:

و ثانیهما قول طوائف من عبدة الاوثان و هو ان الملائكة هی الحقیقة فی هذه الكواكب الموصوفة بالاسعاد و الانحاس فانها بزعمهم احیاء ناطقة و ان المسعدات منها ملائكة الرحمة و المنحسات ملائكة العذاب و ثالثها قول معظم المجوس و الثنویة و هو ان هذا العالم مركب من اصلین ازلیین و هما النور و الظلمة و هما فی الحقیقة جوهران شفافان مختاران قادران متضاد الجنس و الصورة مختلفا الفعل و التدبیر فجواهر النور فاضل خیر تقی طبیب الریح كریم النفس یسر و لا یضر و ینفع و لا یمنع و یحی و لا یبلی و جوهر الظمة علی ضد ذالك ثم ان جوهر النور لم یزل یولد الاولیاء و هم الملائكة لا علی سبیل التناكح بل علی سبیل تولد الحكمة من الحكیم و الضوء من المضیی و جوهر الظلمة لم یزل یولد الاعداء و هم الشیاطین علی سبیل تولد السفه من السفیه لا علی سبیل التناكح۔ (تفسیر كبیر ج ۱ ص ۳۷۷۔)

کہ دوسرا قول کئی بت پرست جماعتوں کا ہے، وہ یہ کہ ملائکہ درحقیقت یہ ستارے ہیں جو سعد اور نحس کہلاتے ہیں۔ ان کے اعتقاد میں یہ ستارے زندہ ہیں اور گویا ہیں۔ اور ان میں جو سعد (نیک) ہیں وہ رحمت کے ملائکہ کہلاتے ہیں اور جو نحس ہیں وہ عذاب کے فرشتے۔ تیسرا قول اکثر مجوس اور ثنویہ کا ہے (جو عالم کے دو خالق مانتے ہیں) وہ کہتے ہیں عالم درحقیقت دو اصول (مادہ) سے مرکب ہے جو ہمیشہ سے چلے آتے ہیں۔ ان میں ایک نور ہے دوسرا اندھیرا۔ اور وہ حقیقت میں جوہر شفاف ہیں، خود مختار قادر جنس وصورت میں باہم مختلف فعل وتدبیر میں جداگانہ۔ سو نور کا جوہر بہتر اور ستھرا اور سخی ہے، خوش کرتا ہے، ضرر نہیں پہونچاتا، نفع دیتا ہے، فائدہ کو نہیں روکتا، زندہ کرتا ہے، مارتا اور بوسیدہ نہیں کرتا۔ اندھیرے کا جوہر اس کے مخالف ہے۔ پھر نور کے جوہر سے ہمیشہ دوست پیدا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہوتے ہیں۔ جیسے حکیم سے حکمت پیدا ہوتی ہے اور روشن چیز سے روشنی اور وہ ملائکہ کہلاتے ہیں اور اندھیرے کے جوہر سے دشمن پیدا ہوتے ہیں جیسے احمق سے حماقت پیدا ہوتی ہے اور وہ شیاطین کہلاتے ہیں۔

قادیانی نے بڑی جرأت کی ہے کہ ان باتوں کو قرآن سے ثابت بتایا ہے۔ اس جرأت میں قادیانی نے خدا پر افتراء کیا ہے۔ کسی آیہ قرآن میں یہ ارشاد نہیں ہوا کہ کواکب و سیارات کے لئے ارواح ہیں اور کائنات الارض کے وجود میں مؤثر ہیں اور وہی ملائکہ ہیں جو انبیاء وغیرہ ملہمین کی روحانی تربیت کر رہے ہیں۔ اور نہ آنحضرت ﷺ نے کہیں یہ ارشاد فرمایا ہے۔ اور اعتقاد تاثیر کواکب کو تو قرآن شریف نے اشارۃً اور آنحضرت ﷺ نے صراحتاً ناشکری و کفر قرار دیا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے و تجعلون رزقکم انکم تکذبون (واقعہ۔ ع ۲)۔ (کیا تمہاری یہی شکر گزاری ہے کہ تم خدا کو جھٹلاتے ہو) جو بارش ہوتی ہے تو یہ کہتے ہو کہ فلاں ستارہ کی تاثیر سے ہوئی ہے۔

صحیحین میں آنحضرت ﷺ سے ابو ہریرہ نے روائت کیا ہے: عن زید بن خالد الجهنی انه صلی لنا رسول الله ﷺ صلوة الصبح بالحديبية على اثر سماء كانت من الليلة فلما انصرف النبی ﷺ اقبل على الناس فقال هل تدرون ما ذا قال ربكم قالوا الله و رسوله اعلم۔ قال قال اصبح من عبادی مومن بی و كافر ۔ فاما من قال مطرنا بفضل الله و رحمته فذالك مومن بی وكافر بالكواكب و اما من قال بنوء كذا فذالك كافر بی و مومن بالكواكب (بخاری۔ص ۴۱ ۔ مسلم۔ ۵۹) کہ مقام حدیبیہ میں آنحضرت ﷺ نے بارش کے بعد صبح کی نماز پڑھائی تو اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آیا تم جانتے ہو کہ خدا تعالی نے کیا فرمایا ہے۔ اصحاب بولے کہ اللہ اور اللہ کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں کوئی مجھ پر ایمان لاتا ہے اور کوئی کافر ہوتا ہے۔ سو جو یہ کہے کہ ہم پر خدا کے فضل و رحمت سے بارش ہوئی ہے تو وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستاروں سے منکر اور جو یہ کہے کہ فلاں ستارہ کے فلاں مقام پر پہنچنے کے سبب بارش ہوئی ہے تو وہ ستاروں پر ایمان لاتا ہے اور مجھ سے کافر ہے۔

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں حضرت ابن عباسؓ سے روائت ہے: عن ابن عباس قال مطر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الناس علی عهد رسول الله ﷺ فقال النبی ﷺ اصبح من الناس شاکر و منهم کافر قالوا هذه رحمة الله و قال بعضهم لقد صدق نوع کذا و کذا قال فنزلت هذه الآیة فلا اقسم بمواقع النجوم حتی بلغ و تجعلون رزقکم انکم تکذبون (مسلم ۔ص ۵۹) آنحضرت ﷺ کے وقت میں بارش ہوئی تو آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندوں سے کوئی شاکر ہے کوئی کافر۔شاکر کہتے ہیں یہ بارش خدا کی رحمت ہے۔بعض کافر کہتے ہیں کہ فلاں فلاں ستارہ کا غروب سچا نکلا جو بارش ہوئی۔اس پر آیات اتریں فلا اقسم بمواقع.. ۔

امام نوویؒ شرح مسلم کے صفحہ ۵۹ میں فرماتے ہیں: اما معنی الحدیث فاختلف العلماء فی کفر من قال مطرنا بنوء کذا علی قولین احدهما هو کفر بالله تعالی سالب لاصل الایمان مخرج من ملة الاسلام قالو و هذا فی من قال ذالك معتقداً ان الکواکب فاعل منشیء للمطر کما کان بعض اهل الجاهلیة یزعم و من اعتقد هذا فلا شك فی کفره و هذا القول الذی ذهب الیه جماهیر العلماء و الشافعی منهم و هو ظاهر الحدیث قالوا و علی هذا لو قال مطرنا بنوء کذا معتقداً انه من الله و برحمته و ان النوء میقات له و علامة اعتبار بالعادة فکانه قال مطرنا فی وقت کذا فهذا لا یکفر و اختلفوا فی کراهته و الاظهر کراهته لکنها کراهة تنزیهة و سبب الکراهة انها کلمة مترددة بین الکفر و غیره فیساء الظن بصاحبها و لانها شعار الجاهلیة و من سلك مسلکم و القول الثانی فی اصل تاویل الحدیث ان المراد کفر نعمة الله تعالی لا قتصاده علی اضافة الغیث الی الکواکب و هذا لا یعتقد تدبیر الکواکب (شرح مسلم۔ ص ۵۹) ۔کہ جو یہ کہے کہ فلاں ستارہ کے سبب بارش ہوئی،اس کے کفر کی تفسیر میں علماء کے دو قول ہیں۔اول یہ کہ یہ خدا کے ساتھ کفر ہے ایمان کو دور کرنے والا،اسلام کے دائرہ سے نکالنے والا۔یہ قول اس شخص کے حق میں ہے جو اعتقاد رکھے کہ ستارہ بارش کا فاعل اور مدبر ہے،اس کی تاثیر سے بارش ہوتی ہے،جیسا کہ جاہلیت میں خیال کیا جاتا تھا۔دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے کفرانِ نعمت (یعنی ناشکری) مراد ہے۔یہ قول اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

شخص کے حق میں ہے جو ستارہ کو مدبر و مؤثر نہ سمجھے یعنی صرف علامت ظہور تاثیر خداوندی خیال کرے۔ ملخص۔

فتح الباری (ج ۲ ص ۴۳۴) شرح صحیح بخاری میں ہے: و کانوا فی الجاھلیة یظنون ان نزل الغیث بواسطة النوء اما لصنعه علی زعمھم و اما بعلامته فابطل الشرح قولھم و جعله کفراً فان اعتقد قائل ذالك ان النوء صنعاً فی ذالك فکفره کفر یشریك و ان اعتقد ان ذالك من قبیل التجربة فلیس بشرك لن یجوز اطلاق الکفر علیه و ارادة کفر النعمة لانه لم یقع فی شیء من طرق الحدیث بین کفر الکفر و الشکر واسطة فیعمل الکفر فیه علی المعنیین لتناول الامرین ۔ کہ ایام جاہلیت میں یہ اعتقاد تھا کہ بارش ستاروں کے فعل سے یا ان کی (مقررہ) علامت سے ہوتی ہے۔سو شارع نے ان دونوں خیالوں کو باطل کیا اور کفر ٹھہرایا۔سو اگر یہ اعتقاد ہو کہ فعل ستارہ کا اس میں دخل ہے تو یہ مشرکانہ کفر ہے اور اگر صرف یہ اعتقاد ہو کہ تجربہ کی رو سے ہے تو یہ شرک نہیں مگر اس کو کفر بمعنی ناشکری کہہ سکتے ہیں۔

ان احادیث سے بہ شہادت اقوال علماء صاف ثابت ہے کہ ستاروں کو بارش میں مؤثر و سبب وجود سمجھنے کو آنحضرت ﷺ نے کفر قرار دیا ہے۔اس کو کفر ملت سمجھیں یا کفر نعمت

اب اور حوادث و کائنات میں تاثیر نجوم کے اعتقاد کا کفر ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔ایک حدیث میں ہے: عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ من اقتبس علما من النجوم اقتبس شعبة من السحر زاد ما زاد ۔ رواه ابو دائود و احمد و ابن ماجه (۔ مشکوة۔ ص ۳۸۵) آپ ﷺ نے فرمایا جس نے علم نجوم سے کچھ حاصل کیا اس نے سحر کا ایک شعبہ حاصل کیا،جس قدر اس میں ترقی کرے گا سحر میں زیادتی کرے گا۔

ایک حدیث یوں ہے: عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ من اقتبس باباً من علم النجوم لغیر ما ذکر الله فقد اقتبس شعبة من السحر المنجم کاھن و الکاھن ساحر و الساحر کافر ۔ رواه رزین ۔ (مشکوة ۔ ص ۳۸۶)۔کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے علم نجوم کا کوئی باب (حصہ) حاصل کیا یعنی اس کی تاثیرات و فوائد کا علم سیکھا بجز ان فوائد کے جو خدا تعالی نے بیان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کئے ہیں (چنانچہ قتادہ کی روائت میں ان کی تفسیر عنقریب آتی ہے) اس نے سحر کا ایک شعبہ حاصل کیا اور نجومی (اس علم کو حاصل کرنے والا اور اس کا معتقد) کاہن ہے اور کاہن ساحر ہے اور ساحر کافر ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں فرمایا ہے: و اما الانواء و النجوم فلا یبعد ان یکون لهما حقیقة ما فان الشرع انما بالنهی عن الاشتغال به لا نفی الحقیقة البتته و انما توارث السلف الصالح ترك الاشتغال به و ذم المستغلین و عدم القول بتلك التاثیرات لا القول بالعدم اصلا و لکن الناس جمیعاًتو غلوا فی هذا العلم توغلاً شدیداً حتی صار مظنة لکفر الله و عدم الایمان به فعسی ان لا یقول صاحب تو غل هذا العلم مطرنا بفضل الله و رحمته من صمیم قلب بل یقول مطرنا بنوء کذا و کذا فیکون صادا عن تحققه بالایمان الذی هو الاصل فی النجاة و اما النجوم فانه لا یضر جهله اذالله مد بر للعالم علی حسب حکمته علمه احد و لم یعلم فلذالك وجب فی الملة ان یخمل ذکره و ینهی من تعلمه و یجهر بان من اقتبس علما من النجوم اقتبس شعبة من السحر زاد ما زاد و مثل ذالك مثل التوراة و الانجیل شدد النبی ﷺ علی من اراد ان ینظر فیهما لکونهما محرفة و مظنة لعدم الانقیاد للقرآن العظیم و لذالك نهوا عنه هذا ما ادی الیه رئنا و تفحصنا فان ثبت من السنة ما یدل علی خلاف ذالك فالامر علی ما فی السنة ۔ (حجة الله البالغه۔ ص ۳۷۷)۔ کہ حقیقت نجوم کو ممکن تسلیم کرنے اور ان کی تاثیرات کو غیر مستبعد ماننے کے ساتھ علم نجوم سے شغل ترک کرنا اور اس شغل والے کو برا سمجھنا اور نجوم کی تاثیرات کا قائل و معتقد نہ ہونا سلف صالحین سے متوارث چلا آیا ہے اور اس علم میں توغل مظنہ کفر ہے اور پیغمبر، صاحب ملت کا یہ فرض تھا کہ اس کے ذکر کو مٹاوے اور اس کے سیکھنے سے لوگوں کو روک دے اور پکار کر یہ کہہ دے کہ جو شخص اس علم سے کچھ حاصل کرتا ہے وہ سحر کا ایک شعبہ حاصل کرتا ہے۔

شاہ صاحب کا کلام اس باب میں ایک نص قطعی ہے کہ شریعت اور اسلام میں نجوم کی تاثیرات کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اعتقاد سے منع کیا گیا ہے۔ گو نفس الامر میں خدا تعالی نے ان میں تاثیرات رکھے ہوں اور وہ واقعی و ممکن و غیر مستبعد ہوں

اور، بـا ب فی النجو م و قا ل قتاده لقد زینا السماء الد نیا بمصابیح خلق هذه النجو م لثلث جعلها زینة للسماء و ر جو ماً للشیا طین و علا ما ت یهتدی بها فمن تا ول فیها بغیر ذا لك اخطا و اضا ع نصیبه و تكلف ما لا علم له به ۔ بخاری ص ٤٥٤ ۔ و فی روایة رزین تكلف ما لا یعنیه و ما لا علم له به و ما عجز عن علمه ا لا نبیاء و الملا ئكة و عن الر بیع مثله و ذاوا الله ما جعل الله فی نجم حیوة احد و لا رزقه و لا مو ته و انمـا یفترو ن علی الله الكذ ب و یتعللو ن با لنجو م ۔ (مشكوة ۔ص ٣٢٠) و صله عبد بن حمید من طریق شیبا ن عنه به و زاد فی آ خره و ان نا ساً جهلة با مر الله قد احد ثوا فی هذه النجو م كها نة من غر س بنجم كذا كا ن كذا و من سا فر بنجم كذا كا ن كذا و لعمری ما من النجو م نجم ا لا و یو لد به الطویل و القصیر و ا لا حمر و الا بییض و الحسن و الذ میم و ما علم هذه النجو م و هذه الدا بة و هذا الطا ئر شیء من هذا الغیب ۔ انتهی ۔ و بهذه الز یادة و تظهر منا سبة ایراد المصنف ما اورده من تفسیر ا لا شیاء التی ذكر ها من القر آ ن و ان كا ن ذكر بعضها وقع استطرادا و الله اعلم قا ل الدا ئودی قول قتاده فی النجو م حسن ا لا قو له اخطأ و اضا ع نفسه فا نه قصر فی ذا لك بل قا ئل ذا لك كا فر ۔ انتهی و لم یتعین الكفر فی حق من قا ل ذالك و انما یكفر من نسب ا لا ختراع الیها و اما من جعلها علامة علی حدو ث امر فی الار ض فلا ۔ (فتح الباری۔ ج ٦ ص ٢٢١)

کہ یہ ستارے تین (فوائد) کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ ۱۔ خدا تعالی نے ان کو آسمانوں کے لئے زینت بنایا ہے ۲۔ ان سے شیاطین کو جو آسمانوں پر احکام سننے کو چڑھتے ہیں، مارا جاتا ہے۔ ۳۔ وہ علامات ہیں (جن کے سمت سے جنگلوں اور دریاؤں میں راستہ پہچانا جاتا ہے)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پھر جو شخص ان ستاروں سے اور اغراض وفوائد کا ہونا بیان کرے تو وہ خطا کار ہے اور اپنا حصہ (فہم قرآن سے) ضائع کرتا ہے اور اس علم کے لئے تکلف کرتا ہے جس کا علم اس کے لئے ممکن نہیں۔ رزین کی روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ شخص اس امر کے جاننے کے لئے تکلف کرتا ہے جس کے جاننے سے انبیاء و ملائکہ بھی عاجز ہیں۔ ایسا ہی ربیع بن زیاد سے رزین نے نقل کیا ہے۔ اس نے اس پر یہ بھی بڑھایا ہے کہ بخدا خدا تعالی نے کسی ستارہ کو نہ کسی کی زندگانی کا سبب بنایا ہے، نہ موت کا، نہ رزق کا۔ نجومی جھوٹ بولتے ہیں کہ وہ ستاروں کو علل (اسباب موثرہ) بتاتے ہیں۔ فتح الباری میں کہا ہے کہ اس قول قتادہ کی سند عبد بن حمید نے بیان کی ہے اور اس کے آخر میں یہ بڑھا دیا ہے کہ خدا کے حکم یا شان سے جاہل لوگوں نے ستاروں میں یہ باتیں از خود نکالی ہیں کہ فلاں ستارہ کے وقت درخت لگاوے تو یہ ہوگا۔ فلاں ستارے کے وقت سفر کرے تو ایسا ہوگا اور ہر ایک ستارہ کی تاثیر سے کوئی دراز قامت پیدا ہوتا ہے کوئی پست قامت، کوئی سرخ کوئی سفید، کوئی خوب صورت کوئی بدصورت۔ اور ستاروں اور چو پایوں اور جانوروں کے یہ علوم غیب سے نہیں ہیں۔ داؤدی نے کہا ہے کہ قتادہ کا یہ قول اچھا ہے۔ مگر اس اعتقاد وقول جاہلیت کو صرف خطا کہنا اس کی کوتاہی ہے، ایسے اعتقاد والا شخص کافر ہے (ابن حجر کہتے ہیں) صرف اسی کہنے پر کفر کا حکم نہیں ہوسکتا۔ کافر اسی کو کہا جاتا ہے جو ستاروں کو مخترع (یعنی موجد وموثر) کہے اور جو یہ سمجھے کہ یہ ستارے زمین میں خدا کی قدرت وتاثیرات کے ظاہر ہونے کی علامات ہیں تو وہ کافر نہیں ہے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ پرانے فلسفی اور قادیانی ان کواکب کو صرف علامات نہیں سمجھتے بلکہ ان کو مؤثر جانتے ہیں اور ان کی تاثیرات کے قائل ہیں لہذا ان کا اعتقاد وہی اعتقاد ہے جس کو عبارات مذکورہ میں حقیقی کفر کہا گیا ہے

اور اگر کوئی کہے کہ مرزا قادیانی تو مدعی اسلام ہے، وہ خدا تعالی کو عالم کا خالق وموجد جانتا ہے۔ ستاروں کا خالق وموجد بھی خدا تعالی ہی کو سمجھتا ہے۔ لہذا اس کا ستاروں کی تاثیر کا قائل ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ یہ تاثیر ستاروں کو خدا تعالی نے عطا فرمائی ہے۔ پھر ان کی تاثیر کا اعتقاد کفر کیوں کر ہوا۔ تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ پرانے فلسفی اور نجومی بھی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ستاروں کا خالق خدا ہے اور اسی نے ستاروں کی یہ تاثیرات پیدا کردی ہیں۔ ایسا کوئی فلسفی یا نجومی (بجز دہریہ کے) نہیں جو ستاروں کو خدا کی مخلوق نہ سمجھتا ہو، یا ان کی تاثیر کو خدا کی مخلوق نہ جانتا ہو۔ با ایں ہمہ وہ اس تاثیر کے اعتقاد کے سبب کافر سمجھے گئے ہیں تو قادیانی کو کیوں کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نہ سمجھا جاوے۔

اس اعتقاد تاثیر کو باوجود اس اعتراف کے کہ وہ تاثیر خدا کی طرف سے ہے اور اس کی مخلوق ہے، کفر ٹھہرانے کی عقلی وجہ اور اس کا سرّ (بھید) یہ ہے کہ جو لوگ اس تاثیر کے قائل ہیں وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ تاثیر ستاروں کے لئے ایسی لازمی ہے کہ اس تاثیر کا ستاروں سے جدا ہونا محال ہے۔ خدا تعالی نے اس تاثیر کو پیدا تو کر دیا مگر وہ اب اس تاثیر کو معدوم کرنے پر قادر نہیں رہا۔ اور اپنے مقررہ قانون کو وہ معزول بادشاہ کی مانند بدل نہیں سکتا اس امر کا فلاسفہ نہ صرف تاثیرات نجوم کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں بلکہ جملہ اسباب ومسببات عالم کی نسبت وہ یہی اعتقاد رکھتے ہیں اور اسباب ومسببات میں تلازم کو وہ واجب اور عدم تلازم کو محال جانتے ہیں۔ اور اس کو قانون قدرت (لاءآف نیچر) کہتے ہیں اور اس کی تبدیل اور تغییر سے خدا کو عاجز وغیر قادر جانتے ہیں اور اسکے کفر ہونے میں اہل اسلام کو کیا شک ہے۔

اہل اسلام خدا تعالی کو فاعل، با اختیار، متصرف ومدبر عالم جانتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو آثار اسباب عالم سے ظاہر ہوتے ہیں وہ خدا ہی کی تاثیر سے ہیں اور اسی کی قدرت واختیار میں ہیں۔ وہ چاہتا ہے تو ان سے ان آثار کا ظہور ہوتا ہے۔ اور اگر وہ چاہتا ہے تو ان سے ان آثار کا عکس ظاہر کرتا ہے۔ وہ پانی سے آگ کا کام لیتا ہے اور آگ سے پانی کا۔ الغرض اہل اسلام کے نزدیک موثر خدا تعالی ہے، اسباب عالم اس کی تاثیر کے ظہور کے محل ہیں۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ تاثیرات نجوم جس کے قرآن سے ثابت ہونے کا مرزا قادیانی مدعی ہے قرآن سے ثابت نہیں بلکہ قرآن اور حدیث اور علمائے اسلام نے اس کو کفر قرار دیا ہے۔ کفر حقیقی ملت سے خارج کرنے والا ہو خواہ کفران نعمت۔ اور اعتقاد تاثیر صرف فلاسفہ اور نجومیوں اور ہندوؤں کا مذہب ہے اور قادیانی اس اعتقاد میں انہیں کا پیرو اور مقلد ہے، نہ پیرو اسلام۔

اور قادیانی کا حضرت جبرائیل وملک الموت کے زمین پر آنے کو محال جاننا بھی اسی فلسفیوں اور نیچریوں کے اصول پر مبنی ہے جس کا کفر ہونا ابھی بیان ہوا ہے اور جبرائیل وغیرہ ملائکہ کے صور محسوسہ کو جو انبیاء علیہم الصلوۃ و السلام دیکھتے ہیں ان کی خیالی صورت وعکسی تصویر قرار دینا بھی بعینہ نیچریوں کی تجویز ہے جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سید احمد خان کی تفسیر میں بیان ہوئی (دیکھو تفسیر ص ۴۷ و ۴۹ جلد ۱، ۲ کا مقام رویئت مریم کا صورت جرائیل کو) ۔ علماء اسلام کے نزدیک نزول ورویئت جبریل میں یہ تاویل کرنا معانی نصوص میں تحریف کرنا ہے جو ملحدین کا شیوہ ہے۔

شرح عقائد نسفی کے صفحہ ۱۱۹ میں لکھا ہے: و النصوص من الكتاب و السنة تحمل على ظواهرها ما لم يصرف عنها دليل قطعي و العدول عنها اى عن الظواهر الى معان يدعيها اهل الباطن و هم الملاحدة و سموا الباطنية لادعائهم ان النصوص ليست على ظواهرها بل لها معان باطنية لا يعرفها الا المعلم و قصدهم بذالك نفى الشريعة بالكلية الحاد اى ميل و عدول عن الاسلام و اتصال و التصاق بالكفر لكونه تكذيباً للنبى عليه السلام فيما علم مجيئه به بالضرورة و اما ما ذهب اليه بعض المحققين من ان النصوص مصروفة على ظواهرها و مع ذالك فيها اشارات خفيفة الى دقائق تنكشف على ارباب السلوك يمكن التطبيق بينها و بين ظواهرها المرادة فهو من كمال الايمان و محض العرفان کہ قرآن وحدیث کے نصوص سے ان کے ظاہری معانی مراد لئے جائیں گے جب تک کہ کوئی قطعی دلیل ان معانی سے نہ پھیرے۔ اور ظاہری معانی سے ایسے معانی کی طرف عدول کرنا جس کے اہل باطن مدعی ہیں، اسلام سے عدول کرنا اور ملحد بننا ہے باطنیہ ملحد لوگ ہیں، ان کو باطنیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ قرآن کی واضح عبارات کی نسبت یہ دعوی کرتے ہیں کہ ان کے ظاہری معنی مراد نہیں بلکہ باطنی معنی مراد ہیں جن کو ان کا معلم سکھلاتا ہے۔ ان کا مقصود اس اصول سے یہ ہے کہ احکام شریعت باطل و بے کار ہو جائیں۔ اس امر کو کفر و الحاد اس لئے کہا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے احکام و ارشادات کے جو بطور ہدایت آنحضرت ﷺ سے ثابت ہیں، تکذیب پائی جاتی ہے۔ ہاں جو بعض اہل تحقیق قائل ہیں کہ نصوص قرآن اور حدیث کے ظاہری معنی تو مراد ہیں ہی اور باوجود اس کے ان نصوص میں بعض مخفی اشارات بھی پائے جاتے ہیں، اور وہ اہل سلوک پر کھلتے ہیں اور وہ معانی ظاہری معانی سے مطابق ہو سکتے ہیں سو وہ کمال ایمان وعرفان کی بات ہے۔

ایسا ہی شرح فقہ اکبر وغیرہ کتب عقائد میں ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی اور ان کے حواریوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تاویلات اس قسم سے نہیں ہیں کہ وہ معانی ظاہریہ کو بھی تسلیم کرتے ہوں اور مع ہذا اس کے اسرار و معانی لطیفہ بیان کرتے ہوں۔ وہ تو معانی ظاہری کی نفی کرتے ہیں اور صاف کہہ چکے کہ نزول جبریل سے حقیقۃً نزول مراد نہیں ہے اور جبرائیل کا اپنے ہیڈ کوارٹر آفتاب سے جدا ہونا نظام شمسی میں فساد پیدا کرتا ہے۔ اور ملک الموت کا بذات خود زمین پر آنا ناممکن ہے و علی هذا القیاس۔ انہیں اصول مسلمہ اہل اسلام کی شہادت سے مرزا قادیانی اوران کے گروہ کی وہ تاویلات جو درباب نزول حضرت مسیح وخروج دجال ویاجوج وماجوج ولیلۃ القدر وسجود آدم وغیرہ میں وہ کرتے ہیں نصوص کی تحریف والحاد ہے اوران سب امور کو اہل اسلام انہیں معانی سے تسلیم کرتے ہیں جو ان کے ظاہری معانی ہیں۔

امام نووی شرح مسلم جلد ثانی میں فرماتے ہیں: قال القاضی رحمه الله تعالی نزول عیسی علیه السلام و قتله الدجال حق و صحیح عند اهل السنة للاحادیث الصحیحة فی ذالك و لیس فی العقل و لا فی الشرع ما یبطله فوجب اثباته و انكر ذالك بعض المعتزلة و الجهمیة و من وافقهم و زعموا ان هذه الاحادیث مردودة بقوله تعالی و خاتم النبیین و بقوله ﷺ لا نبی بعدی و باجماع المسلمین انه لا نبی بعد نبینا ﷺ و ان شریعة مؤیدة الی یوم القیامة لا تنسخ و هذا الاستدلال فاسد لانه لیس المراد بنزول عیسی علیه السلام انه ینزل نبیا بشرع ینسخ شرعنا و لا فی هذه الاحادیث و لا فی غیرها شیء من هذا بل صحت هذه الاحادیث هنا و ما سبق فی کتاب الایمان و غیرها انه ینزل حکما مقسطا یحکم بشرعنا و یحی من امور شرعنا ما هجره الناس۔ انتهی ۔(شرح نووی۔ ج ۲ ص ۴۰۳)

کہ حضرت عیسی کا نازل ہونا اور دجال کو قتل کرنا اہل سنت کے نزدیک حق اور صحیح ہے کیونکہ احادیث صحیحہ اس باب میں موجود ہیں اور عقل و شرع میں ایسی کوئی دلیل وارد نہیں ہے جو اس نزول کو باطل کرے۔ لہذا اس کا ثابت رکھنا (یعنی تسلیم کرنا) واجب ہے۔ معتزلہ اور بعض جہمیہ اوران کے ہم مشرب اس کے منکر ہیں۔ ان کا یہ خیال ہے کہ وہ احادیث جن میں نزول مسیح کا ذکر ہے اس آیت کے مخالف ہیں جس میں آنحضرت ﷺ کو نبیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کا خاتم کہا گیا ہے اور اس قول نبوی کے مخالف ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور مسلمانوں کے اس اجماع کے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور آپ کی شریعت قیامت تک منسوخ نہ ہوگی۔ مگر ان کا ان دلائل سے استدلال ایک فاسد استدلال ہے، کسی حدیث میں یہ نہیں آیا کہ حضرت عیسی ایسے نبی ہو کر آئیں گے جو آنحضرت ﷺ کی شریعت کو منسوخ کریں گے۔ یہ بات نہ ان احادیث نزول میں ہے نہ اور کسی حدیث میں، بلکہ کتاب الایمان میں گزر چکا ہے کہ وہ حاکم عادل ہو کر آئیں گے، ہماری ہی شریعت پر عمل کریں گے اور اس شریعت کے ان امور کو زندہ کریں گے جن کو لوگوں نے چھوڑ رکھا ہوگا۔

اور اس شرح مسلم جلد اول میں بصفحہ ۸۷ لکھا ہے: والصواب ما قد مناه و هو انه لا يقبل الا الاسلام فعلى هذا قد يقال هذا خلاف ما هو حكم الشرع اليوم فان الكتابى اذا بذل الجزية وجب قبولها و لم يجز قتله و لا اكراهه على الاسلام و جوابه ان هذا الحكم ليس مستمرا الى يوم القيامة بل هو مقيد بما قبل نزول عيسى عليه السلام و اخبر النبى ﷺ فى هذة الاحاديث الصحيحة بنسخه و ليس عيسى عليه السلام هو الناسخ بل نبينا ﷺ هو المبين للنسخ فان عيسى عليه السلام يحكم بشرعنا فدل على ان الامتناع من قبول الجزية فى ذالك الوقت هو شرع نبينا محمد ﷺ۔ کہ ٹھیک بات وہی ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام بجز اسلام کچھ (جزیہ وغیرہ) قبول نہ کریں گے۔ اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ ہماری آج کے دن کی شریعت کے مخالف ہے کیونکہ اس وقت کتابی سے جزیہ قبول کرنا واجب ہے اور اس کو قتل کرنا یا اسلام پر مجبور کرنا جائز نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم قیامت تک نہیں رہے گا۔ بلکہ وہ قیامت سے پہلے حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول سے پہلے زمانہ تک رہے گا۔ اس حکم کا بوقت نزول مسیح منسوخ ہو جانا آنحضرت ﷺ نے ان احادیث میں ظاہر کر دیا ہے تو اس حکم کے ناسخ حضرت عیسی نہ ٹھہرے بلکہ آپ ﷺ ناسخ ہوئے۔ حضرت عیسی اس وقت اس حکم کے نسخ کے مبین ہوں گے وہ آنحضرت ﷺ کے اس حکم سے جزیہ موقوف کریں گے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اس وقت جزیہ نہ قبول کرنا آنحضرت ﷺ کے حکم سے ہوگا، نہ کہ حضرت عیسی کے حکم سے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اوراس کے بعد شرح مسلم جلد دوم کے صفحہ ۳۹۹ میں فرمایا ہے:

قال القاضی هذه الاحادیث التی ذکرها مسلم و غیره فی قصة الدجال حجة لمذهب اهل الحق فی صحة وجوده و انه شخص بعینه ابتلی الله به عباده و اقدره علی اشیاء من مقدورات الله تعالی من احیاء الموتی الذی یقتله و من ظهوره زهرة الدنیا و الخصب معه و جنته و ناره و تهویه و اتباع کنوز الارض له و امره السماء ان تمطر فتمطر و الارض ان تنبت فتنبت فیقع کل ذالك بقدرة الله تعالی و مشیته ثم یعجزه الله تعالی بعد ذالك فلا یقدر علی قتل ذالك الرجل و لا غیره و یبطل امره و یقتله عیسی علیه السلام و یثبت الله الذین آمنوا هذا مذهب اهل السنة و جمیع المحدثین و الفقهاء و النظار خلافاً لمن انکره و ابطل امره من الخوارج و الجهمیة و بعض المعتزله و خلافاً للجبائی المعتزلی و موافقیه من الجهمیة و غیرهم فی انه صحیح الوجود لکن الذی یدعی مخارف و خیالات لا حقائق لها و زعموا انه لو کان حقاً لم یوثق بمعجزات الانبیاء صلوات الله و سلامه علیهم و هذا غلط من جمیعهم لانه لم یدع النبوة فیکون ما معه کالتصدیق له و انما یدعی الالهیة و هو فی نفس دعواه مکذب لها بصورة حاله و وجود دلائل الحدوث فیه و نقص صورته و عجزه عن ازالته العور الذی فی عینه و عن ازالة الشاهد بکفره المکتوب بین عینیه و لهذه الدلائل و غیرها لا یغتر به الادعاع من الناس لسد الحاجة و الفاقة رغبة فی سد الرمق و تقیة و خوفاً من اذاده لان فتنته عظیمة جدا تدهش العقول و تحیر الالباب مع سرعة مروره فی الامر و لا یمکث بحیث یتامل الضعفاء حاله و دلائل الحدوث فیه و النقص فیصدقه من یصدقه فی هذه الحالة و لهذا احذرت الانبیاء صلوات الله و سلامه علیهم اجمعین من فتنة و نبهوا علی نقصه و دلائل ابطاله و اما اهل التوفیق فلا یغترون به و یخدعون بما معه لما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ذکرناه من الدلائل المكذبة له مع ما سبق لهم من العلم بحاله و لهذا يقول له الذی يقتله ثم يحييه ما ازددت فيك الا بصيرة کہ قاضی عیاض نے کہا ہے ان احادیث میں جن کو مسلم نے قصہ دجال میں ذکر کیا ہے اہل حق کے مذہب کی دلیل پائی جاتی ہے کہ دجال کا ہونا صحیح ہے۔ اور وہ ایک ایسا شخص ہے جس کے ذریعہ سے خدا تعالی مسلمانوں کا امتحان کرے گا اور اس کو ایسی چیزوں پر قدرت دے گا جو خدا کی قدرت میں داخل ہیں۔ جیسے مردہ کو (جس کو وہ مارے گا) زندہ کرنا اور دنیا کی زینت اور فراخی اور بہشت اور آگ اور نہروں کا اس کے ساتھ ہونا اور زمین کے خزانوں کا اس کے تابع ہونا، اور اس کے کہنے سے آسمان سے مینہ برسنا، اور زمین کا اگانا، یہ سب کچھ خدا کی قدرت اور ارادہ سے ہوگا۔ پھر خدا تعالی اس کو عاجز کر دے گا تو وہ کسی کے مارنے پر قادر نہ ہوگا۔ اور اس کا حال بگڑ جائے گا اور حضرت عیسی اس کو قتل کریں گے اور خدا ایمان لانے والوں کو اس امتحان میں ثابت قدم رکھے گا۔ یہی اہل سنت اور تمام محدثین وفقہاء اور اہل اجتہاد کا مذہب ہے۔ خوارج، بعض معتزلہ اور جبائی اور اس کے ہم خیال جہمیہ اسکے مخالف ہیں۔ وہ اسکے ہونے کو تو مانتے ہیں مگر یہ کہتے ہیں کہ جو وہ کرے گا، یا دکھائے گا، وہ صرف خیالات ہوں گے، ان کی حقیقت کوئی نہ ہوگی۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر وہ امور واقعی ہوں تو پھر معجزات انبیاء کا اعتبار نہیں رہتا۔ مگر یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ وہ یہ کرشمات دکھانے کے وقت نبوت کا دعوی نہ کرے گا تا کہ ان امور سے اس کے اس دعوی کی تصدیق ہو اور وہ معجزات انبیاء کے مشابہ ہو کر نبوت میں شبہ وشک ڈال سکیں۔ بلکہ وہ ان خوارق کے وقت الوہیت کا دعوی جھوٹا کرے گا جو خود بخود باطل ہوگا، اور دجال کا ظاہری اور اسکے مخلوق ہونے کے دلائل اور اس کی صورت کا عیب اور اس کا اس عیب کو دور کرنے سے اور اپنی پیشانی سے علامت کفر (لفظ کافر) کو مٹانے سے عاجز رہنا اس کو جھٹلائے گا۔

اس میں ان دلائل عجز وحدوث کے موجود ہونے کی وجہ سے اس کے خوارق سے کوئی دھوکا نہ کھائے گا۔ بجز عامی لوگوں کے، جو بھوک کے سبب یا اس کے ڈر کے مارے اس کو مان لیں گے کیونکہ اس کا فتنہ مدہوش وحیران کر دے گا اور اس کا زمین پر جلدی سے پھر جانا ان کو اس کے حال کو سوچنے کا موقع نہ دے گا۔ اسی وجہ سے انبیاء نے اس کے فتنہ سے لوگوں کو ڈرایا ہے اور اس کے نقص وعجز پر آگاہ کر دیا اور جن لوگوں کو خدا توفیق دے گا وہ اس سے دھوکہ نہ کھائیں گے۔ اور جو خوارق اس سے صادر ہوں گے وہ ان سے اسکے فریب میں نہ آ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ئیں گے، کیونکہ وہ اسکے کذب اور عجز کے دلائل جانتے ہوں گے اور وہ اسکے حال سے واقف ہوں گے۔ اسی وجہ سے جس شخص کو وہ قتل کر کے جلا دے گا وہ اس کو صاف کہے گا کہ تیرے اس فعل سے میرا یقین بڑھ گیا ہے.

اور ایسا ہی تمام کتب حدیث کے متون و شروح میں حضرت مسیح بن مریم کا نزول اور دجال و یاجوج و ماجوج کا خروج ظاہری معنی سے تسلیم و بیان کیا گیا ہے اور ان امور کو ایسا یقینی سمجھا گیا ہے کہ ان کو اہل سنت کے اعتقادات میں داخل کیا گیا ہے۔

امام الآئمہ امام اعظم نے فقہ اکبر میں اور ملا علی قاری نے اسکی شرح میں فرمایا ہے:

و خروج الدجال و یاجوج و ماجوج کما قال تعالی حتی اذا فتحت یاجوج و ماجوج و هم من کل حدب ینسلون ۔ و طلوع الشمس من مغربها کما قال تعالی یوم یأتی بعض آیات ربك لا ینفع نفساً ایمانها لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیراً و نزول عیسی من السماء قال الله تعالی انه لعلم الساعة و قال و ان من اهل الکتاب الا لیئو منن به قبل موته ای قبل موت عیسی علیه السلام بعد نزوله عند قیام الساعة فیصیر الملل واحدة و هی ملة الاسلام الحنیفیة و فی نسخة قدم طلوع الشمس علی البقیة و علی تقدیره قالوا او المطلق الجمعیة و الا فترتیب القضیة ان المهدی یظهر اولا فی الحرمین الشریفین ثم یاتی بیت المقدس فیاتی الدجال و یحصره فی ذالك الحال فینزل عیسی علیه السلام من المنارة الشرقیة فی دمشق الشام و یجیء الی قتال الدجال فیقتله بضربة فی الحال فانه یذوب کالملح فی الماء عند نزول عیسی علیه السلام من السماء فیجتمع علیه السلام بالمهدی و قد اقیمت الصلوة فیشیر المهدی لعیسی علیه السلام بالتقدم فیمتنع معللا بان هذه الصلوة اقیمت لك فانت اولی بان تکون الامام فی هذا المقام و یقتدی به لیظهر متابعته لنبینا علیه السلام کما اشار الی هذا المعنی صلی الله علیه و سلم بقوله لو کان موسی حیاً لما وسعه الا اتباعی و قد بینت وجه ذالك

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عند قوله تعالى و اذ اخذ الله میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمة ثم جاء کم رسول ۔ الآیہ ۔ فی شرح الشفاء و غیرہ و قد ورد انہ یبقی فی الارض اربعین سنة ثم یموت و یصلی علیہ المسلمون و یدفنون علی ما رواہ الطیالسی فی مسندہ و روی غیرہ انہ یدفن بین النبی ﷺ و الصدیق و روی انہ یدفن بعد الشیخین فھنیئاً للشیخین حیث اکتفنا بالنبیین ۔ و فی روایة انہ یمکث سبع سنین و قیل و ھی الاصح و المراد باربعین فی الروایة الاولی مدة مکثہ و بعدہ فانہ رفع و لہ ثلاث و ثلاثون سنة ۔ ... حتی کاین ای ثابت و امر قوی (شرح فقہ اکبر) کہ دجال اور یاجوج ماجوج کا نکلنا جس کا ذکر قرآن کی اس آیت میں ہے کہ وہ ہر بلندی سے دوڑیں گے، اور آفتاب کا جانب مغرب سے طلوع کرنا جس کا اس آیت میں ذکر ہے کہ جس وقت خدا کی بعض نشانیاں آویں گی اس دن کسی کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہوگا اس کا ایمان نفع نہ دے گا، اور حضرت عیسی کا آسمان سے نازل ہونا، چنانچہ قرآن میں ارشاد ہے کہ وہ (یعنی حضرت عیسی) قیامت کی ایک نشانی یا اس کے علم وشناخت کی ایک دلیل ہیں اور ارشاد ہے کہ اہل کتاب سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو حضرت عیسی پر ان کی موت سے پہلے یعنی قیامت کے قریب ایمان نہ لائے گا۔ اور اس وقت سبھی دین وملت ایک دین (اسلام) ہو جائے گا۔ یہ سب امور حق اور ثابت ہیں۔ فقہ اکبر کے بعض نسخوں میں آفتاب کے مغرب سے نکلنے کا ذکر باقی امور سے پہلے ہوا ہے۔ اس صورت میں واؤ حرف عطف مطلق جمعیت کے لئے ہوا۔ اور ترتیب امور مذکورہ کی اس طرح پر ہوگی کہ اول امام مہدی حرمین میں ظاہر ہوں گے، پھر وہ بیت المقدس میں آئیں گے۔ اس وقت دجال آئے گا اور اس کا محاصرہ کرلے گا پھر حضرت عیسی دمشق کے مشرقی کنارہ کے پاس آسمان سے اتریں گے اور دجال کے قتل کی طرف متوجہ ہوکر ایک ہی وار سے اس کو مار ڈالیں گے۔ وہ ان کے اترنے کے وقت نمک کی طرح پگھلنے لگے گا (مگر اس کی جان انہیں کے ہاتھ سے نکلے گی) پھر حضرت عیسی اور مہدی ایک جگہ جمع ہوں گے اور نماز کیلئے تکبیر ہوگی تو حضرت مہدی حضرت عیسی کی طرف نماز پڑھانے کے لئے اشارہ کریں گے۔ وہ اس سے انکار کریں گے یہ کہہ کر کہ آپ ہی کی امامت کیلئے یہ تکبیر ہوئی ہے لہذا آپ ہی اس کے مستحق ہیں اور خود ان کے مقتدی بن جائیں گے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تا کہ معلوم ہو کہ وہ آنحضرت کے تابعین میں سے ہیں۔ چنانچہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا کہ اگر حضرت موسیٰ زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری پیروی سے چارہ نہ ہوتا۔ اس کی وجہ اس قول خداوندی کی شرح میں بیان ہوئی ہے جس میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے یہ عہد لیا تھا کہ تمہارے پاس میرا رسول (یعنی محمد ﷺ) آوے تو تم پر اس کا ماننا اور مدد کرنا ضروری ہوگا۔ شفاء کی شرح وغیرہ میں مذکور ہے کہ حضرت مسیح زمین میں چالیس برس رہیں گے اور پھر فوت ہوں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور ان کو دفن کریں گے۔ یہ ابوداؤد طیالسی کی مسند میں روائت ہے، اوروں کی روایت میں ہے کہ آپ آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک اور حضرت صدیق اکبر کی قبر کے بیچ میں دفن کئے جائیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ شیخین (صدیق اکبر اور فاروق) کی قبر کے بعد دفن کئے جائیں گے۔ اس صورت میں شیخین کے لئے مژدہ کہ شیخین دو نبیوں (آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح) کے بیچ میں مدفون ہوں گے، بعض کا قول ہے کہ وہ زمین میں سات سال رہیں گے اور یہی صحیح ترین اقوال سے ہے اور چالیس سال ٹھہرنے کی روایت سے بھی یہی مراد ہے کہ وہ بعد نزول سات برس رہیں گے کیونکہ ازانجملہ تینتیس برس انہوں نے آسمان پر جانے سے پہلے دنیا میں بسر کئے اور جب وہ اٹھائے گئے تھے تو ان کی عمر ۳۳ سال تھی۔

اور شرح عقائد نسفی میں ہے: و ما اخبر به النبی علیه السلام من اشرا ط الساعة ای من علاماتها من خروج الدجال و دابة الارض و یاجوج و ماجوج و نزول عیسی من السماء و طلوع الشمس من مغربها فهو حق لانها امور ممکنة اخبر بها الصادق قال حذیفه بن اسید الغفاری طلع النبی ﷺ علینا و نحن نتذاکر فقال ما تذکرون ۔ قلنا نذکر الساعة قال انها لن تقوم حتی تروا قبلها عشر آیات فذکر الدخان و الدجال و الدابة و طلوع الشمس من مغربها و نزول عیسی بن مریم و خروج یاجوج ماجوج و ثلاثة خسوف ۔ الخ (شرح عقائد) کہ آنحضرت ﷺ نے جو علامات قیامت (یعنی قیامت سے پہلے آنیوالی چیزوں) کی خبر دی ہے یعنی دجال اور یاجوج ماجوج کا نکلنا، اور حضرت عیسیٰ کا آسمان سے نازل ہونا اور آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا (وغیرہ) وہ حق (واقع ہونے والے) ہیں کیونکہ یہ ایسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

امور ہیں جو ممکن الوقوع ہیں اور مخبر صادق (آنحضرت ﷺ) نے ان کے وقوع کی خبر دی ہے۔ حذیفہ بن اسید غفاری فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک دن تشریف لائے۔ ہم کچھ مذاکرہ کر رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم کیا ذکر کر رہے ہو۔ ہم نے عرض کیا ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا قیامت نہ ہوگی جب تک تم دس نشان اس سے پہلے نہ دیکھ لوگے۔ پھر آپ نے دخان، دجال، دابۃ الارض، طلوع آفتاب از جانب مغرب، نزول عیسی۔ خروج یاجوج ماجوج اور زمین کا خسوف، اور یمن سے نکلنے والی آگ کا ذکر فرمایا۔

یہ حدیث حذیفہ بن اسید کی جس کا شرح عقائد میں حوالہ دیا گیا ہے صحیح مسلم میں بصفحہ ۳۹۳ مروی ہے اور صحاح میں ایسی بہت سی احادیث موجود ہیں جن میں مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کی تاویلات مذکورہ کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں نزول عیسی علیہ السلام کے عنوان سے ایک باب منعقد کر کے اس میں ایک حدیث نقل کی ہے جس کا یہ مضمون ہے: قال رسول اللہ ﷺ و الذی نفسی بیدہ لیو شکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیۃ و یفیض المال حتی لا یقبلہ احد ۔ حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیرا من الدنیا و ما فیہا ثم یقول ابو ہریرۃ و اقرئوا ان شئتم و ان من اہل الکتاب الا لیئومنن بہ قبل موتہ و یوم القیامۃ یکون علیہم شہیداً (بخاری۔ ص ۴۹۰ ۔ مسلم۔ ص ۸۷) کہ عنقریب عیسی ابن مریم حاکم عادل اتریں گے، صلیب توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کرینگے وغیرہ۔ اس حدیث کے آخر میں راوی حدیث ابو ہریرہ کا یہ قول منقول ہے کہ چاہو تو (اس حدیث کی تصدیق کیلئے) یہ آیت پڑھ لو جس میں ارشاد ہے کہ اہل کتاب سے ایسا کوئی نہ ہوگا جو عیسی کی وفات سے پہلے ان پر ایمان نہ لائیگا۔

اور اس میں بالاتفاق اہل اسلام و گروہ مسیحائی میرزائی بہ کی ضمیر سے حضرت عیسی مراد ہیں۔ اگرچہ موتہ کی ضمیر سے مراد میں اختلاف ہے۔ اس سے بلانزاع و بے اختلاف ثابت ہے کہ اس حدیث میں راوی ابو ہریرہ اور اس کے مخرجین امام بخاری و مسلم کے نزدیک عیسی ابن مریم ہی کا نزول مراد ہے، نہ کسی اور نام کے عیسی یا مثالی مسیح کا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

امام نووی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: قولہ ثم یقول ابو ھریرۃ اقرئوا ان شئتم و ان من اھل الکتاب الا لیئومنن بہ قبل موتہ ففیہ دلالۃ ظاھرۃ علی ان مذھب ابی ھریرۃ فی الآیۃ ان الضمیر فی موتہ یعود علی عیسی (شرح مسلم) کہ ابو ہریرہؓ کے اس قول سے کہ چاہو تو یہ فرمان خداوندی پڑھ لو و ان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ صاف سمجھا جاتا ہے کہ ابو ہریرہ کا اس آیت مے یہی قول تھا کہ اس میں لفظ موتہ کی ضمیر حضرت عیسی کی طرف پھرتی ہے۔

اور صحیح مسلم کی مشہور حدیث دمشقی میں جس آنے والے مسیح کا ذکر ہے اس کے نام کے ساتھ جا بجا نبی اللہ کا لفظ وارد ہے ایک جگہ پر فیحصر نبی اللہ ایک جگہ یھبط نبی اللہ دو جگہ **فیرغب نبی اللہ** ۔چنانچہ ارشاد ہے: و یحصر نبی اللہ عیسی علیہ السلام اصحابہ حتی یکون راس الثور لاحدھم خیراً من مأۃ دینار لاحدکم الیوم فیرغب نبی اللہ عیسی و اصحابہ فیرسل اللہ علیھم النغف فی رقابھم ۔ فیصبحون فرسی کموت نفس واحدۃ ثم یھبط نبی اللہ عیسی علیہ السلام یدعوا اصحابہ الی الارض فلا یجدون فی الارض موضع شبرا الاملاہ زھمھم و نتنھم فیرغب نبی اللہ عیسی علیہ السلام و اصحابہ کہ خدا کے نبی عیسی اور ان کے ساتھ والے (یاجوج ماجوج کے) محاصرہ میں آ جائیں گے۔اس وقت گائے کی سری (کھانے کے لئے) سو دینار سے ان کو بہتر معلوم ہوگی۔ پھر خدا کے نبی عیسی اور آپ کے ساتھ والے خدا کی جناب میں رغبت (دعا) کریں گے تو خدا تعالی یاجوج ماجوج کی گردنوں میں پھوڑا پیدا کر دے گا پھر وہ سب کے سب ایسے مر جائیں گے جیسے ایک جان مرتی ہے۔ پھر خدا کے نبی عیسی پہاڑ سے اتر آئیں گے اور اپنے ساتھ والوں کو بلائیں گے تو زمین پر بالشت بھر ایسی جگہ نہ پائیں گے جو ان کی نعشوں اور بدبوؤں سے بھری نہ ہوگی۔ پھر خدا کے نبی عیسی اور انکے ساتھ والے خدا سے دعا مانگیں گے،(مسلم)

یہ الفاظ بھی صاف شاہد و ناطق ہیں کہ جس مسیح کے نزول کا اس حدیث میں ذکر ہے وہ اللہ کا نبی ہوگا، نہ کوئی اور نام کا عیسی یا مثالی مسیح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور سنن ابوداؤد میں آنے والے مسیح کا ذکر ہوا ہے تو اس میں بھی آنے والے مسیح کو پہلے نبی کہا ہے پھر اس کے نزول کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ ابوہریرہؓ سے روائت ہے: عن ابی هريرة عن النبی ﷺ انه قال ليس بينی و بينه (يعنی عيسی) نبی و انه نازل (ابو دائود۔ ص ۲۳۸) کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہ ہوگا اور وہ اترنے والے ہیں

اس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنے والا مسیح نبی ہے نہ کوئی نام کا یا مثالی مسیح

اس قسم کی روایات کتب حدیث میں اور بہت ہیں (مثلاً ابن ماجہ کے صفحہ ۳۰۹ میں ایک حدیث ہے کہ حضرت عیسی نے فرمایا کہ خدا تعالی نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ قیامت سے پہلے تجھے دنیا میں بھیجوں گا۔ پھر میں اتروں گا اور دجال کو قتل کروں گا) جن میں گروہ قادیانی کی سابق تاویلات کا دخل نہیں ہے، ہاں ان احادیث کو آپ برملا موضوع قرار دے دیں یا اس میں یہ نئی تاویل کریں کہ آنیوالے مسیح کو جو نبی کہا گیا ہے تو اس سے قادیانی نبی مراد ہے کیونکہ وہ محدث ہے اور محدث بھی ایک قسم کا نبی ہوتا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اس نبی سے محدث مراد ہوتا تو آنحضرت ﷺ اس کی نفی نہ کرتے اور نہ فرماتے کہ میرے اور اس کے مابین کوئی نبی نہیں، کیونکہ محدث تو آنحضرت ﷺ اور آنیوالے مسیح کے درمیان بہت ہو چکے ہیں۔

لیلۃ القدر اور سجود آدم کے ظاہری معانی پر محمول ہونے میں جو اقوال علمائے اسلام ہیں ان کی نقل کی اس مقام پر ضرورت نہیں ہے۔ وہ تمام لوگوں میں معروف و مشہور ہیں۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ ان احادیث نزول حضرت مسیح و خروج دجال و یاجوج ماجوج میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے اتباع کی تاویل ملحدانہ ہے۔ اور تمام اہل اسلام میں جو ان احادیث کو صحیح مانتے ہیں ان کے وہی معنی مراد ہونا مسلّم ہے جو ظاہر الفاظ سے مفہوم ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے جو اس تاویل و تحریف کو تجدید دین و مغز شریعت قرار دیا ہے یہ اس کے الحاد پر ایک اور دلیل ہے۔ تجدید دین یہ نہیں ہے کہ عقائد و مسائل اسلام کے ایسے معانی کئے جائیں جو نہ صحابہ کے خیال میں آئے ہوں، نہ تابعین کے، اور نہ ظاہر الفاظ نصوص سے سمجھ میں آتے ہوں، اور نہ قرون ثلاثہ میں تسلیم کئے گئے ہوں۔ ایسے معانی کا بیان تو احداث کہلاتا ہے، بلکہ تجدید کے معنی یہ ہیں کہ جو اصول و مسائل (عقائد و اعمال) ادلہ شرعیہ سے ثابت ہوں اور قرون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ثلاثہ میں تسلیم کئے گئے ہوں، مگر لوگوں کی غفلت یا ناواقفی سے متروک ومہجور ہو گئے ہوں، ان کو از سر نو زندہ کر کے رواج دیا جائے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ تجدید دین کا حکم وارد ہے اور احداث سے ممانعت آ چکی ہے۔ ان دونوں کو باہم متوافق کرنے سے صاف ثابت ہے کہ تجدید دین اسی صورت میں مطلوب شارع ہے جس میں احداث نہ پایا جائے۔

اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ تجدید دین ظاہری علوم سے نہیں ہو سکتی یہ اس کے الحاد پر ایک اور دلیل ہے۔ تجدید احیاء وترویج اصول ومسائل اسلام کا نام ہے تو ظاہری علوم اسلام اور علوم مسائل اسلامیہ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ الحادات اور باطنیہ خیالات کی اشاعت تجدید ہوتی تو وہ ظاہری علوم کے بغیر بھی ممکن تھی۔

مرزا قادیانی اور اس کے اتباع نے جو آنے والے مسیح کی بعض ایسی صفات بیان کی ہیں جو ان کے زعم میں حضرت مسیح علیہ السلام میں نہیں پائی جاتیں صرف قادیانی میں پائی جاتی ہیں، ان کے بیان میں انہوں نے کذب وتدلیس سے خوب کام لیا ہے اور اس سے اپنا دجال ہونا ثابت کر دکھایا ہے۔ آنیوالے مسیح کی نسبت یہ کہیں بیان نہ ہوا تھا کہ وہ فارسی الاصل ہوگا، اور نہ یہ ثابت ہے کہ مغل لوگ (جن میں قادیانی صاحب ہیں) فارسی الاصل ہیں۔ ایسا ہی کسی حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ آنے والہ مسیح صرف ایک مسلمان امتی ہوگا اور نبی نہ ہوگا۔ یہ بات صرف قادیانی اور اسکے حواریوں کی من گھڑت ہے جسکو انہوں نے آنخضرت ﷺ پر ایک سوال جواب وضع کر کے اس سے نکالا ہے، جس کا بیان بضمن سوال کافی ہو چکا ہے۔

آنخضرت ﷺ نے تو متعدد حدیثوں میں آنیوالے مسیح کو نبی قرار دیا ہے۔ چنانچہ پہلے منقول ہو چکا ہے۔

آنے والے مسیح کے بالوں کا سیدھا ہونا اور رنگ کا گندم گوں ہونا، جو انہوں نے بیان کیا ہے یہ حضرت مسیح بن مریم میں پایا جاتا ہے۔ آنخضرت ﷺ نے مسیح بن مریم کا بھی حلیہ بیان کیا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ آنخضرت ﷺ نے فرمایا: وارانی اللیل عند الکعبة فی المنام فاذا رجل آدم کاحسن ماتری من آدم الرجال تضرب لمته بین منکبیه رجل الشعر یقطر راسه ماء واضعاً یدیه علی منکبی رجلین و هو یطوف بالبیت فقلت من هذا فقالوا هذا المسیح بن مریم۔ کہ میں نے (خواب میں) ایک خوبصورت شخص گندم گوں سیدھے بال والے کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ کون ہے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تو جواب ملا کہ یہ مسیح بن مریم ہے۔

ہاں مجاہد کی حدیث میں حضرت ابن عمر سے یہ بھی بخاری میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسی کو سرخ رنگ و جعد دیکھا۔اس حدیث کی دست آویز سے مرزا قادیانی اوراس کے حواریوں نے یہ افتراء کیا ہے کہ عیسی یا مسیح بن مریم دو ہیں۔ایک حضرت عیسی بنی اسرائیل جن کو سرخ اور جعد کہا گیا ہے۔دوسرا آنے والا عیسی یا مسیح بن مریم جس کو گندم رنگ اور سیدھے بالوں والا کہا گیا ہےاور وہ آپ (قادیانی) ہیں۔مگر یہ نہ سوچا کہ یہ لفظی اختلاف یوں رفع ہوسکتا ہے، اور علمائے اسلام نے رفع کر دیا ہے، کہ درحقیقت حضرت عیسی گندم رنگ وسیدھے بال والے تھے۔ایک روائت میں جو انکو سرخ رنگ اور جعد کہا گیا ہے تو اس سے مراد ہے کہ ان کا گندمی رنگ مائل بہ سرخی تھا اور جعودت آپ کے جسم میں تھی نہ بالوں میں۔حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرمایا ہے: ووقع فی روایة سالم الآتیه فی نعت عیسی انه ادم سبط الشعر و فی الحدیث الذی قبله فی نعت عیسی انه جعد و الجعد ضدالبسط فیمکن ان یجمع بینهما بانه سبط الشعر و وصفه با لجعودة فی جسمه لا فی شعره و المراد بذالك اجتماعه و اکتنازه و هذا الاختلاف نظیر الاختلاف فی کونه آدم اواحمر و الاحمر عند العرب الشدید البیاض مع الحمرة و الآدم الاسمر و یمکن الجمع بین الوصفین بانه احمر لونه بسبب کالتعب و هو فی الاصل السمر وقد وافق ابوهریره علی ان عیسی احمر ۔ الخ ۔ کہ سالم کی روائت میں آنحضرت ﷺ نے حضرت مسیح کو سیدھے بال والا کہا ہے اور اس سے پہلی حدیث میں آیا ہے کہ وہ جعد تھے جو اس کی ضد ہے مگر ان دونوں روایتوں میں یوں موافقت ہوسکتی ہے کہ آپ کے بال تو سیدھے تھے مگر جعد ہونے کا جو ذکر ہے تو اس سے یہ مراد ہے کہ آپ کا بدن جعد یعنی کسا ہوا اور مضبوط تھا یہ اختلاف ایسا ہے جیسا کہ آپ کی رنگت کی نسبت اختلاف ہوا ہے وہ گندم رنگ تھے یا سرخ رنگ جس سے یہ مراد ہوسکتی ہے وہ تھے تو گندم رنگ مگر کسی سبب سے وہ رنگ سرخ ہوگیا تھا۔

اور وفی روایة عبدالرحمن بن آدم عن ابی هریره فی نعت عیسی انه مربوع الی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الحمرة والبیاض ۔(فتح الباری۔ ج ٦ ص ٣٥٠) کہ ان کے رنگ میں سرخی وسپیدی دونوں موجود تھیں۔

کرمانیؒ نے شرح بخاری میں کہا ہے:

و یجوز ان یأول و یجمع بینھما با نہ لیس احمر صرا فا بل ھوما ئل الی الادمة (حاشیہ بخاری۔ ص ٤٨٩) کہ حضرت عیسی کو سرخ وگندم رنگ کہنا یوں جمع ہوسکتا ہے کہ وہ صرف سرخ نہ تھے بلکہ سرخ رنگ مائل بگندم گونی تھے۔

اس اختلاف کی نظیر حضرت موسی کی نعت میں دو متضاد صفتوں جسیم اور خفیف کا ورود ہے جس کو باہم یوں متوافق کیا گیا ہے: لاما نع ان یکو ن مع کو نہ خفیف اللحم جسیماً با لنسبة لطو لہ و لوکان غیرطویل لا جتمع لحمہ وکا ن جسیماً (فتح الباری۔ ج ٦ ص ٣٥٠) کہ وہ بلحاظ طول قامت جسیم تھے وہ چھوٹے قد کے ہوتے تو بھاری معلوم ہوتے۔

اس اختلاف سے کوئی یہ نہیں نکالتا کہ حضرت موسی دو تھے، ایک جسیم اور دوسرے خفیف۔

اس کی دوسری نظیر خود آنحضرتﷺ کی نعت وحلیہ میں یہ اختلاف لفظی ہے کہ ایک حدیث میں آپ کو ابیض (گورے رنگ والا) کہا گیا ہے چنانچہ صحیح بخاری (صفحہ ١٣٧) میں آنحضرتﷺ کی نعت میں ابوطالب کا شعر منقول ہے جس میں آپ ﷺ کو ابیض کہا گیا ہے

وابیض یستسقی الغمام بو جھہ ثمال الیتا می عصمة للاوا مل

اورشمائل ترمذی میں ہے : کان رسول اللہ ﷺ ابیض کا نما صیغ من فضة کان رسول اللہ ربقہ اسمراللون

اور کان رسول اللہ ﷺ ر جلاً مر بوعاً (شمائل ترمذی۔ص ٤)

اور لم یکن بالجعد القطط و لابا لسبط کان ر جلا جعداً (شمائل ترمذی۔ص ٧) کہ آپ ایسے گورے تھے کہ گویا چاندی سے بنائے گئے اور دوسری روائت میں آیا ہے کہ آپ گندم گوں رنگ تھے

اس اختلاف کو یوں ہی متوافق کیا گیا ہے کہ آپ سفید رنگ تھے مگر مائل بسرخی جس سے گندم گونی پیدا ہوگئی تھی۔ چنانچہ دیگر روایت میں صریح آچکا ہے۔ ایسا ہی آپ کے بالوں کو سیدھا بھی کہا گیا ہے۔ چنانچہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

شمائل ترمذی ہے۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ آپ سیدھے بال والے نہ تھے۔ جس کو یوں باہم متوافق کیا گیا ہے کہ آپ کے بال نہ بہت سیدھے تھے اور نہ بہت گھونگھر والے بلکہ ایسے سیدھے تھے کہ ان میں کسی قدر شکن پڑتی تھی۔ مگر اس اختلاف رنگ اور موئے نبوی سے بھی کسی نے یہ نہیں نکالا کہ جناب رسول اللہ ﷺ دو تھے۔ ایک گورے رنگ کے، دوسرے گندمی رنگ کے۔ یا ایک سیدھے بال والے دوسرے کسی قدر شکن دار بال والے۔ پس اس قسم کے لفظی اختلاف سے حضرت مسیح کیوں کر دو مسیح ہو سکتے ہیں۔

قادیانی نے بڑا غضب ڈھایا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حلیہ کے لفظی اختلاف کے سبب ایک مسیح کو دو مسیح (ایک سرخ رنگ، گھونگھر والے بال کا، دوسرا گندم گوں، سیدھے بال والا) بنا دیا اور یہ بھی نہ سوچا کہ صرف گندم گوں ہونے سے کوئی شخص مسیح نہیں ہو جاتا جہاں تک کہ بقیہ صفات مسیح اس میں نہ ہوں۔ گندم گوں ہزاروں مسلمان بلکہ مذاہب غیر کے اشخاص موجود ہیں پھر کیا وہ صرف رنگت سے مسیح ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

اتباع قادیانی سے کوئی شخص منصف وطالب حق ہو تو صرف اس ایک مغالطہ کی نظر سے اس کو دجال سمجھے اور اس کے اتباع سے دست بردار ہو جائے۔

اور قادیانی کی تجویز، پاک تثلیث، نصف عیسائیت ہے۔ عیسائی لوگ باپ بیٹے اور روح القدس کے مجموعہ کو تثلیث قرار دیتے ہیں۔ قادیانی صاحب خدا کی محبت (باپ) اور بندہ محبوب کی محبت (ماں) اور ان دونوں سے متولد روح القدس کے مجموعہ کو تثلیث قرار دیتے ہیں۔ اب لوگوں کو عیسائی بنانے میں صرف ایک آنچ کی کسر رہ گئی ہے کہ اس تثلیث کے ساتھ توحید کو بھی ملا دیں اور ان تینوں کو ایک خدا کہہ دیں جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں، یہ بات آپ اس وقت نہیں کہتے تو آئندہ سال کہیں گے اور لوگوں کو پورا عیسائی بنائیں گے۔ آپ کا یہ ارادہ نہ ہوتا تو حرف تثلیث آپ کی تحریر میں نہ آتا اور نہ اس کو پاک کہا جاتا۔

مرزا قادیانی کا بطور استعارہ ابن اللہ کہلانے کو تجویز کرنا پوری عیسائیت ہے۔ نحن ابناء الله واحبائه (المائدہ)۔ بائیبل سے ثابت ہے کہ عیسائیوں نے بھی استعارہ کے طور پر خدا کے پیارے ومطیع بندوں کو ابن اللہ کہا ہے۔ اور قرآن میں ان کے اس قول کی حکایت کہ ہم خدا کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں، اسی کی طرف مشعر ہے۔ مگر یہی استعارہ ان لوگوں کے مشرک ہو جانے اور مخلوق کو حقیقۃً خدا کا بیٹا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قرار دینے کا موجب ہوا تو قرآن واسلام آیا اور اس محاورہ کو اٹھایا۔ اور بیٹے بیٹی کی نسبت سے (استعارہ کے طور پر کیوں نہ ہو) خدا کی پاکی کا اظہار فرمایا۔ اب قادیانی صاحب پھر اس محاورہ کو مسلمانوں میں قائم کرنا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی فکر میں ہیں۔ انالله وانااليه راجعون۔

اور قادیانی کا محدث ہونے کا دعوی کرنا اور اس ذریعہ سے ایک قسم کا نبی کہلانا اور ختم نبوت ونبوت کلی وتشریعی سے مخصوص کرنا اور نبوت جزئی کے دروازہ کو مفتوح کہنا، ان نصوص قرآن وحدیث سے انکار ہے جو مطلق نبوت کو ختم کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی آیت وخاتم النبيين اپنے اطلاق وعموم کے ساتھ آنحضرت ﷺ پر مطلق نبوت کو ختم کرتی اور صاف بتاتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ایسا کوئی شخص نہ ہوگا جس پر لفظ نبی کا اطلاق ہو سکے اور آنحضرت ﷺ نے اپنے اس کلام کے اطلاق وعموم کے ساتھ بھی مطلق نبوت کو ختم کیا ہے اور خصوصیت کے ساتھ محدثین سابقین اور محدث امت محمدیہ حضرت عمر فاروق کا نبی نہ ہونا ظاہر فرما دیا ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں آیا ہے: عن النبی ﷺ قال كانت بنواسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبي خلفه نبي وانه لانبي بعدي وسيكون خلفاء (بخاری ص ۴۹۱) کہ بنی اسرائیل کی سرداری انبیاء کرتے۔ جب کوئی نبی ان میں فوت ہو جاتا تو اس کا جانشین بھی دوسرا نبی ہوتا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، صرف خلفاء ہوں گے۔

ابوداؤد کی حدیث میں آپ ﷺ سے منقول ہے کہ میری امت میں تیس ایسے جھوٹے ہوں گے جو نبوت کا دعوی کریں گے حالانکہ میں نبیوں کا خاتم ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ ہاں میری امت میں ایک جماعت حق پر قائم رہے گی جن کو ان کا مخالف ضرر نہ پہنچائے گا۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں: سيكون في امتي كذا بون ثلاثون كلهم يزعم انه نبي وانا خاتم النبيين لا نبي بعدي۔

ان ارشادات نبویہ کے جملہ لا نبي بعدي میں لفظ نبی نکرہ ہے، جو نفی لا کے نیچے داخل ہے اور وہ مفید عموم واستغراق ہے اور یہ بتاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ایسا کوئی نہ ہوگا جس پر لفظ نبی بولا جا سکے۔

اب خصوصیت کے ساتھ محدث کا نبی نہ ہونا آپ ﷺ کے کلام سے ثابت کیا جاتا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں آیا ہے: قال النبی ﷺ لقد كان فيما كان قبلكم من الامم ناس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محدثون فان يك فی امتی احد فانه عمر ۔ قال النبی ﷺ قد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمو ن من غیر ان یکو نوا انبیاء فا ن یك فی امتی منهم احد فعمر ۔ قال ابن عباس من نبی و لا محدث ۔ (بخاری ۔ ص ۵۲۱) تم سے پہلے امتوں میں محدث ہوتے تھے ۔اس امت میں محدث ہے تو وہ عمرؓ ہے ۔

یہ بھی آپ ﷺ سے ان کتابوں میں منقول ہے کہ تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے لوگ ہوتے تھے جو نبی نہ ہوتے اور وہ خدا سے یا ملائکہ سے ہم کلام (مخاطب) ہوتے ۔میری امت میں ایسا کوئی ہے تو عمرؓ ہے ۔ابن عباسؓ کی روائت میں آیت و ماارسلنا من قبلك من رسول و لا نبی میں لفظ نبی کے بعد یہ لفظ و لا محدث بھی پڑھا گیا ہے ۔اور صحیح مسلم میں لفظ محدث کی تفسیر ملہم سے ہوئی ہے ۔

یہ اقوال نبوی صاف اور صریح ناطق ہیں کہ پہلی امتوں کے محدث باوجودیکہ وہ خدا تعالی یا ملائکہ کے ہم کلام ومخاطب ہوتے تھے، نبی نہ کہلاتے تھے ۔اب خاص محدث امت محمدیہ حضرت عمر فاروق کا نبی نہ ہونا آپ ﷺ کے کلام سے ثابت کیا جاتا ہے ۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: لو کا ن بعد ی نبی لکا ن عمر ابن الخطا ب (ترمذی ۔ ۲۳۰) میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت فاروقؓ ہوتے ۔

اس سے ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ نبی نہیں تھے اور اس لفظ کا اطلاق ان پر نہیں ہوسکتا، باوجودیکہ حدیث مذکورہ بالا میں ان کا محدث ہونا بیان ہو چکا ہے اور جب کہ آیہ قرآن کی عموم واطلاق سے اور ارشادات نبویہ کی عموم وخصوص دونوں سے ثابت ہے کہ آنخضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں جس پر لفظ نبی کا اطلاق ہوسکے اور محدثین سابقین اور اس امت کے تسلیم شدہ محدث نبی نہ کہلا سکے اور قرآن وحدیث نے اس امر کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے ۔تو پھر قادیانی کا یہ دعوی کرنا کہ محدث ایک طرح کا نبی ہوتا ہے و بناءً علیہ وہ خود ایک قسم کا نبی ہے، ان نصوص صریحہ کا انکار نہیں تو اور کیا ہے؟

قادیانی کا ختم نبوت کو نبوت تشریعی اور کلی سے مخصوص کرنا اور اپنے آپ کو محدث قرار دے کر اپنے لئے جزئی نبوت اور ایک نوع نبوت کو تجویز کرنا اور ایک قسم کا نبی کہلانا صاف مشعر ہے کہ وہ اپنے آپ کو انبیائے بنی اسرائیل کی مانند (جونئی شریعت نہ لاتے بلکہ پیروی شریعت سابق کی کرتے اور نبی کہلاتے) نبی سمجھتا ہے ۔یہی امر اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قصیدہ الہامیہ کے اشعار ذیل سے جو ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۲ وغیرہ میں منقول ہے، سمجھ میں آتا ہے

حکم است ز آسمان بزمیں مے رسانش　　گر بشنوم نگویمش آں را کجا برم

من می زیم بوحی خدائے کہ بامن ست　　پیغام اوست چوں نفس روح پرورم

من نیستم رسول و نہ آوردہ ام کتاب　　ہاں ملہم ہستم وزخداوند منذرم

(ہر چندان ابیات میں آپ نے رسول ہونیکی نفی کی ہے، مگر سرورق ازالہ اوہام پر اپنے حق میں لفظ مرسل یزدانی لکھوا کر چھپوا دیا ہے۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ درحقیقت آپ کو رسالت کا بھی دعوی ہے۔ اوران ابیات میں نفی صرف دھوکہ ہے۔ اس پر ایک روشن اور قطعی دلیل یہ ہے کہ آپ نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۷۳ میں اپنا رسول مبشر بزبان حضرت مسیح ہونا آپ نے بزعم خود قرآن سے ثابت کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے: اس سلسلہ کا خاتم باعتبار نسبت تامہ وہ مسیح عیسی بن مریم ہے جو اس امت کے لوگوں میں سے بحکم ربی مسیحی صفات سے رنگین ہو گیا ہے اور فرمان جعلناك المسیح ابن مریم نے اس کو درحقیقت وہی بنادیا ہے وكان الله علی كل شيء قديراً۔ اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جلالی۔ اور احمد اور عیسی اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے و مبشراً برسول يأتي من بعدي اسمه احمد مگر ہمارے نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیش گوئی مجرد احمد (خود بدولت) جو اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہے، بھیجا گیا ہے۔

اور جس فرمان کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۷۳ میں آپ نے بیان کیا اور فرمایا ہے: اس عاجز کا نام مسیح ابن مریم رکھ دیا اور اپنے الہام میں فرمادیا جعلناك المسیح ابن مریم۔

یہ عبارت صاف ناطق ہے کہ آپ اپنے آپ کو بہ شہادت قرآن، رسول سمجھتے ہیں۔ پھر اس بیت میں اپنی رسالت سے انکار مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور الزام دعوی رسالت سے بچنے کے سوا کیا معنی رکھتا ہے؟)

یہ ابیات صاف پکار رہے ہیں کہ آپ نبی ہیں، صاحب وحی ہیں، منذر ہیں، پیغمبر ہیں۔ سب کچھ ہیں، صرف کسر ہے تو اتنی ہے کہ آپ کوئی نئی کتاب نہیں لائے، بلکہ انبیاء بنی اسرائیل کی طرح پہلی کتاب کے تابع ہیں اور اس میں عموم وخصوص نصوص قرآنیہ ونبویہ مذکورہ بالا سے صاف انکار ہے۔ اور یہ دعوی نبوت و تکذیب نصوص قادیانی کے دجال وکذاب ہونے پر بڑی روشن وقوی دلیل ہے۔

ایسے ہی کاذب مدعی نبوت کو آنحضرت ﷺ نے دجال فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث مذکور ابی داؤد میں صاف تصریح ہے اور صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے منقول ہے: لاتقوم الساعة حتی یبعث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دجالون کذابون قریباً من ثلاثین کلهم یزعمون انه رسول الله (بخاری۔ ص ۵۰۹، مسلم۔ ص ۳۹۷ جلد۲) کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت نہ ہوگی جب تک کہ تقریباً تیس دجال کذاب پیدا نہ ہوں جو دعویٰ کریں گے کہ ہم اللہ کے رسول ہیں۔

صحیح مسلم (ج اص ۱۰) میں یہ بھی حدیث ہے:

قال رسول الله ﷺ یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یأتونکم من الاحادیث بمالم تسمعوا انتم و لا آباءکم فایاکم وایاهم لا یضلونکم ولا یفتنونکم کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخر زمانہ میں ایسے دجال کذاب پیدا ہوں گے جو تم کو ایسی باتیں سنائیں گے جن کو تم نے نہ سنا ہوگا اور نہ تمہارے باپوں نے۔ ان سے بچتے رہنا وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں اور کسی بلا میں نہ ڈال دیں۔

امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں فرمایا ہے: قال ثعلب کل کذاب فهو دجال وقیل الدجال المموه یقال دجال فلان اذا موه ودجل الحق بباطله ای اعطاه (شرح مسلم۔ ص ۱۰ ج ۱) کہ ثعلب نے کہا جو جھوٹا ہو وہ دجال ہے۔ بعض نے کہا دجال وہ ہے جو باطل پر حق کا ملمع چڑھاوے، یا حق کو باطل سے ڈھانپ دے۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے:

قد ظهر مصداق ذالك فی آخر زمن النبی ﷺ فخرج مسیلمة بالیمامة واسود العنسی بالیمن ثم خرج فی خلافة ابی بکر طلیحه بن خویلد فی بنی اسد بن خزیمه وسجاح التمیمیه فی بنی تمیم ۔ وقتل الاسود قبل ان یموت النبی ﷺ وقتل المسیلمه فی خلافة ابی بکر و تاب طلیحه و مات علی الاسلام علی الصحیح فی خلافة عمر و نقل ان السجاح ایضاً ثابت واخبار هئولاء مشهورة عندالاخباریین ثم کان اول من خرج منهم المختار بن ابی عبید الثقفی غلب علی الکوفه فی اول خلافة بن زبیر ۔ فاظهر محبت اهل البیت و عدا الناس الی طلب قتلة الحسین فتبعهم فقتل کثیر ممن باشر ذالك او اعان علیه فاحبه الناس ثم انه زین له

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الشیطان ان ادعی النبوة وزعم ان جبرا ئیل یأ تیه ۔ فروی ابوداؤد الطیالسی باسنادصحیح عن رفاعة بن شداد قال کنت ابطن شیء بالمختار فدخلت علیه یوماً فقال دخلت وقد قام جبر ئیل قبل من هذاالکرسی ۔ و روی یعقوب بن سفیان باسناد حسن عن الشعبی ان الاحنف بن قیس اراه کتاب المختار الیه یذکر انه نبی و روی ابوداؤد فی السنن من طریق ابرا هیم النخعی قال قلت العبیدة بن عمرو اتری المختار منهم قال اما انه من الرئوس وقتل المختار سنة بضع وستین و منهم الحراث الکذاب خرج فی خلافة عبدالملك بن مروان فقتل وخرج فی خلافة بنی العباس جماعة ۔ (فتح الباری ۔ ص٤٥٤ ج ٦) کہ اس حدیث کا صدق آنحضرت ﷺ ہی کے آخر زمانہ میں ظاہر ہو چکا ہے ۔ یمامہ میں مسیلمہ کذاب ایسا نکلا ۔ یمن میں اسود عنسی ۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کے دور میں طلیحہ اور سجاح نکلے ۔ اسود تو آنحضرت ﷺ کی رحلت سے پہلے مارا گیا ۔ اور مسیلمہ خلافت ابوبکر میں ، اور طلیحہ تائب ہوا اور اسلام کی حالت میں مرا اور سجاح بھی تائب ہوئی ۔ ان کے حالات اہل تاریخ جانتے ہیں ۔ ان سب کے بعد پہلے مختار بن عبید نکلا ۔ اس نے ابن زبیر کی شروع خلافت میں کوفہ پر غلبہ پایا ۔ سو پہلے تو اس نے محبت اہل بیت کا اظہار کیا اور اس کی طرف لوگوں کو بلایا پھر یہ دعوی کیا کہ میرے پاس جبرائیل آتے ہیں ۔ چنانچہ ابوداؤد الطیالسی نے رفاعہ سے نقل کیا ہے کہ میں ایک دن مختار کے پاس گیا تو وہ بولا کہ ابھی اس کرسی سے جبرائیل اٹھ کر گئے ہیں ۔ یعقوب بن سفیان نے شعبی سے نقل کیا ہے کہ احنف ابن قیس نے ان کو مختار کا ایک خط دکھایا جس میں اس نے اپنی نبوت کا ذکر کیا تھا ۔ ابوداؤد نے سنن میں عبیدہ بن عمر سے نقل کیا ہے کہ مختار ان مدعیان نبوت کا سردار تھا ۔ یہ مختار ۶۰ ھ میں مارا گیا اور من جملہ ان کے حارث کذاب ہے جو خلافت عبدالملک بن مروان میں نکلا اور مارا گیا ۔

غلام احمد قادیانی کا یہ بھی حال سنا گیا ہے کہ وہ اپنے مریدوں میں بیٹھ کر دعوی کیا کرتا ہے کہ جبرائیل میرے سامنے کھڑے ہیں ، جو کچھ مجھ سے کہتے ہیں میں وہی لوگوں کو سناتا ہوں (جبرائیل کے سامنے کھڑے ہونے سے آپکی مراد یہ ہے کہ جبرائیل کی عکسی تصویر کھڑی ہے ، نہ ذات جبرائیل ۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ پر نزول جبریل سے وہ عکسی تصویر مراد لیتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہیں۔ یا شائد اپنے پاس جبرائیل کا بذات خود آنا جائز رکھتے ہوں۔ مگر یہ آپ کے اس اصول کے برخلاف ہے کہ جبرائیل اپنے ہیڈ کوارٹر سے جدا نہیں ہوتا)

اس الزام کے جواب میں شائد مرزا قادیانی یا اس کے حواری یہ دو عذر پیش کریں۔ اول یہ کہ ہر چند مرزا قادیانی نے نبوت کا دعوی کیا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اس نبوت کا دوسرا نام محدثیت ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نبوت کے دعوے سے محدثیت کا دعوی مراد ہے، نہ حقیقۃً اور معناً نبی ہونے کا دعوی۔ اس میں اس پر زیادہ سے زیادہ الزام قائم ہوتا ہے تو یہ ہوتا ہے کہ اس نے اپنے حق میں لفظ نبی کا اطلاق کیا اور اس میں الفاظ نصوص مذکورہ کا خلاف کیا، نہ یہ الزام کہ وہ حقیقۃً نبوت کا مدعی ہے۔

عذر دوم یہ کہ ان احادیث میں ان لوگوں کو دجال و کذاب کہا گیا ہے جو نبوت خاتم النبیین کے مقابلہ میں نبوت کا دعوی کریں اور مستقل نبی کہلاویں جیسے مسیلمہ کذاب اور اسود وغیرہ سے وقوع میں آیا ہے، اور قادیانی تو نبوت مستقلہ کا دعوی نہیں کرتے بلکہ آنحضرت ﷺ کی پیروی کے ساتھ دعوی نبوت کرتے ہیں۔ لہذا وہ ان احادیث کے مصداق نہیں ہوسکتے اور نہ دجال کذاب کہلانے کے مستحق ہیں۔

ان دونوں عذر میں سے پہلے عذر کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ قادیانی نے یہ بات کہہ دی ہے کہ جس نبوت کا اس کو دعوی ہے اور اس کا دروازہ قیامت تک کھلا رہے گا۔ اس کا دوسرا نام محدثیت ہے اور اسی محدثیت کے معنی سے نبوت کا وہ مدعی ہے، مگر ساتھ اس کے اس نے محدثیت کے معنی ایسے بیان کئے ہیں اور اس کی حقیقت کی ایسی تشریح کردی ہے کہ اس سے بجز نبوت اور کچھ مراد نہیں ہوسکتا۔

اس کی عبارت توضیح مرام میں صاف تصریح ہے کہ محدث جزئی طور پر ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالی سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر کھولے جاتے ہیں اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں ، الی قال ان النبی محدث والمحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوۃ جس سے صاف اور قطعی طور پر ثابت ہے کہ آپ کے نزدیک محدث کے وہی معنی اور اس کی وہی حقیقت ہے جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نبی کے معنی اور حقیقت ہے۔ اور محدث اور نبی آپ کے نزدیک صدق وتحقق میں مساوی ہیں۔ یا نبی عام ہے اور محدث ایک نوع خاص۔ اور اس سے یقینی نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ نے صرف لفظی نبوت کا دعوی نہیں کیا اور اس میں صرف لفظی غلطی کا ارتکاب نہیں فرمایا بلکہ آپ معنی نبوت کو اپنی ذات شریف میں متحقق سمجھتے ہیں اور حقیقۃً اور معناً نبی ہونے کے مدعی ہیں اور عبارت منقولہ (بمقام دیگر) میں آپ کا مرسل رسول کہلوانا بھی اس کا مئوید ہے۔

دوسرے عذر کا جواب یہ ہے کہ نبوت جس کے مدعی کو آنخضرت ﷺ نے دجال کہا ہے نبوت مستقلہ سے مخصوص نہیں۔ یہ تخصیص نہ احادیث مذکورہ میں وارد ہے اور نہ اور کہیں اس کا وجود ہے۔ اور اطلاق نصوص مذکورہ سے صاف ثابت ہے کہ آنخضرت ﷺ کے بعد نبوت غیر مستقلہ کا مدعی بھی ویسا ہی دجال وکذاب ہے جیسا کہ مدعی نبوت مستقلہ۔ اور ابو داؤد کی حدیث مذکورہ اپنے سیاق وصراحت سے بتا رہی ہے کہ آنخضرت ﷺ کے بعد ایسے نبی بھی نہ ہوں گے جیسے بنی اسرائیل میں ہوتے تھے (جو نئی شریعت نہ لاتے بلکہ پچھلی شریعت کی پیروی کرتے) کیونکہ آپ ﷺ نے ایسے ہی نبیوں کو ذکر فرما کر اپنے بعد نبی آنے کی نفی کی ہے

اس حدیث کا سیاق اور احادیث سابقہ کا اطلاق صاف بتا رہا ہے کہ اگر کوئی شخص آنخضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعوی کرے اور نبی کہلائے، گو دعوی استقلال نبوت نہ کرے بلکہ پیروی خاتم النبین کا مدعی ہو، وہ دجال وکذاب ہے اور احادیث مذکورہ کا مصداق۔ مرزا صاحب قادیانی ان احادیث کے اطلاق وسیاق میں بلا دلیل تخصیص کرینگے اور نبی غیر مستقل کہلا کر ان احادیث کے مضمون سے اپنے آپ کو مستثنٰی قرار دیں گے تو یہ ان کے دجال ہونے پر ایک اور دلیل ہوگی۔

علاوہ بریں قادیانی کا یہ دعوی اتباع آنخضرت ﷺ اور عدم استقلال دعوی رسالت بھی چند روز تک ہی معلوم ہوتا ہے۔ جب آپ یہ دعوی نبوت تبعی غیر استقلالی آپ کے مریدوں میں بلاخوف مانا گیا تو دعوی نبوت مستقلہ بھی آپ سے بعید نہیں ہے۔ جیسا کہ مختار سے وقوع میں آیا تھا۔ چنانچہ فتح الباری کی عبارت میں گذرا اور ایسا ہی دجال موعود سے وقوع میں آئے گا۔ چنانچہ طبرانی کی روائت میں ہے

واما الذی یدعیه فانه یخرج اولا فیدعی الایمان والصلاح ثم یدعی النبوة ثم یدعی الالهیة کما اخرج الطبرانی من طریق سلیمان ابن شهاب قال نزل علی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عبدالله ابن المعتمر وكا ن صحا بياً فحدثني عن النبی ﷺ انه قال الدجال ليس فيه خفاء يجیء من قبل المشرق فيدعوا الى الدين فيتبع و يظهر فلا يزال حتى يقد م الكوفة فيظهر الدين والعمل به فيتبع وبعث على ذالك ثم يدعى انه نبی فيفرغ من ذالك كل ذی لب و يفارقه فيمكث بعدذالك فيقول اناالله فتغشى عينه وتقطع اذ نه و يكتب بين عينيه كافر (فتح البارى) کہ دجال لوگوں کو دین اسلام کی طرف بلائے گا جب لوگ اس کے اس دعوی کے سبب پیرو ہو جائیں گے اور کوفہ وغیرہ میں اس کا تسلط اور تغلب ہو جائے گا تو پھر دعوی نبوت کرے گا جس سے عقل مند لوگ گھبرائیں گے اور اس سے جدا ہوں گے۔ پھر وہ دعوی خدائی کرے گا اس وقت اس کی آنکھ پر جھلی پیدا ہوگی یعنی وہ کانا ہوگا اور اس کی پیشانی پر لفظ کافر لکھا جائے۔

ایسا ہی قادیانی سے ڈر لگتا ہے کہ اب تو اس کو دعوت نبوت تبعی ہے، پھر دعوی نبوت مستقلہ ہوگا۔ پھر دعوی الوہیت۔ یہ گمان آپ کے حق میں بلا برہان نہیں ہے۔ آپ کے سابق حالات اس گمان پر روشن دلائل ہیں۔ زمانہ تالیف براہین احمدیہ میں آپ نے یہ دعوی کیا تھا کہ جو پیشین گوئی غلبہ دین اسلام حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں وارد ہے۔ حضرت مسیح اس کے ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہیں اور ہم (خود بدولت) روحانی اور معقولی طور پر اس کے مصداق ہیں اور فرمایا تھا کہ جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا اس پیش گوئی میں وعدہ کیا گیا ہے وہ غلبہ حضرت مسیح علیہ السلام کے ذریعہ سے ظہور میں آئیگا اور جب آپ دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تب آپکے ہاتھ سے دین اسلام جمیع اقطار عالم میں پھیل جائیگا (دیکھو براہین احمدیہ۔ص ۴۹۸ جلد ۴)

یہ بات آپ کی مسلمانوں میں مانی گئی تو آپ اب فرما رہے ہیں کہ مسیح گئے گذرے اور مر گئے۔ اب وہ دنیا میں نہیں آسکتے اور جو پیشین گوئیاں مسیح کے حق میں وارد ہیں وہ سر بسر آپکے حق میں ہیں، اور آپ ہی ان کے مصداق ہیں۔ پس اگر ایسا ہی چند روز کے بعد دعوی بنوت مستقلہ بلکہ الوہیت کاملہ آپ سے ظہور پاوے تو کون سے تعجب کا محل ہے۔

اس دعوی نبوت مستقلہ کرنے کا زمانہ آئندہ میں آپ کی نسبت کوئی گمان نہ کرے تو وہی نبوت تبعی اور جزئی (جس کے آپ برملا مدعی ہیں) آپ کے دجال ہونے کیلئے کافی دلیل ہے۔ نصوص مذکورہ صاف فیصلہ کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہیں کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد دعوی نبوت کرے (محدث ہی کیوں نہ کہلاتا ہو) وہ دجال وکذاب ہے۔

اس میں بھی کسی کو اشتباہ رہے تو اس کی فہمائش کے لئے صحیح مسلم کی دوسری حدیث اس کے دجال ہونے پر کافی دلیل ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ جو شخص ان کو ایسی باتیں (دین کے متعلق) سناوے جو ان کے بزرگوں سے نہ پہنچی ہوں تو وہ دجال ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی اصول دین اور مسائل اعتقادیہ میں ایسی باتیں کہتا اور قرآن وحدیث کے ایسے معنی بیان کرتا ہے جو آنحضرت ﷺ کے اصحاب کبار کے خواب میں بھی نہ آئے تھے اور نبوت ختم شدہ کو نبوت کلی اور تشریعی سے مخصوص کرنا اور نبوت جزئی وغیر تشریعی کو اپنے لئے تجویز کرنا اسی قسم سے ہے۔ پھر اس کے دجال وکذاب ہونے میں کیا شک ہے۔

قادیانی نے جو اپنے عقیدہ کفریہ بدعیہ پر حدیث مبشرات سے استدلال کیا ہے وہ اس کے عقیدہ کا مثبت نہیں ہوسکتا بلکہ اس کی بے علمی ونافہمی پر ایک روشن دلیل ہے۔ اس حدیث میں مبشرات یعنی مومنوں کے سچے خوابوں کو نبوت کا ایک جزء قرار دیا ہے نہ ایک نوع نبوت یا جزئی نبوت۔ (چنانچہ بخاری کی حدیث مرفوع میں آیا ہے کہ مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ نبیوں کے خواب وحی ہیں یعنی وحی نبوت کا ایک نوع۔ آنحضرت ﷺ کا یہ فرق کرنا اور مومنوں کے خواب کو جزء نبوت اور نبیوں کے خواب کو وحی، یعنی نوع وحی نبوت، قرار دینا صاف مشعر ہے کہ مومنوں کے خواب نبوت نہیں ہیں، بلکہ وہ جزء نبوت ہیں) اور یہ ظاہر ہے اور ادنی اہل علم کو معلوم ہے کہ جزء اور ہے، جزئی اور۔ کسی چیز کی جزء پر اس کے کل کا حقیقۃً اطلاق نہیں ہوسکتا۔ اور جزئی پر کلی کا اطلاق حقیقۃً ہوتا ہے۔ جزئی میں کلی کا پورا تحقق ہوتا ہے۔ ایسا ہی نوع میں جنس مع فصل پوری پائی جاتی ہے بلکہ خارج اور نفس الامر میں جزئی ہی موجود اور اپنی کلیات کا کل ہوتی ہے اور کلیات اس کے اجزاء ہوتے ہیں۔ اور یہ امور جزء میں پائے نہیں جاتے، نہ ان میں کل کا پورا تحقق ہوتا، نہ وہ کل کا کل ہوتی ہے۔ لہذا کوئی عقل مند جزء کو جزئی یا کلی کا ایک نوع نہیں کہہ سکتا۔ مثلاً حقیقت انسان کی جزء حیوان کو کوئی شخص انسان نہیں کہہ سکتا اور نہ اس کو جزئی انسان یا ایک نوع انسان قرار دے سکتا ہے۔ اسی طرح کوئی شخص صرف شکر یا سرکہ کو سکنجبین نہیں کہہ سکتا، اور نہ ان اجزاء کو سکنجبین کا ایک قسم قرار دے سکتا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی بے علمی اور نافہمی سے اس بات کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نہیں سمجھا اور جزء نبوت کو نوع نبوت اور نبوت جزئی قرار دیا ہے اور انکار نصوص ختم نبوت کا ارتکاب کیا ہے۔ ریاست بھوپال کا ملازم محمد احسن امروہی جو قادیانی کو علوم وحقائق کا دریائے ناپیدا کنار سمجھتا اور اپنے رسالہ اعلام میں اس کے حق میں لکھ چکا ہے۔ و لا ینتھی بحره الذی لاساحل له وہ اس بات کو غور سے سمجھے۔ اور اب بھی اس کو بے علم سمجھ کر اس کے اتباع سے ہاتھ اٹھائے۔ ورنہ تھوڑے دنوں بعد وہ سخت پچھتائے گا اور آخر اس کی اتباع سے دست بردار ہو جائے گا۔ ان شاء الله تعالی۔

اور قادیانی کا حضرت عیسی مسیح کا سولی پر چڑھایا جانا تجویز کرنا نص قرآن وما قتلوه وما صلبوه سے انکار ہے اور اس میں آپ نے نیچریوں کی تقلید کی ہے جو عیسائیوں کے مقلد ہیں۔ تفسیر نیچری (سر سید احمد) نکالو اور اس امر کی تصدیق کر لو۔

ایسا ہی مرزا قادیانی کا حضرت مسیح کے معجزات سے بتاویل انکار کرنا قرآن کا انکار کرنا ہے۔ اور ان کی تاویلات میں نیچریوں کا اتباع ہے۔ اس بات میں قادیانی کا قانون قدرت سے استشہاد کرنا بھی اسی اعتقاد نیچریت کو ظاہر کرنا ہے۔ انسان کا تجربہ اور مشاہدہ خدا تعالی کی قدرت کا قانون نہیں ہو سکتا، اور اس کی قدرت انسان کے تجربہ ومشاہدہ میں محدود نہیں ہو سکتی۔ اس بات کا مرزا قادیانی خود پہلے مقر ہو چکا ہے اور اپنی کتاب سرمہ چشم آریہ کے صفحہ ۷ وغیرہ میں اپنے تجربہ کو قانون خداوندی قرار دینے والے کو کفر و بے ادبی و بے ایمانی کہہ چکا ہے۔

اور قادیانی کا بعض احادیث صحیحین کو موضوع کہنا بدعت وضلالت ہے اور ان تمام اہل اسلام کے مخالف جو احادیث صحیحین کو مانتے ہیں۔ حجۃ اللہ البالغہ میں ہے: اما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علی ان جمیع ما فیھما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع وانھما متواتران الی مصنفیھما وانه کل من یھون امرھما فھو مبتدع یتبع غیر سبیل المومنین کہ صحیحین کی مرفوع و متصل حدیثوں کے صحیح ہونے اور ان کتب کے مؤلفوں تک بتواتر پہنچ جانے پر محدثوں کا اتفاق ہو چکا ہے۔ اور اس امر پر ان کا اتفاق ہے کہ جو شخص ان کی شان کی توہین کرے وہ بدعتی ہے۔ مومنوں کی راہ کے مخالف راہ کا پیرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور قادیانی کا کشف کے ذریعہ سے حدیث صحیح بخاری کو موضوع قرار دینا اور بھی گمراہی ہے۔ غیر نبی کا کشف والہام حجت شرعی نہیں۔ چنانچہ شرح عقائد نسفی میں ہے: والالهام المفسر بالقاء معنی القلب بطریق الفیض لیس من اسباب المعرفة بصحة الشیء عند اهل الحق (شرح عقائد نسفی ص ۴۵) کہ الہام جس کی تفسیر یہ ہے کسی کے دل میں بطور فیض کچھ القاء ہو۔ اہل حق (یعنی اہل سنت) کے نزدیک حقیقت اشیاء کے علم و معرفت کا وسیلہ نہیں ہے۔

ایسا ہی تلویح وغیرہ کتب اصول میں ہے۔ تو پھر وہ ایک حجت شرعی (یعنی حدیث صحیح) کا مبطل کیوں کر ہوسکتا ہے۔ وہ وداپنی صحت وقبولیت میں توافق قرآن وحدیث کا محتاج ہے۔

اور قادیانی کا حدیث کو مفسر قرآن نہ ماننا ضلالت اور اہل بدعت کی علامت ہے۔ اہل سنت میں مسلم ہے کہ حدیث قرآن کی تفسیر ہے اور اس کے اجمال کی مبین۔

سنن دارمی کے صفحہ ۷۶ میں باب السنة قاضية على كتاب الله عقد کیا ہے اور اس میں ایک حدیث مرفوع نقل کی ہے۔ پھر بعینہ یہ قول امام یحی ابن کثیر سے نقل کیا ہے اور اس کے صفحہ ۲۸ میں حضرت عمرؓ سے نقل کیا ہے:

عن عمر ابن الخطاب قال انه سيأتی ناس يجادلونکم بشبهات القرآن فخذوهم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب الله کہ لوگ قرآن کی متشابہ آیات تمہارے سامنے پیش کرینگے، تم ان کو احادیث نبویہ سے پکڑنا کیونکہ قرآن کو بہتر جاننے والے اہلحدیث ہیں

اور امام شعرانی نے منہج میں کہا ہے: اجتمعت الامة على ان السنة قاضية على كتاب الله ۔ کہ امت محمدیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ سنت، کتاب اللہ کی وجوہات مختلف کا فیصلہ کرنے والی ہے۔

اور قادیانی کا اپنی اتباع کو مدار نجات ٹھہرانا اور اس سے انکار کو موجب ہلاکت کہنا بھی سخت گمراہی ہے۔ اور اس میں بھی اس کا اپنے حق میں در پردہ نبوت کا دعوی ہے کیونکہ یہ دعوی صرف انبیاء علیهم السلام کو پہنچتا ہے جو سوء خاتمہ سے مامون ہیں۔ دوسروں کو، ولی ہی کیوں نہ ہوں، اپنی ہی نجات وحسن خاتمہ کا یقین نہیں ہے تو وہ دوسروں کو نجات کا یقین کیوں کر دلا سکتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

صحیح بخاری میں اکابر صحابہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ اپنے اوپر نفاق کا ڈر رکھتے تھے: قال ابن ابی ملیکه ادرکت ثلاثین من اصحاب النبی ﷺ کلهم یخاف النفاق علی نفسه (صحیح بخاری) کہ اسود نے کہا کہ میں نے تیس اصحاب نبوی کو پایا، یعنی دیکھا، وہ سب کے سب اپنے حق میں نفاق کا ڈر رکھتے تھے۔

اور مشکوۃ میں حضرت عثمانؓ سے مروی ہے کہ آپ مقبرہ (قبرستان) میں جاتے تو اتنا روتے کہ آپ کی داڑھی تر ہو جاتی۔ اسی نظر سے علمائے اسلام نے کہا ہے کہ ایمان بین الرجاء والخوف چاہیے۔ اور شرح عقائد کے صفحہ ۲۳۷ میں ہے۔ و الامن من الله تعالی کفر لانه لایأ من مکرالله الاالقوم الخاسرون ۔خدا کے مواخذہ سے بے خوف ہو جانا کفر ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے خدا تعالی سے وہی لوگ بے ڈر ہوتے ہیں جو خسارہ میں ہیں۔

اور اس کے صفحہ ۲۳۱ میں ہے : لایبلغ الولی درجة الانبیاء لان الانبیاء معصومون مامونون من سوء الخاتمة (۔شرح عقائد۔) کہ ولی انبیاء کے درجہ کو نہیں پہنچتے کیونکہ انبیاء خاتمہ برا ہونے سے باامن ہوتے ہیں۔

اور شرح فقہ اکبر میں ہے :ورسول الله مات علی الایمان و لیس هذا فی اصل شارح تصدر لهذا المیدان لکونه ظاهرا فی معرض البیان ولایحتاج ذکره لعلوه فی هذا الشان و لعل مرام الامام علی تقدیر صحة و رود هذاالکلام انه ﷺ من حیث کونه نبیاً من الانبیاء و هم کلهم معصومون عن الکفر فی الابتداء و الانتهاء نعتقد انه مات علی الایمان واماغیره من الاولیاء والعلماء والاصفیاء بالاعیان و لانجزم بموتهم علی الایمان وان ظهر منهم خوارق العادات و کمال الحالات و جمال انواع الطاعات فان مبنی امره علی الایمان و هو مستور علی افراد الانسان و لهذا کانت العشرة المشرة وامثالهم خائفین من انقلاب احوالهم و سوء اعمالهم فی مآلهم کہ آنحضرت ﷺ کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے۔ اس مسئلہ کا بیان اہم مقام میں اس امر کے اظہار کی غرض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سے ہوا ہے کہ آنخضرت ﷺ چونکہ نبی ہیں اور نبی سب کے سب ابتداء عمر سے انتہاء تک کفر سے محفوظ ہوتے ہیں۔ لہذا ہم یقین رکھتے ہیں کہ آپ کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے۔ ان کے سوا اور ولیوں کے ایمان پر خاتمہ ہونے کا ہم یقین نہیں کر سکتے۔ اگرچہ ان سے کرامات وکمال حالات اور انواع طاعات ظاہر ہوں، کیونکہ یہ یقین تب ہو جب کہ ان کا ایمان یقیناً ثابت ہو۔ اور یہ ایمان لوگوں پر مخفی رہتا ہے۔ اسی وجہ سے عشرہ مبشرہ اور ان کے امثال اصحاب سوء خاتمہ سے ڈرتے رہے۔

اور جب اکابر اولیا کو یہ دعوی نہیں پہونچتا تو مرزا قادیانی (جو عقائد اور اقوال مذکورہ کی نظر سے دائرہ اسلام اور تسنن سے خارج ہے اور اس اعتقاد واقوال کے ساتھ اس کا ولی ہونا ممکن نہیں ہے) کو یہ دعوی کب زیبا ہے۔

اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ اعتقاد حیات مسیح علیہ السلام شرک کا ستون ہے، ان تمام صحابہ وتابعین و تبع تابعین، آئمہ مجتہدین اور آنخضرت ﷺ کے وقت سے اسوقت تک کے عام مسلمین کو جو مسیح کو زندہ سمجھتے اور قیامت سے پہلے انکے نزول کے معتقد ہیں، مشرک بنانا ہے۔ اور یہ امر جیسا کفر ہے، محتاج بیان نہیں ہے۔

اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ جو کچھ ہم نے سوال سائل کے جواب میں کہا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے حق میں فتوی دیا، وہ صحیح ہے۔ کتاب وسنت واقوال علماء امت اس کی صحت پر شاہد ہیں۔ اب مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے دجال کذاب سے احتراز اختیار کریں اور اس سے وہ دینی معاملات نہ کریں جو اہل اسلام میں باہم ہونے چاہیں۔ نہ اس کی صحبت اختیار کریں اور نہ اس کو ابتداء سلام کریں اور نہ اس کو دعوت مسنون میں بلاویں۔ اور نہ اس کی دعوت قبول کریں اور نہ اس کی اقتداء کریں اور نہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں، اگر انہیں اعتقادات واقوال پر یہ رحلت کرے۔ و اللہ الموفق للعمل والقبول۔

الراقم العاجز سید محمد نذیر حسین

(اس فتوی پر جن علماء نے تصدیقی وتائیدی دستخط فرمائے تھے ان کے اسماء گرامی ہماری کتاب تحریک ختم نبوت حصہ سوم میں درج کئے جا چکے ہیں۔ بہاءالدین)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فتوی تکفیر، قادیانی کی نظر میں

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب نشان آسمانی میں، شیخ بٹالوی صاحب کے فتویٰ تکفیر کی کیفیت، کے عنوان سے اشتہار دیا اور لکھا:

اس فتوی (تکفیر) کو اول سے آخر تک دیکھا جن الزامات کی بنا پر یہ فتوی لکھا ہے ان شاء اللہ بہت جلد ان الزامات کے غلط اور خلاف واقعہ ہونے کے بارے میں ایک رسالہ اس عاجز کی طرف سے شائع ہونے والا ہے جس کا نام دافع الوساوس ہے۔ بایں ہمہ مجھ کو ان لوگوں کے لعن طعن پر کچھ افسوس نہیں اور نہ کچھ اندیشہ، بلکہ میں خوش ہوں کہ میاں نذیر حسین اور شیخ بٹالوی اور ان کے اتباع نے مجھ کو کافر اور مردود اور دجال اور ضال اور بے ایمان اور جہنمی اور اکفر کہہ کر اپنے دل کے بخارات نکال لیے جو دیانت اور امانت اور تقوی کے التزام سے ہرگز نہیں نکل سکتے تھے اور جسقدر میری اتمام حجت اور میری سچائی کی تلخی سے ان حضرات کو زخم پر زخم پہنچا اس صدمہ عظیم کا غم غلط کرنے کے لئے کوئی اور طریق بھی تو نہیں تھا بجز اس کے کہ لعنتوں پر آ جاتے۔ مجھے اس بات کو سوچ کر بھی خوشی سے کہ جو کچھ یہودیوں کے فقیہوں اور مولویوں نے آخر کار حضرت مسیح علیہ السلام کو تحفہ دیا تھا وہ بھی تو یہی لعنتیں اور تکفیر تھی جیسا کہ اہل کتاب کی تاریخ اور ہر چہار انجیل سے ظاہر ہے تو پھر مجھے مثیل مسیح ہونے کی حالت میں ان لعنتوں کی آوازیں سن کر بہت ہی خوش ہونا چاہیے کیونکہ جیسا کہ خدا تعالی نے مجھ کو حقیقت دجالیہ کے ہلاک اور فانی کرنے کے لئے حقیقت عیسویہ سے متصف کیا ایسا ہی اس نے اس حقیقت کے متعلق جو جو نوازل وآفات تھے ان سے بھی خالی نہ رکھا۔ لیکن اگر کچھ افسوس ہے تو صرف یہ کہ بٹالوی صاحب کو اس فتوے کے طیار کرنے میں یہودیوں کے فقیہوں سے بھی زیادہ خیانت کرنی پڑی اور وہ خیانت تین قسم کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اول یہ کہ بعض لوگ جو مولویت اور فتوی دینے کا منصب نہیں رکھتے وہ صرف مکفرین کی تعداد بڑھانے کیلئے مفتی قرار دیئے گئے۔ دوسری یہ کہ بعض ایسے لوگ جو علم سے خالی اور علانیہ فسق و فجور بلکہ نہایت بدکاریوں میں مبتلا تھے وہ بڑے عالم متشرع متصور ہو کر ان کی مہریں لگائی گئیں۔ تیسرے ایسے لوگ جو علم اور دیانت رکھتے تھے مگر واقعی طور پر اس فتوی پر انہوں نے مہر نہیں لگائی بلکہ بٹالوی صاحب نے سراسر چالاکی اور افتراء سے خود بخود ان کا نام اس میں جڑ دیا۔ ان تینوں قسم کے لوگوں کے بارے میں ہمارے پاس تحریری ثبوت ہیں اگر بٹالوی صاحب یا کسی اور صاحب کو اس میں شک ہو تو وہ لاہور میں ایک جلسہ منعقد کر کے ہم سے ثبوت مانگیں۔ تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد۔ یوں تو تکفیر کوئی نئی بات نہیں ان مولویوں کا آبائی طریق یہی چلا آتا ہے کہ یہ لوگ ایک باریک بات سن کر فی الفور اپنے کپڑوں سے باہر ہو جاتے ہیں اور چونکہ خدا تعالی نے یہ عقل تو ان کو دی ہی نہیں کہ بات کی تہہ تک پہنچیں اور اسرار غامضہ کی گہری حقیقت کو دریافت کر سکیں اس لئے اپنی نافہمی کی حالت میں تکفیر کی طرف دوڑتے ہیں اور اولیاء کرام میں سے ایک بھی ایسا نہیں کہ ان کی تکفیر سے باہر رہا ہو یہاں تک کہ اپنی مونہہ سے کہتے ہیں کہ جب مہدی موعود آئے گا تو اس کی بھی مولوی تکفیر کریں گے اور ایسا ہی حضرت عیسی جب اتریں گے تو ان کی بھی تکفیر ہو گی۔ ان باتوں کا جواب یہی ہے کہ اے حضرات آپ لوگوں سے خدا کی پناہ۔ او سبحانہ خود اپنے برگزیدہ بندوں کو آپ لوگوں کے شر سے بچاتا آیا ہے ورنہ آپ لوگوں نے تو ڈائن کی طرح امت محمدیہ کے تمام اولیاء کرام کو کھا جانا چاہا ہے اور اپنی بدزبانی سے نہ پہلوں کو چھوڑا نہ پچھلوں کو اور اپنے ہاتھ سے ان نشانیوں کو پورا کر رہے ہیں جو آپ ہی بتلا رہے ہیں۔ تعجب کہ یہ لوگ آپس میں بھی تو نیک ظن نہیں رکھتے تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ موحدین کی بے دینی پر مدار الحق میں شائد تین سو کے قریب مہر لگی تھے۔ پھر جب کہ تکفیر ایسی سستی ہے تو پھر ان کی تکفیروں سے کوئی کیونکر ڈرے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ میاں نذیر حسین اور شیخ بٹالوی نے اس تکفیر میں جعل سازی سے بہت کام لیا ہے اور طرح طرح کے افتراء کر کے اپنی عاقبت درست کر لی ہے۔ (مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ ج ۱۔ ص ۳۳۰۔ ۳۳۲)

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب دافع الوساوس (آئینہ کمالات اسلام) فتویٰ تکفیر کے جواب میں لکھی ہے جو سید نذیر حسینؒ نے مولانا بٹالویؒ کے استفتاء پر دیا تھا۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میں نے فتح اسلام وغیرہ کتابیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لکھیں تو ان سے فائدہ ہونے کی بجائے بعض علماء کی فتنہ اندازی کی وجہ سے معاملہ برعکس ہوا اور اسی بنا پر اس عاجز کا نام بھی کافر اور ملحد اور زندیق اور دجال رکھا اس فتنہ اندازی کے اصل بانی مبانی ایک شیخ صاحب محمد حسین نام ہیں جو بٹالہ ضلع گورداسپور میں رہتے ہیں سب سے پہلے استفتا کا کاغذ ہاتھ میں لے کر ہر ایک طرف یہی صاحب دوڑے۔ چنانچہ سب سے پہلے کافر اور مرتد ٹھہرانے میں میاں نذیر حسین صاحب دہلوی نے قلم اٹھائی اور بٹالوی صاحب کے استفتاء کو اپنی کفر کی شہادت سے مزین کیا۔ اور میاں نذیر حسین نے اس عاجز کو بلا توقف وتامل کافر ٹھہرا دیا غرض بانی استفتاء بطالوی صاحب اور اول المکفرین میاں نذیر حسین صاحب ہیں اور باقی سب ان کے پیرو ہیں جو اکثر بٹالوی صاحب کی دل جوئی اور دہلوی صاحب کے حق استادی کی رعائت سے ان کے قدم پر قدم رکھتے گئے اور عموماً تمام علمائے مکفرین پر یہ افسوس ہے کہ انہوں نے بلا تفتیش و تحقیق بٹالوی صاحب کے کفرنامہ پر مہریں لگا دیں جیسے ایک بھیڑ دوسری بھیڑ کے پیچھے چلی جاتی ہے اور جو کچھ وہ کھانے لگتی ہے اسی پر یہ بھی دانت مارتی ہے یہی طریق اس تکفیر میں ہمارے بعض علماء نے بھی اختیار کر لیا۔

(مقدمہ دافع الوساوس۔ص ۳۰۔۳۳ خزائن ج ۵)

اور یوں یہ ساری کتاب اسی فتوے کی تردید میں ہے اور اس کتاب کے صفحہ ۱۶۲ سے ۱۰ دسمبر ۱۸۹۲ء کا اشتہار مباہلہ شروع ہوتا ہے جس کے مخاطب میاں نذیر حسین پھر مولانا بٹالوی اور پھر سب علماء مکفرین ہیں۔ اور اس کتاب کے صفحہ ۲۸۹ پر بٹالوی صاحب کے نام مرزا صاحب کا خط ہے جو ۳۱ دسمبر ۱۸۹۲ء کو لکھا گیا جس میں منذر الہام اور آسمانی فیصلہ کا ذکر ہے۔ اور اس کے بعد مولانا بٹالوی کا جواب ہے اور ساتھ ہی مرزا صاحب کی طرف سے جواب الجواب ہے جو صفحہ ۳۲۶ تک چلتا ہے۔ اور اس کتاب کے صفحہ ۵۹۷ پر (روحانی خزائن جلد ۵) شیخ محمد حسین بٹالوی کے اس مضمون کا جواب ہے جو انہوں نے ۹ جنوری ۱۸۹۳ء کو لکھ کر اپنے پرچہ اشاعۃ السنہ نمبر ا جلد ۱۵ میں شائع کیا تھا۔ یہ جواب صفحہ ۶۰۴ تک چلتا ہے۔

مرزا صاحب کی ایک تصنیف کا نام سراج منیر ہے جو ۱۸۹۷ء میں شائع ہوئی (۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مرزا صاحب نے سراج منیر کی تیاری کی خبر دی اور اس کی طباعت کے لیے کافی رقم اکٹھی کی۔ گیارہ سال بعد ۲۴ مارچ ۱۸۹۷ء کو سراج منیر کے نام سے ۷۲ صفحات کا ایک رسالہ شائع کر دیا جو سابقہ اعلان سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا تھا اور اسے بھی مفت تقسیم کرنے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بجائے قیمتاً فراہم کیا اور جمع شدہ رقم کا کوئی حساب نہیں دیا) اس میں اپنے مخالفین کے تذکرے میں آپ لکھتے ہیں: نذیر حسین دہلوی نے تکفیر کی بنیاد ڈالی۔ محمد حسین بٹالوی نے کفار مکہ کی طرح یہ خدمت اپنے ذمے لے کر تمام مشاہیر اور غیر مشاہیر سے کفر کے فتوے اس پر لگوائے (خزائن جلد ۱۲۔ سراج منیر ص ۷۰)۔ اور: شیخ محمد حسین صاحب اشاعۃ السنہ جو بانی مبانی تکفیر ہے اور جس کی گردن پر نذیر حسین دہلوی کے بعد تمام مکفروں کے گناہ کا بوجھ ہے

(خزائن جلد ۱۲۔ سراج منیر۔ ص ۸۰)

اور مرزا قادیانی اپنے استفتاء میں لکھتے ہیں، ہامان سے مراد نذیر حسین دہلوی ہے۔ فرعون سے مراد محمد حسین ہے۔ (خزائن جلد ۱۲ استفتاء ص ۱۳۰)۔ اور اپنے تحفہ گولڑویہ میں شیخ الاسلام محمد حسین بٹالویؒ کا ذکر فرماتے ہوئے مرزا صاحب لکھتے ہیں: اول المکفرین وہی تھے۔ اور اس آگ کو اپنی شہرت کی وجہ سے تمام ملک میں سلگانے والے میاں نذیر حسین صاحب دہلوی تھے۔ (خزائن جلد ۱۷۔ تحفہ گولڑویہ ص ۲۱۵)۔ نیز فرماتے ہیں: اس الہام میں خدا تعالیٰ نے استفتاء لکھنے والے (محمد حسین) کا نام فرعون رکھا اور فتویٰ دینے والے (نذیر حسین) کا نام جس نے اول فتویٰ دیا ہامان۔ (خزائن جلد ۱۷۔ تحفہ گولڑویہ ص ۶۷)

اور مرزا قادیانی نے اپنے لدھیانوی لیکچر میں فرمایا ہے کہ: محمد حسین نے میرے خلاف فتویٰ جاری کرایا اور اس فتوے کو ہندوستان کے تمام بڑے شہروں میں پھرایا گیا اور دو سو کے قریب مولویوں اور مشائخوں کی گواہیاں اور مہریں اس پر کرائی گئیں۔ (لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن۔ جلد۔ ۲۰ ص ۲۵۰)

مرزا قادیانی نے اپنی براہین پنجم میں بھی مولانا بٹالویؒ اور سید نذیر حسینؒ اور ان کے فتوے کا ذکر ہے۔ لکھا ہے: پھر فرماتا ہے کہ اس مکر کرنے والے کو یاد کر جو تجھے کافر ٹھہرائے گا اور تیرے دعوے سے منکر ہوگا وہ ایک اپنے رفیق سے استفتاء پر فتویٰ لے گا تا عوام کو اس سے افروختہ کرے۔ ہلاک ہو گئے دونوں ہاتھ ابی لہب کے جن سے وہ فتویٰ لکھا تھا (حاشیہ۔ اس جگہ ابی لہب کے معنی ہیں آگ بھڑکنے کا باپ یعنی اس ملک میں جو تکفیر کی آگ بھڑکے گی دراصل باپ اس کا وہ ہوگا جس نے یہ استفتاء لکھا) (براہین احمدیہ۔ پنجم۔ خزائن جلد ۲۱ ص ۸۴)

اور، اس سے پہلی پیش گوئی اس استفتا کے بارے میں ہے جو مولوی محمد حسین کے ہاتھ سے اور مولوی نذیر حسین کے فتویٰ لکھنے سے ظہور میں آئی جس سے دنیا میں ایک شور اٹھا اور سب نے ہمارا تعلق چھوڑ دیا۔ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کافراور بے ایمان اور دجال کہنا موجب ثواب سمجھا۔ (براہین احمدیہ پنجم خزائن جلد ۲۱ ص ۸۵)۔

نیز لکھا ہے کہ اس سے پہلی پیش گوئی اس استفتاء کے بارے میں ہے جو مولوی محمد حسین کے ہاتھ سے اور مولوی نذیر حسین کے فتویٰ لکھنے سے ظہور میں آیا جس سے ایک دنیا میں شور اٹھا اور سب نے ہمارا تعلق چھوڑ دیا اور کافر اور بے ایمان اور دجال کہنا موجب ثواب سمجھا۔ (براہین احمدیہ پنجم۔خزائن ص ۸۵)

اور اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں شیخ الاسلام محمد حسین بٹالوی کے بارے میں لکھا ہے کہ اس نے:

جرأت کے ساتھ زبان کھول کر میرا نام دجال رکھا اور میرے کفر پر فتویٰ لکھوا کر صدہا پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں سے مجھے گالیاں دلوائیں۔اور مجھے یہود ونصاری سے بدتر قرار دیا۔

(روحانی خزائن۔ج ۲۲۔حقیقۃ الوحی۔ص ۴۵۳)

قادیانی کی ضروری گذارش ۲۸ مئی ۱۸۹۲ء

مرزا قادیانی نے دافع الوساوس یعنی آئینہ کمالات اسلام، حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی کے خلاف اوران کے تیار کردہ فتوی تکفیر کے ردعمل میں لکھی اوراس کی بڑے وسیع پیمانے پر پبلسٹی (publicity) فرمائی، اس کے متعلق اشتہارات دیئے گئے جن میں اس کی خوبیاں گنوائیں گئیں۔اور یہ بھی بتایا کہ اس کتاب کی تصنیف کے دوران کے انہیں حضرت رسالتمآب ﷺ کی زیارتیں ہوئی ہیں اور آپ ﷺ نے اس کتاب پر خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے۔اور مرزا صاحب نے اس کی اشاعت کے لئے مالی مدد کی اپیلیں کیں۔ایک اشتہار: ضروری گذارش: اے مردان بکوشید و برائے حق بجوشگ ، کے عنوان سے جاری ہوا جس میں لکھا:

...میں نے قصد کیا ہے کہ اب قلم اٹھا کر اس کو اس وقت تک موقوف نہ رکھا جائے جب تک خدا تعالی اندرونی اور بیرونی مخالفوں پر کامل حجت پوری کر کے حقیقت عیسویہ کے حربہ سے حقیقت دجالیہ کو پاش پاش نہ کرے...سلسلہ تالیفات کو بلا فصل جاری رکھنے کے لئے میرا پختہ ارادہ ہے اور یہ خواہش ہے کہ اس رسالہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

چھپنے کے بعد جس کا نام نشان آسمانی ہے رسالہ دافع الوساوس طبع کرا کر شائع کیا جاوے اور بعد اس کے بلا توقف رسالہ حیات النبی وممات المسیح جو یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں بھیجا جائے گا شائع ہو اور بعد اس کے بلا توقف حصہ پنجم براہین احمدیہ جس کا دوسرا نام ضرورت قرآن رکھا گیا ہے ایک مستقل کتاب کے طور پر چھپنا شروع ہو.... اگر میری جماعت میں ایسے احباب ہوں جو ان پر بوجہ املاک واموال وزیورات وغیرہ زکوۃ فرض ہو تو ان کو سمجھنا چاہیے کہ اس وقت دین اسلام جیسا غریب اور یتیم اور بے کس کوئی بھی نہیں اور زکوۃ نہ دینے پر جس قدر تہدید شرع وارد ہے وہ بھی ظاہر ہے اور عنقریب ہے جو منکر زکوۃ کافر ہو جائے۔ پس فرض عین ہے جو اسی راہ میں اعانت اسلام میں زکوۃ دی جائے۔ زکوۃ میں کتابیں خریدی جائیں اور مفت تقسیم کی جائیں...اور میری تالیفات بجز ان رسائل کے اور بھی ہیں جو نہایت مفید ہیں جیسے رسالہ احکام القرآن اور اربعین فی علامات المقربین اور سراج منیر اور تفسیر کتاب عزیز۔ لیکن چونکہ کتاب براہین احمدیہ کا کام ازبس ضروری ہے اس لئے بشرط فرصت کوشش کی جائے گی کہ یہ رسائل بھی درمیان میں طبع ہو کر شائع ہو جائیں...

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۲۸ مئی ۱۸۹۲ء

(مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ جلد اول۔ ص ۳۲۴۔ ۳۲۶)

قادیانی اشتہار آئینہ کمالات اسلام ۱۰۔ اگست ۱۸۹۲ء

اس میں مرزا صاحب نے لکھا:

یہ کتاب جس کا نام عنوان میں درج ہے میں نے بڑی محنت اور تحقیق اور تفتیش سے صرف اس غرض اور نیت سے تالیف کی ہے کہ تا اسلام کے کمالات اور قرآن کریم کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کروں...اس کتاب میں ان تمام اوہام اور وساوس کا جواب بھی دیا گیا ہے جو کوتاہ نظر لوگ مدعیان اسلام ہو کر پھر ایسی باتیں مونہہ پر لاتے ہیں جو درحقیقت اللہ اور رسول اور قرآن کریم کی ان میں اہانت ہے اسی وجہ سے اس کتاب کا دوسرا نام دافع الوساوس بھی رکھا گیا ہے.... یہ کتاب اسلام اور فرقان کریم اور حضرت سیدنا ومولانا خاتم الانبیا ﷺ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

برکات دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے ایک نہایت عمدہ اور مبارک ذریعہ ہے اس لئے میں نے اللہ جل شانہ پر توکل کر کے چودہ سو کاپی چھپوانی شروع کر دی ہے اور امید ہے کہ ڈیڑھ ماہ یا غایت دو ماہ تک یہ کام بخیر و خوبی ختم ہو جائے گا... اخویم مولوی حکیم نور دین صاحب اور اخویم حکیم فضل دین صاحب اور اخویم نواب محمد علی خان صاحب اور اخویم مولوی سید تفضّل حسین صاحب اور جملہ احباب سیالکوٹ اور کپورتھلہ کی ہمدردی کا شکر قابل اظہار ہے کہ انہوں نے میری پہلی کتابوں کی خریداری میں بہت مدد دی... ایک سفلہ دنیا پرست کور باطن اپنے کسی عزیز فرزند کی شادی کیلئے دل کھول کر اپنا مال عزیز خرچ کرتا ہے یا ایک جاہل امیر اپنی شان و شوکت کی عمارت بنانے کیلئے ایک خزانہ کھول دیتا ہے سو اٹھو اور کچھ خدمت کر لو کہ دنیا روزے چند اور آخر کار با خداوند....

اگر اس وقت اور اس زمانہ میں کوئی دولت مند خواب غفلت سے بیدار ہو جائے تو مولی کریم اور اس کے رسول سید الرسل ﷺ کے راضی کرنے کے لئے کیسا عمدہ اور مبارک وقت ہے......

المشتہر میرزا غلام احمد از مقام قادیان ضلع گورداسپور دہم اگست ۱۸۹۲ء

(مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ جلد اول۔ ص ۳۳۳۔۳۳۶)

اشتہار کتاب آئینہ کمالات اسلام

یا ایھا الذین آ منوا ان تنصرو اللہ ینصر کم۔ اے ایمان دارو اگر تم اللہ کی مدد کرو تو وہ تمہاری مدد کرے گا

اے عزیزان مدد دین متین آن کارے ست　　کہ بصد زہد میسر نہ شود انسان را

واضح ہو کہ یہ کتاب جس کا نام نامی عنوان میں درج ہے ان دنوں اس عاجز نے اس غرض سے لکھی ہے کہ دنیا کے لوگوں کو قرآن کریم کے کمالات معلوم ہوں اور اسلام کی اعلیٰ تعلیم سے ان کو اطلاع ملے اور میں اس بات سے شرمندہ ہوں کہ میں نے یہ کہا کہ میں نے اس کو لکھا، کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ خدا تعالی نے اول سے آخر تک اسکے لکھنے میں آپ مجھ کو عجیب در عجیب مددیں دی ہیں اور وہ عجیب لطائف و نکات اس میں بھر دیئے ہیں کہ جو انسان کی معمولی طاقتوں سے بہت بڑھ کر ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ اس نے یہ اپنا ایک نشان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دکھلایا ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ کیونکر اسلام کی غربت کے زمانہ میں اپنی خاص تائیدوں کے ساتھ اس کی حمایت کرتا ہے اور کیونکر ایک عاجز انسان کے دل پر تجلی کر کے لاکھوں آدمیوں کے منصوبوں کو خاک میں ملاتا اور ان کے حملوں کو پاش پاش کر کے دکھلا دیتا ہے مجھے یہ بڑی خواہش ہے کہ مسلمانوں کی اولاد اور اسلام کے شرفاء کی زریت جن کے سامنے نئے علوم کی لغزشیں دن بدن بڑھتی جاتی ہیں اس کتاب کو دیکھیں۔ اگر مجھے وسعت ہوتی تو میں تمام جلدوں کو مفت للہ تقسیم کرتا۔ عزیزو! یہ کتاب قدرت حق کا ایک نمونہ ہے اور انسان کی معمولی کوششیں خود بخود اس قدر ذخیرہ معارف کا پیدا نہیں کر سکتیں۔ اس کی ضخامت چھ سو صفحہ کے قریب ہے اور کاغذ عمدہ اور کتاب خوش خط اور قیمت دو روپیہ اور محصول علاوہ ہے اور یہ صرف ایک حصہ ہے اور دوسرا حصہ الگ طبع ہوگا اور قیمت اس کی الگ ہوگی اور اس میں علاوہ حقائق و معارف قرآنی اور لطائف کتاب رب عزیز کے ایک وافر حصہ ان پیشگوئیوں کا بھی موجود ہے جن کو اول سراج منیر میں شائع کرنے کا ارادہ تھا۔ اور میں اس بات پر راضی ہوں کہ اگر خریداران کتب میری اس تعریف کو خلاف واقعہ پاویں تو مجھے کتاب واپس کر دیں۔ میں بلاتوقف ان کی قیمت واپس بھیج دونگا۔ لیکن یہ شرط ضروری ہے کہ کتاب دو ہفتے کے اندر واپس کر دیں اور دست مالیدہ اور داغی نہ ہو۔

اخیر میں یہ بات بھی لکھنا چاہتا ہوں کہ اس کتاب کی تحریر کے وقت دو دفعہ جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت مجھ کو ہوئی اور آپ نے اس کتاب کی تالیف پر بہت مسرت ظاہر کی اور ایک رات یہ بھی دیکھا کہ ایک فرشتہ بلند آواز سے لوگوں کے دلوں کو اس کتاب کی طرف بلاتا ہے اور کہتا ہے هذا کتا ب مبار ك فقو موا للا جلا ل و الا کرا م۔ یعنی یہ کتاب مبارک ہے اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

اب گذارش مدعا یہ ہے کہ جو صاحب اس کتاب کو خریدنا چاہیں وہ بلاتوقف مصمم ارادہ سے اطلاع بخشیں تاکہ کتاب بذریعہ ویلیو پے ایبل ان کی خدمت میں روانہ کی جائے۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گرداسپور پنجاب۔ (مطبوعہ ریاض ہند پریس قادیان۔ یہ اشتہار ضمیمہ آئینہ کمالات اسلام اڈیشن اول مطبوعہ ریاض ہند پریس قادیان کے صفحہ ۱ پر ہے)

(مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ جلد اول ص ۳۶۹۔۳۷۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الغرض حضرت مولانا بٹالویؒ اور ان کے فتوی تکفیر کے خلاف یہ کتاب بڑے زور شور سے لکھی گئی، خدائی امداد کے دعوے کئے گئے، آنحضرت ﷺ کے اظہار مسرت کی نوید سنائی گئی، فرشوں سے اس کی تعظیم و تکریم کا اعلان کروایا گیا، اور اس کی طبع و اشاعت کے لئے زکوۃ و خیرات کی مدات سے چندے طلب کئے گئے ۔اور پھر جب اس کا پوسٹ مارٹم ہوا، اور شیخ الاسلام نے اس کے بخیے ادھیڑے، وہ بھی خاصے کی چیز ہے جسے قارئین عنقریب ملاحظہ کریں گے۔ان شاء اللہ

جلسہ قادیان ۱۸۹۲ء

دسمبر ۱۸۹۲ء میں قادیان میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مرزا صاحب کے نئے اور پرانے مریدوں نے شرکت کی۔ حاضرین کی تعداد سے مرزا صاحب بہت خوش ہوئے اور انہوں نے، ناظرین کی توجہ کے لئے، کے عنوان سے بایں الفاظ ایک اشتہار لکھا:

اس بات کے سمجھنے کے لئے کہ انسان اپنے منصوبوں سے خدا تعالی کے کاموں کو روک نہیں سکتا، یہ نظیر نہایت تشفی بخش ہے کہ سال گذشتہ میں جب ابھی فتوی تکفیر میاں بٹالوی صاحب کا طیار نہیں ہوا تھا اور نہ انہوں نے کچھ بڑی جد و جہد اور جان کنی کے ساتھ اس عاجز کے کافر ٹھہرانے کے لئے توجہ فرمائی تھی صرف ۵۵۔احباب اور مخلصین تاریخ جلسہ پر قادیان میں تشریف لائے تھے مگر اب جب کہ فتوی طیار ہو گیا اور بٹالوی صاحب نے ناخنوں تک زور لگا کر اور آپ بصد مشقت ہر یک جگہ پہنچ کر اور سفر کی ہر روزہ مصیبتوں سے کوفتہ ہو کر اپنے ہم خیال علماء سے اس فتوی پر مہریں ثبت کرائیں اور وہ اور ان کے ہم مشرب علماء بڑے ناز اور خوشی سے اس بات کے مدعی ہوئے کہ گویا اب انہوں نے اس الٰہی سلسلہ کی ترقی میں بڑی روکیں ڈال دی ہیں، تو اس سالانہ جلسہ میں بجائے ۷۵، کے تین سو ستائیس احباب شامل جلسہ ہوئے اور ایسے صاحب بھی تشریف لائے جنہوں نے توبہ کر کے بیعت کی۔اب سوچنا چاہیے کہ کیا یہ خدا تعالی کی عظیم الشان قدرتوں کا ایک نشان نہیں کہ بٹالوی صاحب اور ان کے ہم خیال علماء کی کوششوں کا الٹا نتیجہ نکلا اور وہ سب کوششیں برباد گئیں۔کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یہ خدا تعالی کا فعل نہیں کہ میاں بٹالوی کے پنجاب اور ہندوستان میں پھرتے پھرتے پاؤں بھی گھس گئے لیکن انجام کار خدا تعالی نے ان کو دکھلا دیا کہ کیسے اس کے ارادے انسان کے ارادوں پر غالب ہیں و اللہ غالب علی امرہ و لکن اکثر الناس لا یعلمون ۔اس سال خدا تعالی نے دو نشان ظاہر کئے ۔ایک بٹالوی کا اپنی کوششوں میں نامراد رہنا، دوسری اس پیش گوئی کے پورے ہونے کا نشان جو نور افشان ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء میں چھپ کر شائع ہوئی تھی ۔اب بھی بہتر ہے کہ بٹالوی صاحب اور ان کے ہم مشرب باز آ جائیں اور خدا تعالی سے لڑائی نہ کریں۔ و السلام علی من اتبع الھدی ۔(یہ اشتہار ضمیمہ آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۱۷ پر طبع ہوا ہے)(مجموعہ اشتہارات قادیانی ۔جلد اول ۔ص ۳۶۶ ۔۳۶۷)(یادر ہے کہ سال آئندہ ۱۸۹۳ء کا جلسہ مرزا صاحب نے منسوخ کر دیا تھا، اور منسوخی کی وجوہات اپنے ایک اشتہار میں درج فرمائی تھیں، جسے ہم متفرقات میں کر رہے ہیں، اس سے قارئین کو معلوم ہوگا کہ مرزا صاحب جس ۱۸۹۲ء والے جلسے کے گن گا رہے ہیں اسے کچھ عرصہ بعد بدعت شنیعہ کہہ رہے تھے اور اس کے اثرات بد کا ذکر کر رہے تھے اور بتا رہے تھے کہ لوگوں کو پیسے دے دے کر بلایا گیا ۔لیکن ان میں کوئی للّٰہیت نہیں ہوئی ۔وغیرہ ۔بہاء)

جلسہ قادیان سے متعلق مرزا قادیانی کے دعاوی پر شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ نے اشاعۃ السنۃ

(جلد ۱۵ نمبر یکم لغایت ہشتم بابت ۱۳۰۹ ۔۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء، جو اپریل ۔مئی ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی، میں بصفحہ ۲ تا ۴، میں لکھا:

مرزا غلام احمد قادیانی نے مناظرات لودہانہ اور دہلی میں شکست کھائی، تو اس کو اپنے بچاؤ کی تدبیر اس کے سوا کچھ نہ سوجھی کہ قادیان میں پناہ گزین ہو کر گوشہ خلوت اختیار کرے اور اس مصرعہ پر کار بند ہو: ہیچ آفت نرسد گوشہ تنہائی ما گو حریف اس کو گریز سمجھیں ۔اور اس بیت کا مصداق خیال کریں

زاہد نہ داشت تاب وصال پری رخاں   کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت

مگر پھر مرزا صاحب کو یہ فکر و حیرت ہوئی کہ خلوت اختیار کریں، تو کھائیں کہاں سے؟ کیونکہ اس کی زمین (جس کی نظر سے اپنے آپ کو رئیس قادیان سمجھتا ہے) کی سالانہ آمدنی اس کے ایک مہینے کے خرچ کی بھی مکتفی نہیں ہے اور ایسے لوگوں کو چپ چاپ بیٹھنے سے باہر سے بھی کوڑی آنے کی امید نہیں ہوتی ۔یہ سوچ کر اس نے دو تدبیریں زرکشی اور اوقات بسری کی (جن سے خلوت بھی قائم رہے اور روٹی بھی مل جائے) نکالیں۔

ایک تدبیر یہ کہ قادیان میں ایک سالانہ میلہ یا بھنڈارہ مقرر کریں، اس کی ترغیب و تحریص کیلئے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مضمون کے اشتہار جاری کریں کہ اس جلسہ میں ایسے انوار و برکات وآثار وآیات ظاہر ہوں گی، جن کو حاضرین خود مشاہدہ کرلیں گے۔ اس مضمون کو سن کر اس میلہ میں اکثر عوام کالانعام جو دنیا میں حیوانات کی طرح زندگی بسر کررہے ہیں، اوران بھیڑوں کی مانند جن میں اگر ایک کسی چیز کی طرف منہ مارنے کو دوڑتی ہے، تو اس کو دیکھ کر بیسیوں اسی طرف دوڑتی ہیں، آئیں گی۔ اور بعض خواص بھی آئیں گے تو وہ نئی روشنی نئے فیشن کے ہوں گے جو اس کے نیچر یانہ خیالات کو پسند کرتے ہوں گے۔ پس عوام کو ان کے مذاق کے موافق اپنی کرامات اور جھوٹے الہامات سنائیں گے اور خواص کو عقلی اور نیچری تقریریں اور دلائل سنا کر دام میں لائیں گے اور اس میلہ میں سو پچاس چندہ کا روپیہ خرچ کر کے سال بھر کی روٹیاں کمالیں گے۔

دوسری تدبیر یہ کہ علماء وقت سے بحث مباحثہ یک لخت چھوڑ دیں، اور اپنے پرانے خیالات ملحدانہ کو نئے نئے رنگ دے کر اوران کے روپ بدل کر شائع ومشتہر کرتے رہیں۔ ان میں اگر کسی مولوی سے مخاطب ہوں تو وہ بھی ایسے طور پر کہ ان کے سوال یا اعتراض کا پورا جواب نہ دیں، بلکہ ان کے مقابلہ میں کوئی اور ہی عوام فریب اور دلچسپ بات کہکر شائع کردیں۔ اور بحث بھی کریں تو اس طرز کی جیسے مشہور ہے کہ کسی نے ایک شخص کو کہا کہ بھائی تمہاری ازار ٹخنے سے نیچے لٹک رہی ہے اور یہ امر خلاف شریعت ہے۔ تو اس نے یہ جواب دیا کہ تمہارے باوا جی کے نکاح میں جو پلاؤ پکا تھا، اس میں نمک کہاں برابر تھا؟ اس تدبیر سے معتقد و مرید بھی جمے رہیں گے اور نئی تصانیف کی قیمت میں نقدی بھی خوب وصول ہوگی۔

مرزا صاحب کی پہلی تدبیر کا اثر ۱۸۹۱ء میں تو صرف اتنا ہوا تھا کہ اس میلہ کی پٹری جم گئی۔ اس میں قادیانی صاحب کے اخص مرید آئے اور چند اجنبیوں کو بھی پھنسا لائے۔ ان کے سامنے آپ نے اسلام کی موجودہ حالت کا خوفناک ہونا، اور اپنا نصرت اسلام کے لئے مستعد ہونا ظاہر کر کے ان کے دل میں یہ بات جمادی کہ اس میلہ سے یہی غرض و مقصود ہے اور ہر سال خیر خواہان اسلام کا اس میلہ میں آنا ضروری ہے۔ ۱۸۹۲ء میں اس پٹری پر ایک عمارت بنائی گئی۔ اشتہار اور پرائیویٹ خطوں کے ذریعہ انوار و آیات وآثار و برکات کی خوب طمع دلائی گئی، اور اخص مریدوں نے وہ طمع امید کے درجہ تک پہنچا دی۔ سال گذشتہ کے مخلص مرید آئے اور وہ بہت سے نئے جانوروں کو جو محض امی (ان پڑھ) تھے، جھوٹی طمع دے کر پھنسا لائے۔ بعض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

شرکاء میلہ سمجھدار اور خواندہ بھی تھے مگر از انجملہ بعض ذاتی اغراض سے شامل ہوئے، بعض صرف وزیٹر یعنی تماشائی تھے، بعض اگزیمینر (ممتحن)۔

اس جلسہ میں مرزا قادیانی نے جو عوام اور بعض خواص کو بعض ناٹک اور کرتب دکھائے۔ از انجملہ تین امر زیادہ توجہ ناظرین کے لائق ہیں جن سے قادیانی نے اپنے مطبوعہ کیفیت کے جلسہ میں صرف امر سوم کا ذکر کیا ہے، باقی دو کا ذکر چھوڑ دیا ہے۔

امر اول یہ کہ ایک شخص مسلوب الحواس میاں کریم بخش کمال پوری کو لوگوں کے سامنے پیش کیا اور اس کے منہ سے یہ کہلوا دیا کہ گلاب شاہ مجذوب نے یہ کہہ دیا تھا کہ آنے والا مسیح، غلام احمد قادیانی ہے۔ اس بات کو مرزا قادیانی نے اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۰۵ میں اور رسالہ نشان آسمانی میں بھی ذکر کیا ہے۔ اس کاروائی پر حاضرین عوام کالانعام کو مرزا صاحب قادیانی کے مسیح موعود ہونے کا یقین ہو گیا اور کسی بے چارہ کو یہ خیال نہ آیا کہ، اول تو اس مسلوب الحواس شخص کی بات کا کیا اعتبار ہے؟ اور اگر وہ اس بیان میں سچا ہے تو پھر اس مجذوب کا کیا اعتبار ہے؟ اور جس مسیح کی اطاعت اور اس کے دعوی کی اجابت اس وقت کی تمام دنیا کے اہل اسلام پر واجب ہے، اس کی تائید میں خدا تعالی کی طرف سے ایسے ہی مسلوب الحواس اور مجذوبوں کی شہادت کافی ہوسکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ خصوصاً اس حالت میں کہ اس مسلوب الحواس کی تلقین کیلئے قادیانی کا ایک خلیفہ عبدالقادر جمال پوری مقرر و مسلط ہے۔

امر دوم یہ کہ مرزا قادیانی نے وجوہات فتوی تکفیر علماء پنجاب و ہندوستان اپنے اوپر سے ٹلانے کے لئے اپنا قائل معجزات و کرامات ہونا بیان کیا اور اس کے ضمن میں یہ بھی کہہ دیا کہ کسی بزرگ کی دعا یا کرامت سے یہ کوٹھا (ایک کوٹھے کی طرف اشارہ کر کے) پرواز کر سکتا ہے۔ اس پر اگرچہ قادیانی کے نیچری معتقد گھبرائے اور سنا ہے کہ بعض یہ کلمہ سن کر بلا ملاقات قادیان سے چلے آئے، اور باقی ماندہ نیچریوں کے مرزا قادیانی نے بلطائف الحیل آنسو پونچھے، اور ان کی طفل تسلی کی، مگر عوام کالانعام پر اس بیان کا اثر بحق قادیانی مفید پڑا اور انہوں نے سمجھ لیا کہ قادیانی معجزات کا منکر نہیں ہے۔

مرزا صاحب نے اپنی مطبوعہ کیفیت جلسہ قادیان سے اس بیان کو، جس سے اس کو نفع ہوا تھا، صرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس خیال سے نکال دیا کہ اس کے نیچری دوست، جو اس وقت حاضر نہ تھے، اس بیان کو سن کر منحرف نہ ہو جائیں امر سوم۔ قادیانی نے بڑے زور شور سے بیان کیا کہ اس وقت یورپ اور امریکہ میں اسلام پھیلتا جاتا ہے۔ اور اس کا باعث اس کی ذات اور تبلیغی کوششیں ہیں جن کو تیز کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اسے مالی امداد فراہم کی جائے (قادیانی اور اس کے خواص حواری، یورپ اور امریکہ کے اسلام کو قادیانی کے برکات اور کرامات سے سمجھتے ہیں امریکہ میں اسلام کی نسبت تو ان کا صاف یہ دعوی ہے کہ مسٹر الیگزینڈر رسل وب صاحب، جنہوں نے امریکہ میں اسلام کا علم بلند کیا ہے، کو قادیانی سے ہدایت ہوئی ہے۔ صاحب موصوف نے قادیانی سے خط و کتابت کی، جو شحنہ حق میں چھپی ہے، تو قادیانی نے ان کی تسلی کر دی جس کے سبب وہ مسلمان ہو گئے اور یورپ میں قادیانی کے ذریعہ سے اسلام پھیلنے کی بابت رسالہ فتح اسلام میں متعدد اشارات کئے ہیں۔ لکھا ہے: ناسمجھ لوگ خیال کرتے ہیں کہ دنیا کے خیالات نے خود بخود راستی کی طرف پلٹا کھایا ہے، لیکن درحقیق یہ کام ان فرشتوں کا ہوتا ہے جو خلیفۃ اللہ کے ساتھ آسمان سے اترتے ہیں، درحقیقت یہ فرشتے اس خلیفۃ اللہ سے الگ نہیں ہوتے، اسی کے چہرہ کا نور ہوتے ہیں، خواہ وہ جسمانی طور پر نزدیک یا دور ہو۔ وہ جوش ایشیائی لوگوں میں پیدا ہوں یا یورپ کے باشندوں میں۔ ایسے وقت میں نہایت ضروری اور اہم امر یہ ہے کہ نئے رسائل تالیف کر کے اور انگریزی زبان میں ان کو چھپوا کر ان کے پاس بھیجے جائیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس امر اہم میں روپیہ سے مدد دیں۔

درحقیقت یہ دونوں باتیں خیال اور سودائے محال ہیں۔ الیگزینڈر صاحب موصوف نے قادیانی سے کچھ ہدایت و تسلی نہیں پائی۔ ان کا خط بے شک قادیانی کے پاس آیا مگر جو اس کا جواب قادیانی نے دیا، وہ تسلی بخش نہ تھا۔ صاحب مذکور دسمبر ۱۸۹۲ء میں لاہور میں رونق افروز ہوئے تو قادیانی کے حواری منشی عبدالحق پنشنرا کونٹنٹ، منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ، منشی امیر الدین وغیرہ ان کے گرد ہو گئے کہ آپ قادیان تشریف لے چلیں اور قادیانی سے ملاقات کریں۔ انہوں نے انکار کر دیا اور صاف کہا کہ مجھے قادیانی سے کوئی تسلی نہیں ہوئی اور قادیان کی طرف منہ کر کے تھوکا بھی نہیں۔

اور فتح اسلام میں جو کچھ قادیانی نے کہا ہے وہ محض ڈھکوسلہ ہے اور حمقاء کے پھنسانے کے لئے دھوکہ۔ قادیانی درحقیقت وجود ملائکہ کا قائل نہیں اس کلام میں وہ ملائکہ کو خلیفۃ اللہ کے انوار بتا چکا ہے اور آسمان سے ان کے نزول کو محال جانتا ہے۔ افسوس قادیانی کے اکثر معتقدین بے علم ہونے کی وجہ سے ایسی باتوں کو نہیں سمجھتے اور جو پڑھے لکھے ہیں وہ اس کی کورانہ تقلید کے سبب اسکے کلام کو نہیں دیکھتے۔ محمد حسین)

حاضرین مجلس یہ سن کر لٹو ہو گئے اور قادیانی کی مدد کو دین سمجھ کر اپنے جیبوں سے روپیہ نکالنے یا فہرست میں، جس کو قادیانی نے کتاب دافع الوساوس کے آخر میں شائع کیا ہے، نام درج کرانے لگ گئے اور کسی کو یہ خیال نہ آیا کہ یہ شخص مسلمانوں کا دس ہزار سے زیادہ روپیہ خورد برد کر چکا ہے اور اب تک اسلام اور مسلمانوں کو اس سے کوئی نفع نہیں پہنچا۔ نہ ان روپئوں سے کتاب براہین احمدیہ کو، جس میں تین سو دلائل حقیت قرآن اور اسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے بیان کا وعدہ دیا تھا، چھاپا اور نہ رسالہ قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ، جس کا رسالہ شحنۂ حق میں اشتہار دیا تھا، نکالا۔ نہ رسالہ سراج منیر، جس کا اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں چند ہفتوں کے بعد شائع کرنے کا وہ وعدہ دے چکا تھا، شائع کیا۔ نہ رسالہ تجدید دین یا اشعۃ القرآن اس نے چھاپ کر مشتہر کیا۔ پھر اپنے اموال کو اس کے ذاتی مصارف کے لئے کیوں برباد کر رہے ہیں؟

اور مرزا صاحب کی دوسری تدبیر کا اثر و نتیجہ ۱۸۹۱ء میں یہ ظاہر ہوا کہ اس نے فیصلہ آسمانی شائع کر کے اپنے اتباع کا گھر پورا کیا، اور اس کے ذریعہ سے خوب روپئہ کمایا۔ (اس فیصلہ آسمانی کا جواب مولانا بٹالوی نے اشاعۃ السنہ نمبر ایک لغایت ۴ جلد ۱۴ میں دیا ہے)۔

۱۸۹۲ء میں اس تدبیر ثانی کا ایک اثر مرزا قادیانی کا رسالہ نشان آسمانی ہے جس میں اس نے ایک تو اسی کریم بخش مسلوب الحواس کی شہادت کو بیان کیا ہے، دوسرا نعمت اللہ ولی کے قصیدہ مشہورہ کو، جس میں انہوں نے مسیح و مہدی کی خبر دی ہے، اپنے اوپر لگا لیا ہے اس کے جواب میں اہل اسلام نے کئی رسائل تالیف کئے ہیں ۔ از انجملہ ایک رسالہ تائید آسمانی از منشی محمد جعفر تھانیسری ہے، دوسرا اظہار فریب قادیانی مئولفہ منشی سعد اللہ صاحب مدرس لودہانہ ہے۔

تدبیر ثانی کا دوسرا اثر مرزا قادیانی کی کتاب دافع الوساوس ہے جس کی حقیقت ہم نے اشاعۃ السنۃ میں بخوبی واضح کر کے اس کے اکثر کفریات کا جواب دیا ہے (جسے ہم عنقریب نقل کریں گے۔ بہاء)۔

تیسرا اثر یہ ہے کہ اسی موقعہ (میلہ سالانہ ۱۸۹۲ء) پر مرزا قادیانی نے خاکسار محمد حسین کے نام ایک مراسلت جاری کی، جس میں خاکسار کو ایک منذر الہام سے ڈرایا۔ اس کا جواب کافی وشافی دیا گیا، تو پھر اس نے اپنے خسر فرضی کی موت کے متعلق ایک پیش گوئی کو پیش کیا، اس کا جواب اس کو دیا گیا اور ۸۵ سوالات جرح سے اس پیش گوئی کے الہام ربانی نہ ہونے کی طرف اشارہ کیا، تو قادیانی نے اس پیش گوئی کے دعوی سے سکوت اختیار کر کے ایک اور پرانی بات، مگر نئے رنگ اور دوسرے پیرائے میں پیش کر دی۔ اس کا جواب بھی اس کو ایسا دیا گیا ہے کہ اس میں اس کو معقول کلام کرنے کی جگہ نہیں رہی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قادیانی مکتوب بنام شیخ الاسلام ۳۱ دسمبر ۱۸۹۲ء

نحمدہ و نصلی۔ بخدمت شیخ محمد حسین صاحب ابوسعید بٹالوی۔

الحمدللہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ امابعد! میں افسوس سے لکھتا ہوں کہ میں آپ کے فتویٰ تکفیر کی وجہ سے جس کا یقینی نتیجہ ''احد الفریقین'' کا کافر ہونا ہے اس خط میں سلام مسنون یعنی ''السلام علیکم'' سے ابتدا نہیں کر سکا۔ لیکن چونکہ آپ کی نسبت ایک منذر الہام مجھ کو ہوا ہے اور چند مسلمان بھائیوں نے بھی مجھ کو آپ کی نسبت ایسی خوابیں سنائی ہیں جن کی وجہ سے میں آپ کے خطرناک انجام سے بہت ڈر گیا۔ تب بوجہ آپ کے ان حقوق کے جو بنی نوع انسان کو اپنے نوع انسان سے ہوتے ہیں اور وجہ آپ کی ہم وطنی اور قرب وجوار کے میرا رحم آپ کی اس حالت پر بہت جنبش میں آیا۔ اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے آپ کی حالت پر نہایت رحم ہے اور ڈرتا ہوں کہ آپ کو وہ امور پیش نہ آجائیں جو ہمیشہ صادقوں کے مکذبوں کو پیش آتے رہے ہیں۔ اسی وجہ سے میں آج رات سوچتا سوچتا ایک گرداب تفکر میں پڑ گیا کہ آپ کی ہمدردی کے لئے کیا کروں۔ آخر مجھے دل کے فتویٰ نے یہی صلاح دی کہ پھر دعوت الی الحق کے لئے ایک خط آپ کی خدمت میں لکھوں۔ کیا تعجب کہ اسی تقریب سے خدا تعالیٰ آپ پر فضل کر دیوے اور اس خطرناک حالت سے نجات بخشے۔

سو عزیز من! آپ خدا تعالیٰ کی رحمت سے نومید ہوں۔ وہ بڑا قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اگر آپ طالب حق بن کر میری سوانح زندگی پر نظر ڈالیں تو آپ پر قطعی ثبوتوں سے یہ بات کھل سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ کذب کی ناپاکی سے مجھ کو محفوظ رکھتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ بعض وقت انگریزی عدالتوں میں میری جان اور عزت ایسے خطرہ میں پڑ گئی کہ بجز استعمال کذب اور کوئی صلاح کسی وکیل نے مجھ کو نہ دی۔ لیکن اللہ جل شانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کی توفیق سے میں سچ کے لئے اپنی جان اور عزت سے دست بردار ہو گیا۔ اور بسا اوقات مالی مقدمات میں محض سچ کی خاطر میں نے بڑے بڑے نقصان اٹھائے اور بسا اوقات محض خدا تعالیٰ کے خوف سے اپنے والد اور اپنے بھائی کے برخلاف گواہی دی اور سچ کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اس گاؤں نیز بٹالہ میں بھی میری ایک عمر گذر گئی ہے مگر کون ثابت کر سکتا ہے کہ کبھی میرے منہ سے جھوٹ نکلا ہے۔ پھر جب میں نے محض للہ انسانوں پر جھوٹ بولنا ابتدا سے متروک کر رکھا ہے اور بارہا اپنی جان اور مال کو صدق پر قربان کیا تو پھر میں خدا تعالیٰ پر کیوں جھوٹ بولتا۔

اور اگر آپ کو یہ خیال گذرے کہ یہ دعویٰ کتاب اللہ اور سنت کے برخلاف ہے تو اس کے جواب میں باادب عرض کرتا ہوں کہ یہ خیال محض کم فہمی کی وجہ سے آپ کے دل میں ہے۔ اگر آپ مولویانہ جنگ وجدال ترک کر کے چند روز طالب حق بن کر میرے پاس رہیں تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کی تمام غلطیاں نکال دے گا اور مطمئن کر دیگا۔ اور اگر آپ کو اس بات کی بھی برداشت نہیں تو آپ جانتے ہیں کہ پھر آخری علاج فیصلہ آسمانی ہے۔ مجھے اجمالی طور پر آپ کی نسبت کچھ معلوم ہوا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو میں چند روز توجہ کر کے اور تفصیل پر بفضلہٖ تعالیٰ اطلاع پا کر چند اخباروں میں شائع کر دوں۔ اس شائع کرنے کے لئے آپ کی خاص تحریر سے مجھ کو اجازت ہونی چاہیے۔ میں اس خط کو محض آپ پر رحم کر کے لکھتا ہوں اور بہ ثبت شہادت چند کس آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔ آخر دعا پر ختم کرتا ہوں ربنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت خير الفاتحين۔ آمین۔

الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ۔ ۳۱ دسمبر ۱۸۹۲ء

ذیل میں مولانا بٹالویؒ کا جوابی خط ملاحظہ فرمائیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

شیخ الاسلام بنام مرزا قادیانی یکم جنوری ۱۸۹۳ء

بٹالہ ضلع گورداسپورہ۔یکم جنوری ۱۸۹۳ء۔بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔مرزا غلام احمد صاحب کادیانی۔خدا آپ کو ہدائت کرے اور راہ راست پر لاوے۔سلام علی من اتبع الهدی ۔آپ کا خط ۳۱ دسمبر ۱۸۹۲ء میں نے تعجب سے پڑھا۔میں آپ کی ان گیڈر بھبکیوں سے نہیں ڈرتا۔ بلکہ اس ڈرنے کو شرک سمجھتا ہوں۔اور ان کے مقابلے میں یہ آیت قرآن پیش کرتا ہوں۔اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰہِ وَ قَدْ ھَدٰینِ وَ لَآ اَخَافُ مَا تُشْرِکُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْئًا وَسِعَ رَبِّیْ کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا اَفَلَا تَتَذَکَّرُوْنَ ☆ وَ کَیْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَکْتُمْ وَ لَا تَخَافُوْنَ اَنَّکُمْ اَشْرَکْتُمْ بِاللّٰہِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْکُمْ سُلْطٰنًا فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ☆ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ (الانعام:۸۰تا۸۲)

کادیانی صاحب! میں قرآن اور پہلی کتابوں کو اور دین اسلام اور پہلے دینوں کو اور نبی آخرالزمان اور پہلے نبیوں کو سچا جانتا اور مانتا ہوں۔اور اس کا یہ لازمہ اور شرط ہے کہ آپ کو جھوٹا جانوں۔اور آپ کا منکر ہوں۔ کیونکہ آپ کے عقائد آپ کی تعلیمات آپ کے اخلاق و عادات پہلی کتابوں اور پہلے دینوں اور پہلے نبیوں کے مخالف اور متناقض ہیں۔لہٰذا ان کتابوں دینوں اور نبیوں کا ماننا تب ہی صحیح اور سچا ہوسکتا ہے جب کہ آپ کے عقائد اور تعلیمات کو جھوٹا اور آپ کو گمراہ سمجھوں۔جس پر آیات ذیل دلائل ہیں۔

فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی (البقرہ: ۲۵۶) وقد امروا ان یکفروا به ۔ قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْکُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کَفَرْنَا بِکُمْ وَبَدَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ (ممتحنۃ:۴)

عقائد باطلہ مخالفہ دین اسلام وادیان سابقہ کے علاوہ جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا آپ کا ایسا وصف لازم بن گیا ہے کہ گویا وہ آپ کی سرشت کا ایک جزو ہے۔ زمانہ تالیف براہین احمدیہ سے جو جھوٹ بولنا دھوکہ دینا آپ نے اختیار کیا ہے خصوصاً ۱۸۸۶ء سے جب سے آپ نے الہامی بیٹا تولد ہونے کی پیش گوئی کی اور اس قسم کی اور پیش گوئیاں مشتہر کی ہیں۔ علی الخصوص ۱۸۹۰ء سے جب سے آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ مشتہر کیا ہے' اس سے آپ کی کوئی تحریر کوئی تقریر کوئی خط کوئی تصنیف خالی نہیں ہے۔ اس سے قیاس ہو سکتا ہے کہ پہلے زمانہ میں خصوصاً امتحان مختار کاری میں فیل ہونے اور پھر عدالت میں سال ہا سال اپنے مقدمات کرنے کے وقت آپ کا یہی حال رہا ہوگا۔ اس سے ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ جو شخص بندوں پر جھوٹ بولنے اور ان کو دھوکہ دینے میں ایسا دلیر ہو وہ خدا پر افترا کرنے سے کہ میں ملہم ہوں اور مجھے الہام ہوا ہے کہ فلاں شخص مجھے بیٹی نہ دے گا تو ہلاک ہو جائے گا اور فلاں شخص مجھے مسیح نہ مانے تو عذاب میں مبتلا ہوگا' کس طرح رک سکتا ہے اور اس دعویٰ الہام میں کیونکر سچا سمجھا جا سکتا ہے۔

آپ اس قسم کے تین ہزار الہامات کے صادق ہونے کے مدعی ہیں۔ میں ان تین ہزار میں سے صرف تین الہاموں کے صادق ٹھہرنے پر آپ کو ملہم مان لوں گا اور یہ سمجھوں گا کہ میں نے آپ کو بد اخلاق اور گمراہ سمجھنے میں غلطی کی۔ اور تین ہزار میں سے جن تین الہاموں کو آپ بین الصدق سمجھتے ہوں مثلاً دیانند سرسوتی کی موت کے متعلق الہام یا شیخ مہر علی کی رہائی کی نسبت الہام یا دلیپ سنگھ کی ناکامی سے واپس ہونے کی نسبت الہام یا آپ کے آئندہ اور فرضی خسر کے فوت ہو جانے کی نسبت الہام ، و امثال ذالك ۔ ان کو آپ کسی ایسی مجلس میں جس میں جانبین کے اشخاص مساوی ہوں اور تین منصف مختلف مذاہب کے یا آزاد مشرب ہوں، ثابت کر دیں اور آسانی سے کامیاب ہوں۔

تین نہ سہی، چلو ایک ہی اپنے خیالی الہام اخیر کا جس کو آپ نے اپنے جلسہ میلہ سالانہ میں اپنے معتقدوں اور دام افتادگان میں جو اکثر عوام بے علم تھے اور بعض خود غرض نیچری اور بعض تماشائی جن کو تحقیق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اصل حال سے کوئی غرض نہ تھی بڑی شدومد سے بیان کیا تھا واقعی الہام ہونا ثابت کردیں۔ اب مرد میدان ہیں تو میدان میں نکلیں ورنہ ان لن ترانیوں سے شرم کریں۔ اپنے دریائے رحمت کے جوش وجنبش میں آنے کا جو آپ نے ذکر کیا ہے۔ اس میں بھی آپ... صاف شہادت دے رہے ہیں کہ آپ پرلے سرے کے بے رحم اور خود غرض جانی اور نفسانی آدمی ہیں۔ آپ کی زبان اور حجاج بن یوسف کی تلوار دونوں توام ہیں۔ آپ نے اپنے مخالفین اور معترضین کو اس حالت میں جب کہ آپ ان کو مخدومی اخوی کے خطاب سے یاد کرتے اور ان کی نیک نیتی کے معترف تھے' بے حیا' بے ایمان' درندہ' منہ سے جھاگ نکالنے والا کتا' کلب یموت علی الکلب 'سفلہ' کمینہ' وحشی وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے۔ کیا رحمت اور انسانی نوع کی ہم دردی یہی معنے رکھتی ہے؟

آپ مسلمانوں کا دس ہزار سے زیادہ روپئہ کتاب براہین احمدیہ کی قیمت اور قبولیت دعاؤں کی طمع دے کر خورد برد کر چکے ہیں اور کتاب براہین احمدیہ تا ہنوز دروطن شاعر کا مصداق ہے اور قبولیت دعاؤں کے امیدوار آپ کے منہ دیکھ رہے ہیں۔ کیا ہم دردی ورحم اسی کا نام ہے؟

جب مجھے آپ سے آپ کے امکانی ولی ہونے کی نظر سے حسن ظنی تھی تو میں نے آپ سے بار ہا التجا کی کہ مجھے آپ اپنے پاس ٹھہرا کر رحمت وبرکت کے آثار دکھائیں۔ آپ نے کبھی ہاں نہ کی۔ ایک دفعہ میں نے آپ کو یہ بھی کہا تھا کہ آپ کے مخالف ومنکر اچھے رہے کہ آپ ان کو نشان آسمانی دکھانے کے لئے انعام کے وعدہ پر بلاتے ہیں۔ ہم موافقین کو بلا وعدہ انعام بھی نہیں بلاتے۔ تو آپ ہنس کر خاموش ہو گئے تھے۔ پھر جب آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو میں نے اپنا خلاف ظاہر کر کے آپ کے پاس آنا اور دوستانہ پرائیوٹ گفتگو کرنا چاہا تو آپ بلانے کا وعدہ دیتے دیتے لودیانہ میں جا براجے اور وہاں مخاصمانہ بحث کا اکھاڑا جما کر ناجائز اور بحث کو ٹلانے کے شروط سے پناہ گزین ہوئے۔ پھر جب بمقام لودیانہ آپ کے گھر پہنچ کر آپ کو گفتگو پر مجبور کیا تو آپ نے اس با امن گفتگو کو ناتمام چھوڑ کر پھر مخاصمانہ بحث کا اکھاڑہ جمانے کا اہتمام کیا۔ اور دہلی پٹیالہ لاہور سیالکوٹ وغیرہ میں مخاصمانہ بحث کا علم بلند کیا۔ اور پھر بحث سے گریز کر کے انواع اتہام واکاذیب کا اشتہار شائع کیا۔ اور اسی اثنا میں فیصلہ آسمانی لکھ مارا۔ جس میں کوئی دقیقہ بے رحمی اور بدگوئی کا فروگذاشت نہ کیا۔ اس بے رحمی ونفسانی کارروائیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ پڑ گیا۔ بھائی بھائی سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور دوست دوست سے الگ ہو گیا۔ کیا رحمت و ہمدردی کا یہی اثر ہے؟

آپ میں رحمت اور ہمدردی کا شمہ اثر ہوتا تو جس وقت میں نے اپنا خلاف آپ کے دعویٰ مسیحائی سے ظاہر کیا تھا آپ فوراً مجھے اپنی جگہ بلاتے یا غریب خانہ پر قدم رنجہ فرماتے (جیسا کہ پہلے بھی آپ سے وقوع میں آتا رہا۔ اور کم سے کم تین دفعہ آپ نے غریب خانہ میں قدم رنجہ فرما کر رابطہ اتحاد ظاہر کیا تھا) اور اس صورت سے آپ اپنے دعویٰ جدیدہ کو ثابت کر دکھاتے۔ اب جو آپ نے یہ خط ارسال فرمایا ہے یہ بھی آپ کی خود غرضی اور نیت فساد سے خالی نہیں۔ اس میں خود غرضی یہ ہے کہ آپ کے مرید آپ کو نیک نیت اور اپنے دعویٰ میں ثابت قدم اور مقابلہ مخالفین کیلئے مستعد سمجھیں۔ نیت فساد کی یہ ہے کہ جانب ثانی سے جواب ترکی بہ ترکی ملے تو اس سے بٹالہ کے مسلمانوں میں پھوٹ پڑے۔ یہ آپ کے دعویٰ الہام وراست بازی اور خیر خواہی کا جواب ہے۔

اب میں آپ کی اس درخواست کا کہ ’خاکسار آپ کے اور آپ کے تابعین کے الہامات ومنامات سے ڈر کر آپ کے پاس پہنچے اور آپ کا مطیع ہو جائے یا آپ کو ان ڈرانے والے الہامات ومنامات کی اشاعت کی اجازت دے‘ جواب دیتا ہوں۔ آپ کا خاکسار کو اپنے پاس بلانا اگر اس غرض سے ہے کہ میں آپ کے عقائد باطلہ کی نسبت آپ سے کچھ دریافت کروں تو اس نظر سے آنا فضول ہے۔ ہم مسلمانوں کو آپ کے عقائد کے بطلان میں اب کوئی شک نہیں ہے۔ لہٰذا اس میں کچھ دریافت کرنے کی ضرورت وحاجت باقی نہیں۔ ہاں اگر آپ کو کچھ شک واشتباہ ہو تو آپ جس وقت چاہیں حسب عادت قدیم غریب خانہ پر تشریف لاویں۔ دستور قدیم کے موافق آپ کی مدارات ہوگی اور آپ کی تسلی کی جاوے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور اگر خاکسار کو اپنے پاس بلانا اس غرض سے ہے کہ آپ مجھے کوئی نشان آسمانی دکھائیں گے تو اس نظر سے آنا نہ صرف بے فائدہ ہے بلکہ گناہ اور موجب نقصان ہے۔ جس شخص کے عقائد اسلام اور سابق ادیان کے مخالف ہوں اس سے نشان آسمانی کا متوقع ہونا مومن کا کام نہیں۔ اور اگر وہ کچھ چالاکی اور شعبدہ بازی سے بذریعہ مسمریزم وغیرہ دکھا بھی دے تو اس پر اعتماد کرنا مخالف اسلام ہے۔ اس بات کو آپ بھی اپنے اشتہار میں تسلیم کر چکے ہیں۔ ہاں اس غرض سے میرا وہاں پہنچنا جائز بلکہ موجب ثواب ہے کہ میں وہاں پہنچ کر آپ کا عجز اظہار نشان آسمانی سے لوگوں پر ظاہر کروں اور مسلمانوں پر آپ کا جھوٹ اور فریب کھولوں۔ کیونکہ میرے خیال میں آپ کو مسمریزم وغیرہ میں دخل نہیں۔ اور آپ کے پاس جو ہتھیار اور دام تزویر ہے وہ صرف زبان کی چالاکی اور فقرہ بندی ہے۔ لیکن مجھے اس صورت میں قادیان پہنچنے میں یہ اندیشہ ہے کہ آپ میری جان کو نقصان پہنچانے میں کوشش کریں گے اور اس سے اپنے الہام کو کہ یہ شخص باون برس کا ہو کر فوت ہو جاوے گا (جس کو آپ کے حواری اور دوست میاں چٹو ریشم فروش اور میاں رجب الدین لاہور وغیرہ آپس میں پھیلا رہے ہیں) سچا کر دکھائیں گے۔ (گو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

واقع میں کبھی سچا نہیں ہو سکتا کیونکہ میں باون برس کی عمر پوری کر چکا ہوں۔ ۷ محرم ۱۲۵۶ھ میری پیدائش ہے اور اب ۱۳۱۰ھ گذر رہا ہے) اور کم سے کم یہ کہ میری آبروریزی کی تدبیر کریں گے۔ پس اگر آپ میری اس غرض کو پیش نظر رکھ کر مجھے اپنے پاس بلانا چاہتے ہیں تو میرے اس اندیشہ کو ایک باضابطہ تحریر سے جو عدالت میں رجسٹرڈ ہو اٹھا دیں۔

آپ نے اس تحریر ذمہ داری کو منظور کیا تو اس کا مسودہ آپ کے پاس بھیجا جاوے گا۔ اس صورت میں یہ خاکسار قادیان میں حاضر ہوگا اور جو کام آپ کی خدمت گزاری کا یہاں کرتا ہے وہاں بیٹھ کر کرے گا۔ درصورت عدم منظوری شرط مذکور میں قادیان نہیں آ سکتا۔ اس صورت میں جو آپ نے اپنے اور اپنے تابعین کے الہامات و منامات کے جو میری نسبت ہوئے ہیں اجازت چاہی ہے' اس سے مجھے تعجب آیا اور یقین ہوا کہ آپ دعویٰ الہام میں کذاب ہیں۔ خدا کے الہام کی اشاعت و تبلیغ کے لئے اوروں کی اجازت کے کیا معنی؟ اول تو جو الہام کسی نبی یا ولی کو کسی شخص کے ڈرانے کے لئے ہوتا ہے اس کی اشاعت و تبلیغ اس الہام کا عین مدعا ہوتا ہے۔ اور اگر آپ کا ملہم آپ کو ایسے الہام کرتا ہے جس کی اشاعت تا نظر ثانی و حکم ثانی جائز نہیں ہوتی تو آپ اپنے ملہم ہی سے کیوں نہیں پوچھ لیتے کہ میں اس الہام کو شائع کروں یا نہ کروں۔ اور اگر کرونگا تو کسی قانون کے شکنجہ میں تو نہ پھنسایا جاؤں گا۔ آپ کی اس اجازت چاہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ الہام کی آڑ میں مجھے گالیاں دینا چاہتے ہیں اور ایسے الفاظ لکھنے اور مشتہر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جس سے میری حیثیت عرفی کا ازالہ ہو۔ اور میرے اور میرے عزیزوں اور اقارب کی دل شکنی ہو اور ان کو رنج پہنچے۔ چنانچہ پہلے بھی آپ نے اس قسم کے الہام میری نسبت شائع کئے ہیں۔ و معھذا آپ قانونی گرفت کا بھی اندیشہ رکھتے ہیں اور حکام وقت کو اپنے ملہم کی نسبت زبردست سمجھتے ہیں۔ لہٰذا میں ایسے الہام کی اشاعت کی اجازت نہیں دے سکتا۔ ہاں اس قسم کی اجازت سے میں رک بھی نہیں سکتا کہ آپ اپنے اور تابعین کے الہامات کو جہاں تک کہ قانون ان کی اشاعت کی اجازت دیتا ہے شائع کریں۔ اور اپنے ملہم کو کمزور اور ڈرپوک (جو یقیناً خدا تعالیٰ نہیں بلکہ معلم الملکوت ہے) اور حکام وقت سے مغلوب سمجھ کر اس کے حکم کی تعمیل کو حکام وقت کے قانون کے تابع رکھیں۔ اس کا آپ نے خلاف کیا تو آپ کو کورٹ میں یا پھر کسی اور آرامگاہ میں آنا پڑے گا۔ آپ کے پچھلے الہامات بھی میری نگاہ میں ہیں اور ان کی نسبت تدارک کا ارادہ بھی ہنوز ملتوی نہیں ہوا۔ میں یہ کہنا بھی نامناسب نہیں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ خدا سے ہم کلام ہونے کا شرف رکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے مجملات کی تفصیل پوچھ سکتے ہیں اور معھذا بنی نوع سے ہمدردی رکھتے ہیں (جیسا کہ آپ نے اپنے خط میں دعویٰ کیا ہے) تو بجائے مجھے دھمکانے اور ڈرانے کے آپ میری نسبت خدا تعالیٰ سے پہلے یہ دریافت کریں کہ جو منذر الہام آپ کو اس شخص کی نسبت ہوا ہے وہ مبرم اور قطعی الوقوع ہے یا اس کا وقوع معلق ہے۔ اور جو ڈر یا عذاب اس میں بیان کیا گیا ہے وہ درصورت تابع ہو جانے کے اس شخص سے اٹھ سکتا ہے۔

پس اگر خدا تعالیٰ آپ کو یہ بتا دے کہ وہ مبرم نہیں معلق ہے تو آپ خدا کی جناب میں دعا کریں کہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مجھے آپ کی شناخت کی توفیق دے اور آپ کے تابع کردے۔ اور مجھ سے وہ عذاب اٹھالے اور اس امر میں اپنے دریائے رحمت کو جوش میں لاویں۔ اور اس نبی رحیمؐ کی سنت پر عمل کریں جس کو اس کی قوم نے مار مار کر خون آلود کردیا تھا اور وہ اپنے چہرہ سے خون پونچھتا اور یہ کہتا تھا اللھم اغفر لقومی فانھم لا یعلمون۔ اور نیز آنحضرت ﷺ کی اس سنت پر عمل کریں کہ جب آپ کے پاس ملک الجبال نے حاضر ہوکر کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس لئے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے منکروں اور مخالفوں کو پہاڑ کے نیچے کچل دوں۔ تو آپؐ نے فرمایا میں یہ نہیں چاہتا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو خدا کی توحید پکاریں گے۔ اور اگر خدا تعالیٰ آپ کو یہ خبر دے کہ یہ الہام مبرم اور قطعی الوقوع ہے تو پھر آپ میری دعوت سے دستبردار ہوں اور اپنے تابعین کو وہ الہام سنا کر ان پر اپنی نبوت و ولائت ثابت کریں۔ اس صورت میں مجھے دعوت کرنا فضول ہے۔ کیونکہ قطعی وعدہ عذاب کے بعد کسی نبیؐ نے دعوت نہیں دی۔ اور اگر آپ اپنی اس دھمکی پر مصر رہیں گے تو طالب حق اور منصف جان لیں گے کہ آپ اس دعوت و انذار میں فریب کرتے ہیں اور جھوٹے ہیں۔

میں اخیر میں یہ بھی آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ اگر میں آپ کی مخالفت میں نیک نیت اور حق پر ہوں اور دین اسلام کی حمائت کررہا ہوں اور نفسانیت کو اس میں دخل نہیں دیتا تو خدا تعالیٰ میری مدد کرے گا اور آپ کو ہدائت کرکے تابع حق اور دین اسلام کریگا ورنہ سخت عذاب میں مبتلا کرکے ہلاک کریگا۔ اور اگر میری نیت میں فساد ہے تو خدا مجھے اس کا بدلہ خود دے گا۔ آپ کا ڈرانا دھمکانا عبث و فضول ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ میں آپ کو کذاب جانتا ہوں اور اس اعتقاد کو دین اسلام کا جزو سمجھتا ہوں۔ لہٰذا بہتر ہے کہ آپ ان گیدڑ بھبکیوں سے باز آئیں اور حق کے تابع ہوجائیں۔ آئندہ اختیار ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین

الراقم ابوسعید محمد حسین عفی اللہ یکم جنوری ۱۸۹۳ء (روحانی خزائن۔ ج ۵، ۲۸۹۔۳۱۹)

قادیانی مکتوب بنام شیخ الاسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی الحمد للہ و السلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ امابعد۔ آپ کا رجسٹری شدہ خط ۴ جنوری ۱۸۹۳ء کو مجھ کو ملا اگرچہ آپ کا یہ خط جو کذب اور تہمت اور بے جا افتراؤں کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایک جموعہ ہے اس لائق نہیں تھا کہ میں اس کا کچھ جواب لکھتا۔ فقط اعراض کافی تھا۔ لیکن چونکہ آپ نے اپنے خط کے صفحہ ۲و۳ میں اس عاجز کی تین پیش گوئیوں کا ذکر کر کے بالآخر اس تیسری پیش گوئی پر حصر کر دیا ہے جو نور افشاں دہم مئی ۱۸۸۶ء اور نیز میرے اشتہار مشتہرہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اور آپ نے اقرار کیا ہے کہ اگر اس الہام کا سچا ہونا ثابت ہو جائے تو میں آپ کو ملہم مان لوں گا اور یہ سمجھوں گا کہ میں نے آپکے عقائد وتعلیمات کو مخالف حق اور آپ کو بد اخلاق اور گمراہ سمجھنے میں غلطی کی، اس لئے اس عاجز نے پھر آپ کی حالت پر رحم کر کے آپ کو اس الہامی پیش گوئی کے ثبوت کی طرف توجہ دلانا مناسب سمجھا۔ وہ پیش گوئی، جیسا کہ آپ خود اپنے خط میں بیان کر چکے ہیں، یہی تھی کہ اگر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری اپنی بیٹی اس عاجز کو نہ دیوے اور کسی اور سے نکاح کر دیوے، تو روز نکاح سے تین برس کے عرصہ کے اندر فوت ہو جائے گا۔ اس پیش گوئی کی یہ بنیاد نہیں تھی کہ خواہ مخواہ مرزا احمد بیگ کی بیٹی کی درخواست کی گئی تھی، بلکہ یہ بنیاد تھی کہ یہ فریق مخالف جن میں سے مرزا احمد بیگ بھی ایک تھا، اس عاجز کے قریبی رشتہ دار مگر دین کے سخت مخالف تھے۔ اور ایک ان میں سے عداوت میں اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اللہ جل شانہ اور رسول اللہ ﷺ کو علانیہ گالیاں دیتا تھا۔ اور اپنا مذہب دہریہ رکھتا تھا۔ اور نشانوں کے طلب کے لئے ایک اشتہار بھی جاری کر چکا تھا اور یہ سب مجھ کو مکار خیال کرتے تھے اور نشان مانگتے تھے اور صوم وصلوٰۃ اور عقائد اسلام پر ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔ سو خدا تعالی نے چاہا کہ ان پر اپنی حجت پوری کرے۔ سو اس نے نشان دکھلانے میں وہ پہلو اختیار کیا جس کا ان تمام بے دین قرابتیوں پر اثر پڑتا تھا۔ خدا ترس آدمی سمجھ سکتا ہے کہ موت اور حیات انسان کے اختیار میں نہیں، اور ایسی پیش گوئی جس میں ایک شخص کی موت کو اس کی بیٹی کے نکاح کے ساتھ، جو غیر سے ہو، وابستہ کر دیا گیا۔ اور موت کی حد مقرر کر دی گئی۔ انسان کا کام نہیں ہے۔ چونکہ یہ الہامی پیش گوئی صاف بیان کر رہی تھی کہ میزا احمد بیگ کی موت اور حیات اس کی لڑکی کے نکاح سے وابستہ ہے اس لئے پانچ برس تک، یعنی جب تک اس لڑکی کا کسی دوسری جگہ نکاح نہ کیا گیا، مرزا احمد بیگ زندہ رہا اور پھرے۔ اپریل ۱۸۹۲ء کو احمد بیگ نے اس لڑکی کا ایک جگہ نکاح کر دیا اور بموجب پیش گوئی کے تین برس کے اندر یعنی نکاح سے چوتھے مہینے میں جو ۳۰ ستمبر تھی، فوت ہو گیا۔ اور اسی اشتہار میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگرچہ روز نکاح سے موت کی تاریخ تین برس تک بتلائی گئی ہے مگر دوسرے کشف سے معلوم ہوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کہ بہت کچھ عرصہ نہیں گزرے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نکاح اور موت میں صرف چار مہینے بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہا۔ جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں کہ ۷۔ اپریل ۱۸۹۲ء کو نکاح ہوا اور ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء کو میرزا احمد بیگ اس جہان فانی سے رخصت ہو گیا۔ اب ذرا خدا تعالی سے ڈر کر کہیں کہ یہ پیش گوئی پوری ہو گئی یا نہیں۔ اور اگر آپ کے دل کو یہ دھڑکا ہو، کہ کیونکر یقین ہو کہ یہ الہامی پیش گوئی ہے، کیوں جائز نہیں کہ دوسرے وسائل نجوم ورمل و جفر وغیرہ سے ہے۔ تو اس کا یہ جواب ہے کہ منجموں کی اس طور کی پیش گوئی نہیں ہوا کرتی، جس میں اپنے ذاتی فائدہ کے لحاظ سے اس طور کی شرطیں ہوں، کہ اگر فلاں شخص ہمیں بیٹی دے تو زندہ رہے گا ورنہ نکاح کے بعد تین برس تک بلکہ بہت جلد مر جائے گا۔ اگر دنیا میں کسی منجم یا رمال کی اس قسم کی پیش گوئی ظہور میں آئی ہے تو اس کے ثبوت کے ساتھ پیش کریں۔ علاوہ اس کے اس پیش گوئی کے ساتھ اشتہار میں ایک دعوی پیش کیا گیا، یعنی یہ کہ میں خدا تعالی کی طرف سے آیا ہوں اور مکالمہ الہیہ سے مشرف ہوں اور مامور من اللہ ہوں اور میری صداقت کی نشانی یہ پیش گوئی ہے۔ اب آپ اگر کچھ بھی اللہ جل شانہ کا خوف رکھتے ہیں تو سمجھ سکتے ہیں کہ ایسی پیش گوئی جو من جانب اللہ ہونے کے لئے بطور ثبوت کے پیش کی گئی ہے، اسی حالت میں سچی ہو سکتی تھی کہ جب درحقیقت یہ عاجز من جانب اللہ ہو۔ کیونکہ خدا تعالی ایک مفتری کی پیش گوئی کو جو ایک جھوٹے دعوے کے لئے بطور شاہد صادق بیان کی گئی، ہرگز سچی نہیں کر سکتا۔ وجہ یہ کہ اس میں خلق اللہ کو دھوکہ لگتا ہے۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ خود مدعی صادق کے لئے یہ علامت قرار دے کر فرماتا ہے و ان یك صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم (اگر وہ سچا ہے تو تم کو وہ عذاب پہنچے گا جس کا وہ ڈرسناتا ہے)۔ اور فرماتا ہے و لا یظھر علی غیبه احداً الا من ارتضی من رسول (خدا اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا بجز رسول کے جس کو وہ پسند کرتا ہے)۔ رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں، پس اس پیش گوئی کے الہامی ہونے کے لئے ایک مسلمان کے لئے یہ دلیل کافی ہے جو من جانب اللہ ہونے کے دعوی کے ساتھ یہ پیش گوئی بیان کی گئی ہے، اور خدا تعالی نے اس کو سچا کر کے دکھلا دیا۔ اور اگر آپ کے نزدیک یہ ممکن ہے کہ ایک شخص دراصل مفتری ہو اور سراسر دروغ گوئی سے کہے کہ میں خلیفۃ اللہ اور مامور من اللہ اور مجدد وقت اور مسیح موعود ہوں اور میرے صدق کا نشان یہ ہے کہ اگر فلاں شخص مجھے اپنی بیٹی نہیں دے گا اور کسی دوسرے سے نکاح کر دے گا، تو نکاح کے بعد تین برس تک بلکہ اس سے بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بہت قریب فوت ہو جائے گا۔ اور پھر ایسا ہی واقعہ ہو جائے تو برائے خدا اس کی نظیر پیش کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ مرنے کے بعد اس انکار اور تکذیب اور تکفیر سے پوچھے جاؤ گے۔ خدا تعالیٰ صاف فرماتا ہے ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب (خدا حد سے بڑھنے والے، جھوٹے کو راہ نہیں دکھاتا) سوچ کر دیکھو کہ اس کے یہی معنی ہیں کہ جو اپنے دعویٰ میں کاذب ہو، اس کی پیش گوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی۔ شیخ صاحب! اب وقت ہے۔ سمجھ جاؤ اور اس دن سے ڈرو جس دن شیخی پیش نہیں جائے گی، اور اگر کوئی نجومی یا رمال یا جفری اس عاجز کی طرح دعویٰ کر کے کوئی پیش گوئی دکھلا سکتا ہے تو اس کی نظیر پیش کرو اور چند اخباروں میں چھپوا دو اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہیں کر سکو گے اور ایسا نجومی ہلاک ہوگا۔ خدا تعالیٰ تو اپنے نبی کو فرماتا ہے کہ اگر وہ ایک قول بھی اپنی طرف سے بناتا تو اس کی رگ جان قطع کی جاتی۔ پھر یہ کیونکر ہو کہ بجائے رگ جان قطع کرنے کے اللہ جل شانہ اس عاجز کو جو آپ کی نظر میں کافر، مفتری، دجال، کذاب ہے دشمنوں کے مقابل پر یہ عزت دی کہ تا دعویٰ میں پیش گوئی پوری کرے۔ کبھی دنیا میں یہ ہوا ہے کہ کاذب کی خدا تعالیٰ نے ایسی مدد کی ہو کہ وہ گیارہ برس سے خدا تعالیٰ پر یہ افترا کر رہا ہو کہ اس کی وحی ولایت اور وحی محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے، اور خدا تعالیٰ اس کی رگ جان نہ کاٹے، بلکہ اس کی پیش گوئیوں کو پورا کر کے آپ جیسے دشمنوں کو منفعل اور نادم اور لاجواب کرے۔ اور آپ کی تکفیر کا نتیجہ یہ ہو کہ آپ کی تکفیر سے پہلے تو کل ۷۵ آدمی سالانہ جلسہ میں شریک ہوں۔ اور بعد آپ کی تکفیر اور جانکاہی اور لوگوں کے روکنے کے ۳۲۷ احباب اور مخلص جلسہ اشاعت حق میں دوڑے آویں۔ اب اس سے زیادہ کیا لکھوں۔ میں اس خط کو انشاء اللہ چھاپ کر شائع کر دوں گا اور مجھے اس بات کی ضرورت نہیں کہ اس الہامی پیش گوئی کی آزمائش کے لئے بٹالہ میں کوئی مجلس مقرر کروں۔ مناسب ہے کہ آپ بھی اشاعۃ السنہ میں میرے اس خط کو شائع کر دیں اور یہ بات بھی ساتھ لکھ دیں کہ آپ کو قبول کرنے میں کیا عذر ہے۔ خود منصف لوگ دیکھ لیں گے کہ وہ عذر صحیح یا غلط ہے۔

الراقم۔ غلام احمد۔

مکرر یہ کہ اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے کہ میں اپنے دعویٰ میں صادق ہوں، نہ مفتری ہوں نہ دجال نہ کذاب۔ اس زمانہ میں کذاب اور دجال اور مفتری پہلے اس سے کچھ تھوڑے نہیں تھے تا خدا تعالیٰ صدی کے سرے پر بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بجائے ایک مجدد کے، جو اسی کی طرف سے مبعوث ہو، ایک دجال کو قائم کر کے اور بھی فتنہ اور فساد ڈال دیتا۔ مگر جو لوگ سچائی کو نہ سمجھیں اور حقیقت کو دریافت نہ کریں اور تکفیر کی طرف دوڑیں، میں ان کا کیا علاج کروں۔ میں اس بیمار دار کی طرح جو اپنے عزیز بیمار کے غم میں مبتلا ہوتا ہے، اس ناشناس قوم کے لئے سخت اندوہ گین ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اے قادر ذوالجلال خدا، اے ہادی و رہنما۔ ان لوگوں کی آنکھیں کھول اور آپ ان کو بصیرت بخش اور آپ ان کے دلوں کو سچائی اور راستی کا الہام بخش۔ اور یقین رکھتا ہوں کہ میری دعائیں خطا نہیں جائیں گی کیونکہ میں اسی کی طرف سے ہوں اور اسی کی طرف بلاتا ہوں۔ یہ سچ ہے کہ اگر میں اسی کی طرف سے نہیں ہوں اور ایک مفتری ہوں تو وہ برے عذاب سے مجھ کو ہلاک کرے گا کیونکہ وہ مفتری کو کبھی وہ عزت نہیں دیتا کہ جو صادق کو دی جاتی ہے۔ میں نے جو ایک پیش گوئی جس پر آپ نے میرے صادق اور کاذب ہونے کا حصر کر دیا آپ کی خدمت میں پیش کی ہے۔ یہی میرا صدق اور کذب کی شناخت کے لئے ایک کافی شہادت ہے، کیونکہ ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ کذاب اور مفتری کی مدد کرے، لیکن ساتھ اس کے میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اس پیش گوئی کے متعلق دو پیش گوئی اور بھی ہیں، جن کو میں اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں شائع کر چکا ہوں، جن کا مضمون یہی ہے کہ خدا تعالیٰ اس عورت کو بیوہ کر کے میری طرف رد کرے گا۔ اب انصاف سے دیکھیں کہ نہ کوئی انسان اپنے حیات پر اعتماد کر سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے کی نسبت دعوی کر سکتا ہے کہ وہ فلاں وقت تک زندہ رہے گا اور یا فلاں وقت تک مر جائے گا، میری اس پیش گوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں۔

اول۔ نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا۔

۲۔ پھر نکاح کے قت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔

۳۔ پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا۔ جو تین برس تک نہیں پہنچے گا۔

۴۔ پھر اس لڑکی کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مر جانا۔

۵۔ پھر اس وقت تک کہ میں اس لڑکی سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا۔

۶۔ پھر آخر یہ کہ بیوہ ہونیکی تمام رسموں کو توڑ کر، باوجود سخت مخالفت اسکے اقارب کے میرے نکاح میں آ جانا۔

اب آپ ایماناً کہیں کہ کیا یہ باتیں انسان کے اختیار میں ہیں اور ذرہ اپنے دل کو تھام کر سوچ لیں کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کیا ایسی پیش گوئی اس کی سچی ہو جانے کی حالت میں انسان کا فعل ہوسکتا ہے۔ پھر اگر اس پیش گوئی پر جولڑ کی کے باپ کے متعلق ہے جو ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء کو پوری ہوگئی، آپ کا دل نہیں ٹھہرتا تو آپ اشاعۃ السنہ میں ایک اشتہار حسب اپنے اقرار کے دیدیں کہ اگر یہ دوسری پیش گوئیاں بھی پوری ہوگئیں، تو میں اپنے ظنون باطلہ سے توبہ کروں گا اور دعوی میں سچا سمجھ لوں گا۔ اور ساتھ اس کے خدا تعالی سے ڈر کر یہ بھی اقرار کردیں کہ ایک تو ان میں سے پوری ہوگئی۔ اور اگر اس پیش گوئی کے پورا ہو جانے کا آپکے دل پر زیادہ اثر نہ ہو، تو اس قدر تو ضرور چاہیے کہ جب تک اخیر ظاہر نہ ہو، کف لسان اختیار کریں۔ جب ایک پیش گوئی پوری ہوگئی تو اس کی کچھ تو ہیبت آپکے دل پر چاہیے۔ آپ تو میری ہلاکت کے منتظر اور میری رسوائی کے دنوں کے انتظار میں ہیں، اور خدا تعالی میرے دعوی کی سچائی پر نشان ظاہر کرتا ہے۔ اگر آپ اب بھی نہ مانیں تو میرا آپ پر کیا زور ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ انسان اپنے اوائل ایام انکار میں بباعث کسی اشتباہ کے معذور ٹھہر سکتا ہے، نشان دیکھنے پر ہرگز معذور نہیں ٹھہر سکتا۔ کیا یہ پیش گوئی جو پوری ہوگئی کوئی ایسا اتفاقی امر ہے جس کی خدا تعالی کو کچھ بھی خبر نہیں۔ کیا بغیر اس کے علم اور ارادہ کے ایک دجال کی تائید میں خود بخود یہ پیش گوئی وقوع میں آ گئی۔ کیا یہ سچ نہیں کہ مدعی کاذب کی پیش گوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی۔ یہی قرآن کی تعلیم ہے اور یہی توریت کی۔ اگر آپ میں انصاف کا کچھ حصہ ہے اور تقوی کا کچھ ذرہ ہے تو اب زبان بند کرلیں۔ خدا تعالی کا غضب آپ کے غضب سے بہت بڑا ہے۔

ما یفعل الله بعذا بکم ان شکر تم و آ منتم ۔ و السلا م علی من اتبع الھدی۔ الراقم عاجز غلام احمد۔

شیخ الاسلام بنام مرزا قادیانی

لاہور ۹ جنوری ۱۸۹۳ء۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ خدا آپ کو ہدایت کرے اور راہ راست پر لاوے۔ سلام علی من اتبع الھدی ۔ آپ کا دوسرا خط بلا تاریخ میں نے ۷ جنوری ۱۸۹۳ء کو بٹالہ میں لاہور روانگی کے وقت وصول پایا۔ اس لئے میں اس کا جواب بٹالہ میں نہیں دے سکا، اب دیتا ہوں۔

اس خط کے مطالعہ سے مجھے مسرت حاصل ہوئی اور امید ہوگئی کہ اب آپ کے الہامات کی حقیقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کھلے گی اور آپ کے ملہم ہونے کی کیفیت جو مدت سے عوام پر مخفی و مشتبہ تھی، کس و ناکس پر جو فہم و توفیق دیا گیا ہو، ظاہر ہو جاوے گی۔

اس خط میں پھر آپ رحم و غم خواری کے مدعی ہوئے اور اس کے مقابلے میں خاکسار پر افتراء پردازی کا دعوی قلم میں لائے ہیں آپ واقعی ملہم اور غمخوار ہوتے تو میرے خط کے جواب میں صرف اپنی پیش گوئی متعلق موت خسر فرضی کا الہامی ہونا ثابت کرتے۔ ان فضول دعاوی۔ رحم۔ وغم خواری اور بے جا و ناحق تہمت افترا پردازی سے مشغول نہ ہوتے۔ یہ چھیڑ چھاڑ بلا سود آپ کے دعوی رحم و الہام و ہم دردی کی تکذیب کرتی ہے۔ آپ کے دعوی رحم و ہم دردی کا مفصل جواب میں اپنے پہلے خط میں دے چکا ہوں اب آپ کی طرح اس کا اعادہ نہیں کرتا۔

بہتان افترا پردازی کا جواب یہ ہے کہ آپ میرے خط کی ایک بات کا خلاف واقعہ اور افتراء ہونا ثابت کریں۔ کسی مجلس میں، جس میں جانبین کے مساوی اشخاص ہوں، اور تین منصف غیر جانبدار، اس کا ثبوت پیش کریں۔ یہ جرأت نہ ہو سکے (اور ہرگز نہ ہو سکے گی۔ یہ پیش گوئی بھی اپنی پیش گوئیوں کے حاشیہ پر لکھ رکھیں) تو بذریعہ تحریر اس کا ثبوت دیں جس کو تین منصف مسلم الفریقین غلبہ رائے سے مان لیں۔ تو میں صرف اسی ایک امر سے آپ کا حق پر ہونا، اور آپ کے مقابلہ میں اپنا غلطی کرنا مان لونگا اور آئندہ آپ کا مقابلہ چھوڑ دونگا۔ لو ایک ہی بات میں مدت کا جھگڑا طے ہوتا ہے، اور میدان آپ کے ہاتھ آتا ہے۔ یہ نہ ہو سکے تو آئندہ بے جا و ناحق تہمتوں اور دروغ گوئی سے اپنے آپ کو روکیں، جن سے آپ پر سوء ظنی زیادہ بڑھتی ہے اور آپ کے دعوی الہام کی تکذیب ہوتی ہے۔

کادیانی صاحب! میں سچ کہتا ہوں اور اس پر خدا تعالی کی قسم، جس مضمون و عنوان کے ساتھ آپ چاہیں، کھانے کو حاضر و مستعد ہوں، کہ مجھے جس قدر آپ سے بدگمانی ہوئی ہے اس کا قوی سبب آپ کی دروغ گوئی و افترا پردازی و دھوکہ دہی ہے جس سے آپ کی کوئی تحریر خالی نہیں۔ آپ اس بدگمانی کو دور کرانا چاہتے ہیں تو آئندہ اس کذب سے کف لسان اختیار کریں۔ مطلب کی بات کا جواب راستی دیا کریں۔

آپ کی پیش گوئی متعلقہ موت خسر فرضی کے الہامی ہونے کی نسبت جو مجھے عذر ہے اس کا اظہار و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بیان بحکم اصول مناظرہ وقانون عدالت ودیانت تب ہی مجھ پر واجب ہوتا، جب آپ کی طرف سے اس پیش گوئی کے الہامی ہونے کا بپابندی اصول مناظرہ وقانون عدالت ودیانت، ثبوت گزرتا۔ مگر ہنوز آپ سے یہ امر وقوع میں نہیں آیا۔ تو پھر اس عذر کے پوچھنے کا آپ کو کیا استحقاق ہے۔

آپ نے اس خط میں یہ دعوی کیا ہے کہ میں نے نہ اپنی نفسانی طمع اور نکاح کی ذاتی غرض سے، بلکہ دین اسلام کی حقانیت اس کے منکروں اور مخالفوں پر (جو میری برادری اور قرابتیوں میں سے تھے اور وہ مجھ سے آسمانی نشان طلب کرتے تھے) ظاہر کرنے کی غرض سے، یہ پیش گوئی کی تھی کہ اگر مرزا (احمد بیگ) ہوشیار پوری اپنی بیٹی اس عاجز کو نہ دے گا۔ کسی اور سے اس کا نکاح کرے گا تو روز نکاح سے تین برس کے عرصہ میں وہ فوت ہوجائے گا ۔ان تین برس میں گو تاریخ موت نہیں بتائی گئی مگر دوسرے کشف سے معلوم ہوا کہ کچھ بہت عرصہ نہیں گزرے گا ۔اوراڑھائی برس کے عرصہ تک اس کا شوہر فوت ہوجائے گا۔اور وہ لڑکی بیوہ ہو میرے نکاح میں آئے گی۔اور یہ سب باتیں اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں درج ہو کر مشتہر ہوچکی ہیں، اوراس پیش گوئی کے الہامی ہونے کا یہ ثبوت دیا ہے کہ اس پیش گوئی کا ایک جزء تو پورا ہوگیا ہے کہ مرزا مذکور نے ۷۔اپریل ۱۸۹۲ء کو اس لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سے کردیا۔تو ۶ مہینے سے کم عرصہ میں ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء کو وہ فوت ہوگیا ہے۔ایسے ہی باقی دو جزوں (اس لڑکی کے شوہر کے فوت ہونے اور اس لڑکی کے میرے نکاح میں آنے) کی امید ہے۔ پھر کہا ہے کہ یہ پیش گوئی دوسرے وسائل نجوم رمل وجفر سے نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ منجموں کی پیش گوئی ایسی نہیں ہوا کرتی جس میں ذاتی فائدہ کے لحاظ سے شرطیں ہوں (جیسا کہ میں شرط نکاح لگادی ہے) اور نہ وہ اس دعوی کے ساتھ ہوتی ہیں کہ میں ملہم اور خدا کی طرف سے ماموراور بھیجا گیا ہوں (جیسا کہ میں نے دعوی کیا ہے)۔اس دعوی کے ساتھ کوئی منجم یا رمال پیش گوئی کرے تو اس کا سچا ہونا ممکن نہیں ہے۔ جس کی عقلی وجہ یہ ہے کہ اگر منجم جھوٹے مدعی الہام کی پیش گوئی سچی نکلے تو اس میں اور سچے نبی میں فرق نہیں رہتا اور لوگوں کو صدق نبوت میں اشتباہ ہوجاتا ہے۔

اور نقلی دلائل میں وہ آیت ہے جن میں مومن آل فرعون کے اس قول کی حکایت ہے و ان يك صادقاً يصبكم بعض الذى يعدكم ان الله لا يهدى من هو مسرف كذاب کہ اگر موسی سچا ہے تو تم کو (اے فرعونیو) ضرور وہ عذاب پہنچے گا جسکی وہ پیش گوئی کر چکا ہے۔ خدا جھوٹے زیادتی کرنیوالے کو راہ نہیں دکھاتا۔ یعنی اسکی پیش گوئی کو پورا نہیں کرتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اوروہ آیت جس میں آنحضرت ﷺ کی نسبت فرمایا ہے ولو تقول علینا بعض الاقاویل لا خذنا منه بالیمین ثم لقطعنامنه الوتین کہ اگروہ ایک قول بھی ازخود بنا کر ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔

اوروہ آیت جس میں ارشاد ہے۔ولا یظھر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول کہ خداتعالی اپنے غیب پر بجز رسول کسی مطلع نہیں کرتا۔رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں۔

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کوجھوٹے مدعی الہام کی پیش گوئی پوری نہیں ہوتی۔اوراس کوغیب پر اطلاع نہیں ہوتی۔اوراس کی رگ جان کاٹی جاتی ہے۔اور چونکہ میں گیارہ برس سے دعوی وحی والہام کرتا ہےاوراب تک مارانہیں گیا، بلکہ دن بدن میری عزت وقبولیت لوگوں میں بڑھتی جاتی ہے، میرے پچھلے جلسہ سالانہ میں صرف ۷۵۔آدمی شامل ہوئے تھےاوراس سال ۳۲۷ مخلص واحباب آئے ہیں،اورمیری پیش گوئیاں سچی نکلتی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ میں صاحب وحی والہام ہوں اورمیری پیش گوئی مذکورالہامی ہے۔رمل ونجوم جفر سے وہ نہیں ہوئی۔اب آپ اس پیش گوئی کوالہامی مان لیں اوراپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں یہ اعتراف چھاپ دیں کہ جزءپیش گوئی متعلق موت خسر فرضی کادیانی پوری ہوگئی ہے، باقی دوجزء(موت شوہر دختر خسر مذکورونکاح ثانی آ دختر بہ کادیانی) پوری ہوگئیں تومیں توبہ کروں گا۔اس اعتراف کوآپ نے اپنے رسالہ میں نہ چھاپا توپھرآپکے لئے غضب الٰہی جوآپ کے غضب سے بڑھ کرہے تیار ہے۔کیونکہ نشان دیکھنے کے بعد انسان معذورنہیں ٹھہرسکتا.

یہ آپ کے دعوی اوراس کے ثبوت کا جس کوآپ نے پراگندہ طور پر مکررسہ کرر عبارات میں ادا کیا ہے ضبط وشائستگی کے ساتھ خلاصہ ہے۔اس باضبط وشائستہ پیرایہ میں اس کواس لئے ادا کیا گیا ہے کہ اس پرضبط اورآسانی سے یک جا گفتگوہوسکے۔

میرے نزدیک اور ہرایک منصف مزاج، حقیقت شناس، سخن رس، ناظرومناظر کے نزدیک آپ کا یہ ثبوت غیرمکمل ونا کافی ہے۔کراس ایگزیمینیشن (امتحان جرح) کا محتاج ہے۔لہذا آپ کے دعوی اوراس کے ثبوت مذکورپر چندسوالات جرح کئے جاتے ہیں۔ان کا جواب آپ نے کافی وشافی اورصافی دیا توآپ کا ثبوت مکمل سمجھا جائے گا۔اوراس وقت آپ کواپنے دعوی اوراس کے دلائل کی صحت وتسلیم میں عذر پوچھنے کا استحقاق پیدا ہوگا۔وہ سوالات یہ ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جرح برمرزا قادیانی

سوال اول ۔ اس پیش گوئی سے جو غرض آپ نے بیان کی ہے اس غرض کا اظہار آپ نے کب کیا تھا۔ درخواست نکاح کے وقت، یا جب درخواست نامنظور ہوئی، تب یہ غرض بنائی گئی۔ اشتہار متضمن پیش گوئی مذکور اور اشتہار متضمن اظہار غرض مذکور ایک تاریخ کے ہیں یا اشتہار پیش گوئی کی تاریخ آگے اور اشتہار متضمن اظہار غرض کی تاریخ پیچھے۔ ایسا ہے تو غرض وعلت غائی کا جس کا وجود ذہن میں پہلے ہوتا ہے، اظہار پیچھے کیوں ہوا؟

سوال دوم ۔ اگر آپ کی کسی تحریر سابق یا لاحق سے یہ ثابت ہو کہ درخواست نکاح کے وقت آپ نے معجزانہ اور مردانہ مقابلہ نہیں کیا۔ بلکہ عاجزانہ وبزدلانہ خوشامد چاپلوسی اور مال کی طمع دہی سے کام لیا ہے۔ اور ۱۸۹۱ء تک (جس میں دوسرے شخص سے اس لڑکی کے نکاح کی تجویز ہوئی تھی) اس طمع دہی کو نہیں چھوڑا، تو پھر آپ اس دعوی کو ود ڈرا (withdraw) کریں گے، یعنی واپس لیں گے یا اس میں کوئی عذر پیش کریں گے۔ پیش کرنا ہو تو اس کو پہلے سے بیان کردیں۔

سوال سوم ۔ اس اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء کو، جس میں آپ نے یہ تینوں پیش گوئیاں درج کی ہیں، آپ نے پبلک (عام لوگوں) میں شائع کیا تھا؟ اور اس کا کیا ثبوت آپ دے سکتے ہیں۔ یا اس کو چھاپ کرا اپنے پاس رکھ چھوڑا۔ اور پرائیویٹ طور پر خاص خاص لوگوں میں شائع کیا تھا، جیسا کہ آپ کے بعض اشتہارات کی نسبت یہ امر معلوم ہو چکا ہے۔

سوال چہارم ۔ جو پیش گوئی کسی شخص کی سچی نکلے وہ بذاتہ وبانفرادہ اس شخص کے ملہم ہونے اور پیش گوئی کے الہام ہونے پر دلیل ہوسکتی ہے۔ یا اس کی صداقت کے علاوہ اس شخص میں اور بھی شرائط ہونی ضرور ہیں، جن سے اس کا ملہم اور اس کی پیش گوئی کا الہام ہونا ثابت ہو؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سوال پنجم۔ خواص حقیقت شناس لوگوں نے انبیاء علیھم السلام کو جو انبیاء مانا ہے، تو صرف ان کی کسی پیش گوئی کے سچا ہونے سے مانا ہے، یا ان کو نبی ماننے میں ان کے اخلاق دائمی اور مدت العمری راست بازی، رحم دلی، بے غرضی، عفت، عدالت وغیرہ اور ان کی اعتقادات وتعلیمات کا بھی لحاظ کیا ہے۔

سوال ششم۔ نبیوں کی سبھی پیش گوئی کا سچا ہونا ضروری ہے یا نہیں۔ بلکہ بعض کا جھوٹا ہونا بھی ممکن یا واقعہ ہو چکا ہے؟ ظنی اور خیالی تعبیر سے سوال نہیں، اس واقعہ کی نسبت سوال ہے جس کی نبی نے قطعی طور پر خبر دی ہو۔

جواب میں شق نفی اختیار کریں تو ایسی پیش گوئی غیر صادق کی مثال نبی آخر الزمان کی پیش گوئی سے بحوالہ کتب اسلامی دیں، کیونکہ اہل کتاب کی نقل وبیان پر اہل اسلام کو اعتماد نہیں ہے۔

ہفتم۔ جس شخص کی کوئی پیش گوئی سچی نکلے اور کوئی جھوٹی، وہ سچی پیش گوئی میں ملہم ہو سکتا ہے؟

ہشتم۔ ایسا شخص اگر اکثر جھوٹ بھی بولتا ہو، لوگوں کے مال ناجائز ذریعہ سے مارتا ہو، ناجائز مال اجرت زنا وغیرہ کام میں لاتا ہو، ظلم، ایذا رسانی، بے رحمی، بد خلقی وبد گوئی پر مصر ہو، تو پھر بھی اگر اس کوئی پیش گوئی سچی نکل آوے، اس سچی پیش گوئی میں ملہم، ولی، محدث ومجدد اور خدا کا مخاطب ہو سکتا ہے؟

سوال نہم۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اور اس سے پیشتر ایسے لوگ عرب میں موجود تھے جو کاہن کہلاتے تھے اور غیب دانی کے مدعی تھے۔ اور وہ بعض پیش گوئیوں میں سچے نکلتے تھے یا نہیں؟

جواب بشق نفی ہو، تو جن احادیث سے ایسے کاہنوں کا وجود ثابت ہوتا ہے، وہ موضوع ہیں یا کچھ اور معنے رکھتے ہیں؟

اور اگر جواب بشق اثبات ہو تو وہ لوگ ان سچی پیش گوئیوں میں ملہم اور خدا کے مخاطب کہلا سکتے ہیں؟

سوال دہم۔ ابن صیاد کاہن نے (جس کو آپ دجال سمجھتے ہیں) آنحضرت ﷺ کے دل میں چھپائی ہوئی بات کسی قدر معلوم کر لی تھی یا نہیں؟

جواب بشق اثبات ہو، تو اس صورت میں وہ ملہم وصاحب وحی متصور ہوگا یا کچھ اور

اور اگر بشق نفی ہو تو ان احادیث کی نسبت جن میں ابن صیاد کا بتایا ہوا لفظ د خ منقول ہے، آپ کا کیا خیال ہے۔ وہ موضوع ہیں یا اور کچھ معنے رکھتی ہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سوال یازدہم ۔ اکثر زمانوں اور ملکوں میں نجومی، رمال، جفری، پنڈت، جوتشی واقعات آئندہ موت وحیات بعض اشخاص کی نسبت پیش گوئیاں کرتے ہیں۔ پنڈت لوگوں کی جنم پتریاں لکھتے ہیں، نجومی زائچے لکھتے ہیں جن میں سال بھر کے واقعات درج کرتے ہیں۔ اور وہ اخباروں میں چھپتے ہیں۔ جن میں سے بعض واقع کے مطابق اور سچے نکلتے ہیں۔ ان میں وہ ملہم اور ان کی سچی پیش گوئیاں الہامی ہوتی ہیں یا کچھ اور؟

سوال دوازدہم ۔ اگر وہ اس کے ساتھ جھوٹا دعوی الہام کرلیں یا کوئی اور جھوٹ بولیں یا کسی ذاتی فائدہ کو ملحوظ رکھیں اور اس کی نسبت پیش گوئی کرنی چاہیں، تو پھر ان کی اس قسم کی پیش گوئیاں بند ہو جاویں؟ اور پھر وہ کسی پیش گوئی میں سچے نہ نکلیں؟ اور اس کی وجہ کیا ہے۔ کیا وہ اپنے علم نجوم، جفر وغیرہ کو بھول جائیں۔ یا اور سبیل سے روکے جاویں۔

سوال سیزدہم ۔ طبعی، فلاسفر، سائنس دان، جو پیش گوئیاں کرتے ہیں ان میں سے بعضی سچی نکلتی ہیں یا نہیں؟ اور اگر نکلتی ہیں تو کیا وہ لوگ بھی ملہم اور وہ پیش گوئیاں الہامی ہیں؟

سوال چہاردہم ۔ روحانیات کی تسخیر وحاضرات سے جو پیش گوئیاں لوگ کرتے ہیں، چنانچہ آج کل کلکتہ کی ایک جماعت تعلیم یافتہ نے آنریبل بابو کرسٹوداس پال کی روح کو بلا کر یہ پیش گوئی کی ہے کہ جیوری سسٹم میں لفٹنٹ گورنر کو ناکامی ہوگی۔ اور حضرت مسیح کی روح سے یہ پیشین گوئی کرائی ہے کہ ملکہ معظّمہ قیصر ہند کی عمر چار برس اور ہوگی اور پرنس آف ویلز ان کے جانشین ہوں گے وغیرہ۔ جو اکثر اخباروں میں شائع اور مشتہر ہوئی ہیں۔ ان میں سے اگر کوئی پیش گوئی سچی ہوگئی تو کیا وہ جماعت بھی ملہم متصور ہوگی اور پیش گوئیاں الہامی ہوں گی؟

سوال پانزدہم ۔ مسمریزم یا عمل الترب کے ذریعہ سے جس تہ پائے میز یا چوکی کو ہلایا جاتا ہے، جس کا آپ نے بھی اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۵ میں اعتراف کیا ہے، وہ بھی لوگوں کی حیات وممات وغیرہ واقعات آئندہ کی نسبت پیش گوئیاں کرتے ہیں، چنانچہ لاہور میں اس کا مدت تک گھر گھر مشغلہ رہا، ہر گلی کوچہ میں چرچا ہوا لاہور کے ایک معزز رئیس اور میرے دوست سید رجب علی شاہ صاحب میونسپل کمشنر اور پروپرائیٹر ایمپیریل پریس کے مکان پر اور کئی اور لوگوں کے مکانات پر ایسی میزیں تھیں جن سے میرے دوستوں اور احباب نے اپنی آنکھ سے اس کاروائی کو مدت تک دیکھا۔ یہ پیش گوئیاں اگر سچی نکلیں تو کیا وہ تہپائے بھی ملہم ومحدث ومجدد وصاحب وحی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کہلائیں گے۔اور اس تہ پائے سے مسمریزم کے ذریعہ سے یہ کام لینے والے ہندو، مسلمان، عیسائی، ملہم ومحد ث کہلائیں گے؟

سوال شانزدہم۔بعض مسلمان فاسق فاجر زنا کار شراب خور اس حالت اور اس وقت میں جب کہ وہ بادہ بسرو آشنا ببر کا مصداق ہوتے ہیں اور بعض کافر بعض اوقات ایسے خواب دیکھتے ہیں جن میں واقعات آئندہ کے حالات ان پر کھل جاتے ہیں کہ فلاں شخص فوت ہوگا، یا فلاں شخص کے گھر میں لڑکا یا لڑکی پیدا ہوگی، اور فلاں شخص بیمار ہوگا، فلاں چیز ہاتھ آئے گی۔اور ان پیش گوئیوں میں وہ سچے نکلتے ہیں۔کیا ان پیش گوئیوں میں وہ لوگ ملہم محدث وغیرہ کہلا سکتے ہیں۔

سوال ہفدہم۔دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو نہ الہامی کہلاتے ہیں، نہ کاہن نہ نجومی نہ جوتشی نہ طبعی نہ سائنس دان نہ مسمریزر، نہ خواب میں کی رویت بیان کرتے ہیں، بلکہ صرف قرینہ وقیاس وتجربہ اور ظن سے ایک شخص کی نسبت پیدائش یا موت یا صحت یا بیماری کی خبر دیدیتے ہیں اور وہ سچی نکل آتی ہے۔کیا وہ بھی آپ کے نزدیک الہامی ہیں اور ان کی پیش گوئی الہام ہے؟

سوال ہژدہم۔بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو قیافہ وتجربہ بھی نہیں رکھتے،صرف سادگی سے بے ساختہ ان کے منہ سے ایک آئندہ کی بات نکل جاتی ہے،اور وہ اتفاقاً سچی ہوجاتی ہے،ان میں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو لوگ عاجز وناچیز سمجھتے ہیں اور درحقیقت وہ راست باز ہوتے ہیں۔خدا تعالی ان کی عاجزی وسچائی کی برکت سے ان کی بات کو پورا، اور ان کو سچا کردیتا ہے،جن کے حق میں آچکا ہے لو اقسم علی اللہ لا برہ کیا وہ لوگ بھی ایسی باتوں میں خدا کے ملہم ومخاطب ہیں؟

سوال نوزدہم۔بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو صفات مذکورہ بالا سے ایک صفت بھی نہیں رکھتے ہیں، بلکہ وہ پرلے درجہ کے جھوٹے، بے حیا اور دلیر ہوتے ہیں، نہ ننگ دنیا رکھتے ہیں اور نہ خوف آخرت۔اور وہ یوں ہی بغیر کسی یقین وظن کے ایک لاف ماردیتے ہیں کہ تیرے گھر بیٹا ہوگا۔یا اگر تو ہم کو کچھ نہ دے گا تو تیرا یہ نقصان ہوجائے گا، جیسا کہ بعض ڈاڑھی منڈے بھیک ماننے والے جوگی فقیر کرتے ہیں، اور خدا کے علم وتقدیر میں اس کا وقوع مقدر ہوتا ہے،تو اتفاق سے ان کے کہنے کے موافق ہوجاتا ہے۔ان کو بھی آپ الہامی اور ان کی ایسی پیش گوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کو الہام کہیں گے؟

سوال بستم۔ سیالکوٹ کے ملک شاہ علم نجوم یا رمل میں کچھ دخل رکھتے ہیں اور آپ کو ان سے صحبت و ملاقات و استفادہ (شاگردی) کا کوئی تعلق رہا ہے یا نہیں ؟

سوال بست و یکم۔ بٹالہ کے مولوی گل علی شاہ اور ان کے بعض متعلقین علم جفر میں دخل رکھتے تھے اور آپ کو ان سے صحبت و استفادہ کا تعلق تھا یا نہیں؟

سوال بست و دوم۔ فیصلہ آسمانی کے صفحہ اخیر میں جو آپ نے ہندسہ اور بعض نقوش لکھے ہیں ان سے کیا مراد ہے اور وہ کس علم کی اصطلاح ہے؟

بست و سوم۔ آپ کو مسمریزم یا عمل الترب میں دخل ہے یا نہیں۔

اور اگر نہیں ہے تو پھر آپ نے اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۹ میں یہ کیوں دعوی کیا اور کہا ہے کہ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالی کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔

بست و چہارم۔ اس عاجز کی باون سال کی عمر کو پہنچ کر فوت ہونے کی نسبت آپ نے وہ پیش گوئی جو آپ کے مرید اور آپ کے دوست بیان کرتے ہیں، کی ہے یا نہیں؟ کی ہے تو کس عنوان و بیان سے۔

بست و پنجم۔ جو لڑکا بشیر نام آپ کا فوت ہو گیا ہے، اس کی نسبت آپ نے کسی تحریر یا اشتہار میں لکھا تھا یا نہیں، کہ اس میں پسر موعود اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی علامات پائی جاتی ہیں اور یہ وہی لڑکا معلوم ہوتا ہے۔

بست و ششم۔ کسی تحریر میں اس بیان علامات سے آپ نے انکار کیا ہے یا نہیں؟

بست و ہفتم۔ اس لڑکے کی نسبت آپ کے کسی حامی نے یہ بھی مشتہر کیا تھا کہ وہ لڑکا عمر پانے والا ہے یا نہیں؟ کیا تھا، تو آپ نے اس پر سکوت کیا، یا اس کو رد کیا تھا؟

بست و ہشتم۔ شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیار پور کی رہائی کی نسبت آپ نے قطعی پیش گوئی کی تھی؟

اور وہ کس عنوان سے تھی؟

اور اس کی تشہیر کی تھی؟ اور وہ کس ذریعہ سے ہوئی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بست و نہم۔ دلیپ سنگھ کی ناکامی سے واپسی اور دیانند سرستی کی موت کی نسبت جو آپ نے پیش گوئی کی تھی، وہ کس عنوان سے تھی، اور اس کی اشاعت کیونکر ہوئی؟

(ان چار آخری سوالات میں جن پیش گوئیوں کا ذکر ہے، ان میں کوئی مستقل بحث مقصود نہیں، بلکہ اسی پیش گوئی متعلق موت خسر فرضی جناب میں بحث کرنے کے وقت ان سے ضرورت متعلق ہوگی)

سوال سی ام۔ جس شخص کو کسی امر کے چند ساعات کے بعد واقع ہو جانے کا علم و یقین ہو، وہ اس کے ظاہر و ثابت کرنے اور دوسرے کو اس مقابلہ سے عاجز کرنے کے لئے اس امر کے چند دنوں کے بعد واقع ہونے، اور اگر چند دنوں کے بعد اس کے وقوع کا علم ہو تو چند مہینوں کے بعد اس کے واقع ہونے، اور اگر چند مہینوں کے بعد اس کے وقوع کا علم ہو تو چند برسوں کے بعد اس کے واقع ہونے کی خبر دے۔ تو اس سے اس کا علم و یقین ثابت ہوتا ہے یا یہ شک یا گمان پیدا ہوتا ہے کہ اس کو اس کا علم نہ تھا، بلکہ اس نے صرف ظن سے کام لیا اور احتیاط و پیش بندی کر کے ساعات کی جگہ دنوں کو، اور دنوں کی جگہ مہینوں کو، اور مہینوں کی جگہ برسوں کو اختیار کیا۔ اس کو یقین ہوتا تو جس کمتر وقت پر اس امر کا وقوع ہوا ہے، اسی کو بیان کرتا۔

جواب میں اگر شق اول اختیار کی جائے تو اس کی نظیر میں کوئی الہامی پیش گوئی پیش کی جائے جس میں خدا تعالی نے ایک واقعہ قریب الوقوع کی ابعد مدت کے بعد واقع ہونے کی خبر دیکر اس سے مخالفین اور منکرین پر حجت قائم کی ہو۔ قرآن میں ایسے نظائر تو موجود و معلوم ہیں کہ بعید الوقوع واقعہ کے وقوع کی ایسے الفاظ سے خبر دی ہو جن سے اسکا قریب الوقوع ہونا خیال میں آسکے اور اس سے مومنوں کے دل میں تسکین و امید اور مخالفوں کے دل میں دائمی خوف اور غم پیدا ہو، چنانچہ فتح روم کی جو سات یا نو برس کے بعد ہونے والی تھی، لفظ بضع سے، جس سے ادنی تین برس بھی مفہوم ہوتے ہیں، خبر دینا ہے۔ لہذا اس قسم کی نظیر پیش نہ کریں بلکہ ایسی نظیر پیش کریں جس میں قریب الوقوع واقعہ کی ابعد مدت میں واقع ہونیکی پیش گوئی مقام تعجیز خصم میں کی گئی ہو

اور اگر جواب میں شق ثانی اختیار کریں تو یہ بتادیں کہ آپ کی اس پیش گوئی میں آپ کے ملہم نے یہ احتیاط و پیش بندی کیوں کی کہ جو واقعہ چار مہینے سے کم عرصے میں واقع ہونے والا تھا، اس کا وقوع تین برس کے عرصہ میں بتایا، باوجودیکہ قریب مدت بتانے میں آپ کا غلبہ اور بزعم آپ کے معجزہ ثابت ہوتا تھا۔ اس احتیاط

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سے آپ کے ملہم پر یہ گمان واعتراض نہیں ہوتا کہ اس کو چار مہینے کے بعد وقوع اس واقعہ کا علم نہ تھا۔علم ہوتا تو عین مقابلے اور تحدی اور اعجاز کے مقام میں اسی قریب مدت کے بعد اسکے وقوع کی خبر دیتا، احتیاط اور پیش بندی سے کام لے کر مہینوں کی جگہ تین سال نہ بولتا۔

سوال سی ویکم ۔ دوسرے کشف میں جو آپ کو بتایا گیا تھا کہ بہت عرصہ نہیں گذرے گا کہ آپ کا خسر فرضی مر جائے گا، اس امر کو آپ نے کسی تحریر مطبوع یا قلمی کے ذریعہ سے مشتہر کیا تھا یا نہیں؟

مشتہر کیا، تو اس کا کیا ثبوت آپ دے سکتے ہیں؟

وہ تھوڑا عرصہ جو اس کشف میں بتایا گیا تھا، مہینوں کا تھا یا برسوں کا؟

اگر برسوں کا بتایا گیا تو کیا پھر وہ اس اعتراض کا محل نہیں ہوسکتا جو شق ثانی جواب سوال نمبر ۳۰ پر وارد ہوا ہے۔ اور اگر وہ مہینوں کا بتایا تھا تو آپ نے اس کو مقام مقابلہ وتعجیز منکرین میں ظاہر کیوں نہ کیا۔ اور اگر کچھ بھی نہیں بتایا تو اس کشف سے کون سا فائدہ جدید حاصل ہوا، جو پہلے الہام سے نہ ہوا تھا۔ کوئی فائدہ نہیں ہوا تو پھر کیا یہ کشف لغو نہیں ٹھہرتا۔ کیا اس کشف پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ آپ نے اس میں ان جوگیوں کا اقتداء کیا جو ایک گھر میں لڑکا پیدا ہونے کی خبر دیتے ہیں اور ہمسایہ کو یہ کہہ جاتے ہیں کہ اس گھر میں لڑکی پیدا ہوگی۔ پھر اگر لڑکا پیدا ہوا تو گھر والوں کو بتائی ہوئی خبر کو پیش کر کے اپنا سچ ثابت کیا اور نذرانہ لیا، اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو کہہ دیا کہ ہم نے ہمسایہ کو کہہ دیا تھا کہ لڑکی ہوگی۔

آپ نے بھی بعینہ یہ کام کیا ہے کہ ایک الہام میں تین برس کی میعاد ٹھہرا دی، دوسرے کشف میں عنقریب کی خبر دی، پھر جلدی کام ہوگیا تو یہ کہہ دیا کہ ہم نے عنقریب وقوع کی خبر دی تھی، دیر ہوگئی تو تین برس کی مدت کو پیش کیا، جس میں کسی نہ کسی اختیاری تدبیر سے یا اتفاقی تقدیر سے ایک شخص کام تمام کرنا ممکن ہے۔

سوال سی و دوم ۔ آپ کی متمسکہ آیات میں سے پہلی آیت میں جو حضرت موسیٰ کی پیش گوئی کا سچا ہونا بیان ہوا ہے، اس سے یہ کیونکر ثابت ہوتا ہے کہ جس شخص کی کوئی پیش گوئی اتفاقی سچ نکلے وہ ملہم ہوتا ہے؟ کیا بعض اوقات جھوٹے کی بات سچ نہیں نکلتی (چنانچہ سوالات سابق میں پوچھا گیا ہے) پھر یہ آیت اس جھوٹے کو کیونکر ملہم بناتی ہے۔ اور جو اس آیت میں بیان ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ مسرف کذاب کو راہ نہیں دیتا، اس کے یہ معنی کس دلیل سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

متعین ہیں کہ خدا تعالی جھوٹے مدعی الہام کی پیش گوئی کو پورا نہیں کرتا؟ کیونکر جائز نہیں کہ اس کے یہ معنی ہوں کہ جو شخص اپنی اور (دیگر) باتوں میں جھوٹ بولے، گو مدعی الہام نہ ہو۔ اس کو خدا تعالی وحی والہام سے مشرف نہیں کرتا، اور اس کی بعض پیش گوئیاں الہامی نہیں ہوتیں، گو بوجوہ مذکورہ بالا سچی نکلیں۔ یا یہ معنی ہوں کہ خدا تعالی فرعون کو جو مسرف وکذاب ہے، راستی اور نجات کی راہ نہیں دکھائے گا۔ چنانچہ بیضاوی نے اس کے ایک یہ معنے بھی کئے ہیں۔ عرض به فرعون بانه مسرف كذاب لا يهديه الله سبيل للصواب و طريق النجاة (بیضاوی۔ ج۲)۔

سوال سی وسوم۔ دوسری آیت میں جو افتراء پر ہلاک کرنے کا ڈر سنایا گیا ہے اس کی کوئی حد مقرر ہے کہ جس دن خدا تعالی پر افتراء ہو، اسی دن ہلاکت ہو، یا اس کی ہلاکت کا وقت وسیع ہے؟ قوم نوح نے جو خدا پر شریک کا افتراء کیا تو وہ کتنی مدت کے بعد ہلاک ہوئے۔ فرعون جو خود معبود بن بیٹھا تھا، وہ اس افتراء کے بعد کتنے دنوں میں ہلاک ہوا؟ آپ (مرزا) سے پہلے جن لوگوں نے جھوٹا دعوی نبوت والہام کیا تھا، جیسے مسیلمہ وغیرہ، وہ کتنے عرصہ کے بعد ہلاک ہوئے؟ جس دن سے آپ نے نبوت اور مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا ہے آپ کی صحت اکثر اوقات کیسی رہتی ہے۔ کیا آپ اکثر بیمار نہیں رہتے اور آپ کی ایسی حالت نہیں ہو جاتی جس سے موت نظر آنے لگے۔ کیا ایسے امراض، موت کے وہلاکت کے مقدمات نہیں ہیں۔

اگر مفتری کا جلد ہلاک ہونا ضروری ہے اور آپ مفتری نہیں، بلکہ سچے ملہم اور ولی ہیں، تو جو لوگ آپ کو مفتری و کذاب کہتے ہیں اور آپ کو کافر سمجھتے ہیں، اور رات دن آپ پر لعنتوں کا مینہ برسا رہے ہیں، جو آپ کے خیال میں یقیناً خدا پر افتراء کرتے ہیں، وہ کیوں جلد ہلاک نہیں ہوتے؟ باوجودیکہ حدیث قدسی میں خدا تعالی سے منقول ہے من عادى لي وليا فقد بارز الله بالمحاربة و في رواية فقد آذنته بالحرب یعنی خدا تعالی فرماتا ہے کہ جو شخص میرے ولی سے دشمنی کرتا ہے وہ خدا سے لڑنے کو میدان میں نکلا ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ خدا تعالی اس کو جنگ کی اطلاع دیتا ہے۔ اور وہ لوگ کیوں دن بدن برکات و انعامات الہیہ کے مورد ہوتے ہیں۔ صحت وعافیت اور قوت میں آپ سے بڑھ کر ہیں۔ اولاد میں بہ نسبت سابق زمانہ عدم مخالفت محل برکت وکثرت ہیں۔ جائز طور پر آمدنی زر میں آپ سے بڑھ کر ہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہلاکت کے مقابلے میں دن بدن عزت بڑھنے کا جو آپ نے دعوی کیا ہے اس کا موازنہ ومقابلہ اپنی روز افزوں ذلت اور اپنے مخالفین ومکفرین کی روز افزوں عزت سے نہیں کیا۔ لہذا اس پر یہ سوالات وارد ہوتے ہیں۔

ہندوستان وپنجاب کے مسلمانوں میں آپ کو حق پر جاننے والوں کی تعداد زیادہ ہے یا آپ کے مخالفین ومکفرین کو حق پر جاننے والوں کی؟

۱۸۹۱ء کی نسبت ۱۸۹۱ء ۱۸۹۲ء میں آپ کے مکفرین کی تعداد زیادہ ہوئی ہے یا تابعین کی۔ جس قدر لوگ آپ کے میلہ حال میں آئے ہیں، کیا وہ مخالفین ومکفرین سے تعداد میں بڑھ کر تھے؟

گذشتہ میلہ سالانہ میں جو لوگ آئے تھے ان میں سے بہت سے لوگ اس سال کیوں نہیں آئے؟

نئے لوگ جو آئے ہیں ان کے مخلص واحباب ہونے پر آپ کی کیا دلیل ہے؟

کیا ان میں ایسے لوگ نہ تھے جو صرف تماشا دیکھنے یا نکتہ چینی کرنے کو آئے تھے؟ کیا ان میں بعض لوگ ایسے نہ تھے جو آپ کے اشتہار اور پرائیویٹ خطوں سے دھوکہ کھا کر آئے اور بعض صرف روٹی کھانے کو آئے؟ آپ ان سب کے مخلص واحباب ہونے کے مدعی ہیں تو ان کی فہرست پیش کرکے ان کے مخلص ہونے کا ثبوت دیں۔ اور پھر دیکھیں کہ ان میں سے کس قدر آپکے مخالف اور غیر معتقد ثابت ہوتے ہیں۔

جن فقیروں، پیرزادوں کو آپ اپنے رسائل میں بدعتی لکھ چکے ہیں، انکے سالانہ میلوں اور عرسوں میں ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگ جمع ہوتے ہیں۔ کیا وہ لوگ بھی آپ کے اعتقاد میں خدا کے نزدیک عزت رکھتے ہیں؟

دھونگل اور نگاہے کے میلوں میں لوگوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے یا آپکے میلہ میں؟

سوال سی وچہارم۔ تیسری آیت سے جو آپ نے یہ مطلب نکالا ہے کہ نبی، رسول اور محدث کے سوا کوئی شخص آئندہ کی بات نہیں بتا سکتا، اور جو بتادے وہ ملہم ہوتا ہے۔ اس پر یہ سوالات ہیں۔

غیب کس کو کہتے ہیں۔ کیا جو بات عادی اسباب علم، حساب، نجوم وغیرہ سے معلوم ہو، اس کو غیب کہا جاتا ہے؟

نجومی اپنے علم نجوم سے جو کچھ بتاتے ہیں اس کی نسبت وہ علم ویقین کا دعوی کرتے ہیں یا صرف ظن کا؟

نبی کے سوا جو کسی کو الہام ہوتا ہے، اس کے دخل شیطان سے اسی پہرہ وچوکی سے حفاظت ہوتی ہے جس سے نبیوں رسولوں کی وحی کی حفاظت ہوتی ہے، چنانچہ اس آیت کریمہ کے آخر میں ارشاد ہے فانہ یسلک من بین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یدیہ و من خلفہ رصدا لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربھم (بے شک خدا، رسول کے آگے اور پیچھے پہرہ رکھتا ہے تاکہ وہ جان لے کہ خدا کے فرشتوں نے ٹھیک خدا کے پیغام ان کو پہنچا دیئے ہیں، ان میں شیطان نے کچھ دخل نہیں دیا) مسلمانوں سے آج تک اس بات کا کون قائل ہوا ہے کہ اس آیت کا یہ لفظ، رسول، محدث کو بھی شامل ہے اور محدث بھی ایک رسول ہوتا ہے؟ اس صورت میں نبی اور غیر نبی کے الہام میں کیا فرق ہے؟

سوال سہ و پنجم۔ ولی و ملہم ہونے کے لئے پابند شریعت ہونا ضروری ہے، یا تارک احکام شرعیہ کا بھی ولی و ملہم ہونا جائز ہے؟

سوال سی و ششم۔ آپ اپنی تمام عمر میں دعوی ولایت و الہام سے پہلے اور اس کے بعد خصوصاً دعوی مسیحائی کے وقت سے پانچ وقت مسجد الجماعت میں نماز پڑھنے کے ملتزم ہیں، یا اکثر اوقات مسجد چھوڑ کر مکان پر ہی نماز پڑھ لیا کرتے ہیں؟

سوال سی و ہفتم۔ کیا ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کہ فجر کی نماز آپ نے ٹھیک وقت نہ پڑھی ہو اور اپنے اتباع و ملازمین پر یہ کہکر خفگی ظاہر کی ہو کہ جو لوگ اہل اللہ کے پاس رہتے ہیں وہ ان کو نماز کے لئے جگا دیا کرتے ہیں، تم لوگ کیسے نالائق ہو کہ مجھ کو صبح کے وقت نہیں جگاتے

سوال سی و ہشتم۔ آپ نے فریضہ حج ادا کیا ہے یا نہیں؟ نہیں کیا تو اس کی کیا وجہ ہے؟

کیا آپ کے دس ہزار روپئہ جائداد کی آمدنی سے آپ پر حج فرض نہیں ہوا؟

یا دعاؤں کی پیدا والی اور مریدوں کی آمدنی سے ایک وقت میں آپ کے پاس پانچ پانچ سو یا اس سے زیادہ روپئہ نہیں آیا جس سے حج فرض ہو جاتا؟

سوال سی و نہم۔ آپ ہمیشہ سے، خصوصاً دو تین سال سے، ماہ رمضان کے روزے رکھتے ہیں؟

کسی رمضان میں آپ ایسے بیمار ہوئے ہیں جس میں دو چار میل پیادہ پا سیر نہ کرتے ہوں؟

سوال چہلم۔ آپ نے کبھی جھوٹ بولا ہے یا نہیں؟

اور اگر کوئی جھوٹ آپ کی کلام میں ثابت ہو، تو پھر آپ کسی پیش گوئی میں، اگر وہ سچی نکلے، ولی و ملہم ہو سکتے ہیں؟

سوال چہل و یکم۔ دس ہزار روپئہ کے قریب آمدنی چندہ وغیرہ کے مصارف میں جو آپ نے ساٹھ ہزار مہمانوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور بارہ ہزار رجسٹری شدہ خطوں کا ذکر صفحہ ۴۷ و ۴۸ رسالہ فتح اسلام میں کیا ہے، اس کا آپ کیا ثبوت پیش کر سکتے ہیں؟

کیا مہمانوں کا کوئی رجسٹر ہے جس میں ان کے نام بقید ولدیت و جائے سکونت وغیرہ درج ہوں۔ اور رجسٹریوں کی رسیدات موجود ہیں؟

ماہواری خطوں کی تعداد تین سو سے سات سو تک اور کل کی تعداد نوے ہزار سے زیادہ جو آپ نے رسالہ فتح اسلام کے صفحہ ۴۰ و ۴۱ میں بتائی ہے، اس کا ثبوت آپ کیا دے سکتے ہیں؟ کوئی رجسٹر ہے یا کچھ اور۔

سوال چہل و دوم۔ آپ نے گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت کوئی پیش گوئی ہشت سالہ میعادی، کی ہے یا نہیں؟

اقبال ہو تو فرمایئے کہ اس کا کیا مضمون و عنوان ہے؟

اور اگر انکار ہو تو اس انکار پر آپ، جس عنوان سے کہا جاوے، قسم کھائیں گے؟

سوال چہل و سوم۔ جن شرائط مندرجہ اشتہار جنوری ۱۸۸۹ء (جو تکمیل تبلیغ کے عنوان سے چھپا ہے) پر آپ لوگوں سے بیعت لیتے ہیں، ان شرائط کے خود پابند ہیں؟ خصوصاً شرط دوم و سوم و چہارم و ہفتم و نہم کے۔

اور اگر آپ کا عمل ان کے برخلاف ثابت ہو تو پھر آپ کسی پیش گوئی میں (اگر وہ سچی نکلے)، ولی و ملہم و محدث ہو سکتے ہیں؟

کیا آپ کے خاص مریدان شرائط کے پابند ہیں؟ کیا ان میں ایسے لوگ نہیں جو علانیہ ان شرائط کا خلاف کرتے ہوں، نماز نہ پڑھتے ہوں، داڑھیاں صفاچٹ یا خش خشی کراتے ہوں، شراب پیتے ہوں، لوگوں کے مال ناجائز طور پر مارتے ہوں، اوران کو ہاتھ اور زبان سے تکلیف دیتے ہوں، اور آپ کو ان کی ان باتوں کا علم ہو۔

کیا آپ کے بڑے خاص اور بڑے معاون نے خاص آپ کے مکان پر شراب نہیں پی؟ اور آپ نے اس پر مطلع ہو کر اس عذر سے کہ وہ مہمان ہے، اس کی دل آزاری نہیں کی جا سکتی، ترک خفگی و نہی عن المنکر نہیں کی؟

ان حالات کے ثابت ہونے پر آپ کسی سچی پیش گوئی میں ولی و ملہم و محدث ہو سکتے ہیں؟

سوال چہل و چہارم۔ میاں اللہ دیا ساکن انبالہ سے آپ نے اپنے سابق ملازم فتح خان کی معرفت دو سو روپیہ یا کم و بیش منگایا۔ وہ کیسا روپیہ تھا؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور وہ کس کام میں آپ نے صرف کیا؟

سوال چہل و پنجم۔ براہین احمدیہ کا چندہ آپ کے ذاتی مصارف میں کچھ صرف ہوا ہے یا نہیں؟

سوال چہل و ششم۔ واپسی قیمت براہین احمدیہ کی بابت جو اشتہار آپ نے رسالہ سرمہ چشم آریہ میں چھاپا تھا، وہ ان سب خریداروں اور معاونوں کے پاس، جن سے چندہ وصول کیا تھا، روانہ کیا تھا؟

اور اس کا کیا ثبوت آپ دے سکتے ہیں؟

سوال چہل و ہفتم۔ جس شخص نے آپ سے براہین احمدیہ کا چندہ واپس طلب کیا، اس کو آپ نے بلا عذر واپس کیا، یا اس میں کچھ حیلہ وحوالہ سے کام لیا؟

سوال چہل و ہشتم۔ آپ کے ذاتی مصارف کا گذارہ اس چندہ سے چلتا ہے جو آپ مریدوں اور خریداران رسائل سے لیتے ہیں یا آپ کی آمدنی زمین سے؟

اور اگر وہ گذارہ آمدنی زمین سے ہے تو اس کی تعداد سالانہ کس قدر ہے؟

سوال چہل و نہم۔ پیش گوئی زیر بحث کے متعلق جو آپ کو بتایا گیا تھا کہ خدا تعالی اس عورت کو بیوہ کر کے تمہاری طرف ردّ کرے گا (لوٹائے گا) جس کو آپ نے خط میں یقین سے بیان کیا اور اس میں چھ دعاوی کا پایا جانا بتایا، اگر یہ الہام الٰہی تھا (جو ۱۸۸۸ء میں ہوا تھا) تو پھر آپ نے اس الہام کے برخلاف اس لڑکی کو باکرہ ہونیکی حالت میں اپنے نکاح میں لانے اور دوسرے شخص سے اس کا نکاح نہ ہونے کیلئے مئی ۱۸۹۱ء تک کیوں کوشش کی؟

سوال پنجاہم۔ کیا اس کوشش کو آپ نے اس حد تک نہیں پہنچایا کہ درصورت موقوف اور ردّ نہ کرنے نکاح شخص مذکور کے، اپنی دوسری بیوی کو طلاق دیدی، اور ایک فرزند کو عاق کر دیا؟

کیا کسی سچے ملہم نے اپنے الہام کو جھوٹا کرنے اور واقع نہ ہونے کے لئے ایسی کوشش کی ہے؟ کی ہو تو اس کی نظیر بتائی جاوے۔

ان جملہ سوالات کے جواب میں آپ اگر اپنی کسی تحریر یا اشتہار مطبوع یا قلمی کا حوالہ دیں تو مطبوع تحریر کو باصلہ اور قلمی تحریر کی اپنی دستخطی نقل اس جواب کے ساتھ پیش کریں۔ اور کوئی اپنی تحریر مطبوع یا قلمی جس کو آپ دست آویز بنانا چاہتے ہیں، باقی نہ چھوڑیں۔ اور یہ تحریر کر دیں کہ میں نے کوئی اپنی دست آویز تحریری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

باقی نہیں رکھی۔ اگر موقعہ جواب کے بعد کوئی تحریر ہم پیش کریں گے تو وہ لائق توجہ نہ سمجھی جائے گی ۔

ان جوابات اور آپ کی دست آویزات کے بعد میں آپ کے ثبوت کو کافی اور صحیح سمجھونگا تو بسر وچشم اس کو قبول کرونگا، اور آپ کی پیش گوئی کو الہام اور آپ کو ملہم مان لونگا، ورنہ اس میں جو عذر ہوگا اس کو پیش کرونگا ۔ ان شاء اللہ تعالی

آپ نے میرے سوالات کا تاریخ وصول سے ایک مہینے تک کچھ جواب نہ دیا، یا ان کے جواب کو دوسری طرف بحث لے جا کر ٹلانا چاہا، جیسے کہ آپ کی قدیم عادت ہے اور یہی امر (کچھ جواب نہ دینا یا بحث کو دوسری طرف لے جانا) آپ سے وقوع میں آئے گا۔ (یہ پیش گوئی بھی ہماری آپ اپنی پیش گوئیوں کے حاشیہ میں لکھ لیں) تو ناظرین منصفین ومبصرین میرے سوالات ہی سے سمجھ جائیں گے کہ آپ کی یہ پیش گوئی الہامی نہیں۔ ومعہذا خاکسار خود ان سوالات کے صحیح اور واقعی جواب تحریر کر کے ان سے ثابت کرے گا کہ یہ پیش گوئی الہامی نہیں۔

آخر خط میں جو آپ نے لکھا ہے کہ اس پیش گوئی کے ایک جزء کی اپنے رسالہ میں تصدیق کرو۔ اور باقی دو جزوں کے پورے ہونے پر آپ کو ملہم ماننے اور توبہ کرنے کا وعدہ چھاپ دو، ورنہ غضب الہی تیار ہے۔ یہ بڑی شرمناک گیدڑ بھبکی ہے۔ میں آپ کو لکھ چکا ہوں کہ میں ایسی گیدڑ بھبکیوں سے نہیں ڈرتا۔ بلکہ اس ڈرنے کو شرک جانتا ہوں اور آپ کو کذاب اور گمراہ سمجھتا ہوں، اور اس اعتقاد کو لوازم اسلام وایمان سے سمجھتا ہوں، بایں ہمہ آپ نے پھر ایک گیدڑ بھبکی سنادی اور کچھ شرم نہ کی۔ شرم وحیا کی بات یہ ہے کہ آپ اس پیش گوئی کا الہامی ہونا ثابت کرتے۔ پھر اس کے مقابلہ میں میری تسلیم یا رد کے منتظر رہتے اور جب یہ بحث ختم ہوتی تب وہ ڈر سناتے۔

اب میں آپ کی اس گیدڑ بھبکی کے مقابلہ میں کہتا ہوں کہ اولاً تو مجھے اس خبر کی تصدیق نہیں ہوئی، کہ آپ کا خسر فرضی فوت ہو گیا ہے۔ اور اگر بالفرض وہ فوت ہو گیا ہے اور آئندہ اس کی بے چاری لڑکی کا شوہر بھی فوت ہو جائے، اپنی موت سے مرے یا آپ اس کو زہر دلوا دیں (خدا، اس کو آپ کے شر سے بچاوے اور دیر تک عافیت سے زندہ رکھے)، اور پھر وہ بے چاری خود بخود ڈر کر یا آپ کے کسی اور دھوکہ میں آ کر آپ کے نکاح میں آجاوے ۔تو پھر بھی میں آپ کی اس پیش گوئی کو الہام نہ مانونگا۔ انشاء اللہ تعالی۔ بلکہ اس کو الہام ماننے والے کو (اگر وہ آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے اخلاق، عادات، اعتقادات وحالات جن کی طرف سوالات مذکورہ میں اشارہ ہوا ہے، واقف ہو کر مانے گا) کافر ومشرک وکم سے کم احمق اور دین سے بالکل بے خبر کہوں گا۔

آپ کا اس پیش گوئی کو ایک نشان ظاہر کہنا بھی ایک شرمناک دعوی ہے۔ جس پیش گوئی پر اس قدر سوالات جرح وارد ہوں وہ ظاہر نشان کہلا سکتی ہے؟ ہر گز نہیں۔

اب میں اس خط کو ایک نصیحت پر ختم کرتا ہوں جس کے بغیر میں رہ نہیں سکتا۔ آپ اس لاف زنی اور گیدڑ بھبکی کو چھوڑ دیں۔ کسی پیش گوئی یا الہام یا نشان کا نام نہ لیں۔ اپنی دین دنیا کی خیر چاہتے ہیں، اور نیکی بدی کے قائل ہیں اور مسلمانوں کی نظروں میں عزیز بننے کے طالب ہیں، تو بٹالہ میں خاکسار کے پاس آویں۔ اور میرے غریب خانہ پر حسب عادت قدیم چند روز قیام کریں، آپ کے مصارف سفر وقیام بٹالہ میرے ذمہ ہیں۔ اور پہلے ان اکاذیب سے جو زمانہ تصنیف براہین احمدیہ سے اب تک آپ سے سرزد ہو چکے ہیں، تائب ہوں یا ان کا صدق ہونا ثابت کریں۔

پھر اپنے اعتقادات کفر وضلالت وبدعت کا جو فتوی علماء پنجاب وہندوستان میں آپ کی طرف منسوب ہوئے ہیں اور آپ کی تصانیف سے ثابت کئے گئے ہیں، تائب ہوں یا ان کا موافق اسلام وسنت ہونا ثابت کریں، اسکے بعد الہام یا کشف یا کرامت کا دعوی کریں اور اس کا ثبوت دیں۔

جس شخص کے اخلاق وعادات اور اعتقادات کا یہ حال ہو جو آپ کا ہے، اس کا ولی، ملہم، صاحب کرامت ہونا ممکن ہی نہیں ہے، اگرچہ وہ بظاہر ایسا نظر آوے کہ وہ ہوا میں اڑ جاتا ہے، آگ کھا جاتا ہے، دریا پر سوکھے پاؤں چلتا ہے۔ آپ کو زیادہ خبر نہ ہو تو ایک چھوٹا رسالہ ما لا بد منہ ملاحظہ کریں۔ آئندہ اختیار۔ و ما علینا الا البلاغ المبین۔ آپ کا ناصح مشفق۔ ابو سعید محمد حسین عفی عنہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی بتاتے ہیں کہ یہ جواب ۹ جنوری ۱۸۹۳ء کو لکھا گیا۔ پھر ۱۳ جنوری ۱۸۹۳ء کی مجلس وعظ میں، جس میں ایک حواری قادیانی میاں کرم الہی معلم اطفال لاہور، بھی موجود تھا، پڑھا گیا۔ اس کے بعد امرتسر میں منشی محمد عمر داروغہ نہر کی مسجد میں ایک جماعت علماء کے سامنے پڑھا گیا اور پسند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہوا۔ پھر یہ سنا گیا کہ مرزا قادیانی نے اپنی تحریر کو چھپوا دیا ہے، لہذا مناسب معلوم ہوا کہ اس تحریر کو بھی چھاپ کر اس کے پاس بھیجا جائے۔ مگر اس اثنا میں خاکسار کو محمد احسن امروہی کے تعاقب کے لئے بٹالہ جانا پڑا۔ اور وہاں اس کی لیت ولعل وگریز از مباحثہ کے سبب دس دن ٹھہرنا پڑا۔ آخر جب محمد احسن امروہی نے بٹالہ میں مجھ سے گفتگو کرنے سے گریز ظاہر کیا، تب لاہور آنا ہوا۔ اس وجہ سے اس خط کے طبع ہونے میں توقف ہوا۔ (اور عشرہ اول فروری ۱۸۹۳ء میں اس کو طبع کر کے شائع کیا گیا)

جواب جرح اور جواب الجواب

شیخ الاسلام مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالویؒ (ماہنامہ اشاعۃ السنۃ جلد ۱۵ صفحات ۱۹۳ تا ۱۹۹ میں) بتاتے ہیں کہ محمدی بیگم والی پیش گوئی پر ہمارے سوالات جرح میں سے مرزا صاحب نے صرف ایک سوال (نمبر ۲۴) کا قطعی جواب دیا ہے جو دافع الوساوس کے صفحہ ۶۰۱ میں درج ہے کہ: میں (مرزا) نے آپ کی نسبت باون سال کی عمر کو پہونچ کر فوت ہونے کی پیش گوئی ہرگز نہیں کی۔ اس جواب کے ساتھ مرزا صاحب نے ہمیں دو گالیاں بھی سنا دی ہیں۔ گالیوں سے قطع نظر کر کے ہم مرزا صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ لاہور میں ایک مجلس میں آنا منظور کریں۔ اس میں آپ کے ان چھپے حواریوں کے، جو یہ پیش گوئی آپ کی طرف سے ظاہر کر چکے ہیں، اظہار و بیان پر ثقات کی شہادت کو پیش کیا جائے گا۔ وہ شہادت سچی اور شرعاً معتبر ثابت ہوئی تو آپ پر جھوٹ کا الزام قائم ہو جائے گا یا آپکے ان حواریوں پر۔ بہر حال ہمارا جھوٹا کہیں نہ جائے گا۔ آپ بنیں یا آپ کا کوئی حواری۔ بشق دوم، آپ کا ان حواریوں سے بے زار ہونا آپ کے دعوی ولایت ومسیحائیت ومجددیت کو بٹہ لگا ئے گا۔

اس کے بعد شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جن چار سوالات کا غیر صریح جواب دیا ہے ان میں سوال نمبر ۶، اور ۷ شامل ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نمبر ٦ کے جواب میں دافع الوساوس کے صفحہ ٦٠٠ میں مرزا صاحب نے کہا ہے کہ اس سوال سے معترض نادان کی یہ غرض معلوم ہوتی ہے کہ گویا اس عاجز کی کوئی پیشگوئی خلاف واقعہ نکلی ہے۔ پس واضح ہو کہ یہ فیصلہ تو آسان ہے، معترض پر واجب ہے کہ ایک جلسہ مقرر کر کے وہ الہام اس عاجز کا پیش کرے جو بقول اسکے نفس الہام میں غلطی ہو۔

سوال نمبر ۷ کے جواب میں مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ: اے محجوب نادان (محمد حسین) اس عاجز کی کوئی پیشگوئی آج تک جھوٹی نہیں نکلی بلکہ تین ہزار کے قریب اب تک سچی نکلی ہیں۔

مولا بٹالوی، مرزا صاحب کو مخاطب کر کے کہتے ہیں: از یں چہ بہتر؟ آپ جلسہ میں تشریف لانا منظور کریں تو روز کا جھگڑا طے نہ ہو جائے۔ مرزا صاحب، جلسہ میں آنا تو آپ کے لئے موت سے بدتر ہے، کیونکہ اس میں آپ کی قلعی کھلتی ہے۔ جب ادھر سے جلسہ کے لئے بلایا جائے گا تو آپ ایسی شروط پیش کریں گے جن سے انعقاد جلسہ دشوار بلکہ محال ہو جائے۔ یہ بات سچ نہیں تو آپ منظوری حاضری جلسہ سے اطلاع دیں۔ پھر مقام و تاریخ مقرر کر کے آپ کو بلایا جائے گا اور اس جلسہ میں ثابت کیا جائے گا کہ تین ہزار کجا، تین بلکہ ایک بھی پیش گوئی آپ کی الہامی اور سچی نہیں۔ جو پیش گوئی آپ نے اس وقت تک کی ہے اس میں کذب اور فریب اور دھوکہ بازی سے کام لیا ہے۔ اس امر کی تصدیق ہمارے ناظرین کو ہمارے اس کلام سے ہو جاوے گی جو آپ کی چند پیش گوئیوں کی نسبت ہم کر چکے ہیں۔

اس چیلنج کے بعد مولانا محمد حسین بٹالوی بتاتے ہیں کہ مرزا صاحب نے ہماری جرح کے سوال نمبر ۸ کا جواب بھی دیا ہے جس کا تعلق سوال نمبر ۴۴ سے ہے، اور صفحہ ٦٠٠ دافع الوساوس میں کہا ہے

آپ جیسے نابکار مفتریوں نے انبیاء پر بھی الزام لگائے تھے۔ حضرت ابراہیم پر جھوٹ کی تہمت اور حضرت موسے و حضرت عیسے پر مال حرام کی۔

اور اس سے پہلے صفحہ ۵۹۷ دافع الوساوس میں اس کی تشریح یوں کی ہے:

یاد رہے کہ اکثر ایسے اسرار دقیقہ بصورت اقوال یا افعال انبیاء ظہور میں آتے رہے ہیں کہ جو نادانوں کی نظر میں سخت بے ہودہ اور شرمناک کام تھے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ کا مصریوں کے برتن اور پارچات مانگ کر لے جانا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور پھر اپنے مصرف میں لانا۔ اور حضرت مسیح کا کسی فاحشہ کے گھر میں چلے جانا اور اس کا عطر پیش کردہ، جو حلال وجہ سے نہیں تھا، استعمال کرنا اور اس کے لگانے سے روک نہ دینا۔ اور حضرت ابراہیم کا تین مرتبہ ایسے طور پر کلام کرنا جو بظاہر دروغ گوئی میں داخل تھا۔

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ اس تشریح سے مرزا قادیانی نے یہ جتایا ہے کہ اللہ دیا نامی تائب طوائف کا مال اس نے لیا تھا تو وہ بھی اسی قسم سے تھا جو بظاہر نادانوں کی نظر میں ناجائز اور برا تھا، مگر درحقیقت اس میں دقیق سرّ (بھید) تھا جیسے حضرت عیسے کے عطر مذکور کو استعمال کرنے میں سرّ (بھید) تھا۔ پھر اس سرّ (بھید) کی تشریح میں اپنے دافع الوساوس کے صفحہ ۶۰۱ میں آپ نے ایک اصول بیان کیا اور کہا:

دراصل حقیقت یہ ہے کہ تمام حقوق پر خدا تعالی کا حق غالب ہے اور ہر ایک جسم اور روح اور مال اسی کی ملک ہے۔ پھر جب انسان نافرمان ہو جاتا ہے تو اس کی ملک اصل مالک کی طرف عود کرتی ہے۔ پھر اس مالک حقیقی کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو بلاتوسط رسل نافرمانوں کے مالوں کو تلف کرے اور ان کی جانوں کو معرض عدم میں پہنچادے۔ اور یا کسی رسول کے واسطہ سے یہ قہری تجلی نازل فرماوے، بات ایک ہی ہے اسی طرح خضر کے کاموں کے مانند (خضر کا ایک نابالغ لڑکے کو ماد ینا، یا ایک کشتی کی تختی اکھاڑ دینا۔ محمد حسین) ہزاروں امور ہوتے ہیں جو انبیاء اور محدثین پر ان کی خوبی ظاہر کی جاتی ہے اور وہ ان کاموں کے لئے مامور کئے جاتے ہیں۔ اور ان کے کاموں میں جو لوگ عجلت سے مخالفانہ دخل دیتے ہیں وہی ہیں جو ہلاک ہوتے ہیں۔

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم وحضرت موسی علیہما السلام کے قول وفعل سے تو مرزا قادیانی کے فعل استعمال مال حرام کو کوئی مناسبت اور مشابہت نہیں۔ قادیانی کے استعمال مال حرام کے جواز کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔ اور حضرت ابراہیم وحضرت موسی کے قول وفعل کے راست و درست ہونے کے وجوہات ظاہر ہیں۔ حضرت ابراہیم نے جو تین باتیں کہی تھیں ان کے حقائق ومحامل صحیحہ موجود ہیں لہذا وہ حق اور درست ہیں، گو ناواقف کی نظر میں بحسب ظاہر جھوٹ معلوم ہوتے ہیں۔ (حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا تھا کہ:۱۔ ان بتوں کو ان کے بڑے نے توڑا ہے۔ یعنی وہی اس کا سبب ہوا۔ اس نے مجھے غصہ میں ڈالا تو میں نے اس سبب سے اس کو توڑا۔ یا یہ کہ تمہارے خیال میں یہ کچھ کر سکتا ہے تو اس نے توڑا ہے۔ یا یہ کہ اگر یہ بولتے ہیں تو اس نے توڑا ہے۔ وعلی ہذا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

القیاس، ۲۔میں بیمار ہوجاؤں گا، یعنی تمارے میلے میں جانے سے گناہ کی بیماری میں مبتلا ہوجاؤں گا۔۳۔سارہ میری بہن ہے۔یعنی دین اور ایمان میں بہن ہے۔محمد حسین) اور حضرت موسیٰ کا مصریوں کے برتن مستعار لے کر کام میں لانا، اس وجہ سے تھا کہ مصری حضرت موسیٰؑ کے حربی تھے اور حضرت موسیٰؑ اور ان کی قوم کو سخت تکلیف پہنچاتے تھے۔ بناء علیہ ایسے حربیوں اور موذیوں کا مال حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کے لئے مباح تھا جس جائز ذریعہ سے وہ چاہتے، لے سکتے تھے۔لہذا ان دونوں حضرات کے ان اقوال وافعال کی دست آویز سے آپ (مرزا) کا اپنے فعل کو جائز کرنا اور اس کو اپنی نظیر قرار دینا مسلمانوں کو ایک صاف دھوکہ دینا ہے۔ہاں حضرت مسیح کے فعل کی وہ صورت جو آپ نے بیان کی ہے وہ صورت آپ کے فعل سے ملتی اور مشابہت رکھتی ہے مگر اس صورت کے بیان میں بھی آپ نے کذب سے کام لیا ہے۔ پھر اس سے استدلال کر کے اپنے فعل کو صحیح کرنے سے ان کو سخت دھوکہ دیا ہے اور درحقیقت نہ وہ صورت، واقعی صورت ہے اور نہ وہ آپ کے فعل کے جواز پر شرعی دلیل ہو سکتی ہے جس کی تفصیل وجوہات ذیل سے کی جاتی ہے۔

اول۔اناجیل اربعہ میں جو قصہ عطر بیان ہوا ہے اس میں یہ تصریح یا اشارہ کہیں پایا نہیں جاتا کہ جس عورت نے وہ عطر حضرت مسیح کو ملا تھا، وہ فاحشہ یعنی رنڈی یا کنچنی تھی۔اور اس کی ساری کمائی حرام کی تھی یا خاص کر وہ عطر مال حرام سے تھا جیسا کہ مرزا قادیانی نے دعوی کیا اور اس میں افتراء سے کام لیا ہے۔

انجیل متی باب ۲۶ میں ہے کہ جس وقت یسوع، شمعون کوڑھی کے گھر میں تھا ایک عورت سنگ مرمر کے عطر دان میں قیمتی عطر اس پاس لائی جب وہ کھانے بیٹھا اس پر ڈالا۔

Now when Jesus was in Bethany, in the house of Simon the leper.

There came unto him a woman having an alabaster box of very precious ointment, and poured it on his head, as he sat at meat.

But when his disciples saw it, they had indignation, saying, To what purpose is this waste?

For this ointment might have been sold for much, and given to the poor.

When Jesus understood it, he said unto them, why trouble ye the woman? for she hath

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

wrought a good work upon me.

For in that she hath poured this ointment on my body, she did it for my burial.

Verily I say unto you, Wheresoever this gospel shall be preached in the whole world, there shall also this, that this woman hath done, be told for a memorial of her. (St. Matthew 26:6-10 & 12-13)

ایسا ہی انجیل مرقس کے باب ۱۴ میں ہے۔اس کو صرف ایک عورت کہا گیا ہے اس کو فاحشہ اور اس کے مال کو حرام نہیں کہا گیا۔

And being in Bethany in the house of Simon the leper, as he sat at meat, there came a woman having an alabaster box of ointment of spikenard very precious; and she brake the box, and poured it on his head.

And there were some that had indignation within themselves, and said, Why was this waste of the ointment made?

For it might have been sold for more than three hundred pence, and have been given to the poor. And they murmured against her.

And Jesus said, let her alone; why trouble ye her? she hath wrought a good work on me.

She hath done what she could: she is come aforehand to anoint my body to the burying.

Verily I say unto you, Wheresoever this gospel shall be preached throughtout the whole world, this also that she hath done shall be spoken of her a memorial of her . (Mark 14: 3-6 & 8-9)

انجیل لوقا کے میں اس کو گناہ گار کہا گیا ہے۔جس کے اطلاق سے انجیل کی رو سے کوئی بشر خالی نہیں، زنا کار یا حرام کی کمائی والی اس میں بھی نہیں کہا گیا۔

انجیل یوحنا میں اس عورت کا نام مریم بتایا گیا ہے جو حضرت مسیح کی ایک شاگرد کا نام ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فاحشہ نہ تھی (کیونکہ حضرت مسیح کی شاگرد عورت کا فاحشہ ہونا عادۃً ناممکن ہے۔محمد حسین) جس کا پیشہ حرام کاری اور

www.kitabosunnat.com

اسکا مال زنا کی کمائی ہو۔

مرزا قادیانی نے اس عورت کو فاحشہ اور اس کے عطر کو حرام کی کمائی لکھنے میں افتراء سے کام نہیں لیا تو پہلے اس بیان کی سند بتاوے پھر اس صورت کو اپنے فعل کی نظیر بنائے۔

وجہ دوم۔ یہ کہ فرض کیا اور مان لیا کہ کسی انجیل میں (جو شائد قادیان میں نازل ہوئی ہو جیسا کہ قادیان میں قرآن نازل ہوا جس کے حق میں انا انزلناہ قریباً من القادیان وارد ہے) اس عورت کو فاحشہ اور اس کی تمام کمائی یا خاص کر اس عطر کو مال حرام کہا ہو، تو پھر بھی اس انجیل کا ایسا بیان جس کی تصدیق قرآن اور حدیث میں نہ ہوئی ہو، کیونکر لائق اعتماد اور صحیح متصور ہوسکتا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ قصہ تحریف کا نتیجہ ہو جس پر اس قصہ کے بیان میں اناجیل اربعہ کا اختلاف شاہد ہے۔ اور مرزا قادیانی خود اناجیل کو محرف اور کایا پلٹ قرار دے چکا ہے۔ اس باب میں جو اہل اسلام کا خیال ومقال ہے اس کی تفصیل تو ماہنامہ اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۱۱ میں بخوبی ہوچکی ہے۔ اس مقام میں مرزا قادیانی کا اعتقاد وقول براہین احمدیہ جلد ۴ صفحہ ۳۳۲۔۳۳۰ (حاشیہ) سے نقل کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں:

اس بات پر عیسائیوں کو بھی نہایت توجہ سے غور کرنی چاہیے کہ خدائے بے مثل و مانند اور کامل کی کلام میں کن کن نشانیوں کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ان کی انجیل بوجہ محرف اور مبدل ہوجانے کے ان نشانیوں سے بالکل بے بہرہ اور بے نصیب ہے، بلکہ الٰہی نشان تو یک طرف رہے معمولی راستی اور صداقت بھی کہ جو ایک منصف اور دانش مند متکلم کے کلام میں ہونے چاہیں، انجیل کو نصیب نہیں۔ کم بخت مخلوق پرستوں نے خدا کے کلام کو، خدا کی ہدایت کو، خدا کے نور کو، اپنے ظلماتی خیالات سے ایسا ملا دیا کہ اب وہ کتاب بجائے رہبری کے رہزنی کا ایک پکا ذریعہ ہے۔ ایک عالم کو کس نے توحید سے برگشتہ کیا؟ اسی مصنوعی انجیل نے۔ ایک دنیا کا کس نے خون کیا؟ انہیں تالیفات اربعہ نے۔ جن اعتقادوں کی طرف مخلوق پرست کا نفس امارہ جھکتا گیا اسی طرف ترجمہ کرنے کے وقت ان کے الفاظ بھی جھکتے گئے، کیونکہ انسان کے الفاظ ہمیشہ اس کے خیالات کے تابع ہوتے ہیں۔ غرض انجیل کی ہمیشہ کایا پلٹ کرتے رہنے سے اب وہ کچھ اور ہی چیز ہے، اور خدا بھی اس کی تعلیم موجودہ کی رو سے وہ اصلی خدا نہیں کہ جو ہمیشہ حدوث اور تولد اور تجسم اور موت سے پاک تھا، بلکہ انجیل کی تعلیم کی رو سے عیسائیوں کا خدا ایک نیا خدا ہے، یا وہی خدا ہے کہ جس پر بدقسمتی سے بہت سی مصیبتیں آئیں، اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

آخری حال اس کا پہلے حال سے کہ جو ازلی اور قدیم تھا، بالکل بدل گیا اور ہمیشہ قیوم اور غیر متبدل رہ کر آخر کار تمام قیومی اس کی خاک میں مل گئی، ماسوائے اس کے عیسائیوں کے محققین کو خود اقرار ہے کہ ساری انجیل الہامی طور پر نہیں لکھی گئی، بلکہ متی وغیرہ نے بہتسی باتیں اس کی لوگوں سے سن سنا کر لکھی ہیں اور لوکا کی انجیل میں تو خود لوکا اقرار کرتا ہے کہ جن لوگوں نے مسیح کو دیکھا تھا، ان سے دریافت کر کے میں نے لکھا ہے۔ پس اس تقریر میں لوکا اقراری ہے کہ اس کی انجیل الہامی نہیں، کیونکہ الہام کے بعد لوگوں سے پوچھنے کی کیا حاجت تھی؟ اسی طرح مرقس کا مسیح کے شاگردوں میں سے ہونا ثابت نہیں، پھر وہ نبی کیونکر ہوا؟ بہر حال چاروں انجیلیں نہ اپنی صحت پر قائم ہیں اور نہ اپنے سب بیان کی رو سے الہامی ہیں اور اسی وجہ سے انجیلوں کے واقعات میں طرح طرح کی غلطیاں پڑ گئیں اور کچھ کا کچھ لکھا گیا۔ غرض اس بات پر عیسائیوں کے کامل محققین کا اتفاق ہو چکا ہے کہ انجیل خالص خدا کا کلام نہیں ہے بلکہ پتے داری گاؤں کی طرح کچھ خدا کا، کچھ انسان کا ہے۔.

اس قول واعتقاد کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی اس صورت قصہ کو اگر وہ انجیل میں پائی بھی جائے، کیونکر دست آویز بنا سکتا ہے اور اپنے فعل کو اسکی نظیر بنا کر اس کو کیونکر جائز کر سکتا ہے؟

وجہ سوم۔ یہ بھی فرض کیا اور بطور محال مان لیا کہ اس صورت واقعہ عطر کے بیان میں اناجیل اربعہ متفق ہیں اور ان کا یہ بیان تحریف وتصرف سے خالی ہے، تو پھر بھی یہ صورت احکام اسلام کے مقابلہ میں لائق دست آویز وتمسک نہیں ہے۔ اسلام میں صاف آ چکا ہے کہ حرام سے بچو اور حلال کھاؤ اور قرآن میں ارشاد ہے ایمان والو! طیبات وحلال کھاؤ: یا ایھا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم ۔ کلوا مما فی الارض حلالاً طیباً

اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا: الحلال بین و الحرام بین و بینھما مشتبھات لا یعلمھن کثیر من الناس فمن اتقی الشبھات استبرء لدینہ (متفق علیہ) کہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر اور ان کے بیچ میں ایسی مشتبہ چیزیں ہیں جن کو بہت لوگ نہیں جانتے، جو ان سے بچ گیا اس نے اپنے دین کو بچا لیا۔

قال رسول اللہ ثمن الکلب خبیث مھر البغی خبیث رواہ مسلم (مشکوۃ) آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ﷺ نے فرمایا کتے کا دام پلید ہے۔ زانیہ کی اجرت خبیث ہے۔

نهی رسول الله عن كسب الامة حتى يعلم من اين هو (۔ابو دائود) کہ آپ ﷺ نے کسبی کی کمائی (کام میں لانے) سے منع کیا ہے جب تک کہ معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں سے آئی، یعنی یہ معلوم نہ ہو کہ وہ اسکو جائز ذریعہ سے ملی ہے۔

اس حکم اسلام کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کا اپنے فعل کو جائز بنانے کے لئے اس صورت سے (اگر وہ انجیل میں آ چکی ہو اور صحیح و ثابت بھی ہو) دست آویز کرنا اسلام اور مسلمانوں کے نزدیک کب جائز ہے؟

مرزا قادیانی کو قرآن اور حدیث اور دین اسلام سے اپنے فعل کے جواز کی دلیل نہ ملی تو اس نے حکم اسلام کے مقابلہ میں ایسی کتابوں (جن کو وہ محرف و غیر محفوظ سمجھتا ہے) کی ایک بات اس میں جھوٹ ملا کر اپنی دلیل بنا لی۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کسی مذہب کا پابند نہیں ہے۔ نہ اسلام کا، نہ عیسائی مذہب کا اور نہ وہ کسی کتاب آسمانی کی قید میں ہے، نہ قرآن وحدیث کی قید میں اور نہ انجیل کی۔ اور جس سے کام نکلے، نکال لیتا ہے اور جو داؤ چلے چلا لیتا ہے۔ اپنے اس فعل شنیع کی تصحیح اور اس کے سرّ (بھید) عقلی کی تشریح کے لئے جو اس نے اصول بیان کیا ہے کہ:

نافرمان انسان کا مال اور اس کی جان اس کے ملکیت سے خارج ہو کر خدا کے ملک میں ہو جاتے ہیں ۔ پھر خدا جس کو (رسولوں کو خواہ کسی اور کو) چاہتا ہے ان کی جان و مال کا مالک بنا دیتا ہے اور اس کے ہاتھ سے اس کو تلف کرا دیتا ہے۔

یہ اصول ریلیجئس (مذہبی)(religious) نظر کے علاوہ پولیٹکل نگاہ سے بھی غور و توجہ ناظرین کے لائق ہے۔

اس اصول کا ماحصل یہ ہے کہ نافرمان بردار انسان کا مال اور اس کی جان صرف نافرمانی کے سبب غیر معصوم و غیر محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اور ہر شخص کے لئے اس کی جان کو مار دینا اور اس کے مال کو تلف کر دینا جائز و مباح ہو جاتا ہے۔ یہ اصول اسلام کے دیگر اصولوں اور دلائل قرآن حدیث سے بالکل مخالف ہے۔ اسلام نے صرف کفر یا فسق کو کفار یا فساق کے جان و مال کے غیر معصوم اور مباح ہونے کا موجب نہیں ٹھہرایا۔ یہ ہوتا تو عہدی اور ذمی کافروں کا مال اور خون مباح ہو جاتا۔ حالانکہ نصوص قرآن وحدیث کے حکم سے ان کے جان اور مال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ویسے ہی مسلمانوں پر حرام ہیں جیسے مسلمانوں کے مال و جان۔ اس مسئلہ کے تفصیلی دلائل ہمارے رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد میں ہو چکے ہیں۔

اور کفر سے اتر کر نافرمانی، جو فسق کہلاتی ہے اور وہ اکثر مسلمانوں میں پائی جاتی ہے، تو کسی وجہ سے بھی فاسقوں کے مال اور جان کو مباح نہیں کرتی۔ یہ اباحت کفر سے (جو نافرمان برداری کا اعلیٰ درجہ ہے) نہ ہوئی تو فسق (جو کفر سے کم تر ہے) سے کیونکر ہو سکتی ہے؟ اور فاسقوں کے مال اور جان صرف اس وجہ سے کہ وہ نافرمان ہیں کیونکر مسلمانوں پر مباح ہو سکتے ہیں؟ معلوم نہیں مرزا قادیانی نے یہ طرفہ اصول کس مذہب سے اخذ کیا ہے۔ اسلام میں تو اس کا کہیں اثر و نشان نہیں پایا جاتا۔

قادیانی دافع الوساوس کی اشاعت

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ ۱۸۹۱ء میں شائع ہونے والے قادیانی رسائل، فتح اسلام، توضیح مرام اور ازالہ اوہام کے اثر بد سے مرزا غلام احمد قادیانی مہجور و مطرود خواص و عوام اہل اسلام ہو گیا تو اس نے اس اثر کو مٹانے کیلئے مزید تین کتابیں لکھیں جن میں سے ایک دافع الوساوس ہے (جس کا نام آئینہ کمالات اسلام بھی ہے) جو فروری ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی۔

اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں: انّ العلماء ما و جدوا من سهم الّا رمو الیّ ۔ و ما من بلاء الّا انز لوا علیّ ۔ و امطروا الیّ بهتا نا ت لا اصل لها ولا اثر .. و لم یغا دروا فی ذمّی نظم و لا نثر (اشاره است بنظم منشی سعد الله صا حب در بدگو ئی و دشنا م دهی و غیره صا حبا ن و نثر بٹا لوی و غیره مو لو یا ن) ۔ فلمّا رأیت تباعد هم عن الصّوا ب و تصاعدهم فی ا لا رتیا ب لم اجد بدّاً من تالیف هذا الکتا ب ۔ فکتبتها بد موع سائلة و خسرا ت شا ئلة ۔ (دافع الوساوس۔ ص ۱۱) کہ اس کتاب دافع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الوساوس کی وجہ تصنیف بنیادی طور پر منشی سعد اللہ لدھیانوی کی نظمیں اور محمد حسین بٹالوی کی نثری تحریریں ہیں جو اسکے ردوابطال میں منظرِ عام پر آئی ہیں۔

مرزا قادیانی نے اپنی اس ضخیم تصنیف میں قادیانیت پر ہونے والے مسلمانوں کے اعتراضات کا جواب دینے کی ناکام کوشش کی ہے جیسا حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ دافع الوساوس میں مرزا قادیانی سے وہی کچھ ظہور پذیر ہوا، جو پہلے تین رسائل کو یکے بعد دیگرے شائع کرنے سے ظاہر ہوا تھا کہ فتح اسلام میں تھوڑا سا کفر ظاہر کیا، پھر اس کے عذر میں توضیح المرام لکھا، تو اس میں کفر کا ڈربہ کھول دیا۔ پھر اس کی معذرت میں ازالہ اوہام لکھا تو اس میں کفر کا ایک دریا بہا دیا۔ اب اس کی معذرت میں دافع الوساوس لکھی ہے ،تو اس میں کفر کا طوفان برپا کر دیا ہے اور اس قدر کفر کا زہر اگلا، اور اپنے عقائد کو اسلامی ثابت کرنے کیلئے مکائدووساوس سے اس دلیری سے کام لیا ہے کہ اپنے کذّاب ہونے کا مکمل ثبوت بہم پہنچا دیا ہے۔

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ ہر ایک رسالہ سابق کی اشاعت میں مرزا قادیانی نے اس بات کا التزام کر رکھا تھا کہ وہ پہلے خاص کراسی کے بعض دام افتادگان کی نظر سے گذرے اور ان کے خیالوں اور دماغوں میں جگہ پکڑ لے، پھر کسی منصف ناظر ومناظر وایگزامینر (ممتحن)(examiner) کی نظر سے گذرے۔ مگر خدا کے وعدہ اور خبر: انّ اللہ لا یھدی کید الخائنین (اللہ خیانت کرنے والوں کے مکروں کو راست نہیں لاتا) اور و ما کید الکافرین الّا فی ضلال (کافروں کے مکر اکارت جاتے ہیں) کے مطابق وہ رسائل بعض احباب کے ذریعہ قبل از اشاعت عام ہماری نظر سے گذر گئے اور ان کے جوابات قلم بند ہو گئے۔

دافع الوساوس میں اس نے اس التزام کیلئے اس قدر اہتمام کیا کہ مطبع ریاض ہند (جس میں وہ رسالہ چھپتا ہے) امرتسر سے قادیان منگوا لیا اور کمال احتیاط سے اسے خاص خاص لوگوں میں شائع کیا، مگر پھر بھی یہ کتاب خدا کی مدد سے ہماری نظر سے گذر گئی۔ ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے اس کتاب میں درج چند مکائدو مغالطات بطور نمونہ بیان کر کے اہل اسلام کو مرزا قادیانی کے دام سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کید اوّل: قادیانی عربی

شیخ الاسلام بتاتے ہیں کہ اس رسالہ کا خطبہ (دیباچہ) مرزا قادیانی نے ۲۹ صفحہ میں لکھا ہے اور منجملہ اس کے ۲۳ صفحہ کی عربی عبارت لکھی ہے جس سے اس نے اپنے اتباع کو یہ دھوکہ دیا، اور مکر کیا ہے کہ وہ اس کو بڑا عربی دان سمجھیں، یا یہ خیال کریں کہ وہ باوجودیکہ ظاہری علوم میں دخل نہیں رکھتا، بلکہ ہیچمدان امّی ہے (وساوس کے صفحہ ۳۵ میں مرزا قادیانی نے بعینہ یہ الفاظ لکھے ہیں اور یہ جتایا ہے کہ امّی ہو کر میں نے ایسا خطبہ لکھا ہے، تو یہ بجز الہام کیا ہوسکتا ہے؟ قادیانی نے لکھا ہے: میں اس بات کا دعویٰ نہیں کرتا کہ میری روح میں کچھ زیادہ سرمایہ علوم کسبیہ ہے۔ بلکہ میں اپنی ہیچ مدانی اور کم لیاقتی کا سب سے زیادہ اور سب سے پہلے اقرار کرتا ہوں، لیکن ساتھ اس کے میں اس اقرار کو بھی مخفی نہیں رکھ سکتا کہ میرے جیسے ہیچ اور ذلیل اور امّی کو خود خدا نے اپنے کنار تربیت میں لے لیا اور ان سچی حقیقتوں اور کامل معارف سے مجھے آگاہ کر دیا کہ اگر میں تمام غور و فکر کرنے والوں سے ہمیشہ زیادہ غور و فکر کرتا رہتا اور بایں ہمہ ایک لمبی عمر پاتا، تب بھی ان حقائق اور معارف تک ہرگز نہ پہنچ سکتا) پھر بھی اس نے اتنی لمبی عبارت عربی میں لکھ ڈالی جو بجز تائید غیبی و الہام الٰہی ناممکن ہے۔

اس کے اس مکر و منتر کا بعض لوگوں پر اثر بھی پڑ گیا ہے۔ کوئی اس کو بڑا عالم سمجھنے لگا ہے، کوئی الہامی خیال کر بیٹھا ہے، بعض لوگ یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ اگر فلاں صاحب اس خطبہ کا ترجمہ اردو میں کر دیں تو ہم قادیانی کا اتباع چھوڑ کر ان کے پیرو ہو جائیں گے۔

(شیخ الاسلام مولانا بٹالویؒ فرماتے ہیں) صرف ان لوگوں کی اس شرط پر تو ہم اس عبارت پر کچھ لکھنا فضول سمجھتے ہیں، ہاں اگر مرزا قادیانی اور اس کے دستور یمین حکیم نور الدین اور دستور یسار منشی محمد احسن یہ لکھ دیں کہ اگر کسی مجلس علماء میں یا غائبانہ بضمن رسالہ ہم نے اس عبارت کا ترجمہ کر کے بشہادت قواعد عربیت، صرف و نحو، و ادب وغیرہ اس کا غلط اور مکروہ ہونا ثابت کر دیا، تو مرزا قادیانی اپنے دعویٰ الہام سے دست بردار ہو جائیں گے اور وہ دونوں صاحب اس کو ظاہری و باطنی علوم سے معرّی سمجھ کر اس سے کنارہ کش ہو جائیں گے تو ہم انشاء اللہ یہ ثابت کر دیں گے کہ یہ عبارت عرب کی عربی نہیں، قادیانی عربی ہے، جس کے غلط، کریہہ اور غیر مانوس الفاظ سے جی متلاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کید دوم: قادیانی دعوی تائید غیبی

مرزا قادیانی نے اس عبارت عربی خطبہ میں اور مقدمہ کتاب میں یہ دعوی کیا ہے کہ اس نے خدا کی جناب میں یہ دعا کی کہ: اے خدا تو میرے وجود کے ہر ایک ذرہ میں گھس آ، اور مجھے اپنی طرف اٹھا۔ تو اللہ نے مجھے آسمانوں پر اٹھالیا اور عرش کے اوپر سے میرا حمد بجالایا اور میری دعا کو قبول کیا اور فتوحات وتائیدات غیبی کا وعدہ دے کر بے غم کر دیا اور یہ کہا کہ میں تیرے مددگاروں کا مددگار رہوں، تیری اہانت کرنے والوں کا اہانت کنندہ، تو میری بارگاہ میں معزز ہے، اور تو میری مراد ہے، وغیرہ۔

مرزا قادیانی کے اس افسوں کا ان سادہ لوح ونافہم مسلمانوں پر اثر پڑ گیا جن کا یہ مقولہ ہے کہ ہر یک کلمہ گو، نماز پڑھنے والے، قبلہ کا استقبال کرنے والے، کے حق میں حسن ظنی بکار ہے (گو وہ اس اقرار وافعال میں منافق ہو اور ان آیات کا مصداق ہو و اذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنّا جب منافق، مومنوں سے ملتے ہیں، کہتے ہیں ہم مومن ہیں و اذا جاء ك المنافقو ن قا لوا نشهد انّك رسو ل الله۔ جب تیرے پاس منافق آتے ہیں، تو کہتے ہیں، ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں)، اور وہ اسکے اس قسم کے دعاوی سن کر اسکو ولی جاننے اور ماننے لگ گئے ہیں۔

اس کذب ومغالطہ کا ازالہ

میرے مسلمان بھائیو! اولاً قادیانی کے عقائد اس کے رسائل میں اور فتوی علماء پنجاب وہندوستان مندرجہ نمبر۴ جلد۱۳ میں اور جواب فیصلہ آسمانی نمبر۱ جلد۱۴ (اشاعۃ السنہ) میں پڑھو۔ پھر اس پر حکم خدا اور رسول کو، جو فتوی مذکور میں منقول ہے، ملاحظہ کرو۔ پھر قادیانی کے اخلاق وعادات کو جو جواب فیصلہ آسمانی میں صراحۃً اور مضمون قادیانی کی گیدڑ بھبکی میں اشارۃً مذکور ہیں، خیال میں لاؤ۔ پھر غور کرو کہ اس اعتقاد واعمال کا حامل، خدا کا ہم کلام ومخاطب ہوسکتا ہے؟ نہیں ہر گز نہیں۔ جو شخص اس مقابلہ وموازنہ کی فرصت نہ رکھے، اس کو اس دعوی قادیانی کا کذب ثابت کرنے کیلئے درج ذیل تین دلائل کی طرف ہم توجہ دلاتے ہیں۔

پہلی دلیل: یہ ایسی دلیل ہے جس کو کسی کتاب یا رسالہ میں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایک صاحب بصیرت وفراست کو اپنے دل ودماغ کی طرف رجوع کرنے سے خیال میں آسکتی ہے۔ وہ یہ کہ دو باتیں مسلّم کل ہیں۔ ایک یہ کہ قادیانی عرصہ دس سال سے یہ دعوی کر رہا ہے کہ میں خدا کا ملہم وہم کلام ہوں، و مستجاب الدعوات ہوں۔ اور خدا نے مجھے الہام کیا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تجھے لوگوں سے بچاؤنگا، اور تیری مدد کرونگا اور تیرا نام پورا ہوگا، اور تو میری بارگاہ میں عزت رکھتا ہے، اور زمین آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسے کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔ اور تو میرے ساتھ ہے اور تو میری مراد ہے، میں تیرے پیرؤوں کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔ منکروں کے دلوں میں رعب ڈال دونگا، تو مت ڈر، تو غالب ہے، وغیرہ جن کو وہ براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۸ و ۲۳۹، ۲۴۰، ۴۲۷ و ۴۹۸ و ۵۰۵ و ۵۱۰ و ۵۵۶ و ۵۸۱ وغیرہ میں بیان کر چکا ہے۔

دوسری یہ بات ظاہر ومسلّم ہے کہ درخت ہمیشہ پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ پس جو شخص اس کے دعوی کے دھوکہ میں پھنس گیا اور اب اس سے نکلنا چاہتا ہو، وہ ان دو باتوں کو مدنظر رکھ کر یہ خیال کرے کہ اگر مرزا قادیانی ان دعاوی میں سچا ہوتا تو ان کا کچھ نہ کچھ اثر ان دس برسوں میں ظاہر ہوتا اور اس کو دیکھ کر کوئی نہ کوئی منکر ومخالف اس کے تابع ہو جاتا۔ جیسے حضرت انبیاء خصوصاً آنحضرت ﷺ نے اس قسم کے دعوی کیے تو دم نقد ان کے آثار دکھا دیئے، جس پر ہزاروں بلکہ لاکھوں منکر قائل ومسلمان ہوئے۔

قادیانی کے ان دعاوی کا کون سا اثر ظاہر ہوا ہے؟ اس کی کون سی دعا قبول ہوئی ہے؟ کونسا منکر و مخالف اس کے تابع ہوا؟ کس منکر ومخالف پر اس کا رعب پڑا؟ کس پر اس نے فتح پائی؟ اس کے اتباع کو اس کے مخالفین پر کب غلبہ وفوقیت حاصل ہوئی؟ زمین وآسمان نے عام لوگوں سے بڑھ کر کس قسم کی اس کی خدمت کی ہے؟ خدا تعالی نے اس کے ساتھ ہو کر، اس کو کیا عزت بخشی؟ کافروں کے دلوں میں نہ سہی، عام مسلمانوں کی نظروں میں اس کی قبولیت وعزت کب قائم کردی، جس کا محبوب بندوں کو وعدہ دیا گیا ہے یوضع له القبول فی الارض (یہ فقرہ اور فقرہ آئندہ ایک حدیث کے فقرات ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب خدا کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو تمام آسمانوں کے فرشتوں میں منادی کر دیتا ہے کہ وہ بندہ میرا دوست ہے، تم اس کو دوست رکھو، پھر یہ حکم زمین پر بھیجتا ہے تو زمین والوں میں اس کی قبولیت تسلیم کی جاتی ہے اور اگر کسی بندہ سے خدا ناخوش ہوتا ہے تو اسی طرح پہلے آسمانوں میں، پھر زمین میں اس کی منادی ہو جاتی ہے، تو زمین والوں میں اس کی دشمنی پھیل جاتی ہے) کیا وہ اثر یہی ہے کہ جن لوگوں کے حق میں قادیانی نے پانچ پانچ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سوروپیہ عوضانہ لے کر صحت واولاد کیلئے دعا کی، وہ ہنوز بے اولاد اور بیمار ہیں اور قادیانی صاحب زمانہ تالیف براہین احمدیہ میں تو عام مسلمانوں کی نظر میں عزیز تھے، اس کے بعد اس وقت تک وہ تمام دنیا کے مسلمانوں (علماء وعوام) میں ذلیل ہوتے جاتے اور گمراہ سمجھے جاتے ہیں اور وہ حدیث یوضع له البغضاء کا مصداق ہو گئے ہیں اور ہر میدان ومعرکہ میں اپنے مخالفوں کے مقابلہ میں مغلوب ہوتے ہیں۔ اور اب تو وہ گھر سے باہر قدم نہیں رکھتے، اور مقابلہ ومباحثہ سے شرطوں کی آڑ میں جان بچاتے ہیں، جو لوگ خدا کی مدد وحفاظت سے موعود ہوتے ہیں اور اس مضمون کے الہامات سے مخاطب ومبشر ہوتے ہیں کہ خدا تعالی تم کو لوگوں سے بچالے گا، اور مخالفوں پر غالب کرے گا، وہ چمکتی تلواروں میں دشمنوں کے مقابلہ میں نکلتے ہیں، دشمن سے چھپ کر گھر میں پناہ گزین نہیں ہوتے۔

آنحضرت ﷺ ابتداء میں اپنے پاس پہرا رکھواتے تھے۔ جب حفاظت کی بشارت ان کو دی گئی اور آیت و اللّٰه یعصمك من النّاس (خدا تجھے لوگوں سے بچائے گا) (جس کو اب قادیانی نے اپنے حق میں اتار لیا ہے)، نازل ہوئی تو پھر آپ ﷺ نے پہرا اٹھا دیا اور فرمایا کہ اب خدا نے میری حفاظت اپنے ذمہ لے لی ہے۔

ایک دفعہ مدینہ پر کسی دشمن کے چڑھ آنے کی خبر آئی تو آپ ﷺ تنہا ابوطلحہ کے گھوڑے پر بغیر زین کے سوار ہو کر اس کی طرف چل نکلے۔ بدر کی لڑائی میں اپنے تین سو آدمی کے ساتھ ایک ہزار مسلح دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ اب اس کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی حالت دیکھیں کہ دہلی کے قومی جلسہ مباحثہ چاندنی چوک میں (جس میں مجسٹریٹ اور پولیس انسپکٹر آپ کی حفاظت کیلئے موجود تھے) آپ باوجود مکرر طلبی اور تسلی دہی کے گھر سے باہر نہ نکلے اور جب تک دہلی میں رہے، فیس دے کر پولیس کے سپاہی دروازہ پر رکھوائے۔ اس سے کس وناکس کو، بشرطیکہ کچھ فہم وفراست رکھتا ہو، معلوم ہوسکتا ہے کہ آپ ان الہاموں کے دعوی میں جھوٹے ہیں، آپ کو خدا نے کوئی وعدہ نصرت وحمایت کا نہیں دیا۔

دوسری دلیل مرزا قادیانی ان بشارات والہامات کے دعوی میں سچا ہے اور واقعی خدا تعالی نے اس کو غلبہ نصرت وعزت وحمایت کا وعدہ دے کر غم نہ کرنے کا حکم دیا ہے اور اپنے کلام وخطاب سے مشرف فرمایا ہے، تو پھر اس نے اس عربی خطبہ اور تمام کتاب میں اپنے مخالفوں اور مکفروں کا یہ گلہ کہ انہوں نے مجھے یہ کہا اور وہ کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

،لوگوں کے سامنے کیوں پیش کیا؟ اوران کو برا کہکر ، کہ وہ ایسے ہیں اور ویسے ہیں،لوگوں کوان پر اشتعال کیوں دلایا؟ جس شخص کواپنے محبوب کا جمال ووصال وخطاب میسر ہوتا ہے وہ اس کے مقابلہ میں غیروں اور مخالفوں کی بدگوئی وبرائی وتکلیف کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔اوراس کوواویلا اورنوحہ کے ساتھ اشتہاروں اوراخباروں میں مشتہر نہیں کرتا۔اور یہ خیال کرتا ہے کہ جتنی دیر میں اغیار کی بدگوئی کی طرف متوجہ ہوں،اتنی دیر ذکر یار میں کیوں مصروف نہ رہوں گا۔دوست کا ایک کلمہ لطف دشمنوں کے ہزار کلمہ طعن کے غم کو غلط کر دیتا ہے،اوراس کا ایک نظارہ جمال باکمال غیر کو نسیاً منسیاً بنا دیتا ہے۔سرمد کہتا ہے:

سرمد گلہ اختصارے باید کرد   یک کار ازیں دو کارے باید کرد
یا تن برضاء دوست مے باید داد   یا قطع ز یار اختیارے باید کرد

مرزا صاحب نے خود بھی جھوٹے دل اور کاذب زبان سے ان بشارات کو بیان کرنے کے بعد دافع الوساوس کے صفحہ ۱۱ میں کہا ہے کہ:

مجھے ان بشارات سے ایسی خوشی ہوئی ہے کہ اگر تمام دنیا کے جملہ بادشاہ اورکل عالم کے خزانے مجھ پر فتح کیے جاتے تو مجھے اس قدر خوشی نہ ہوتی هذا ما بشّر نی ربّی و ملجائی عند ربی و الله لو اطاعنی ملوك الارض کلّهم و فتحت علیّ خزائن العالم کلها ما اسرّ نی کسروری من ذالك (اس عبارت میں قادیانی نے چار غلطیاں کی ہیں۔دو صرفی،دو ادبی۔ ملجائی عند ربی ،اور فتحت علیّ کے صلات میں صرفی۔ اگر کلها کی ضمیر عالم کی طرف ہے تو یہ غلطی ہے کیونکہ عالم مذکر ہے،نہ مؤنث۔محمد حسین)۔اوراگر وہ بشارات والہامات خدا کی طرف سے ہوتے اور یہ کلمات فرحت آپ کے سچے دل سے نکلتے تو اس خوشی کے بعد آپ اپنے مخالف علماء کی شکایت بالکل بھول جاتے، بلکہ یہ رسالہ وساوس ہی نہ لکھتے اور خدا کی طرف سے اپنی برائت وحمایت کے امیدوار ہوکر ایسے ساکت وخاموش ہوجاتے جیسے مریمؑ یہودیوں کی تہمت سے برائت کی امید خدا سے رکھ کر ان کی تہمت کے جواب سے خاموش ہوگئی تھیں۔آپ کا اس جوش وخروش کے ساتھ ان علماء کو برا کہنا،اور ان کے جواب میں ایسا رسالہ کذب ومکاید کا مقالہ لکھنا،صاف بتا رہا ہے کہ ان الہامات وبشارات کے دعوی میں آپ سچے نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

برسنے والے بادل اتنا نہیں گرجا کرتے۔ جن کے پاس کچھ ہو وہ اس تکلّف سے اس کا اظہار نہیں کرتے۔ جن کو خدا کی غیبی تائید کا یقین ہو وہ ظاہری اسباب پر (جائز بھی ہوں تو) اس بے اعتدالی سے اعتماد و اعتکاف نہیں کرتے۔

تیسری دلیل۔ آپ کو خدا کی طرف سے ایسی بشارتیں، نصرت حمایت حفاظت کی دی گئی تھیں جن کی خوشی تمام دنیا کے بادشاہوں کے مطیع ہونے سے بڑھ کر آپ کو ہوئی تھی، تو آپ نے دنیا کے ایک حکمران ملکہ برطانیہ کی خوش آمد اور تعریف کر کے کیوں حفظ و امان و پناہ چاہی۔ اور یہ بات کیوں اس عربی خطبے میں بقلم جلی لکھی کہ: مجھے قیصرہ عادلہ اور سلطنت برطانیہ نے بچالیا ورنہ مولوی تو مجھے مار ڈالتے۔

(ولو لا هيبة سيف سله عدل سلطنة البر طا نيه لحث النا س على سفك دمى .. و لكن منعه من هذا رعب هذه الدو لة ... فنشكر الله كل الشكر على ما آمننا من كل خوف تحت ظلّ هذه الدو لة البر طانية المباركة للضعفاء وكهف الله للفقراء و الغرباء و سوط الله على كل عتيد ذى خيلاء . .. ثم وجب علينا شكر احسا نات القيصرة العادلة ... و كيف لا نشكر و انّ الله عصمنا بهذه السلطنة من حلول الاهوال و طمس بها آثار ا لظلم ... و اهد قلبها و قلب زرا ريها الى دينك دين الاسلام و نجهم من جميع الآلا م .. ربّ ا حسن اليهم كما احسنوا الينا و اجعل افئدة منهم يقبلو ن دينك فى زمان حيا ت ى (واز ایشاں درزمان حیات من کسانے را برارکہ دین ترا پذیراند۔ دافع الوساوس۔ ص ۱۸۔۲۰)

جس شخص کو تمام بادشاہوں کا بادشاہ، اپنی پناہ و حفاظت میں لے لے، وہ پھر کسی دنیوی حکمران کی پناہ چاہتا ہے؟ اور اس کی پناہ میں ہونے کا فخر و اعتماد کرتا ہے؟

قادیانی صاحب خدا کے ملہم و مخاطب ہو کر، اور خصوصیت کے ساتھ نصرت و حمایت کی بشارتیں پا کر، اپنی مذہبی کتاب کے خطبہ میں غیر مذہب بادشاہ کی تعریف جلی قلم سے لکھتے ہیں، پھر وہ الہام و بشارت میں کیونکر سچے ہو سکتے ہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کید سوم: دفاع اسلام کا قادیانی ادعاء

دافع الوساوس کے صفحہ ۳۷ و ۵۱ میں مرزا قادیانی نے یہ بیان کیا ہے کہ: جہاں تک میں نے دریافت کیا ہے تین ہزار کے قریب اعتراض اسلام اور قرآن کریم کی تعلیم اور ہمارے سید و مولی پر کوتاہ بینوں نے کئے ہیں.... یہ اعتراضات غفلت کی حالت میں سخت خوف کی جگہ ہیں اور ایک ضلالت کا طوفان برپا کرنے والے معلوم ہوتے ہیں۔ اور مجرد اسلامی عقائد کا یاد رکھنا یا پرانی کتابوں کو دیکھنا، ان سے محفوظ رہنے کے لئے کافی نہیں.. جب غور سے دیکھا جائے تو یہ اعتراضات اسلام کے لئے مضر نہیں۔ (ص ۳۷)

.تھوڑے ہی عرصہ میں اس ملک ہند میں ایک لاکھ کے قریب لوگوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا اور چھ کروڑ اور کسی قدر زیادہ اسلام کے مخالف کتابیں تالیف ہوئیں۔ (ص ۵۱)

اس کید میں قادیانی نے سادہ لوح مسلمانوں کو دو مغالطے دیئے ہیں۔ پہلے موجودہ مذہب اسلام و قرآن کو اعتراض کا محل اور اس تبدیلی کا (جو قادیانی اس میں کر رہا ہے) محتاج بنا کر دکھایا۔ پھر ان کی اس نازک و خوفناک حالت کی اصلاح کے لئے ان سے چندہ کھینچنا چاہا۔ اس کے اس منتر کا اثر بعض لوگوں پر پڑ بھی گیا۔ انہوں نے اس خوف و غرض سے میلہ سالانہ میں اس کو چندہ دینا قبول کیا ہے۔

ازالہ کید

قرآن، اسلام اور آنحضرت ﷺ کی تعلیم جو آغاز اسلام سے اس وقت تک متوارث چلی آئی ہے، تین ہزار کجا، تین بلکہ ایک اعتراض کا بھی محل نہیں۔ اور جو اعتراضات آج کل بعض لوگ قرآن و اسلام اور تعلیم نبوی پر کر رہے ہیں وہ اعتراض ان ہی کی نافہمی پر وارد ہوتے ہیں، نہ قرآن اور آنحضرت ﷺ کی تعلیم پر۔ لہذا اس وقت یا آئندہ قیامت تک مسلمانوں کو حاجت نہیں کہ وہ قرآن یا اسلام میں کوئی تبدیلی کریں اور اس کی پرانی یا اصلی صورت کو بدل کر دوسری صورت بنا دیں۔ صرف یہی کافی ہے کہ اس کی اصلی صورت کو جو کوتاہ بینوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کی نظروں سے (ان کی لاعلمی اور ناواقفی کے سبب) چھپی ہوئی ہو، ظاہر کردیں۔ (اور قادیانی نے خود بھی لکھا ہے کہ غور سے دیکھا جائے تو یہ اعتراضات اسلام کیلئے مضر نہیں۔ بہاء)

اگر قادیانی کے نزدیک قرآن اور اسلام اور آنحضرت ﷺ کی اصلی تعلیم واقعی محل اعتراض ہے، اور ان کی اصلاح اسی تبدیلی سے ہوسکتی ہے جو وہ ان میں کر رہا ہے مثلاً یہ کہ حضرت مسیح آسمانوں پر جسم سے نہیں گئے اور نہ وہاں موجود ہیں۔ اور حضرت مسیح نے کوڑھی، اندھے اپنے معجزہ خارق عادت سے اچھے نہیں کئے۔ تو پھر اس صورت کی خیالی اصلاح سرسید احمد خان کر چکے ہیں۔ قادیانی نے جو کچھ اس وقت تک کیا ہے، وہ سرسید احمد خان کی شاگردی سے کیا ہے۔

اس کید میں قادیانی نے جو اعتراضوں اور عیسائی شدہ مسلمانوں اور کتابوں کی تعداد بیان کی ہے، یہ بھی اس کی گپ ہے۔ جس سے وہ اپنے نادان اتباع کو ورغلا کر روپیہ وصول کرنا چاہتا ہے۔ جیسے کوئی بچے کو ہوّے سے ڈرا کر اس کی ٹوپی اتار لے۔ بعض پادری تو رو رہے ہیں اور واویلا کر رہے ہیں کہ ہندوستان میں ہمارے مذہب کی کچھ اشاعت نہیں ہوئی، باوجودیکہ بہت سا روپیہ خرچ ہوگیا ہے۔ پادری کینن آئزک ٹیلر کا مضمون اشاعۃ السنہ جلد ۱۱ نمبر ۱۲ میں بصفحہ ۳۴۸ ملاحظہ فرمائیں۔

کید چہارم: حیات مسیح

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے منجملہ اسلامی مسائل (جن کو وہ محل اعتراض سمجھتا ہے) ایک مسئلہ حیات مسیح کو قرار دیا اور اس کی نسبت دافع الوساوس کے صفحہ ۴۲ میں کہا ہے: پس حال کے علماء اگرچہ بظاہر صورت شرک سے بے زاری ظاہر کرتے ہیں، مگر مشرکوں کو مدد دینے میں کوئی دقیقہ انہوں نے اٹھا نہیں رکھا۔ غضب کی بات ہے کہ اللہ جل شانہ تو اپنی کلام میں حضرت مسیح کی وفات ظاہر کرے اور یہ لوگ اب تک اس کو زندہ سمجھ کر ہزارہا اور بے شمار فتنے اسلام کیلئے برپا کردیں، اور مسیح کو آسمان کا حیّ وقیوم وسید الانبیا ﷺ کو زمین کا مردہ ٹھہراویں۔ حالانکہ مسیح کی گواہی قرآن کریم میں اس طرح لکھی ہے کہ مبشّراً برسول یّأتی من بعدی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اسمہ احمد (سورۃ صف) یعنی میں ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد یعنی میرے مرنے کے بعد آئے گا اور نام اس کا احمد ہوگا۔ پس اگر مسیح اب تک اس عالم جسمانی سے گذر نہیں گیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ بھی اب تک اس عالم میں تشریف فرما نہیں ہوئے۔

اس کے بعد قادیانی نے آیت فلمّا توفّیتنی اور انّی متوفّیک کو ذکر کیا۔ اس کید میں قادیانی نے مسلمانوں کو کئی دھوکے دیئے ہیں۔ ایک یہ کہ عقیدہ حیات مسیح، حال کے علماء کی ایجاد ہے۔ دوسرا یہ کہ اس میں حضرت مسیح کا حیّ وقیّوم ہونا پایا جاتا ہے، جو ایک شرک ہے۔ تیسرا یہ کہ اس میں آنحضرت ﷺ کی توہین پائی جاتی ہے کہ وہ فوت ہوں اور عیسیٰؑ زندہ ہوں۔ چوتھا یہ کہ اس میں آنحضرت ﷺ کی نبوت کی نفی ہوتی ہے، کیونکہ اس آیت میں آنحضرت ﷺ کے نبی ہونے کو حضرت عیسیٰ کی موت سے معلق ومشروط کیا گیا ہے۔ پس اگر حضرت عیسیٰ فوت نہیں ہوئے تو آنحضرت ﷺ بھی نبی نہ ہونگے۔

ازالہ کید

عیسیٰؑ کی حیات کا اعتقاد، حال کے مسلمانوں کی ایجاد نہیں بلکہ یہ آنحضرت ﷺ کے وقت سے متوارث چلا آیا ہے۔ اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۱۴، اور فتوی رسالہ نمبر ۴ جلد ۱۳ میں ملاحظہ ہو۔

۱۔ قادیانی باوجود اس دعوی دروغ کے اپنے رسائل میں کسی صحابی، کسی تابعی، کسی امام، کسی محدث سے یہ قول نقل اور ثابت نہیں کرسکا کہ حضرت مسیح اس وقت مردہ ہیں۔

۲۔ کوئی مسلمان عیسےٰؑ کو آئندہ اور ہمیشہ کیلئے زندہ نہیں جانتا، اور قیوم آسمانوں کا نہیں سمجھتا۔ بلکہ مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے کہ وہ آسمان سے نازل ہونے کے بعد فوت ہوں گے اور آنحضرت ﷺ کے پہلو میں دفن ہوں گے۔ اس اعتقاد اہل اسلام کو قادیانی نے خود ازالہ اوہام میں نقل کیا اور اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ کیا آنحضرت کی ہڈیاں قبر سے نکال کر مسیح کو اس میں دفن کریں گے؟ پھر اس مقام میں اس کا یہ کہنا کہ مسلمان، مسیح کو حیّ وقیوم سمجھتے ہیں، ان پر افتراء نہیں تو کیا ہے؟ اور اگر حضرت مسیح کی درازی حیات کے اعتقاد سے ان کو حیّ وقیوم جاننا لازم آتا ہے تو اس اعتقاد سے مرزا قادیانی بھی بچ نہیں سکتا۔ وہ اگر حضرت خضرؑ کی درازی عمر کا قائل نہیں ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تو کیا شیطان کی عمر دراز ہونے کا بھی قائل نہیں، جو نص قرآن سے ثابت ہے کہ وہ قیامت تک ہوگی۔ اور اگر وہ وجود خارجی شیطان کا بھی اپنے پیر سرسید احمد کی تقلید سے قائل نہیں تو درازی عمر ملائکہ (ان کو خواہ ارواح ستارگان سمجھے یا ان کا جداگانہ وجود مانے) تسلیم کرنے سے ان کو حی وقیوم ماننے والا بنتا ہے۔ یہ درازی عمر، حضرت مسیح کو حیؔ وقیوم بنا سکتی ہے تو ملائکہ اور شیطان کو کیوں نہ بنائے گی؟

۳۔ آنحضرت ﷺ کے حضرت مسیح سے پہلے فوت ہو جانے سے آپ کی توہین لازم آتی ہے، تو چاہیے تھا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی شخص زندہ نہ رہتا۔ اس توہین کی تجویز کے وقت مرزا قادیانی کو یہ خیال نہ آیا کہ آنحضرت ﷺ فوت ہو کر زیر زمین مدفون ہیں اور میں زمین پر زندہ پھرتا اور توہین کرتا ہوں، اور کیوں ڈوب کر نہیں مرجاتا؟ اور اگر یہ توہین عمر کی زیادتی سے پیدا ہوتی ہے تو بھی چاہیے تھا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی عمر سے زیادہ عمر نہ پاتا۔

۴۔ سورۃ صف کی اس آیت سے استدلال کرنے میں قادیانی دو کید عمل میں لایا ہے۔ ایک یہ کہ پہلے اس آیت کی بشارت کو اپنے لئے مخصوص کر چکا اور اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۷۳ میں دعوی کر چکا ہے کہ مسیح کی یہ پیش گوئی اس کے حق میں ہے جو مجرد احمد ہے اور اپنے اندر حضرت مسیح کی صفت جمالی رکھتا ہے اور اسی وجہ سے خدا نے اس کا دوسرا نام مسیح ابن مریم رکھا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے حق میں یہ پیش گوئی نہیں ہو سکتی کیونکہ آپ احمد ہونے کے ساتھ محمد بھی ہیں، یعنی جامع جمال وجلال ہیں۔ (اصل عبارت قادیانی نمبر ۶ جلد ۱۳، اشاعۃ السنہ میں دیکھیں)۔ اور اب وہ اس پیشگوئی کو آنحضرت ﷺ کے حق میں بیان کرتا ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ اور اگر وہ پہلے قول سے رجوع اور توبہ کر چکا ہے تو وہ تب معتبر ہو سکتی ہے کہ وہ اس رجوع کا اقرار کرے اور توبہ کا اشتہار دے۔

دوسرا کید یہ کہ اس نے لفظ من بعدی سے موت مراد لے کر آیت کا ترجمہ کیا ہے کہ، وہ میرے مرنے کے بعد آئے گا، یہ محض افتراء ہے۔ من بعدی کا لفظ عرب اور قرآن کے محاورہ میں معنی موت کے لئے متعین نہیں ہے اور اس مقام میں تو موت کے معنے لینا صاف تحریف اور صریح الحاد ہے، جس پر حضرت مسیح کا بشہادت قرآن وحدیث واجماع امت زندہ ہونا قطعی وروشن دلیل ہے۔ اس آیت میں حضرت مسیح کا من بعدی کہنا یہ معنی رکھتا ہے کہ میرے جانے کے بعد، اور میرے زمانہ نبوت کو پورا ہو جانے کے بعد احمد رسول آئیں گے (

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جب مسیح نازل ہوں گے تب باوجود نبی ہونے کے آنحضرت ﷺ کی نبوت کے تابع ہوں گے جیسے ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے وقت نبی تھے اور تابع)، اس لفظ مسیح، من بعدی کی نظیر حضرت موسی کا اپنی گوسالہ پرست قوم کو یہ کہنا ہے بئس ما خلفتمونی من بعدی، جس کے معنی بجز اس کے کچھ نہیں بن سکتے کہ تم نے میرے کوہ طور پر جانے کے بعد جو کام کیا، برا کیا۔

اس کی دوسری نظیر حضرت سلیمانؑ کی یہ دعا ہے رب ھب لی ملکاً لا ینبغی لاحدٍ من بعدی (اے میرے رب مجھے ایسی بادشاہت دے جو میرے سوا کسی کے لئے نہ ہو)۔ جس کے معنی کوئی شخص یہ نہیں تجویز کر سکتا کہ میرے مرنے کے بعد نہ ہو، اور زندگی میں ہو تو ہو۔

اس کے نظائر قرآن میں اور بہت ہیں، جن کو ہم بحث وفات وحیات مسیح میں ذکر کریں گے انشاء اللہ تعالی۔ باقی آیات جو قادیانی نے وفات مسیح پر دلیل ٹھہرائی ہیں ان کا دلیل وفات نہ ہونا ہم اشاعۃ السنہ جلد ۱۴ نمبر ۴ میں بیان کر چکے ہیں۔

نمبر پنجم کید ومغالطہ: فنا، بقاء، لقاء

مرزا قادیانی نے دافع الوساوس کے صفحہ ۵۸ میں بدست آویز بلی من اسلم و جهه للّٰه و هو محسن فله اجره عند ربّه فلا خوف علیهم و لا هم یحز نو ن (کیوں نہیں، جس نے اپنا منہ خدا کے سپرد کیا اور وہ نیکوکار بنا اس کا ثواب خدا کے پاس ہے۔ ان کو نہ کوئی ڈر ہے نہ وہ غم کریں گے) اسلام کی یہ حقیقت بیان کی ہے کہ: مدعی اسلام اعتقادی و عملی طور پر خدا کا ہو جائے۔

پھر صفحہ ۵۹ میں مرزا قادیانی نے اس کی تشریح یوں کی ہے: مدعی اسلام ثابت کر دے کہ اس کے تمام جسمانی وروحانی قوی واعضا، ہاتھ دل دماغ، عقل، فہم، علم، حلم، نیّات، خطرات، جذبات آرام سرور، خدا کے تابع ہو جائیں۔

پھر صفحہ ۶۳ میں کہا ہے کہ: یہ آیت سعادت کے تینوں درجوں فنا و بقا و لقاء کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس کا پہلا فقرہ اسلم و جهه للّٰه درجہ فنا کی طرف اشارہ کرتا ہے کیوں کہ جب انسان اپنے تمام اعضا وقوی کو خدا کیلئے کر دیتا ہے تو گویا ایک قسم کی موت اس پر طاری ہو جاتی ہیں جس کو صوفی فنا فی اللّٰه کہتے ہیں۔اور دوسرا فقرہ وهو محسن درجہ بقا کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ انسان بعد فنا اور سلب جذبات نفسانی کے دوسری زندگی پاتا ہے، جس کو بقاء با للّٰه کہنا چاہیے۔اور تیسرا فقرہ فله اجره درجہ لقاء کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ جب انسان بقا میں درجہ یقین وعرفان وتوکل ومحبت میں پہنچ جاتا ہے تو اسکو خدا کے وجود کا ایسا یقین ہوتا ہے کہ گویا اس کو دیکھ رہا ہے۔

پھر صفحہ ۶۴۔۶۵ میں مرزا قادیانی نے کہا ہے: اس درجہ میں بشریت کا رنگ، ربانی رنگ کے نیچے چھپ جاتا ہے، جس طرح آگ لوہے کے رنگ کو اپنے نیچے چھپا لیتی ہے۔اس مقام میں جو اولیاء پہنچتے ہیں... بعض اہل تصوف نے ان کا نام اطفال اللہ رکھ دیا ہے۔..ایسے نام اگرچہ کھلے کھلے طور پر بزبان شرع مستعمل نہیں مگر درحقیقت عارفوں نے قرآن کریم ہی سے اس کو استنباط کیا ہے۔

پھر صفحہ ۶۵ میں مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ: اس درجہ بقا میں بعض امور ایسے صادر ہوتے ہیں جو بشری طاقتوں سے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔اور الٰہی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں جیسے آنحضرت ﷺ نے ایک سنگریزوں کی مٹھی (جنگ بدر میں) کفار پر چلائی اور وہ مٹھی کسی دعا کے ذریعہ نہیں بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اس کا اثر پڑا کہ کوئی ان میں ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ پر اس کا اثر نہ ہوا ہو، اور وہ سب اندھوں کی طرح ہو گئے۔

(آپ کا) معجزہ شقّ القمر اسی الٰہی طاقت سے ظہور میں آیا تھا۔کوئی دعا اس کے ساتھ شامل نہ تھی کیونکہ وہ صرف انگلی کے اشارے سے جو الٰہی طاقت سے بھری ہوئی تھی وقوع میں آ گیا تھا...کئی دفعہ تھوڑے پانی سے جو صرف ایک پیالہ میں تھا، اپنی انگلیوں کو اس پانی کے اندر کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا...کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزار ہا بھوکوں پیاسوں کو شکم سیر کر دیا ...بعض اوقات شور آب کنویں میں اپنے منہ کا لعاب ڈال کر اس کو نہایت شیریں کر دیا ...بعض آنکھوں کو جن کے ڈیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جا پڑے تھے اپنے ہاتھوں کی برکت سے پھر درست کر دیا (ان کاموں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے ساتھ دعائیں نہ تھیں)(دافع الوساوس۔ص ٦٦)

پھر مرزا قادیانی نے صفحہ ٦٨ و ٦٩ میں کہا ہے: یہ درجہ لقا جب کسی انسان کو میسر آتا ہے تو اس مرتبہ کے تموج کے اوقات میں الٰہی کام ضرور اس سے صادر ہوتے ہیں۔اور جیسا خدا کا کن دائمی طور پر نتیجہ مقصودہ کو بلاتخلف پیدا کرتا ہے۔ایسا ہی اس کا کن بھی تموّج ومدّ کی حالت میں خطا نہیں جاتا...اس تموج کی حالت میں کچھ الٰہی صفات کا رنگ ظلی طور پر انسان میں آجاتا ہے ...اور درجہ فنا کے بعد درجہ بقا اور لقا کا بلا توقف پیچھے آنے والا ہے۔،

یہ قادیانی کے بیان بارہ صفحات کا خلاصہ ہے جس کو اس نے مکرر، سہ کرر عبارات، رنگین الفاظ میں اس غرض سے بیان کیا ہے کہ لوگ ان عبارات میں چکر کھا کر اور متحیر ہو کر اس کے کمال علم ومعرفت کے قائل ہو جائیں اور اس کو ما عر فناك حق معرفتك کہکر ولی وصوفی وتبحر عالم سمجھنے لگیں۔

ازالہ کید

ان عبارات ودعاوی میں قادیانی نے دو باتیں جتائی ہیں۔اول۔ یہ کہ جو باتیں اس نے ان عبارات میں کہی ہیں وہ اس کا ایجاد واجتہاد ہے نہ کہ وہ باتیں اس نے قرآن سے نکالی ہیں۔دوم۔ یہ کہ جو حالات ومقامات ان عبارات میں بیان ہوئے ہیں، وہ حالات اس پر وارد ہیں، وہ خود اس مقال کا صاحب حال ہے۔وہ اپنے حالات کی عام پیرایہ میں حکایت کرتا ہے۔

ان دونوں کید ومغالطہ کا ازالہ یہ ہے کہ جو حالات ومقامات اس نے بیان کئے ہیں وہ صوفیوں اور اہل اسرار کے مقالات واصطلاحات ہیں، قادیانی انکا چور ہے۔ان کی باتوں کو اس نے سرقہ کیا اور ان کا حوالہ نہیں دیا۔اور جو اپنا صاحب حالات ومقامات ہونا جتایا ہے، اس میں ان کے منصب ولایت کا سرقہ کیا۔ایسے ہی چوروں کے حق میں مولوی رومیؒ پہلے سے کہہ گئے ہیں

حرف درویشاں بدرزد مرد دون تا بخواند برسلیم زان فسون
زانکہ صیاد آورد بانگ صفیر تا فریبد مرغ را آن مرغ گیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہم سری با نبیا بر داشت ند   اولیا را ہم چوخود پنداشت ند

(کمینہ صفت آدمی درویشوں کی باتیں اس لئے چرالیتا ہے کہ ان باتوں سے احمقوں پر منتر پھونکے، جیسے شکاری اسلئے جانوروں کی بولی بولتا ہے کہ وہ اس بولی سے جانوروں کو فریب دے کر دام میں لاوے۔ یہ لوگ ایسے باتیں کہکر انبیاء کا ہمسر بننا چاہتے ہیں اور اولیاء کو اپنی مانند سمجھتے ہیں)

یہ امر کہ یہ باتیں پہلے صوفیوں اور اہل اسرار کی بیان کی ہوئی ہیں محتاج ثبوت نہیں۔ صوفیوں کی جس کتاب میں چاہو، ان اصطلاحات ومقامات فنا وبقا وغیرہ کا حال دیکھ لو۔ مرزا قادیانی کے منہ سے بھی ایک جگہ مقام فنا کے بیان میں صوفیوں کا نام نکل گیا ہے۔

رہا ثبوت اس امر کا کہ مرزا قادیانی خود صاحب حالات ومقامات مذکورہ نہیں ہے، سو ثبوت امر اول سے بڑھ کر ہے۔

قادیانی کے خیالات ومقالات وحالات صاف بتارہے ہیں کہ وہ ولی تو کجا ایک ادنی درجہ کا مسلمان بھی نہیں۔ اس کے اعتقادات کا حال فتوی علمائے پنجاب و ہندوستان میں ملاحظہ ہو، اس کی نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ اعمال ہمارے سوالات مندرجہ نمبر ا و ۲ جلد ۱۵، اشاعۃ السنہ سے ناظرین معلوم کرسکتے ہیں۔

اس کی شیریں زبانی اور خوش خلقی کا حال جواب فیصلہ آسمانی نمبر ا جلد ۱۴، اشاعۃ السنہ اور ہمارے سوالات اور مراسلت مندرجہ نمبر ا ج ۱۵، اشاعۃ السنہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ اس کی تازہ شیریں بیانی، خوش خلقی یہ ہے کہ اس نے محمد احسن بھوپالی امروہی کو فحش گالیوں کیلئے ملازم رکھ کر اس کام پر مامور کیا ہے (شحنہ ہند میرٹھ کے ضمیمہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۵ کے مطابق مولوی محمد احسن کی تنخواہ مرزا کی طرف سے ۶۰ روپیہ ماہوار تھی جو ۱۹۰۳ء میں ۱۰۰ روپیہ ماہور کردی گئی تھی) جیسے کعب بن اشرف نے آنحضرت ﷺ کی ہجو کیلئے لونڈیاں مقرر کررکھی تھیں۔ کیا صاحبان مقام وفنا وبقا یہی کام کرتے ہیں؟ پہلے ولی تو ایسے کام کرنے والوں کو ولی نہیں سمجھتے بلکہ ایسے لوگوں کو لعنت سے یاد کرتے ہیں۔ اور ولیوں کے یہ حالات بیان کرتے ہیں کہ وہ دشمنوں کی (چہ جائے دوستوں کی) بدگوئی اور دل آزاری نہیں کرتے۔ ایک مشہور ولی، بدعمل مدعی ولایت کے حق میں فرماتے ہیں

کار شیطان مے کند نامش ولی   گر ولی ایں ست لعنت بر ولی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایک اور ولی فرماتے ہیں

شنیدم کہ مردان راہ خدا　　دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ

ترا کے میسر شود ایں مقام　　کہ با دوستانت خلاف ست و جنگ

یہ آپ کے مقام فنا و بقا کا حال ہے۔ اب مقام لقاء کا حال سنو۔ مولوی رومی نے اس باب میں ایک قانون مقرر کر دیا ہے جس کی شعر ذیل میں حکایت ہے

کار مرداں روشنی و گرمی ست　　کار دوناں حیلہ و بے شرمی ست

اب طالب حق و یقین غور کریں اور دیکھیں کہ قادیانی اس مقام لقاء کے مرد ہوتے، تو سرگرمی کے ساتھ اپنی روشنی و برکات و خوارق دکھاتے۔ عین موقعہ تحدی و معارضہ میں بات کو حیلہ حوالہ سے نہ ٹلاتے۔ آسمانی نشان برکات خوارق عادات دکھانے کے لئے ہمیشہ آپ ناجائز شروط لگاتے اور لمبی لمبی میعادیں مقرر کرتے ہیں، جن کا انتظار کسی سے نہ ہو سکے۔ پچھلے واقعات کو جانے دو، آپ کے آخری دعوی نشان نمائی پر آپ کو جواب فیصلہ آسمانی مندرجہ اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۱۴ ص ۵۱ میں ایک صوفی صاحب کے مقابلہ کے لئے دس ہفتہ میں نشان دکھانے یا پانچ ہفتہ میں صوفی صاحب کا نشان دیکھنے کیلئے بلایا، تو اس سے بھی آپ نے رسالہ نشان آسمانی میں انکار کر دیا اور صاف کہا کہ میں مامور ہوں، ایک سال کی مدت کم نہیں کر سکتا۔

جو لوگ آپ سے دعاؤں کے خواستگار ہوئے ہیں، ان کو بھی آپ حیلہ حوالوں سے ٹلاتے رہے ہیں۔ بے چارہ آپ کا ظلم رسیدہ مولوی جلال الدین ساکن پیرکوٹ ضلع گوجرانوالہ مرض نزول الماء میں مبتلاء ہے اور ڈاکٹروں کا معمول کا علاج چھوڑ کر بارہا سفر کر کے آپ کے پاس پہنچا، تو اس کو آپ نے اس حیلہ سے لٹکا رکھا کہ میں نے تین شخصوں کے حق میں (جن میں ایک تم اور دو اور ہیں) دعا کی۔ ازانجملہ دو کے حق میں دعا قبول ہوگئی ہے، ایک کے حق میں نامنظور ہوئی، شائد ان دو میں تم ہو۔ یوں وہ بے چارہ نہ بالکل مایوس ہو کر ڈاکٹروں کی طرف رجوع کرتا ہے اور نہ اپنی مراد کو پہنچتا ہے۔ جن لوگوں سے آپ نے روپیہ لے کر دعا صحت اور اولاد کا وعدہ کیا ہوا ہے (اور ان کا ذکر رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۱۳ کے ص ۱۱ میں ہے) وہ بھی اب تک آپ کے حیلے حوالوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قادیانی صاحب! آپ کو درجہ لقاء حاصل ہے تو کیوں کبھی آپ کی زبان میں الٰہی طاقت کا تموّج نہیں ہوتا؟ اور کیوں کبھی آپ کے کن میں خدا کے کن کا اثر نہیں آتا؟ اگر کبھی آیا ہے تو پھر آپ نے ان بے چارے اہل حاجات کا، جن سے پیشگی فیس لے چکے ہیں، اس وقت کام کیوں پورا نہ کر دیا، اور اپنی گردن کو انکے حق سے کیوں سبکدوش نہ کیا۔ یہ لوگ نہ سہی اور لوگوں کا ہی نام لیں جو آپ کے مدّ و تموّج کے اثر سے فیض یاب ہوئے ہیں، ورنہ ان لن ترانیوں سے شرم کریں۔ شرم، انسانیت کے لوازم سے ہے۔

اس بیان میں قادیانی نے مسلمانوں کو ایک اور مغالطہ دیا ہے۔ وہ یہ کہ دعوی تو بیان حقیقت اسلام کا کیا اور اپنے بیان میں حقیقت ولایت کو، جو ایمان کا اعلی رتبہ ہے، اور وہ صرف نبیوں اور ولیوں میں پایا جاتا ہے، بیان کیا۔ اس میں یا تو تمام مسلمانوں کو اس نے ولی قرار دیا، یا ولیوں کے سوائے باقی تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔

اس کا ازالہ یہ ہے کہ اس بیان میں مرزا قادیانی نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ یہ حقیقت اسلام، جو آپ نے بیان کی ہے، اعلی درجہ کے ایمان کی حقیقت ہے، عام مسلمانوں اور مومنوں کے ایمان و اسلام کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ تینوں مقام، فنا، بقا اور لقاء، اور اس کے لوازم کے محل و موصوف ہوں۔

ایک مغالطہ، اس کا یہ کہنا ہے کہ اولیاء اللہ مقام لقاء میں پہنچ کر اطفال اللہ کہلاتے ہیں، گو شرع میں یہ لفظ وارد نہیں۔ اس میں اس نے اپنے اس پہلے کفر کو، کہ مجھے بطور استعارہ خدا کا بیٹا کہنا جائز ہے، صحیح اور مؤید کرنا چاہا، اور یہ بھی جتایا ہے کہ اسکی ایسی باتوں پر شریعت گواہ نہیں تو کیا ہوا؟ وہ خود ایک نئی شریعت لیکر آیا ہے

اس مغالطہ کا ازالہ یہ ہے کہ قرآن اور حدیث نے ایسی باتوں کو دین سے خارج کیا ہے جن پر شریعت گواہ نہیں۔ اور پرانے صوفیا نے بھی کہہ رکھا ہے (یعنی جو حقیقت شریعت کے برخلاف ہو، وہ چھپا ارتداد و الحاد ہے۔ دیکھو مقالہ عاشر۔ فتوح الغیب۔ از شیخ عبدالقادر جیلانی) کل حقیقة لا تشهد لها الشريعة فهي زندقة و الحاد۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کید ششم: معجزات مسیح سے متعلق قادیانی موقف

دافع الوساوس کے صفحہ ۶۷ میں قادیانی نے کہا ہے:

زیادہ تر افسوس ان عیسائیوں پر ہے جو بعض خوارق اسی کے (یعنی معجزات مذکورہ آنحضرت ﷺ کے) مشابہ مگران سے ادنی حضرت مسیح میں سن سنا کر، ان کی الوہیت کی دلیل ٹھہرا بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کا مردوں کو زندہ کرنا، اور مفلوجوں اور مجذوموں کو اچھا کرنا، اپنے اقتدار سے تھا، کسی دعا سے نہیں تھا۔ یہ دلیل اس بات پر ہے کہ وہ حقیقی طور پر ابن اللہ بلکہ خدا تھا۔ لیکن ان بے چاروں کو خبر نہیں کہ اگر انہیں باتوں سے انسان خدا بن جاتا ہے تو اس خدائی کا زیادہ تر استحقاق ہمارے سید و مولی نبی ﷺ کو ہے.... یہ بات اس جگہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اس قسم کے اقتداری خوارق گو خدا کی طرف سے ہی ہوتے ہیں، مگر پھر بھی خدا کے ان خاص افعال سے جو بلا توسط ارادہ غیری ظہور میں آتے ہیں، کسی طور سے برابری نہیں کر سکتے۔ تا سرسری نگاہ والوں کی نظر میں تشابہ فی الخلق واقع نہ ہو۔ اسی وجہ سے حضرت موسیٰ کا عصا، باوجود اسکے کہ کئی دفعہ سانپ بنا لیکن، آخر عصا کا عصا ہی رہا اور حضرت مسیح کی چڑیاں، باوجودیکہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز قرآن سے ثابت ہے مگر، پھر بھی مٹی کی مٹی ہی تھی۔،

اس کید میں قادیانی نے عجیب چال دکھائی ہے۔ اپنے مخالفین و معترضین کو تو یہ بات جتائی ہے کہ وہ معجزات مسیح سے انکاری نہیں ہے بلکہ صرف اس نتیجہ سے جو نصاری نے ان معجزات سے نکالا ہے، کہ حضرت عیسی مسیح خدا یا خدا کے بیٹے ہیں، انکاری ہوا ہے۔ اور علمائے وقت نے جو اس کو معجزات مسیح کا انکاری ٹھہرا کر کافر بتایا ہے، اس میں انہوں نے افتراء کیا اور ظلم سے کام لیا۔ اپنے موافقین اہل نیچر کو (جو صرف اس انکار معجزات کے سبب سے اس کے پیرو ہوئے ہیں) اس نے پہلے شروع قول میں یہ کہکر کہ، معجزات مسیح آنحضرت ﷺ کے اقتداری خوارق سے کم رتبہ تھے، پھر آخر قول میں یہ کہکر کہ: اس قسم کے خوارق خدا تعالی کے ان افعال سے جو بلا ارادہ غیر ظہور میں آتے ہیں، برابری نہیں کر سکتے، تاکہ تشابہ فی الخلق لازم نہ آوے۔ اسی واسطے حضرت موسیٰؑ کا عصا، باودیکہ کئی دفعہ سانپ بنا آخر، عصا کا عصا رہا۔ اور مسیح کی چڑیاں، باوجود پرواز کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے، مٹی کی مٹی تھی۔۔ یہ جتا دیا کہ اب بھی اس نے ان معجزات کی حقیقت مشہورہ کو نہیں مانا۔ نہ ان جانوروں کا جو حضرت مسیح نے بنائے تھے، حقیقۃً زندہ ہونا مانا ہے، نہ ان کے حقیقی پرواز کو جو زندہ جانوروں میں پایا جاتا ہے، اوراس سے تشابہ فی الخلق لازم آتا ہے جوایک شرک ہے، اس نے تسلیم کیا ہے۔ اسی وجہ سے مسیح کی چڑیوں کی نسبت کہدیا ہے کہ وہ بظاہراڑتی تھیں مگر درحقیقت وہ مٹی کی مٹی تھی۔ اوراسی نظر سے ان معجزات کی نسبت کہدیا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے خوارق سے کم رتبہ تھے۔ جس سے اس کی مراد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے خوارق مذکور پانی اورروٹی کا زیادہ ہونا، توحقیقۃً وقوع میں آئے تھے کیونکہ وہ طبعی اور نیچرل اصول کے مخالف نہیں ہے۔ ہوااور پانی وغیرہ عناصر کا ہیولی واحد ہے، لہذا پانی ہمیشہ ہوابن جاتا ہے، ہوا پانی بن جاتی ہے۔ اسی نیچرل اصول کے مطابق آنحضرت ﷺ کی برکت سے ہوا پانی ہوگئی ہوتو محل تعجب وانکارنہیں ہے۔ بخلاف معجزات مسیح (مٹی کا چڑیا بن جانا، یا مردہ کا زندہ ہونا) کہ وہ اصول نیچر کے مخالف ہے، لہذا ممکن نہ تھا کہ مردہ حقیقۃً زندہ ہوجاتا اور مٹی کا جانور پرند بن جاتا۔ وہاں جو کچھ ہوا تھا وہ صرف مسمریزم کی تاثیر سے ظاہر ہوا تھا اور درحقیقت کچھ نہ تھا۔ چنانچہ ازالہ اوہام میں بیان ہوا ہے۔ لہذا اس مقام کی تسلیم اورازالہ کے انکار میں کوئی مخالفت نہیں ہے۔

ازالہ کید (اعاذہ فریق مخالف قادیانی):

مسلمان بھائیو! قادیانی نے جو بظاہر معجزات مسیح کو تسلیم کیا ہے اس میں اس نے آپ لوگوں کو دھوکہ دے کر اپنے زمرہ میں داخل کرنا چاہا ہے، وہ ہرگز ان معجزات کا قائل نہیں ہے۔ اس کے اس ظاہری اقرار کے ساتھ اس کا درپردہ انکار بھی اس قول کے شروع اورآخر میں موجود ہے۔ ہم نے اس کید کی تفصیل میں اس انکار کا بخوبی اظہار کردیا ہے۔ آپ لوگ توجہ سے اسکو پڑھیں گے تو اس انکار کے موجود ہونے کا اقبال کرینگے۔ اس سے بھی آپ کو وہ انکار سمجھ میں نہ آوے تو آپ اس کی یہ تفصیل بادلیل سنیں کہ قادیانی نے جو کچھ اس مقام تسلیم معجزات میں کہا ہے، اپنے ازالہ اوہام میں اسکا خلاف کیا ہے اوراس تسلیم سے بڑھ کر انکار کا اظہار فرمایا ہے۔

ازالہ اوہام میں بصفحہ ۲۹۶ قادیانی نے اس خیال کو کہ حضرت مسیح پرند بنا کر اس میں پھونک مار کر زندہ کردیا کرتے تھے، نقل کرکے اس کو سخت بے ایمانی وصریح الحاد کہا ہے۔ پھر اس ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۲ میں کہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہے کہ ان دنوں (یعنی مسیح کے وقت میں) یہودیوں کے خیالات اس طرف جھکے ہوئے تھے، جو کہ شعبدہ بازی کے قسم میں سے تھے۔ پھر ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۳ میں کہا ہے: تو کچھ تعجب کی بات نہیں کہ حضرت مسیح کو اس طریق پر اطلاع دیدی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا بنا کر کسی کل کے دبانے سے، یا پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسا پرندہ پرواز کرتا ہے، کیونکہ حضرت مسیح اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری (بڑھئی) کا کام کرتے رہے ہیں۔

پھر ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۵ میں کہا ہے: ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز، طریق عمل الترب (یعنی مسمریزی طریق) سے بطور لہو ولعب، نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں، کیونکہ عمل الترب میں، جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں، ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں پر ڈال کر ان چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں۔

اور اس ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۶ میں کہا ہے: مگر یاد رکھنا چاہیے کہ ایسا جانور جو مٹی یا لکڑی وغیرہ سے بنایا جاوے اور عمل الترب سے اپنی روح کی گرمی اس کو پہنچائی جائے، وہ درحقیقت زندہ نہیں ہوتا بلکہ بدستور بے جان اور جماد ہوتا ہے۔ صرف عامل کے روح کی گرمی بارود کی طرح اس کو جنبش میں لے آتی ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ ان کا ہلنا اور جنبش کرنا بھی بپایہ ثبوت نہیں پہنچتا، اور نہ درحقیقت زندہ ہو جانا ثابت ہوتا ہے۔

اور اس ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۱۱ میں کہا ہے: مسیح کے عمل الترب سے وہ مردہ جو زندہ ہوتے تھے، یعنی وہ قریب الموت آدمی جو گویا نئے سرے سے زندہ ہو جاتے تھے، وہ بلا توقف چند منٹ میں مر جاتے تھے۔ کیونکہ بذریعہ عمل الترب روح کی گرمی اور زندگی صرف عارضی طور پر ان میں پیدا ہو جاتی تھی۔

اور اس ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۱۵ میں کہا ہے: اور اگر یہ کہا جائے کہ کیوں بطور معجزہ جائز نہیں کہ حضرت مسیح اذن اور ارادہ الٰہی سے حقیقت میں پرندے بنا لیتے ہوں۔ اور وہ پرندے ان کی اعجازی پھونک سے پرواز کر جاتے ہوں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے اذن اور ارادہ سے کسی شخص کو موت اور حیات اور ضرر اور نفع کا مالک نہیں بناتا۔ نبی لوگ دعا اور تضرع سے معجزہ مانگتے ہیں۔ معجزہ نمائی کی ایسی قدرت نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رکھتے جیسا کہ انسان کو ہاتھ پیر ہلانے کی قدرت ہوتی ہے (ایک اور مقام پر مرزا قادیانی نے خوارق کو اقتداری ٹھہرایا ہے اور کہا ہے کہ اقتداری خوارق اسی وجہ سے ان لوگوں سے صادر ہوتے ہیں کہ روح القدس کی روشنی ہر وقت ان کے شامل حال ہوتی ہے اور کسی حال میں جدا نہیں ہوتی۔ اور یہاں ازالہ اوہام میں معجزات کے اقتداری ہونے کی نفی کی ہے۔ محمد حسین) غرض معجزہ کی حقیقت اور مرتبہ سے یہ امر بالاتر اور ان صفات خاصہ خدا تعالیٰ سے ہے جو کسی بشر کو مل نہیں سکتی۔

اور اس ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۱۷ میں مرزا نے کہا ہے: بعض دانش مند شرک سے بچنے کے لئے یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح جو پرندے بناتے تھے وہ بہت دیر تک جیتے نہیں تھے، ان کی عمر چھوٹی ہوتی تھی، تھوڑی مسافت تک پرواز کر کے پھر گر کر مر جاتے تھے۔ لیکن یہ عذر بالکل فضول ہے اور صرف اسی حالت میں ماننے کے لائق ہے کہ جب یہ اعتقاد رکھا جائے کہ ان پرندوں میں واقعی اور حقیقی حیات پیدا ہوتی تھی۔

اور اس ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۱۹ میں کہا ہے: بہت لوگ اس وسوسہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اگر کسی نبی کے دعا کرنے سے کوئی مردہ زندہ ہو جائے، یا کوئی جماد جاندار بن جائے، تو اس میں کون شرک ہے۔ ایسے لوگوں کو جاننا چاہیے کہ اس جگہ دعا کا کچھ ذکر نہیں۔ اور قبول کرنا یا نہ کرنا اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہوتا ہے اور دعا پر جو فعل مترتب ہوتا ہے، وہ فعل الٰہی ہوتا ہے۔ نبی کا اس میں دخل نہیں ہوتا۔ لیکن اس جگہ وہ صورت نہیں۔ اناجیل اربعہ کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح جو کام اپنی قوم کو دکھلاتا تھا وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہیں تھے۔ اور قرآن شریف میں بھی کسی جگہ یہ ذکر نہیں کہ مسیح بیماریوں کے چنگا کرنے یا پرندوں کے بنانے کے وقت دعا کرتا تھا، بلکہ وہ اپنی روح کے ذریعہ سے جن کو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی، ایسے ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا تھا۔

اور صفحہ ۳۲۲، ازالہ اوہام میں کہا ہے: غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں بلکہ علم الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم سے تھا۔ اور وہ مٹی درحقیقت مٹی رہتی تھی۔

ان تصریحات وعبارات میں قادیانی نے مسیح کے معجزات، حقیقۃً مردوں کو زندہ کرنے، اور مٹی سے سچ مچ کے جانور بنانے اور حقیقۃً ان کے پرواز کرنے، سے صاف انکار کیا ہے۔ پھر ان انکار کے ساتھ اب اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کا اقرار جو اس کے کید ششم میں پایا جاتا ہے، کب سچا ہوسکتا ہے اور اس اقرار سے بجز دھوکہ دہی اہل اسلام اور کیا مقصود و مراد ہوسکتا ہے؟

اگر قادیانی یا اس کا کوئی حامی یا حواری یہ عذر کرے کہ وہ انکار پہلے زمانہ تالیف ازالہ اوہام کا ہے اور یہ اقرار تازہ زمانہ تالیف دافع الوساوس کا ہے، لہذا مناسب بلکہ لازم ہے کہ اس انکار کو منسوخ اور مرجوع عنہ سمجھا جائے اور اس اقرار کو ناسخ و موجب رجوع و توبہ تصور کیا جائے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر قادیانی نے اس انکار سے رجوع کیا اور اس کفر سے تائب ہوا ہے تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ ہم اس رجوع و توبہ پر (اگر اس کے ساتھ اور کفریات سے بھی وہ توبہ کرے) اس کو اپنا بھائی سمجھنے اور کل ہندوستان کے علماء کی طرف سے اس کو مسلمانی کا سرٹیفکیٹ دینے کو بخوشی حاضر و مستعد ہیں مگر بحکم توبة السرّ با السرّ و توبة العلا نيّة با لعلا نيّه یہ رجوع و توبہ اس صورت اور شرط سے اور اسی حالت میں مقبول و صحیح ہوسکتی ہے کہ وہ ازالہ اوہام وغیرہ تالیفات سابقہ کو، جن میں اس قسم کے کفریات درج ہیں، آگ میں جلا دے یا دریا برد کر دے۔ یا کم از کم اس مضمون کا اشتہار دے کہ ان کفریات سے میں نے رجوع کر لیا اور میں تائب ہوا ہوں، اب ان کتابوں کی ایسی باتوں کا کوئی اعتبار نہ کرے اور اگر وہ ان کتابوں کو نہ جلاوے یا اس مضمون کا اشتہار نہ دے تو پھر رجوع و توبہ کا یقین نہیں ہو سکتا اور اس اقرار معجزات مسیح کا سبب و محمل یہی متعین رہتا ہے کہ دلی اعتقاد تو اس کا وہی کفر و انکار ہے اور اس اقرار میں وہ مسلمانوں کو دام میں لاتا اور اپنے آپ کو فتوی کفر سے بچاتا ہے۔ اور اس اقرار اور سابق انکار میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اور ایک دوسرے کا مکذب ہے، اس کی قادیانی کچھ پرواہ نہیں رکھتا، بلکہ اس میں یہ فائدہ مدنظر رکھتا ہے کہ جس مقام میں جو بات وہ کہے گا اس میں کوئی نہ کوئی پھنس جائے گا۔ مختلف باتوں کا موازنہ کون کرتا ہے کہ اس سے بدگمانی اور انحراف کا خوف پیدا ہو۔

اعاذہ فریق موافق قادیانی

ہمارے نیچری دوستو! قادیانی کے اس انکار معجزات پر آپ لوگ خوش نہ ہوں اور اس انکار کی وجہ سے اس کو اپنے امام (سید احمد خان) کا خلیفہ برحق سمجھ کر اس کے پیچھے نہ لگیں۔ اسکے اس اقرار کے ساتھ جس سے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نے مسلمانوں کو دام میں لانا چاہا ہے، یہ انکار بے سود ہے۔ معجزات مسیح کے متعلق گو اس کے اقرار کے ساتھ انکار بھی پایا گیا ہے مگر معجزات آنحضرت ﷺ اور خوارق اقتداری دیگر اولیاء اللہ کا اس نے ایسے طور پر اقرار کر لیا ہے کہ ان سے انکار کرنے کی اب اس کو گنجائش نہیں رہی۔

آنحضرت ﷺ کا معجزہ پانی زیادہ کرنے کا، گو آپ لوگوں کے نیچرل اصول کے مخالف نہیں مگر معجزہ شق القمر (جس کو قادیانی اس کید سے پہلے کید پنجم میں مانا ہے) تو آپ کے اس خیالی اصول کے بالکل مخالف ہے۔ پھر وہ آپ لوگوں کا خاص اور پورا ہم مشرب اور آپ کے امام پیر نیچر کا پکا خلیفہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

اور سنیئے! میلہ سالانہ (۱۸۹۲ء) کے جلسہ میں قادیانی نے یہ بھی کہا تھا کہ نبی یا ولی کی دعا سے، یا یہ کہ خدا چاہے، تو کوٹھے کا ہاتھی بن جائے اور اپنے سولہ گز کے نئے کوٹھے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ خدا چاہے تو یہ کوٹھہ اڑ کر چلا جائے۔ اس کا یہ بیان کس و ناکس نے جو اس وقت حاضر و شریک جلسہ تھے، سنا اور مختلف شہروں میں جا کر نقل کیا اور خاکسار نے بٹالہ میں مولوی قدرت اللہ اور منشی دین محمد سے اور امرتسر کے قریب ریل گاڑی میں حکیم مولوی نورالدین سے (جو لاہور سے امرتسر تک ایک گاڑی میں میرے ساتھ آئے تھے) سنا۔

پس اگر یہ بیان قادیانی کا دل سے ہے، تو وہ آپ لوگوں کا پورا ہم خیال اور آپ لوگوں کے امام کا خلیفہ برحق کیونکر ہو سکتا ہے۔ آپ لوگوں کو مناسب ہے کہ اس داؤ میں نہ آویں، اور یقین کریں کہ یہ شخص منافق ہے۔

قادیانی کا افحام اور اس کے معتقدین کا افہام

یہ تو ناظرین کو معلوم و ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے جو کچھ اس قول (یا کید) ششم میں کہا ہے اس میں اپنے مخالف و موافق دونوں فریق کو دھوکہ دیا، اب ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ بعد قول نمبر ۵ جو کچھ اس نے کہا ہے اس میں اس کے سابق انکار معجزات اور اس کی وجوہات کا پورا جواب موجود ہے۔ اور یہ قول قادیانی کے انکار سابق پر افحام (الزام) اور اس کے اتباع کے افہام کا موجب ہو سکتا ہے اگر ان میں کچھ فہم و شرم ہو۔

اس قول میں مرزا قادیانی نے بڑے زور شور سے بیان کیا ہے کہ نبی اور ولی (جبکہ وہ مرتبہ لقاء کو پہنچ جاتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہے) کا رنگ بشریت، رنگ ربانی کے نیچے چھپ جاتا ہے اور ان میں الٰہی طاقت آجاتی ہے اور تموّج کے وقت ان کا کـن خدا کے کـن کا کام دیتا ہے اور خدائی کاموں کیلئے ان میں ذاتی اقتدار پیدا ہو جاتا ہے۔ اس الٰہی طاقت کا یہ اثر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بغیر کسی دعا کے انگلی کے اشارہ سے چاند کو پھاڑ ڈالا، اور جس کی آنکھ کا ڈھیلا نکل گیا تھا اس کی آنکھ کو بحال کر دیا۔ و علی هذا القیاس

اس کا یہ اعتراف واقرار جملہ وجوہات انکار کو نیست ونابود کرتا اور یقین دلاتا ہے کہ حضرت مسیح کا الٰہی طاقت کے تموّج کے وقت مردہ اور کوڑہی اور اندھے کو بغیر کسی دعا کے صرف ہاتھ لگانا اور مٹی کے جانور بنا کر اس کو کـن طیراً باذن اللّٰہ کہہ دینا، یا صرف الٰہی طاقت کی بھری ہوئی پھونک مار دینا کافی، اور ان کی حیات وصحت کا سبب ہو سکتا ہے، اور اس پر نہ شرک کا اعتراض وارد ہوتا ہے نہ مخالفت قانون قدرت کا۔ اور کچھ ضرورت باقی نہیں رہتی کہ مسیح کے افعال مذکورہ کو قادیانی کے سابق قول کے مطابق خلاف توحید ومخالف قانون قدرت سمجھ کر یہودیوں کی سی شعبدہ بازی یا یورپ والے صناعوں جیسی دستکاری قرار دیں، یا عمل مسمریزم کا اثر (جھوٹی حیات وعارضی صحت وخیالی حرکت وغیرہ) بتاویں وعلی هذا القیاس

قادیانی نے انکار سابق کی وجوہات میں جو یہ کہا ہے کہ فعل مخلوق کا فعل خالق سے کمتر ہونا ضروری ہے تاکہ تشابہ فی الخلق لازم نہ آوے اور اسی کے مطابق اس قول واقرار جدید کے آخر میں بھی ایک فقرہ بڑھا کر انکار کی جگہ رکھ لی ہے، یہ حضرت مسیح کے معجزہ خلق طیور کو باطل نہیں کر سکتا۔ مسیح کے بنائے ہوئے پرندوں اور خدا کے مخلوق پرندوں میں یہ فرق بین موجود ہے اور وہ تشابہ فی الخلق کو دور کرنے کیلئے کافی ووافی ہے کہ خدا نے تو عالم کو ذاتی طاقت سے بغیر کسی سابق مثال یا مادہ کے بنایا اور حضرت مسیح نے خدا کی بنائی ہوئی مٹی سے خدا کے بنائے ہوئے پرندوں کا نمونہ ومثال دیکھ کر خداداد طاقت اور خدا کے اذن سے کوئی جانور بنایا۔ اس فرق بین کو دیکھ کر کوئی احمق سے احمق اور غبی سے غبی بھی حضرت مسیح کو حقیقی خالق نہیں سمجھ سکتا اور آپ کے خلق کو خدا کی خلق سے مشابہ نہیں خیال کر سکتا۔

قادیانی نے اپنے سابق مجوزہ فرق کہ مسیح کے پرند درحقیقت پرند جانور نہ ہوتے، (صرف کل کے دبانے سے یا مسمریزم کے ذریعہ سے روح کی گرمی پہنچنے سے کچھ حرکت کرتے تھے)، کی تائید میں جو ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۶ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بیان کیا ہے کہ قرآن شریف سے ان پرندوں کا پرواز کرنا، بلکہ ہلنا اور جنبش کرنا بھی ثابت نہیں ہوتا، اس کا ابطال مرزا قادیانی نے اپنے قول جدید سے خود کر دیا، اور خدا تعالیٰ نے اس کے قلم سے اس مقام (دافع الوساوس کے صفحہ ۶۸) میں یہ نکلوادیا کہ ان جانوروں کا پرواز کرنا قرآن مجید سے ثابت ہے۔

قادیانیوں سے جو لوگ مرزا قادیانی کا بیان ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۶ کو سچ سمجھ کر اس پر ایمان لے آئے ہیں، وہ اب اس کے بیان وساوس صفحہ ۶۸ کو حیا و انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرمائیں۔ اس سابق بیان کو جھوٹا سمجھیں اور اب ان معجزات کے حقائق مشہورہ پر ایمان لاویں۔ اور قادیانی کے اس جھوٹ وفریب کو کہ، ازالہ اوہام میں پرواز وحرکت وجنبش ان جانوروں کے قرآن سے ثابت ہونے سے صاف انکار کیا ہے اور وساوس میں بلا اعتراف غلطی سابق و بلا اظہار رجوع، قرآن سے اس پرواز کے ثابت ہونے کا اقرار کر لیا ہے۔ غور و تامل سے ملاحظہ فرما کر داد انصاف دیں کہ ایسا جھوٹا اور فریبی اتباع کے لائق ہے؟ ہرگز نہیں۔ جو لوگ قادیانی کے مقلد ہیں، ہم کو اس تعارض اور اختلاف بیانی کی وجہ بتلائیں اور ثابت کریں کہ قادیانی ان دونوں بیان (انکار صفحہ ۳۰۶، ازالہ اوہام و اقرار صفحہ ۶۸ وساوس) میں کیونکر سچا ہو سکتا ہے؟

قادیانی نے سابق انکار کی تائید میں اور خلق طیور مسیح کی خدا کی خلق سے مشابہت پیدا کرنے اور اس وجہ سے اس کو شرک قرار دینے کی غرض سے ایک اور کید عظیم کیا کہ ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۹۵ میں کہا کہ: بعض لوگ موحدین کے فرقہ سے بحوالہ آیت قرآنی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح بن مریم انواع اقسام کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر زندہ کر دیا کرتے تھے۔ جس حالت میں مسیح کے کروڑہا پرندے بنائے ہوئے اب تک موجود ہیں جو ہر طرف پرواز کرتے نظر آتے ہیں تو پھر مثیل مسیح کا کسی پرندہ کا خالق ہونا چاہیے۔

اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۹۷ میں کہا ہے: اس موحد کو یہ بھی کہا گیا کہ کیا تم اب شناخت کر سکتے ہو کہ ان پرندوں میں سے کون سے ایسے پرند ہیں، جو خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں، اور کون سے ایسے پرندے ہیں جو ان پرندوں کی نسل سے ہیں جن کے خالق حضرت مسیح تھے، تو اس نے جواب دیا کہ میں شناخت نہیں کر سکتا۔

اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۹۸ میں کہا ہے: بعض موحدین کا یہ اعتقاد ہے کہ پرندوں میں کچھ خدا کے مخلوق ہیں اور کچھ حضرت عیسیٰ کے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اورازالہ اوہام کے صفحہ ۳۱۶ میں کہا ہے: اب ہر ایک دانش مند سوچ سکتا ہے کہ یہ صورت ہرگز معجزہ کی صورت نہیں کہ خدا تعالی دائمی طور پر ایک شخص کو اجازت اور اذن دیدے کہ تو مٹی کے پرندے بنا کر پھونک مارا کر، وہ حقیقت میں جانور بن جایا کرینگے اور ان میں گوشت اور ہڈی اور خون اور تمام اعضا جانوروں کے بن جائیں گے۔ اس صورت میں خدا کی صفات میں شریک ہونا جائز ہوگا، گو اس کے حکم اور اذن ہی سے سہی۔ اور نیز ایسے خالقوں کے سامنے اور فتشا به الخلق علیهم کی مجبوری سے خالق حقیقی کی معرفت مشتبہ ہوجاوے گی۔

اورازالہ اوہام کے صفحہ ۳۱۹ میں کہا ہے: اگر یہ اعتقاد رکھا جائے کہ ان پرندوں میں واقعی اور حقیقی حیات پیدا ہوجاتی تھی اور سچ مچ ان میں ہڈیاں، گوشت پوست، خون وغیرہ اعضاء بن کر جان پڑ جاتی تھی، تو اس صورت میں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ان میں جاندار ہونے کے تمام لوازم پیدا ہوجاتے ہوں گے اور وہ کھانے کے بھی لائق ہوں گے اور ان کی نسل آج تک کروڑ ہا پرندے زمین پر موجود ہوں گے اور کسی شکاری کے ہاتھ سے مرتے ہوں گے۔

اس کید کا ازلہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے کسی فرقہ، موحدین ہو (جس سے قادیانی کی مراد فرقہ اہل حدیث ہے) یا کوئی اور، کے ایک بھی شخص کا یہ اعتقاد نہیں سنا گیا اور نہ کسی کتاب چھوٹی یا بڑی میں دیکھا گیا ہے کہ حضرت مسیح کو مٹی کے جانور بنانے کا دائمی اختیار واقتدار حاصل تھا۔ اور کروڑ ہا جانوروں کو انہوں نے پیدا کیا اور ان کا سلسلہ نسل اب تک چلا آیا ہے اور موجودہ پرندوں میں کچھ خدا کی مخلوق ہیں اور کچھ حضرت عیسی کی مخلوق ہیں، یا ان کی نسل سے ہیں جو حضرت عیسی نے بنائے تھے، مگر ہم ان کو پہچان نہیں سکتے۔ یہ سب باتیں کذاب قادیانی اور اس دجال لاثانی کی اپنی من گھڑت ہیں جس سے اس کا مقصود وہ ہے جو ہم نے بیان کیا کہ اس اعتقاد معجزہ خلق طیور کا شرک ہونا لوگوں کے خیال میں جم جائے، پھر اس ذریعہ سے وہ اس معجزہ کی نفی کرے۔

مرزا قادیانی اس امر میں اور اس بیان اعتقاد مذکور میں سچا ہے تو بتاوے کہ کس موحد (اہل حدیث) سے اس نے یہ اعتقاد سنا ہے؟ اور وہ جاہل ہے یا عالم؟ جاہل ہے تو اس کی بات کا کیا اعتبار ہے؟ اور اگر عالم ہے تو اس کا فل اڈریس (پورا نام نشان) کیا ہے؟ اگر قادیانی ایسے شخص کا نام لے گا جو فرقہ اہل حدیث سے مرتد ہوکر عیسائی یا مرزائی ہوگیا ہو، تو اس کا ہرگز اعتبار نہ ہوگا اور یہ سمجھا جائے گا کہ وہ برطبق: یکے دزد باشد و یکے پردہ دار،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قادیانی کے بہکانے سے اس اعتقاد کا مظہر وفرضی معتقد بن بیٹھا ہے۔ اپنے اتباع کے سوا اور کسی فرد فرقہ اہل حدیث کا نام نہیں بتلا سکے گا۔ ان شاء اللہ تعالی

جملہ اہل اسلام کا (جن میں اہل حدیث بھی داخل ہیں) حضرت مسیح کے معجزہ خلق طیور کی نسبت صرف یہی اعتقاد ہے کہ مسیح نے محض توفیق واذن الہی سے (جب خدا کی طرف سے ہوتا) نہ اپنی ذاتی طاقت سے، بعض اوقات چند پرندے بنائے اور پھر معلوم نہیں کہ وہ کیا ہوئے۔ کیا اسی وقت عصا موسی کی مانند (جسکی نسبت قال خذ ھا ولا تخف، سنعید ھا سیر تھا الاولی، خدانے کہا تو اس سانپ کو پکڑ لے ہم اس کو پہلی صورت یا سیرت پر کر دیں گے، وارد ہے) اپنی اصلی حالت پر ہو گئے یا طبعی موت سے مارے گئے اور نہ یہ معلوم ہے کہ وہ تعداد میں لاکھوں کروڑوں تھے اور موجودہ پرندوں میں وہ یا ان کی نسل موجود ہے۔ اور صرف اس قدر صحیح واصلی اعتقاد اہل اسلام، قادیانی کے کسی اعتراض کا محل نہیں ہو سکتا اور نہ وہ شرک ٹھہر سکتا ہے۔ اور اگر بعض اوقات خدا کے اذن واختیار سے، نہ دائمی اقتدار سے، مٹی سے جانور بنا دینے اور ان میں گوشت ہڈی خون اعضا پیدا کر دینے کا اعتقاد شرک ہے، تو پھر یہ اعتقاد قادیانی کہ آنحضرت ﷺ نے لوگوں کی آنکھوں کے ڈھیلے جو لڑائی کے وقت نکل گئے تھے، درست کر دیئے تھے اور ان میں گوشت وعصبات وطبقات ورطوبات پیدا کر دی تھیں، کیوں شرک نہیں؟ کیا پرندوں کا گوشت پٹھے وخون بنانا خدا کا خاصہ ہے۔ اور آنکھ کا گوشت، پٹھے، خون، رطوبتیں وعصبات پیدا کرنا خدا کا خاصہ نہیں اور یہ کام بندہ بھی کر سکتا ہے؟ اور کیا اسی وجہ سے حضرت مسیح کے پرند بنانے کا اعتقاد شرک ہے اور آنحضرت ﷺ کا ڈھیلے بنانے کا اعتقاد شرک نہیں؟ لا حول و لا قوۃ۔

اس ڈھکوسلے کے آخر میں قادیانی کا یہ کہنا کہ اگر ان پرندوں کی حقیقی حیات مانی جائے تو اس کے لوازم کو (کہ وہ کھانے کے لائق بھی ہوں گے، شکاریوں کے ہاتھ آتے ہوں گے) ماننا پڑے گا، اپنی چھپی نیچریت کو ظاہر کرتا ہے۔ اور مثل الا ناء یترشح بما فیہ کو سچا کر دکھانا ہے۔ قادیانیو! الشيء اذا ثبت ثبت لوازمه ایک مسلمہ قاعدہ ہے، مگر معمولی اسباب ومسببات اور انسانی مقدورات میں۔ سوپر نیچرل (super natural) امور اور الہی قدرت مقدور اس سے مستثنی ہیں۔ اور معجزات وخوارق عادات کا ماننا اسی استثنا کی تسلیم پر موقوف ہے۔ آپ ان معجزات کو اپنے قول (کید) نمبر ۵ میں دل سے نہ سہی، زبان سے مان چکے ہیں۔ لہذا اب آپ کو ان لوازم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے الزام کی گنجائش نہیں رہی ۔ ہے تو آپ ہی فرماویں کہ چاند کے پھٹ جانے کے جو لوازم ہیں اور ان کی دست آویز سے نئی روشنی والے اور نئے نظام کے معتقد جو الزام قائم کرتے ہیں وہ کیوں لازم نہیں ہیں؟ اور سرمہ چشم آریہ میں ان الزامات کے جواب میں جو کچھ آپ نے کہا ہے وہ کیونکر صحیح ہے؟

ایک تعجب کے لائق یہ بات ہے کہ آپ نے اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۹۶ میں ان آیات کو جن میں مسیح کے خلق طیور وغیرہ معجزات کا ذکر ہے، متشابہات قرار دیا ہے۔ پھر ایسے امور متشا بهة الحقيقة ، غير معلوم الكنه و الكيفيه کیلئے لوازم تجویز کرنا کیونکر جائز و مناسب ہے؟ یہ امر الحاد و نیچریت نہیں تو کیا ہے؟ یہ امر آپ کے نزدیک جائز ہے تو یہ کیوں برملا نہیں کہتے کہ مثلاً خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے تو اس میں انگلیاں، گوشت، ناخن بھی ہونے لازم ہیں۔ آنکھ ہے تو اس میں ڈھیلا، پتلی، طبقات، رطوبات بھی ہوں گی۔ قبر میں بچھو و سانپ ہیں تو ضرور اور لازم ہے کہ وہ قبر اکھاڑنے سے دکھائی دیں۔ بہشت کا باغ ہے اور اس میں پودے پھل ہیں، تو ضرور ہے کہ بہشت میں کھاد (میلا) بھی ہو۔ اور اگر بہشت میں عورتیں جوان ہیں تو ضرور ہے کہ ان سے نسل بڑھے اور بہشت میں کوئی جگہ خالی نہ رہے۔ دوزخ میں آگ موجود ہے تو ضرور ہے کہ اس کی راکھ بھی کہیں جمع ہو گی۔ و على هذا القياس ۔ اور ان باتوں سے اپنی نیچریت کو کیوں اچھی طرح ظاہر نہیں کرتے۔ اور اگر ان متشابہات (صفات خالق اور حالات دوزخ و بہشت) میں یہ لوازم نہیں نکالتے، تو مسیح کے پرندوں کی نسل کا جاری رہنا، اور شکاری کے دام میں آنا کیوں ضرور اور لازمی قرار دیتے ہیں؟

اس بیان سے بخوبی ثابت ہوا کہ نفی و انکار معجزات مسیح کے متعلق قادیانی کا آخری کید عظیم درحقیقت ضعیف اور اوهن من بيت العنكبوت ہے اور حضرت مسیح کے معجزات خلق طیور کو مٹانے کے لئے جو کچھ اس نے سابق انکار مندرجہ ازالہ اوہام میں کہا ہے اس کو وساوس کے قول (یا کید) نمبر پنجم کا اقرار معجزات نیست و نابود کرتا ہے۔ اور یہ اقرار قادیانی کے افحام (الزام) کا اور قادیانیوں کے افہام کا موجب ہوسکتا ہے اگر ان میں کچھ فہم اور شرم ہو۔ ومعہذا اس اقرار حال سے وہ معجزات کو ماننے والا بھی تسلیم نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ وہ سابق انکار سے توبہ نہ کرے اور اس سے رجوع کرنے کا اشتہار نہ دے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کید ہفتم: حقیقی اور مجازی روح القدس

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے دافع الوساوس کے صفحہ ۷۱ و ۷۲ میں کہا ہے: اس سفر کی تمام صعوبتیں اور مشقتیں فنا کی حد تک ہی ہیں۔ اور پھر اس سے آگے گذر کر انسان کی سعی اور محنت کو دخل نہیں اور محبت صافیہ جو فنا کی حالت میں خداوند کریم سے پیدا ہوتی ہے، الٰہی محبت کا خود بخود اس پر ایک نمایاں شعلہ پڑتا ہے، جس کو مرتبہ بقا و لقا سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور جب محبت الٰہی بندہ کی محبت پر نازل ہوتی ہے تب دونوں محبتوں کے ملنے سے روح القدس کا ایک روشن اور کامل سایہ انسان کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے (توضیح مرام کے صفحہ ۲۱ و ۲۲ میں بطور نر مادہ ملنا، یعنی جفت ہونا، اور اس سے روح القدس کا تولّد ہونا بیان کیا ہے) اور لقاء کے مرتبہ پر اس روح القدس کی روشنی نہائت ہی نمایاں ہوتی ہے اور اقتداری خوارق، جن کا ابھی ہم ذکر کر آئے ہیں، اسی وجہ سے ایسے لوگوں سے صادر ہوتے ہیں کہ یہ روح القدس کی روشنی ہر وقت اور ہر حال میں ان کے شامل حال ہوتی ہے اور ان کے اندر سکونت رکھتی ہے اور وہ اس روشنی سے کبھی اور کسی حال میں جدا نہیں ہوتے اور نہ وہ روشنی ان سے جدا ہوتی ہے.... اسی روشنی کا نام روح القدس ہے۔ مگر یہ حقیقی روح القدس نہیں۔ حقیقی روح القدس وہ ہے جو آسمان پر ہے۔ یہ روح القدس اس کا ظل ہے، جو پاک سینوں اور دماغوں میں ہمیشہ کیلئے آباد ہو جاتا ہے اور ایک طرفۃ العین کے لئے بھی ان سے جدا نہیں ہوتا۔ اور جو شخص یہ تجویز کرتا ہے کہ یہ روح القدس کسی وقت اپنی تمام تاثیرات کے ساتھ ان سے جدا ہو جاتا ہے، وہ شخص سراسر باطل پر ہے.... ہاں یہ سچ ہے کہ حقیقی روح القدس تو اپنے مقام پر ہی رہتا ہے لیکن روح القدس کا سایہ جس کا نام مجازاً روح القدس ہی رکھا جاتا ہے، ان سینوں اور دلوں اور دماغوں اور تمام اعضا میں داخل ہوتا ہے۔

اور دافع الوساوس کے صفحہ ۷۳ میں مرزا قادیانی نے کہا ہے: وہ کاملوں کو ایسا نعم القرین عطا کیا گیا ہے کہ ایک دم کے لئے بھی ان سے جدا نہیں ہوتا۔ اور یہ گمان کرنا کہ ان سے علیحدہ بھی ہو جاتا ہے، دوسرے لفظوں میں اس بات کا اقرار ہے کہ وہ بعد روشنی تاریکی میں جا پڑتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اوردافع الوساوس کے صفحہ ۷۴ میں کہا ہے: جیسے اشرار وکفار کے لئے دائمی طور پر شیطان کو بئس القرین قرار دیا گیا ہے تا ہر وقت وہ ان پر ظلمت پھیلاتا رہے.... ہمارے اندرونی مخالف قومی بھائی گمان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روح القدس جبریل کا نام ہے، کبھی تو وہ آسمان سے نازل ہوتا ہے اور مقربوں سے نہایت درجہ اتصال کر لیتا ہے یہاں تک کہ ان کے دل میں دھنس جاتا ہے، اور کبھی ان کو اکیلا چھوڑ کر ان سے جدائی اختیار کر لیتا ہے اور کروڑ ہا بلکہ بے شمار کوسوں کی دوری اختیار کر کے آسمان پر چڑھ جاتا ہے۔ اور ان مقربوں سے بالکل قطع تعلقات کر کے اپنے قرارگاہ میں جا چھپتا ہے، تب وہ اس روشنی اور برکت سے بالکل محروم رہ جاتے ہیں جو اس کے نزول کے وقت ان کے دل اور دماغ اور بال بال میں پیدا ہوتی ہے۔ کیا اس عقیدہ سے لازم نہیں آتا کہ روح القدس کے جدا ہونے پر ان برگزیدوں کو ظلمت گھیر لیتی ہے اور نعوذ باللہ نعم القرین کی جدائی کی وجہ سے بئس القرین کا اثر ان پر شروع ہو جاتا ہے۔

اور اس دافع الوساوس کے صفحہ ۷۵ میں کہا ہے: کیا یہی ادب اور یہی ایمان اور عرفان ہے، اور یہی محبت رسول اللہ ﷺ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی نسبت اس تنزل اور نقص کی حالت کو روا رکھا جائے.. عیسائی لوگ تو حضرت مسیح کی نسبت یقینی اور قطعی طور پر یہ اعتقاد رکھیں کہ روح القدس جب سے حضرت مسیح پر نازل ہوا کبھی ان سے جدا نہیں ہوا، اور مسلمان بھی اس امر کو تسلیم کریں، چنانچہ مفسرین ابن جریر وابن کثیر وصاحب معالم وفتح البیان وکشاف وتفسیر کبیر وحسینی بیان کر چکے ہیں۔ لیکن مسلمان آنحضرت ﷺ کی نسبت یہ اعتقاد کریں کہ روح القدس آنحضرت سے جدا بھی ہو جاتا تھا.. اس سے زیادہ تر اور کیا بے ادبی اور گستاخی ہوگی کہ آنحضرت ﷺ کی صریح توہین کی جاتی ہے۔

اور اس دافع الوساوس کے صفحہ ۷۶ میں کہا ہے: یہ لوگ مسلمان کہلا کر مولوی اور محدث اور شیخ الکل کہلا کر ختم المرسلین کی نسبت بدگمانی کرتے ہیں۔

پھر دافع الوساوس کے صفحہ ۷۶ و ۷۷ میں کہا ہے: قرآن ان تصریحات واشارات سے بھرا پڑا ہے کہ روح القدس مقربوں میں رہتا ہے۔ منجملہ ان آیات کے جو اس بارہ میں کھلے کھلے بیان سے ناطق ہیں، آیت ان کلّ نفس لّمّا علیھا حافظ اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ ہر ایک نفس پر ایک فرشتہ نگہبان ہے جو اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے باطن کی حفاظت کرتا ہے۔اور وہ روح القدس ہے۔

پھر دافع الوساوس کے صفحہ ۷۷ لغایت ۸۰ میں کہا ہے: منجملہ ان کے یہ آیات ہیں:۲۔ و انّ علیکم لحافظین ۔ ۳۔ یر سل علیکم حفظه ۔ ٤ ۔ له معقّبات مّن بین ید یه و من خلفه یحفظو نه من امر الله ۔

پھر بحوالہ معالم التنزیل ایک یہ حدیث نقل کی ہے کہ ہر ایک بندہ کے ساتھ ایک فرشتہ مؤکل ہے جو اس کے ساتھ ہی رہتا ہے اور اس کی نیند اور بیداری میں شیاطین اور دوسری بلاؤں سے ان کی حفاظت کرتا ہے ۔ایک یہ حدیث نقل کی ہے کہ تمہارے ساتھ فرشتے ہیں جو بجز حالت جماع و بیت الخلاء تم سے جدا نہیں ہوتے ۔اور عکرمہ تابعی کا یہ قول کہ ملائکہ شر سے بچانے کیلئے انسان کے ساتھ رہتے ہیں اور جب تقدیر مبرم نازل ہو تو وہ الگ ہو جاتے ہیں ۔اور مجاہد تابعی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی انسان ایسا نہیں جسکی حفاظت کیلئے دائمی طور پر فرشتہ نہ ہو اور حضرت عثمان کا یہ قول کہ بیس فرشتے مختلف خدمات بجالانے کیلئے انسان کے ساتھ رہتے ہیں، پھر امام احمد کی روایت سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ اس کے ساتھ دو قرین (ہم نشین یا ساتھی) مؤکل نہ ہوں، ایک جنوں میں سے ایک فرشتوں میں سے ۔میرے ساتھ بھی دو ہیں مگر میرا جن تابع ہو گیا ہے وہ مجھ سے بجز خیر کچھ نہیں کہتا۔

پھر دافع الوساوس کے صفحہ ۸۱ سے صفحہ ۸٦ تک ان دونوں قرینوں کے وجود کی عقلی وجہ وضرورت بیان کی ہے اور یہ بات جتائی ہے کہ ظاہری جسم کی حفاظت کیلئے فرشتہ کا ہونا ضروری ہے تو باطن کی حفاظت کیلئے بھی ضروری ہے۔

پھر دافع الوساوس کے صفحہ ۸۷ میں مرزا قادیانی نے کہا ہے: جب ہم ان دونوں میں سے کسی کا نام داعی الی الخیر رکھیں گے تو اسی کو ہم روح القدس یا جبریل کہیں گے ۔اور جب ہم ان دونوں میں سے داعی الی الشر کہیں گے تو اسی کو ہم ابلیس اور شیطان کہیں گے۔

پھر صفحہ ۸۹ دافع الوساوس میں منکرین وجود ملائکہ اور شیاطین کی بظاہر مذمت کر کے مرزا قادیانی نے بڑے فخر سے کہا ہے کہ: یہ مسئلہ ان مسائل میں سے ہے جنکے اثبات کیلئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کے استنباط

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حقائق میں اس عاجز کو متفرد کیا ہے۔

یہ کفریات ومغالطات متن وساوس قادیانی کے صفحات مذکورہ کا خلاصہ ہے اوران صفحات کے حاشیہ میں صفحہ ۷۷ سے ۸۹ تک کا خلاصہ یہ چند امور ہیں:

۱۔آیت ان کلّ نفس لما علیها حافظ ، سے ثابت ہے کہ کل سیاروں سورج، چاند، زحل، مشتری کی حفاظت کے لئے بھی ایک ایک فرشتہ مقرر ہے۔

۲۔روح القدس جیسا کہ مقربوں کے ساتھ ہے اوران کا نگہبان ہے، ایسا ہی اورلوگوں کے ساتھ بھی ہوتا ہے (جن میں فاسق وفاجر بھی داخل ہیں) اسکا فرق یہ ہے کہ مقربوں پراس کی تجلی اعلی اوراکمل ہوتی ہے فاسقوں پر ناقص۔

۳۔روح القدس فاسقوں کے ساتھ بھی ہے تو پھران سے گناہ کیوں ہوتے ہیں؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ روح القدس کا کام صرف نیکی کا القاء والہام کرنا ہے، نہ گناہوں سے روک دینا۔

۴۔بعض حدیثوں میں جو آیا ہے کہ جبریل کئی کئی دن آنحضرتﷺ کے پاس نہ آتے، اس سے مراد صرف ایک قسم کی تجلی ہے کہ بعض اوقات بوجہ مصالح الٰہی اس قسم کی تجلی میں توقف ہوجاتی تھی (یہ قادیانی کے الفاظ ہیں)۔اس سے یہ مرادنہیں کہ جبریل بذات خود آسمان سے اپنا مقام چھوڑ کر وحی لے کر آتے تھےاور وحی پہنچا کر آنحضرت کو چھوڑ کر چلے جاتے۔

ذاتی نزول جبریل کے مراد نہ ہونے پرنقلی دلیل وہ آیت قرآن ہے جس میں فرشتوں کا یہ قول بیان ہوا ہے کہ ہم میں سے کوئی ایسانہیں جس کواس کا مقام معلوم نہ ہو، اوروہ حدیث جس میں بیان ہوا ہے کہ آسمان پر ایک قدم رکھنے کی جگہ نہیں جس میں فرشتے سجدہ وقیام نہ کرتے ہوں۔اس آیت اورحدیث سے ثابت ہوا کہ فرشتے اپنے مقام سے ایک قدم نیچے یا اوپر نہیں آتے یا جاتے۔اور عقلی دلیل یہ ہے کہ اگر چھ سو موتیوں کے پروں والا جبریل جس کا طول مشرق سے مغرب تک ہے، اپنا سارا وجود لے کر آسمان سے اترے اورایسا ہی اور فرشتے بھی اتر آئیں تو آسمان خالی ویران اورسنسان پڑا رہ جائے گا۔خصوصاً لیلۃ القدر میں تو وہ بالکل اجڑا ہوا گھر نظر آئے گا۔افسوس شیخ الکل کہلا کر ایسے وقت میں کہ علوم طبعیہ اورحسیہ کا فروغ ہو، یہ اعتقاد رکھنا، اورنیز ملائکہ کے یہ معنی سمجھنا۔وحی پہنچانے کے بعد جبریل کے آنحضرتﷺ کو چھوڑ کر چلے جانے سے احادیث افعال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

واقوال کا اعتبار نہیں رہتا کیونکہ اس وقت آپ وحی کی روشنی سے خالی رہتے ہیں۔ اور نیز ملہم روح القدس کے بغیر ایک دم بھی اپنے تئیں ناپاکی سے بچا نہیں سکتا۔ پھر سید المقربین کی نسبت یہ کیونکر خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ روح القدس کی جدائی سے ان تمام برکتوں اور پاکیزگیوں سے خالی رہتے تھے، جو کمال درجہ کی بے ادبی ہے۔ یہ لوگ (محمد حسین بٹالوی اور حضرت شیخ الکل نذیر حسین دہلوی مراد ہیں) حضرت عیسے کی نسبت تو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ تینتیس برس کی عمر میں روح القدس ان سے ایک دم جدا نہیں ہوتا تھا اور آنحضرت ﷺ کی جناب میں یہ بے ادبی کرتے اور کہتے ہیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کو ظلمت اور ناپاکی میں چھوڑ کر چلے جاتے تھے۔

ان مضامین متن اور حاشیہ دافع الوساوس کے ملاحظہ سے ناظرین رسالہ توضیح المرام قادیانی کو یقین ہوگا کہ یہ رسالہ توضیح کے پرانے مضامین ہیں۔ ان مضامین میں قادیانی نے سوائے اس عقیدہ شرکیہ کے کہ: خوارق اولیاء کے اقتدار اور اختیار میں ہوتے ہیں۔، اور کچھ زیادہ نہیں کیا۔ صرف ان مضامین کو رنگ دوسرا دے دیا اور ان کا پیرایہ بدل دیا ہے، اور اپنے جال کو خوش رنگ عبارتوں سے زرین بنا دیا ہے۔ ہم خدا کے فضل اور توفیق سے واضح کرتے ہیں کہ جن باتوں کو مرزا قادیانی نے خوبصورت عبارات اور فصیح الفاظ سے اسلام اور دین اور تعظیم سید المرسلین بنا کر دکھایا ہے وہ باتیں درحقیقت کفر شرک اور آنحضرت ﷺ کی سخت درجہ کی توہین ہیں

ازالہ کید

اس کید میں جو قادیانی نے کہا ہے کہ روح القدس (جو مقربوں کے ساتھ ہر دم رہتی ہے) اس سے مراد ایک طبعی نومتولّد چیز ہے جو خدا کی محبت اور مقرب بندوں کی محبت کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے، نہ وہ روح القدس جس کو جبریل کہا جاتا ہے۔ اور وہ جبریل اپنے مقام آسمان پر ہی رہتا ہے۔ اور پھر جو اس کا عقلی ثبوت دیا ہے یہ قادیانی کا وہی پرانا کفر ہے جس کو وہ اپنے رسالہ توضیح المرام کے صفحہ ۲۱ و ۲۲ و ۷۰ وغیرہ میں اگل چکا ہے۔ اس مقام وساوس میں اس نے صرف اس کا طرز بیان بدل دیا ہے اور رنگین عبارتوں سے اس کا رنگ دوسرا کر دکھایا ہے، اور اس پر یہ ملمع چڑھایا ہے کہ اگر ہر وقت ساتھ رہنے والی روح القدس نتیجہ محبت کو ذریعہ وحی والہام نہ مانا جاوے، بلکہ آسمان پر رہنے والی روح القدس کا بذات خود وحی لے کر آنا اور بعد ابلاغ آنحضرت ﷺ کو چھوڑ کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

آسمان پر چلا جانا، تسلیم کیا جاوے تو اس سے آنحضرت ﷺ کی توہین اور بے ادبی لازم آتی ہے۔ حضرت عیسےؑ کے ساتھ تو تمام عمر وہ روح القدس رہے اور آنحضرت ﷺ کے پاس صرف چند منٹ رہ کر چلی جائے، اس سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کی توہین اور کیا ہوگی۔ اور نیز اس سے آنحضرت ﷺ کا ناپاکی سے نہ بچنا اور ان کے دائمی و مدت العمری اقوال وافعال کا وحی سے خالی ہونے کی وجہ سے بے اعتبار ہونا لازم آتا ہے۔

اس کفر وکید کا رڈ وازالہ فتوی تکفیر مرزا میں بخوبی ہو چکا ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ روح القدس اور اس کے حقیقی نزول میں اس قسم کی تاویل وتحریف باطنیت ونیچریت وزندقہ والحاد ہے۔ اس بیان کی تائید آئندہ بھی اپنے محل اور موقع مناسب پر ہوگی۔

اس مقام میں تعظیم وتوہین کا ملمع کھول کر اس کا جواب دیا جاتا ہے کہ اہل اسلام کے نزدیک آنحضرت ﷺ کا نفس نفیس ذکیہ طیبہ بعد تکمیل نبوت اور استفادہ صحبت جبریل، ملکیت میں اعلی درجہ کمال کو پہنچ گیا تھا۔ اور آپ نے جبریل کے شاگرد ہو کر استاذی کا رتبہ پاس کر لیا تھا۔ لہذا اس ملکیت میں آپ ملائکہ سے کم رتبہ نہ تھے بلکہ ان کے ہم رنگ وہم سر اور گویا ثانی جبریل تھے اور بعض کمالات میں آپ جبریلؑ سے بھی بڑھ گئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ وہاں (سدرۃ المنتہی سے اوپر) پہنچ گئے جہاں جبریل کے پر جلتے تھے اور وہ کہہ اٹھے

اگر یک سرمو برتر پرم   فروغ تجلی بسوزم پرم

اسی وجہ سے آپ ﷺ بہ نفس نفیس اپنی پاکی کو خداداد حفظ وعصمت سے خود محفوظ رکھ سکتے تھے اور اپنی ذات کو اور اپنے اقوال افعال کو خطاء نفسانی اور وسوسہ شیطانی سے خود بچا سکتے تھے۔ اور اس حفظ امن کیلئے اپنے استاد جبریل کی مصاحبت کے محتاج نہ رہے تھے۔ اس وجہ سے بعد تکمیل نبوت وکمال ملکیت حضرت جبریل کا آپ کے ساتھ رہنا ضروری نہیں ہوا۔ گو ابتدائی حالت میں حضرت مسیح کی مانند جبریل آپ کے ساتھ رہے۔

اور یہ ایک عام عقلی اور نیچرل (قدرتی) قاعدہ ہے (قادیانی نیچری ہے لہذا اس کے افہام والزام کیلئے نیچرل قاعدہ پیش کیا گیا ہے) کہ جب متعلم وتربیت یافتہ، تعلیم وتربیت میں حد کمال کو پہنچ جاتا ہے تو اس کا معلم ومربی اس سے جدا ہو جاتا ہے اور وہ خود اپنی ذات کا معلم ومربی بن جاتا ہے، اور جس متعلم یا تربیت یاب سے اس کا معلم ومربی جدا نہیں ہوتا اس کو اس وقت مصاحبت تک تعلیم وتربیت کا محتاج اور ناقص سمجھا جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

انسان بلکہ جانور چڑیا وغیرہ اسی وقت تک اپنے بچے کو پالتے ہیں جب تک وہ نادان ہوتا ہے اور جب وہ اپنی روزی کمانے لگتا ہے تو اسکے مربی اپنی تربیت کو قطع کر دیتے ہیں۔ بچوں کے اتالیق و معلم تب ہی تک بچوں کے ساتھ ساتھ پھرتے ہیں جب تک وہ نیک و بد کے ممیّز اور اپنے علم و اخلاق کے خود محافظ نہیں ہوتے اور جب وہ خود استاد بن جاتے ہیں اور اتالیق کا رتبہ حاصل کر لیتے ہیں تو پھر وہ اتالیق کے زیر حراست نہیں رہتے۔ اس اصول پر جبریل کے بعد مصاحبت و اتالیقی ابتدائی کے آنحضرت ﷺ سے جدا ہو جانے اور مسیح کے ساتھ تمام عمر تک رہنے سے آنحضرت ﷺ کی حضرت مسیح پر فضیلت اور تعظیم ثابت ہوتی ہے، نہ آپ کی توہین و تنقیص۔ اور نیز اس سے آنحضرت ﷺ کے دائمی و مدت العمری افعال و اقوال کا بلا واسطہ وحی الٰہی سے مشرف ہونا اور دخل شیطانی سے محفوظ ہونا ثابت ہوتا ہے، نہ ان افعال و اقوال کا وحی سے محروم اور دخل شیطانی کا محل ہونا۔

اسی فضیلت شرف وحفظ وعصمت کی طرف وہ آیت قرآن مجید مشعر ہے ما ينطق عن الهوى۔ ان هو الا وحي يوحى ۔ (نجم۔ ع ۱) جس کے معنے حسب قرارداد و اعتقاد اہل اسلام یہ ہیں کہ اب آپ کے نفس میں ہوائے نفسانی اور وسوسہ شیطانی کا اثر و دخل نہیں رہا جس کے امتیاز و علیحدگی کیلئے کسی معلم کے واسطہ کی ضرورت ہو۔ لہذا اب آپ کا قلب بلا واسطہ غیر، وحی خفی و غیر متلو کا محل بن گیا ہے۔

اس فضیلت و تعظیم وحفظ وعصمت کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ آنحضرت ﷺ ہر آن اور ہر وقت روح القدس کی اتالیقی وحفظ و تعلیم کے محتاج تھے اور بلا مدد روح القدس، آپ ناپاکی سے (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) بچ نہ سکتے تھے، اور نہ اپنے فعل وقول کو بلا حفظ و ہدایت روح القدس، دخل شیطان سے بچا سکتے تھے، آنحضرت ﷺ کی سخت توہین اور آپ کی جناب میں صریح دشنام دہی نہیں تو اور کیا ہے؟

قادیانیو! کچھ تو فہم اور شرم سے کام لو اور بتاؤ آنحضرت ﷺ کی تعظیم اور ان کے اقوال و افعال کی تکریم انہیں ہر وقت روح القدس کی اتالیقی کا محتاج بنانے میں اور اس اتالیق کی ہر وقت کی حاضری ٹھہرانے میں ہے یا آپ کو بنفس نفیس خود استاد و معلم اور روح القدس کا ہم سر و ہم رنگ و ہم فعل بنانے میں ہے۔

قادیانی اور کے اس مرید اگر اس سیدھی بات کو نہ سمجھیں یا دیدہ دانستہ اس کو تسلیم نہ کریں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

آنحضرت ﷺ کو بذات شریف ونفس نفیس ناپا کی اور خطا سے بچنے والہ نہ مانیں، بلکہ ہر وقت و ہر آن تربیت و تعلیم اتالیق و معلم کا محتاج قرار دیں، تو پھر بھی وہ جبریل کو اس دائمی تعلیم وتلقین کیلئے کیوں تکلیف دیتے ہیں۔ اس تعلیم وتلقین کیلئے آپ کے قرین (ہم نشین) فرشتہ کو جو ہر وقت آپ کے ساتھ رہتا ہے، بلکہ آپ کے جن کو (جو مسلمان ہو گیا تھا اور آپ کو بجز خیر کچھ نہیں کہتا) کیوں کافی نہیں سمجھتے؟ اور ان ہم نشینوں کی مدد اور محافظت سے آنحضرت ﷺ کا ناپا کی سے بچنا اور اپنے افعال واقوال کو دخل شیطان سے محفوظ رکھنا، وہ کیوں قبول نہیں کرتے؟ اور آپکو کیوں بڑے زبردست معلم جبریل ہی کا محتاج ٹھہراتے ہیں؟

اس فرشتہ (قرین نیک) کو معلم اور اتالیق تسلیم کرنے پر، اگر قادیانی یہ کہے کہ یہی تو روح القدس ہے اور اسی کا نام تو میں نے جبریل رکھا ہے جو اصلی اور واقعی روح القدس اور جبریل کا ظلّ ہے، پس تمہاری اس تسلیم سے میرے اعتقاد کی تسلیم لازم آتی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرین نیک کو جبریل اور روح القدس قرار دینا تمہاری ایک ملحدانہ اصطلاح ہے جس پر شریعت کی کوئی شہادت پائی نہیں جاتی (چنانچہ عنقریب بیان ہوگا) لہذا قرین نیک کو اتالیق و معلم تسلیم کرنے سے تمہارے اس ملحدانہ اعتقاد کو تسلیم کرنا لازم نہیں آتا۔ اور اگر کوئی تھوڑی دیر کیلئے ملحد بن کر تمہاری اس ملحدانہ اصطلاح کو مان کر یہ تسلیم بھی کر لے کہ یہ قرین نیک آسمانی جبریل کا ظلّ ہے، تو پھر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جبریل بذات خود وحقیقۃً کبھی وحی لے کر آپ کے پاس نہ آیا تھا۔ اور وحی متلو (قرآن) لانے کا کام بھی اس کا ظل (قرین نیک) ہی کرتا تھا۔ کیوں جائز نہیں کہ وحی متلو (قرآن) جبریل امین خود لے کر آتا ہو اور باقی اوقات کی مصاحبت اور افعال اور اقوال کی محافظت اس کا ظلّ (قرین نیک) کرتا ہو؟ اس صورت سے جبریل امین کا وحی متلو قرآن آنحضرت ﷺ کے پاس لانا اور بعد ابلاغ آسمان پر چلا جانا ماننے سے بھی آنحضرت ﷺ کا ناپا کی، خطا سے بچنا اور شیطان سے محفوظ رہنا ممکن ہے۔

اس پر اگر قادیانی یہ سوال کرے کہ دائمی مصاحبت اور ہر ایک قول وفعل نبوی کی حفاظت فرشتہ قرین نیک کر سکتا ہے تو پھر اصلی جبریل کو وحی متلو لانے کا وسیلہ بنانے کی کیا ضرورت ہے اور اس سے کیا فائدہ ہے؟ کیا یہ کام اس قرین فرشتے سے نہیں ہو سکتا؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ اگر فرشتوں کو انکی خدمات سپرد کرنیکے اختیارات قادیانی کو ہوتے، تو وہ وحی لانے کا کام بھی اسی فرشتے قرین نیک کو سپرد کر کے جبریل کو اس خدمات سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

معزول و مستعفی بنا سکتا۔ مگر مشکل یہ ہے کہ یہ اختیار صرف خدا کو حاصل ہے اور اس نے وحی متلو لانے کی خدمت جبریل امین کے سپرد کی ہوئی ہے، کسی اور کو یہ اختیار نہیں کہ یہ خدمت اس سے چھین کر اسے فرشتے قرین نیک کو دیدے۔ یہی حکم و قرارداد خداوندی، جبریل کو وحی متلو لانے کیلئے مخصوص ماننے کی ضرورت ثابت کرتا ہے۔ اور اس سے فائدہ یہ ہے کہ اصلی جبریل کے نزول کو حقیقۃً بلا تاویل ماننے سے ایک جز زندقہ والحاد (یعنی تاویل بلا دلیل) کی کمی ہوتی ہے۔ پھر باوجود امکان کمی الحاد، ڈبل الحاد (تاویل بلا دلیل) کا مرتکب ہونا کیا ضرور ہے؟

بالجملہ مسلمانوں کے اعتقاد میں تو آنحضرت ﷺ کا نفس زکیہ وطیبہ مصاحبت واحتیاج اتالیق سے پاک ہے۔ قادیانی اس کو نہ مانے اور آنحضرت کے نفس کو پاک نہ سمجھے اور ہر وقت تعلیم و اتالیقی کا محتاج قرار دے تو اس کے اصول واعتقاد پر بھی اس اتالیقی کیلئے آپ کا قرین کافی ہے۔ اور اس قرین کو جو قادیانی جبریل کہتا ہے تو یہ اس کا الحاد ہے۔ اس الحاد کو کوئی مان لے تو اسی حد تک مان سکتا ہے کہ اس کا نام نقلی جبریل رکھے اور دائمی مصاحبت اور آنحضرت ﷺ کے اقوال وافعال کی حفاظت کے کام میں اس کو جبریل کے قائم مقام سمجھے۔ اس الحاد کے ساتھ یہ دوسرا الحاد کہ وحی متلو لانے کا کام بھی نقلی جبریل کرتا ہے اور اصلی جبریل اس عہدہ سے معزول ہے، ضروری نہیں۔ اور نہ قادیانی کے کلام میں اس کے ضروری ہونے کی کوئی دلیل قائم ہے۔ اور اس سے بچنے میں یہ فائدہ ہے کہ ڈبل الحاد سنگل رہ جاتا ہے کیونکہ اس میں وحی لانے والہ، اصلی جبریل ہی کو بلا تاویل مانا جاتا ہے، اور دائمی حفاظت کرنے والہ نقلی جبریل کو بتاویل۔

ناظرین! انصاف کرو کہ ہم نے خدا کے فضل وتوفیق سے قادیانی کے ملمع تعظیم وتوہین کو کیسا کھولا ہے۔ کیا اب بھی ممکن ہے کہ وہ جبریل کے حقیقی نزول وصعود ماننے کو آنحضرت ﷺ کی توہین کا موجب کہے؟ ہر گز نہیں ہے۔

اور آنحضرت ﷺ اور ان کے دین کی توہین اسی کے اس ناپاک اعتقاد میں پائی جاتی ہے کہ آنحضرت بذات خود ناپاکی سے بچ نہ سکتے تھے اور وہ مدت العمر تربیت وحفاظت وحراست اتالیق کے محتاج رہے عیاذاًباللہ من ذلک

اور جو اس کید میں قادیانی نے روح القدس کو سبب وموجب خوارق قرار دیا ہے، پھر اس روح القدس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کو ہر وقت صاحب خوارق کا شامل حال اور غیر مفارق بتایا ہے (اور یہی قادیانی کی اس تجویز کا کہ روح القدس ایک انسانی صفت اور اس کی محبت سے پیدا ہوئی ہے، لازمہ ومقتضا ہے) اور جا بجا اس کید میں اور پہلی کیدوں میں اس نے ان خوارق کو مقربین کا اقتداری امر قرار دیا ہے۔ ان تینوں مقدمات کا لازمی نتیجہ اور قطعی مفہوم یہ ہے کہ قادیانی کے اعتقاد میں مقربین کو یہ ہر وقت اقتدار اور کلی اختیار حاصل ہے کہ وہ جب چاہیں اپنے اندرونی اور طبعی روح القدس کی مدد سے خوارق دکھا دیں۔

کید نمبر ۵ میں تو اس نے اس اقتدار واختیار کو اوقات تموّج سے مخصوص کیا تھا، اس کید میں اس نے اس قید کو اٹھا کر اس اقتدار واختیار کو وسیع کر دیا اور یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ خوارق کا سبب وموجب طبعی واندرونی روح القدس ہے، جو ہر وقت اور ہر آن مقربوں کے ساتھ ہے، تو پھر ہر وقت اور ہر آن ان کو خوارق دکھانے کا اختیار واقتدار کیوں حاصل نہ ہو؟

اس کا یہ عقیدہ شرکیہ ہے جس پر اس نے تعظیم مقربین انبیا واولیاء کا ملمع چڑھا کر اس سے اپنے سابق انکار معجزات مسیح کو چھپایا ہے اور ناواقفوں کو یہ جتایا ہے کہ معجزات مسیح سے انکار مجھ سے کیونکر ہو سکتا ہے، میں تو معجزات وکرامات کو انبیا واولیاء کے لئے اقتداری واختیاری مانتا ہوں۔ بلکہ میں جو ایک اعلیٰ درجہ کا ولی ہوں خود خوارق دکھانے کا اقتدار واختیار رکھتا ہوں۔ جب چاہوں، خصوصاً جب اوقات تموج میں ہوں، امر کن سے یکو ن کر دکھاؤں اور آسمان وزمین کے قلابے ملا دوں۔

اس شرک وکید کا ردّ وازالہ یہ ہے کہ قادیانی کی تصنیفی طبعی روح القدس (نتیجہ متولدہ انسانی صفت محبت) کی مدد وسبب سے خوارق کا کام مقربین کے اقتدار واختیار میں ہونا کجا، یہ اقتدار خوارق تو اصلی اور حقیقی روح القدس، آسمانی جبریل کو بھی حاصل نہ تھا۔ اور نہ ان کے ذریعہ آنحضرت ﷺ اور پہلے انبیاء کو (جنکے پاس آپ بذات خود آتے تھے) حاصل تھا۔ یہ اقتدار واختیار تو اسی مالک الملک والملکوت کو حاصل ہے اور اسی کی صفات مختصہ سے ہے جو جبریل اور جملہ مقربین اور خاص کر سید المقربین آنحضرت ﷺ کا خالق ومتصرف ہے۔ اس نے جب کسی قوم کی ہدایت یا ان پر اتمام حجت کے ارادہ سے چاہا، اپنے مقربین ولیوں اور نبیوں کے ہاتھ پر معجزات وخوارق کو ظاہر کیا اور جب کسی قوم کے عناد یا تکذیب کی وجہ سے یا اور وجوہات سے خارق دکھانا نامناسب جانا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تب عین موقع طلب وسوال پر خوارق دکھانے سے انکار ظاہر کیا۔اور اپنی جلالت اور استقلال اور ذاتی اقتدار و اختیار ظاہر کرنے اور مومنوں کے دلوں میں اپنی توحید جمانے اور شرک کو مٹانے کیلئے یہ جتایا کہ خوارق و معجزات کا ذاتی اختیار و اقتدار کسی فرشتہ یا ولی یا نبی کو حاصل نہیں ہے۔

بعض موقع میں آنحضرت ﷺ نے مخالفین اسلام کو مومن بنانے کیلئے خوارق دکھانے کی حرص اور خواہش کی، تو وہ بھی منظور نہ ہوئے، بلکہ اس کے جواب میں نشان نمائی سے انکار کی ہدایت ہوئی۔ایک آیت میں ارشاد ہے: و ان کان کبر علیك اعرا ضھم فان استطعت ان تبتغی نفقاً فی الارض او سلّماً فی السماء فتأ تیھم بآ یة ۔ و لو شاء الله لجمعھم علی الھدی فلا تکو ننّ من الجاھلین (انعام ، ع ٤) اگر تجھے اے رسول ان لوگوں کا ایمان سے منہ پھیرنا ناگوار ہو،تو تو اگر زمین میں سرنگ نکال کر یا آسمان پر سیڑھی لگا کر کوئی نشانی، جو یہ چاہتے ہیں، لا سکے تو ان کو لا کر دکھا دے۔خدا چاہتا تو ان سب کو ہدایت پر متفق کر دیتا۔تو نادان نہ بن جائیو۔

المقصود بیان حرصه البالغ علی اسلا م قومه وانه لو قدر ان یاتیھم بآ یة من تحت ا لارض او من فوق السماء لا تی بھا ر جاء ایمانھم ۔ فلا تکو نن من الجاھلین، بالحرص علی ما لا یکو ن (تفسیر بیضاوی۔ص۲۵۳) کہ اس سے مقصود آنحضرت کے کمال حرص کا بیان ہے۔اور یہ اگر آپ زمین یا آسمان سے نشان لا کر دکھانے کی طاقت رکھتے تو لوگوں کے ایمان کی حرص سے لا کر دکھاتے۔نادان بننے سے مراد یہ ہے کہ آپ ان کے ایمان کی حرص نہ کریں۔

ایک اور آیت میں ارشاد ہے: و اقسموا باللّٰه جھد ایمانھم لئن جاء تھم آیة لیؤمننّ بھا ۔ قل انّما الآ یا ت عند اللّٰه وما یشعرکم انھا اذا جاء ت لا یؤ منو ن (انعام۔ع۱۳) کہ وہ لوگ بڑے زور سے قسم کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس نشان (جو وہ چاہتے ہیں) آوے تو وہ ایمان لاویں۔تو کہہ دے نشان اللہ ہی کے پاس ہے۔تمہیں اے مومنو کیا خبر ہے نشان آنے پر بھی وہ ایمان نہ لائیں گے۔

بیضاوی نے کہا ہے قل انّما الآ یا ت عند الله، ھو قادر علیھا یظھر منھا ما یشاء و لیس شيء منھا بقدرتی و ارا دتی ۔ کہ نشان خدا کے پاس ہیں،وہی قادر ہے جو نشان چاہے ظاہر کرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میری (یعنی آنحضرت ﷺ) قدرت واختیار میں کوئی نشان نہیں ہے۔ (بیضاوی۔ص ۲۶۱)

ایک اور آیت میں ارشاد ہے: و قالوا لن نؤ من لك حتى تفجر لنا من ا لارض ينبوعا ۔ او تكو ن لك جنّة من نخيل و عنب فتفجر الانهار خلا لها تفجيراً ۔ او تسقط السماء كما زعمت علينا كسفاً او تأ تى بالله و الملا ئكة قبيلاً ۔ او يكون لك بيت من زخرف او ترقى فى السّماء۔ و لن نؤمن لرقيّك حتى تنزّل علينا كتا باً نقرئوه ۔ قل سبحان ر بّى هل كنت الا بشراً رسو لاً (بنی اسرائیل) وہ لوگ کہتے ہیں ہم تیری تصدیق تب کریں گے جب تو ہمارے لئے زمین سے چشمہ نکال دے یا تیرے لئے کھجوروں وانگوروں کا باغ ہو جن میں تو نہریں بہادے یا آسمان کا ایک ٹکڑا گرادے۔ یا خدا کو اور فرشتوں کو سامنے لے آوے یا تیرے لئے ملمع کا گھر ہو، یا تو آسمان پر چڑھ جائے۔ ہم تیرے چڑھنے کو تب ہی مانیں گے جب تو ہمارے لئے کتاب اتار لائے، تو کہدے اللہ پاک ہے میں تو صرف بشر رسول ہوں۔

بیضاوی نے کہا: قل سبحان ربى تعجباً من افترا حاتهم وتنزيها لله من ان يا تى ... عليه او يشاركهما حد فى القدر ة ۔ هل كنت الا بشر ۔ كسائر الناس ۔ رسولا كسائر الرسل فكا نوا لا ياتون قومهم ا لّا بما يظهره الله عليهم على ما .... حال قو مهم و لم يكن امر الآيات اليهم و لا لهم ان يتحكموا على الله (بیضاوی) کہ تو کہہ اللہ پاک ہے۔ اس سوالات پر تعجب کی راہ سے۔ اور خدا کی پاکی بیان کرنے کے لئے اس عیب سے کہ وہ خود آوے یا اس پر جو کوئی چاہے حکومت کرے یا اس سے کوئی شخص اس کی قدرت میں اس کا شریک ہو۔ تو کہدے میں بشر ہوں جیسے اور بشر۔ اور رسول ہوں جیسے اور رسول وہ بھی اپنی قوم کے پاس وہی نشان لائے جو خدا ظاہر کرتا، ان کو نشان دکھانے کا خود اختیار نہ تھا اور نہ یہ اختیار تھا کہ خدا پر حکومت کرتے۔

اور ایک آیت میں ارشاد ہے: و قالوا لولا انزل عليه آ يات من ر به۔ قل انما الآيا ت عند الله۔ و انما انا نذ ير مبين (عنكبو ت۔ ع ۵)۔ وہ بولے کیوں نہیں ہم پر نشان اتارے گئے (یعنی جو ہم چاہتے ہیں) تو کہدے یہ نشان خدا ہی کے پاس ہیں۔ میں تو صرف ظاہر ڈرانے والا ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بیضاوی نے کہا مثل ناقة صالح و عصا موسی و مائدة عیسے و قرء نافع و ابن عامر و البصریان و حفص آیات قل انّما الآیات عند الله ینزلھا کما یشاء و لست املکھا فاتیکم بما تقرحونہ ۔ انّما انا نذیر مبین، لیس من شانی الا الانذار۔ (بیضاوی۔ ج ۲) نشان جیسے صالح کی اونٹنی موسی کا عصا، عیسے کا مائدہ۔ تو کہدے نشان خدا کے پاس ہیں وہ جیسا چاہتا ہے ویسا ہی اتارتا ہے۔ میں اس کا مالک نہیں ہوں کہ جو تم چاہو لا دکھاؤں۔ میرا کام تو صرف ڈرانا ہے کھلا کھلا۔

اس مضمون کی آیات سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے اور جب کہ ان آیات سے خاتم المرسلین کا نشان دکھانے میں خود مختار وصاحب اقتدار نہ ہونا، اور نشان نمائی خدا تعالی کا خاصہ ہونا، ثابت ہے تو پھر اور کسی فرشتے یا نبی یا ولی خصوصاً جھوٹے مدعی نبوت وولایت قادیانی کا نشان وخوارق دکھانے میں صاحب اقتدار ہونا کیونکر جائز ہے؟ پھر قادیانی کا اعتقاد مذکور شرک نہیں تو کیا ہے؟ قادیانی کے فرضی تموّج کے وقت میں بھی یہ اقتدار و اختیار کسی نبی یا ولی کو حاصل نہیں ہوتا، کہ جو نشان وہ چاہیں یا ان کا کوئی مخالف چاہے، وہ دکھا سکیں۔ یہ ہوتا تو اس کا استحقاق سید الاولین والآخرین آنحضرت ﷺ کو سب سے پہلے ہوتا اور آپ اپنے تموّج میں نشان مذکور ان لوگوں کو دکھا دیتے جن کے ایمان کی آپ شدت سے حرص رکھتے تھے۔ اور اس انکار کی (جو ان آیات میں پایا جاتا ہے) نوبت نہ آنے دیتے۔

قادیانی کے دام افتادہ سادہ لوحوں کی فہم وایمان پر افسوس ہے کہ ایسے عقیدہ شرکیہ کو اس کتاب میں دیکھ کر پھر بھی قادیانی کو مسلمان اور امام اور مجدد مان رہے ہیں، اور اتنا نہیں سوچتے کہ اگر واقعی مقربین کو نشان و خوارق دکھانے کا ہر وقت اور ہر آن میں اور خاص کر تموّج کے وقت میں کلی اختیار واقتدار حاصل ہے تو قادیانی جو اکثر اولیاء سابقین پر فوقیت کا مدعی ہے، کیوں وہ نشان، جو لوگ اس سے چاہتے ہیں، نہیں دکھاتا۔ اور ابتدا سے اس وقت تک ناجائز شروط کے حیلہ و بہانہ سے کیوں ان کو ٹلاتا اور اپنی جان چھڑاتا ہے؟ اور یہ بھی نہیں سوچتے کہ اپنے ازالہ اوہام میں تو قادیانی نے حضرت مسیح کے مٹی سے پرند بنانے کو شرک کہا تھا، اب جملہ مقربین کو کن فیکون کا مالک بنا دیا اور اس قسم کے خوارق دکھانے میں صاحب اقتدار قرار دیا۔ وہی شرک اب اسلام کیونکر بن گیا۔ اور اگر وہ اس اعتقاد سے انکار کرے اور یہ کہے کہ میں دل سے مقربین کو نشان وخوارق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نمائی میں خودمختار نہیں سمجھتا، گو میرے کلام سے یہ اعتقاد مفہوم ہوتا ہے، تو یہ انکار تب صحیح ومعتبر ہوسکتا ہے جب کہ وہ اس کلام سے رجوع کا اشتہار دے اوران خوارق کواقتداری کہنے اور روح القدس کوان کا موجب وسبب قرار دینے سے اوراعتقاد تموّج میں مقربین کے کن کوخدا کے کن کی مثل ومانند کہنے سے توبہ کرے، ورنہ اس کے مفہوم کلام سے اس پر یہ الزام شرک قائم ہوگا اوراس کا یہ انکار منافقانہ انکار متصور ہوگا۔

یہ قادیانی کے شرک کا ردّ وازالہ ہے، اب اس کے ملمع تعظیم کا ازالہ ہوتا ہے۔ جو تعظیم مقربین کی خدا کی توحید کے مزاحم ہو، اوران کوخدا کی صفات مختصہ میں شریک بناوے وہ حقیقۃً تعظیم نہیں، توہین ہے۔ مقربین بارگاہ الٰہی اس تعظیم کوتوہین جناب باری سمجھتے ہیں اوراس سے برأت ظاہر کرچکے ہیں دیکھو آیت أأنت قلت للناس اتخذونی وامّی الهین (کیا تونے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کومعبود بنالو) میں حضرت مسیح کا قول جو قیامت کے دن فرمایا جاوے گا۔ اوراگر یہ تعظیم واقعی تعظیم ہوتی تو پھران لوگوں کوجوحضرت مسیح کی تعظیم میں اس حدتک پہنچ گئے ہیں کہ ان کوخداتعالی کا بیٹا اورثالث ثلاثہ کہتے ہیں، شرک کا الزام نہ دیا جاتا اورحضرت مسیح کا وہ قول قرآن میں منقول نہ ہوتا۔

اور جو اس کید میں مرزا قادیانی نے اپنی تصنیفی طبعی روح القدس (نتیجہ محبت) کے مقربین کے ساتھ رہنے اور حقیقی اوراصلی روح القدس جبریل کا ظلّ بن کر، اس کی جملہ خدمات تبلیغ وحی وغیرہ کوچھین لینے کے ثبوت میں دس دلائل چار آیتوں اور چھ حدیثوں کو(جن میں ملائکہ ہم نشین، وکراماً کاتبین اورمحافظین کا ذکر ہے) پیش کرکے ناواقف مسلمانوں کو یہ جتایا ہے کہ ان آیات واحادیث میں جن ملائکہ کا ذکر ہے وہی محاورہ شرع میں جبریل امین روح القدس کہلاتے ہیں۔ اوراس کے مقابلہ میں اپنے مخالفین خاکسار (محمد حسین) اورشیخ الکل (سیدنذیر حسین) وغیرہ مسلمانوں کو، ان ملائکہ کے وجود سے منکر قرار دے کرہم سب مسلمانوں پر یہ الزام قائم کیا ہے کہ تم صرف قرین بد (شیطان) کوخدا کے بندوں پرمسلط جانتے ہو، قرین نیک اورکراماً کاتبین ومحافظین کونہیں مانتے۔

اس میں اس نے سراسر دھوکہ بازی، دروغ گوئی اورافتراپردازی سے کام لیا ہے اور بڑے ظلم کا ارتکاب کیا ہے۔ ہم مسلمانوں کوان کے عقائد قدیمہ مشہورہ یاددلاکر یقین دلاتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے کوئی پڑھا لکھا آدمی ایسا نہیں ہے کہ جو ہرمومن کے ساتھ (چہ جائے مقربین) ہم نشین فرشتہ رہنے اور ہرایک انسان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ساتھ کراماً کاتبین (جوانکے اعمال نیک و بد لکھتے ہیں) اور ہر ایک انسان کے ساتھ ملائکہ محافظین رہنے کا قائل نہ ہو۔

قادیانی نے بڑا ظلم کیا کہ مسلمانوں پر ان ملائکہ کے وجود سے منکر ہونے کا افتراء کیا۔ ہاں مسلمانوں کا سلف سے خلف تک یہ اعتقاد نہیں کہ یہی تینوں قسم کے فرشتہ شرع میں جبریل روح القدس کہلاتے ہیں اور یہی فرشتے جبریل امین کے جملہ خدمات (وحی لانا، کافروں پر عذاب نازل کرنا، نبیوں کو لڑائی میں مدد دینا وغیرہ) بجالاتے ہیں۔ ان کے سوا ایسا کوئی جبریل یا روح القدس نہیں ہے جو انبیاء کے پاس بذات خود آیا ہو۔ اس عقیدہ سے ہر ایک مسلمان کو انکار ہے اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے وہ مسلمانوں کے نزدیک خارج از شمار ہے۔

قادیانی نے بھی اس عقیدہ کفریہ پر کوئی دلیل نقلی یا عقلی قائم نہیں کی اور جو چار آیتیں اور چھ آثار و حدیثیں اس نے نقل کی ہیں ان سے (نہ صراحتاً اور نہ اشارۃً) یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جن ملائکہ کا ان آیات و احادیث میں ذکر ہے ان سے جبریل و روح القدس مراد ہے۔

دوسری آیت میں حافظین سے کراماً کاتبین (اعمال لکھنے والے فرشتے) مراد ہونا خود اسی آیت سے ثابت ہے اور یہ الفاظ کراماً کاتبین اس آیت میں صریح موجود ہیں (جن کا قادیانی نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی غرض سے سرقہ کرلیا ہے) ایسا ہی پہلی اور تیسری آیت میں لفظ حافظ اور حفظہ سے وہی کراماً کاتبین مراد ہیں کیونکہ ایک آیت دوسری کی مفسر ہوتی ہے۔ اور ایسا ہی عامہ تفاسیر بیضاوی، معالم وغیرہ میں بیان کیا ہے۔

چوتھی آیت میں معقبات سے بعض مفسرین نے ان ہی کراماً کاتبین کو مراد سمجھا ہے، چنانچہ بیضاوی، معالم و غیرہ میں ہے۔ اور بعض نے ان محافظ فرشتوں کو مراد سمجھا ہے جو انسان کو جنوں اور بلاؤں سے بچاتے ہیں، چنانچہ معالم و تفسیر ابن جریر میں مجاہد و عکرمہ و کعب احبار و حضرت عثمان وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ اور یہی وہ چھ آثار و احادیث ہیں جن کو قادیانی معرض استدلال میں لایا ہے۔ ان آیات و احادیث و آثار میں کسی حدیث و اثر میں یہ نہیں پایا جاتا کہ شرع کے محاورہ میں بھی فرشتے روح القدس یا جبریل کہلاتے ہیں، بلکہ حضرت عثمانؓ بن عفان کی حدیث جو قادیانی نے تفسیر ابن جریر سے نقل کی ہے، صاف بتا رہی ہے کہ یہ فرشتے اور ہیں، جو عدد میں بیس ہیں۔ کیونکہ جبریل تو ایک شخص ہے نہ بیس اشخاص۔

ایک روشن دلیل ان ملائکہ کے جبریل نہ ہونے پر یہ ہے کہ یہ فرشتے ہر ایک شخص کے ساتھ، مومن ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

خواہ کافر، ہوتے اور رہتے ہیں اور حضرت جبریل تو خاص کر انبیاء اور مقربین ہی کے پاس آئے اور ان ہی کے ساتھ ایک مدت تک رہے۔ قادیانی اس دلیل کو نہ مانے گا کیونکہ وہ تو جبریل اور روح القدس کو کافروں اور فاسقوں کا بھی (جبکہ وہ بادہ بسرآشنا ببر کا مصداق ہوں) مصاحب اور ہم نشین بتاتا ہے (دیکھو توضیح مرام، ص ۸۵ اور فتوی مندرجہ اشاعۃ السنہ نمبر ۴ جلد ۱۳ ص ۱۱۲)۔ یہ دلیل ہم نے اسکے سامنے پیش نہیں کی بلکہ مسلمانوں کو، جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جبریل رنڈیوں اور شرابیوں کا آشنا اور ساتھی نہیں بلکہ خاص کر انبیاء و مقربین کا ہم نشین ہے اور خدا کی طرف سے ان کی جانب معزز رسول ہو کر آتا رہا ہے، سنائی گئی ہے۔

اس کید کے اخیر میں جو قادیانی نے فخر کیا ہے اس میں حق بجانب قادیانی ہے اور وہ اس پر جس قدر فخر کرے کم ہے۔ کیونکہ ان کفریات کو آیات قرآنی سے ثابت کرنا اسی کا کام ہے، مسلمانوں سے ایسی جرأت کب ہوسکتی ہے؟ مسلمان تو ظاہران آیات قرآن سے اتنا ہی سمجھتے اور ثابت کرتے ہیں کہ انسان کے ضبط اقوال وافعال کیلئے اور بلاؤں سے اس کی حفاظت کیلئے فرشتے مقرر ہیں جو کراماً کاتبین، حفظہ، معقّبات کہلاتے ہیں۔ رہے یہ ناپاک اسرار کہ یہی فرشتے جبریل ہیں، یہی روح القدس ہیں، یہی حاملین وحی متلو اور یہی خدا کے اور اس کے مقرب نبیوں میں سفیر ہیں اور یہی اس منصب وعہدہ کے ساتھ رنڈیوں اور شرابیوں کے بھی آشنا اور ہم مجلس ہیں، بجز قادیانی کسی مسلمان پر کب کھل سکتے ہیں۔

یہ مفتریات متن صفحات مذکورہ کا رد ہے۔ اب اس کے حواشی کی کفریات کا رد ہوتا ہے۔

ازالہ امر اول مندرجہ حاشیہ اگر فرض محال مان لیا جاوے اور بے دلیل تسلیم کرلیا جائے کہ کواکب کے لئے بھی نفوس ہیں اور پہلی آیت میں جو ہر نفس کیلئے محافظ کا ہونا بیان ہوا ہے وہ ستاروں کو بھی شامل ہے وبناءً علیہ ہر ایک ستارہ کیلئے ایک ایک فرشتہ محافظ ہے جیسا کہ ہر ایک انسان کیلئے ہے، تو بھی اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ملائکہ ستاروں کی ارواح ہیں، یا بمنزلہ ارواح، اور خاص کر جبریل امین سورج کی روح ہے یا بمنزلہ روح جیسا کہ مرزا قادیانی کا اعتقاد ہے جس کو وہ رسالہ توضیح المرام کے صفحہ ۳۸ و ۴۰ و ۴۸ و ۸۵ وغیرہ میں ظاہر کر چکا ہے۔ اور اس اعتقاد کے سبب علماء پنجاب و ہندوستان نے اسے عقائد فلاسفہ کے معتقد ہونے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الزام دیا ہے۔ اسی اعتقاد کا ثبوت اس کے ذمہ اور اس سے مطلوب تھا۔ ستاروں کیلئے ایک ایک فرشتہ محافظ ہونے یا نہ ہونے میں کیا بحث تھی؟ اور اس کا ثبوت کس نے طلب کیا؟

ازالہ امر دوم وسوم۔ قرآن نے جبریل کو خاص کر مقربین کا مصاحب اور خدا کی طرف سے خدا کے مقربین کی جانب معزز رسول ٹھہرایا ہے۔ کسی آیت یا حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جبریل رنڈیوں اور شرابیوں کا بھی آشنا اور دائمی صحبتی ہے۔ لہذا آپ کے یہ دونوں دعوے اہل اسلام کے اعتقاد میں زندقہ اور الحاد ہیں اور جب تک آپ کسی آیت یا حدیث سے ان کا ثبوت پیش نہ کریں ان کا تسلیم کرنا اسلام کے مخالف ہے۔

ازالہ امر چہارم۔ قرآن اور حدیث کی صریح نصوص سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ جبریل آنحضرت ﷺ کے پاس کبھی کبھی آتے۔ نہ یہ کہ ہر وقت آخر عمر تک وہ آپ کے ساتھ رہے۔ آپ کا آنا اکثر انسانی اور خاص کر دحیہ کلبی کی صورت میں ہوتا تھا۔ دو دفعہ آپ کا آنا اصلی صورت میں ہوا ہے۔

قرآن میں حضرت جبریل کا یہ قول نقل ہے: وما نتنزّ ل الا بامر ربّك۔ له ما بين ايدينا وما خلفنا ومابين ذالك۔ و ما كان ربّك نسيّاً (مریم۔ ع ۴)۔ ہم خدا ہی کے حکم سے نازل ہوتے ہیں۔ جو کچھ ہمارے آگے اور پیچھے اور اس کے مابین ہے وہ خدا ہی کے ملک وتصرف میں ہے۔ تیرا رب (اے رسول) بھولنے والا نہیں۔

ایک اور جگہ بیان ہے: ثم دنا فتدلّى۔ فكان قاب قوسين او ادنى۔ فاوحى الى عبده ما اوحى۔ ما كذب الفؤاد ما رأى۔ افتمارونه على ما يرى۔ و لقد رآه نزلةً اخرى۔ عند سدرة المنتهى (نجم۔ ع ۱) کہ جبریل آنحضرت ﷺ کے قریب ہوئے، پھر اور قریب ہوئے یہاں تک کہ دو کمان کے مقدار فاصلہ رہ گیا۔ پس خدا نے جو اپنے بندہ جبریل کی طرف وحی کی وہی اس نے آنحضرت ﷺ کو پہنچا دی، ایک دفعہ اور بھی آپ نے جبریل کو سدرۃ المنتہی کے پاس دیکھا۔

پہلی آیت کی تفسیر میں صحیح بخاری میں یہ حدیث مروی ہے: عن ابن عباس ان النبی ﷺ قال لجبريل ما منعك ان تزورنا اكثر مما تزورنا فنزلت و ما نتنزّل الّا بامر ربك (آنحضرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ﷺ نے جبریل سے کہا کہ آپ مجھے اس سے زیادہ کیوں نہیں ملتے جو اب ملتے ہیں، جس پر وہ آیت نازل ہوئی)

تفسیر معالم میں ضحاک وغیرہ سے نقل کیا ہے: قال عکرمة و الضحاک احتبس جبریل عن النبی ﷺ حین سأله قومه عن اصحاب الکهف و ذی القرنین و الروح فقال اخبرکم غداً و لم یقل ان شاء الله تعالی حتی شق ذلك علی النبی ﷺ ثم نزل بعد ایام فقال رسول الله ﷺ ابطئت حتی ساء ظنی و اشتقت الیك فقال له جبریل انی کنت اشوق ولا کنی عبد ما مور اذا بعثت نزلت و اذا حبست احتبست فانزل اللّٰه و ما نتنزّل الا بامر ربك و انزل الله و الضّحی و اللیل اذا سجی ما ودّعك ربك وما قلی (معالم التنزیل۔ ص ۵۵۱) کہ جب آنحضرت سے لوگوں نے اصحاب کہف، ذی القرنین اور روح کا حال پوچھا تو آپ نے فرمایا میں کل بتاؤں گا اور اس کے ساتھ انشاء اللہ نہ کہا۔ جبریل کئی دن نہ آئے اور یہ امر آنحضرت ﷺ پر بہت ناگوار گذرا۔ پھر وہ جب کئی دن کے بعد آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا، آپ نے آنے میں توقف کیا، اس سے مجھے برا خیال (ناخوش ہونے اور چھوڑ دینے کا) پیدا ہوا اور میں آپ کی ملاقات کا شائق رہا۔ جبریل نے کہا میں بھی آپ کی ملاقات کا شائق رہا ہوں۔ لیکن میں خدا کے حکم میں ہوں۔ جب بھیجا جاتا ہوں تو آتا ہوں اور جب روکا جاتا ہوں تو رک جاتا ہوں۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور وہ آیت جس میں بیان ہے کہ خدا نے تجھے نہیں چھوڑا اور نہ وہ تجھ سے ناخوش ہوا ہے۔

دوسری آیت کی تفسیر میں صحیح بخاری میں یہ حدیث منقول ہے: قالت عائشه ذلك جبریل کان یأتیه فی صورة الرجل و انه اتاه فی هذه المرّة فی صورته التی هی صورته فسدّ الافق۔ (بخاری ص ۴۵۹۔ معالم ص ۸۵۵) جبریل آپ ﷺ کے پاس آدمی کی صورت میں آیا کرتے تھے اس دفعہ آپ اصلی صورت میں آئے جس سے انہوں نے تمام افق روک لیا۔

ایسا ہی معالم التنزیل میں ہے۔

حضرت جبریل کے آنے کے واقعات جو احادیث میں وارد ہیں ان کی تفصیل سے بہت تطویل متصور ہے۔ ان کا اجمال بطور مثال بیان کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایک دفعہ آپ جماعت اصحاب نبوی کے سامنے ایک سفید پوش سیاہ بالوں والے اجنبی کی صورت میں آئے اور آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھ کر آنحضرت ﷺ کے مبارک رانوں پر ہاتھ رکھ کر چند مسائل مستفسر ہوئے۔ وہ چلے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ جبریل تھا جو تمہیں دین کی تعلیم کے لئے آیا تھا (مشکوۃ کی کتاب الایمان کی پہلی حدیث اور بخاری۔ص۱۲)

ایک دفعہ آپ دحیہ کلبی کی صورت میں آئے تو ازواج نبوی ﷺ حضرت ام سلمہؓ نے ان کو دحیہ کلبی سمجھا۔ جس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبریل تھا (بخاری۔ص۵۱۳)

ایک دفعہ قرن الثعالب (ایک مقام) کے پاس آپ ایک بدلی میں نمودار ہوئے اور آنحضرت ﷺ کو فرمایا کہ خدا نے آپ کی بات اور منکروں کے جواب کو سنا ہے، اور اس نے ملک الجبال کو آپ کے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ آپ کہیں تو آپ کے مخالفوں کو پہاڑ کے نیچے دبا کر چل دے۔ (بخاری۔ص۴۵۸)

جنگ خندق کے بعد آپ ہتھیار پہنے ہوئے آئے اور آنحضرت ﷺ سے کہا کہ آپ نے ہتھیار اتار دیئے، ہم نے ابھی نہیں اتارے۔ نکلو بنی قریظہ پر چڑھائی کریں (بخاری۔ص۵۹۱)

ایک دفعہ بدر کی لڑائی میں آپ آئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ جبریل ہے۔ گھوڑی کی چوٹی تھامے ہوئے، ہتھیار پہنے ہوئے۔ (بخاری۔ص۵۷۰)

اس قسم کے بے شمار واقعات کتب حدیث میں درج ہیں جن سے جبریل کے کبھی کبھی آنے کی کیفیت بہ تفصیل معلوم ہوتی ہیں وازاں جملہ بعض واقعات کی تفصیل اشاعۃ السنہ نمبر ۹، ۱۰، ۱۲ جلد ۳ و نمبر ا جلد ۴ میں بھی ہو چکی ہے۔

ان تصریحات اور تفصیلات کے مقابلہ میں قادیانی کا عقیدہ کہ جبریل وحی لانے والا آنحضرت ﷺ ہی کی ایک اندرونی صفت محبت کا نتیجہ ہے اور اس کے آنے سے مراد اس صفت کی خاص تجلی ہے (جیسے اور قوائے و صفات نفسانی انسانی غضب، رحمت، حرص، شہوت وغیرہ انسان کے اندر ہی ہوتی ہیں مگر وہ بعض اوقات زیادہ جوش کرتی ہیں اور طوفان میں آجاتی ہیں) ان نصوص صریحہ بینہ سے قطعی انکار زندقہ والحاد نہیں تو اور کیا ہے؟ اس الحاد کو تو ہی شخص مانے گا جو مرزا قادیانی کی مانند قرآن وحدیث کو شاعرانہ تخیلات اور خلاف واقعہ استعارات وفرضی حکایات کا مجموعہ کہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۔قرآن وحدیث کو ماننے والے اوران میں مندرجہ واقعات کو سچے جاننے والے مسلمانوں سے تو یہ جرأت نہیں ہوسکتی۔

اپنے کفر چہارم کے ثبوت میں جو قادیانی نے عقلی دلائل (ایک آیت اور ایک حدیث) پیش کئے ہیں، ان میں نہ تو صراحتاً یہ بات پائی جاتی نہ اشارۃً کہ جبریل اور دوسرے فرشتے آسمانوں میں رہنے کے مقامات میں جکڑ کر قید کئے ہوئے ہیں، یا وہ سب کے سب ایک ہی حالت وہیئت نماز سجود یا قیام یا رکوع میں لگائے ہوئے ہیں، نہ اس ہیئت یا حالت سے دوسری حالت وہیئت کی طرف انتقال کرتے ہیں اور نہ عبادت کے سوا وہ کوئی دوسری خدمت (وحی لانا، مینہ برسانا، نبیوں کی حمایت میں کافروں پر عذاب نازل کرنا وغیرہ وغیرہ) بجالاتے ہیں۔ یہ تصریح یا اشارہ نہ اس آیت میں ہے نہ اس حدیث میں۔ بلکہ آیت میں ملائکہ کے درجات عبادت ومقامات قرب ورضاو خوف ورجا، محبت وغیرہ ومراتب خدمات متعلقہ تدبیر عالم کا بیان ہے۔اور حدیث میں عبادت کے وقت ان کی مختلف ہیئات اور حالات کا (جن میں تبدّل وانتقال ایک جزء لازم ہے جیسا کہ انسانی عبادت میں لازم ہے) بیان ہے اور دوسری آیات واحادیث میں وضاحت کیساتھ ان کا زمین پر آنا اور صراحت کے ساتھ ان کا دوسری خدمات کو بجالانا صاف وارد ہے، جس سے صاف یقین ہوتا ہے کہ اس آیت اور حدیث میں جبریل یا اور باقی تمام ملائکہ کا کسی خاص مقام میں مقید ہونا اور زمین پر نازل نہ ہونا، یا کسی ہیئت عبادت میں جکڑے رہنا ہرگز مراد نہیں۔ یہ مراد صرف قادیانی کا کفر والحاد ہے۔

اب ہم اس آیت وحدیث سے معنے مذکور مراد نہ ہونے پر اقوال علماء اسلام سے شہادت پیش کرتے ہیں۔تفسیر معالم میں اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے:

ای ما لنا ملك الا له مقام معلوم فی السّماوات یعبد الله فیه قال ابن عباس ما فی السماوات موضع شبراً الّا و علیه ملك یصلی او یسبّح ۔

و روینا عن ابی ذر عن النبی ﷺ قال اطت السماء و حق لها ان یط و الذی نفسی بیده ما فیها موضع اربعة اصابع الا و فیه ملك راضع جبهته ساجداً و قال السندی الا له مقام معلوم فی القربة و المشاهدة و قال ابوبکر الوراق الا له مقام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

معلوم یعبد اللہ علیہ ... و الر جاء ... الر ضا .... الخ۔ معالم

اس قول ملائکہ سے یہ مراد ہے کہ ہم میں سے کوئی فرشتہ ایسا نہیں جس کی عبادت کی جگہ آسمانوں پر مقرر نہ ہو۔ ابن عباسؓ نے فرمایا ہے آسمانوں میں بالشت بھر جگہ ایسی نہیں جس میں فرشتے نماز نہ پڑھتے یا تسبیح نہ کہتے ہوں۔ آنحضرت ﷺ سے حدیث ہے کہ آسمان چڑ چڑ کرتا ہے (جیسے زین یا پالان شترسوار کے بیٹھنے سے چڑ چڑ کرتا ہے) اور اس کو لائق بھی ہے۔ بخدا آسمان میں چار انگل کی جگہ ایسی نہیں جس میں فرشتہ پیشانی رکھ کر سجدہ نہ کرر ہا ہو۔ سدی نے مقام معلوم کے یہ معنے کئے ہیں کہ خدا کے قرب ومشاہدہ کا مقام۔ ابوبکر وراق نے کہا ہے کہ عبادت کا مقام خوف ورجا ومحبت ورضا وغیرہ مراد ہے۔ جو کہا ہے ہم صفیں باندھنے والے ہیں، قتادہ کہتا ہے یہ بھی ملائکہ کا قول ہے وہ صفیں باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ کلبی نے کہا ہے کہ فرشتے آسمانوں میں عبادت کے وقت ایسی صفیں باندھتے ہیں جیسے انسان زمین پر باندھتے ہیں۔ ملائکہ کا یہ کہنا کہ ہم تسبیح کہنے والے ہیں، اس سے یہ مراد ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں اور برائی سے خدا کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ ان اقوال سے جبریل نے آنحضرت ﷺ کو یہ خبر دی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہیں اور وہ اس لائق نہیں کہ کوئی ان کی عبادت کرے جیسا کہ کفار ملائکہ پرست خیال کرتے ہیں۔

تفسیر بیضاوی میں ہے: لانّہ مقام معلوم حکایۃ اعتراف الملائکۃ بالعبودیّۃ الرد علی عبدتھم والمعنی .... مقام معلوم فی المعرفۃ و العبادۃ و الانتھا الی امراللہ تعالی فی تدبیر العالم ... ثم انھم اعترفوا بالعبودیۃ و تفاوت مرا تبھم فیھا لا یتجاوزونھا۔ و انا لنحن الصافو ن فی اداء الطاعۃ .... (بیضاوی۔ ج ۲)

اس قول میں ملائکہ کے اقرار عبودیت کی حکایت ہے، ان مشرکوں کو رد کرنے کیلئے جو ملائکہ کو پوجتے ہیں۔ اس قول کے معنی یہ ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کیلئے خدا کی معرفت اور عبادت اور عالم کی تدبیر کے متعلق خدمت بجانے کا ایک مقام ہے۔ پھر ملائکہ نے اقرار کیا کہ وہ خدا کی عبادت کرنیوالے ہیں اس عبادت میں ان کے درجات متفاوت ہیں جن سے آگے نہیں بڑھتے۔ اور کہا ہم صفیں باندھتے ہیں۔ اس سے یہ مراد ہے کہ طاعت ادا کرنے اور خدمات متعلقہ تدبیر عالم بجالانے میں ہم صف بستہ نظر آتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایسی ہی تفسیر ابن کثیر، فتح البیان وغیرہ میں اس آیت کی تفسیر ہوئی ہے (اور ایسی ہی محمد احسن امروہی نے رسالہ تائید قادیانی کے صفحہ ۵۰ میں مقام معلوم کی تفسیر نقل کی ہے۔ محمد حسین)۔

اور فتح البیان میں اور تفسیر مذکور و قرطبی سے یہ بھی نقل کیا ہے: قال القرطبی قال مقاتل هذه الآیات الثلاث نزلت و رسول الله عند سدرة المنتهى فتاخر جبریل فقال النبی ﷺ اههنا تفارقنی فقال ما استطیع ان اتقدم من مکانی هذا۔ فانزل الله حکایة عن قول الملائکة ۔۔(فتح البیان) مقاتل کا قول ہے کہ یہ تینوں آیتیں اس وقت نازل ہوئی تھیں جب آنحضرت ﷺ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس پہنچے تھے اور جبریل وہاں سے ہٹنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ اسی جگہ آپ مجھ سے جدا ہوتے ہیں، انہوں نے جواباً کہا کہ میری طاقت نہیں کہ میں یہاں سے آگے بڑھوں۔ جس پر خدا تعالیٰ نے یہ قول جبریل نازل فرمایا۔

ان اقوال مفسرین اور ان کے متمسک احادیث و آثار سے ثابت ہے کہ مقام معلوم سے فرشتوں کے مقامات عبادت و درجات قرب و محبت وغیرہ و مراتب خدمات متعلقہ تدبیر عالم مراد ہیں اور ان کے قیام و سجود سے انکے اوقات عبادت میں ان مختلف ہیأت کی حکایت ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جبریل وغیرہ ملائکہ آسمان سے زمین پر آتے اور عبادت وغیرہ بجالاتے ہیں۔ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک جانب سے دوسری جانب کی طرف نقل و حرکت کرتے ہیں، نہ یہ کہ وہ رہنے کی جگہ قید کئے ہوئے ہیں اور عبادت کی ایک ہیئت میں جکڑے ہوئے ہیں۔

اور فتح البیان کی عبارت میں مقاتل کے قول سے تو یہ بھی ثابت ہے کہ اگر ان کے مقام سے ظاہری حسی آنے جانے کا مقام مراد لیا جائے تو بھی اس آیت سے یہ مراد نہیں کہ وہ اس مقام سے نیچے نہیں اترتے یا دوسری جگہ نہیں جاتے (جیسا کہ قادیانی نے ملحدانہ معنے کئے ہیں) بلکہ اس صورت میں اس آیت سے یہ مراد ہے کہ وہ اس مقام سے بڑھ نہیں سکتے اور اس سے اوپر نہیں جاسکتے۔ اس قول مقاتل نے قادیانی کے الحاد کی جڑ کاٹ دی ہے فالحمد لله علی ذالك

یہاں تک اس کے نقلی دلائل کا جواب ہے۔ اب اس کی عقلی دلیل کا جواب سنو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قادیانی نے جبریل کے ذاتی وحقیقی نزول مراد نہ ہونے پر جو عقلی دلیل پیش کی ہے اس دلیل کے مضمون کا اعادہ حسب عادت تطویل وتکرار اس نے کید نمبر ۱۰ میں بھی کیا ہے اور کید نمبر ۱۲ میں اس پر کچھ بڑھا دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جبریل کا حقیقی وجود تو مشرق سے مغرب تک پھیلا ہوا ہے اور اسکے بازو آسمانوں کے کناروں تک پہنچے ہوئے ہیں، پھر وہ مکہ ومدینہ میں آنحضرت ﷺ کے حجرہ میں کیونکر سما گیا۔

اس دلیل کی تقریر سے قادیانی نے اپنا چھپا نیچری ہونا ظاہر کیا اور اچھی طرح یقین دلا دیا ہے کہ وہ اسلام کی ایسی باتوں کو جن کی کنہ وحقیقت وکیفیت سمجھ میں نہیں آتی (جیسے خدا کی ذات وصفات کا وجود اور ملائکہ کا وجود، آسمانوں کا جسمانی وجود، دوزخ وبہشت کے جسمانی آلام ونعم، شق القمر وغیرہ معجزات، قبر کا عذاب جسمانی حشر وحساب وغیرہ) ہرگز نہیں مانتا۔ اور اس قسم کی باتوں کو ماننے کا اس کا ظاہری اقرار محض منافقانہ ہے جس سے مسلمانوں کو دام میں لانا اس کا مقصود ہے۔ اور اگر ان امور کو وہ درحقیقت مانتا ہے اور معہذا وہ ایسے امور کی کنہ وکیفیت کا جاننا بھی ضروری سمجھتا ہے (چنانچہ اس کی اس دلیل سے مستفاد ومفہوم ہوتا ہے)، تو وہ پہلے امور مذکور کی کنہ وکیفیت بتاوے اور نہیں تو صرف چاند کے پھٹ جانے کی (جس کو وہ سرمہ چشم آریہ میں ثابت کر چکا ہے) کیفیت ظاہر کرے۔ اس کو بھی رہنے دے، وہ جبریل ہی کے وجود اور اس کے آسمان پر ہونے کے اور اس کے سورج (جس کو وہ توضیح مرام کے صفحہ ۸۵ میں جبریل کا ہیڈکوارٹر یا صدر مقام بتا چکا ہے) کے اندر یا اوپر رہنے کی کیفیت بتا دے۔ تب ہم سے اس کے زمین پر آنے کی کیفیت پوچھے۔ اور اگر وہ کچھ نہ بتا سکے تو اس نیچریانہ اور ملحدانہ دلیل اور اس کے مندرجہ سوالات کو واپس لے، اور یہ جان لے کہ وجود جبریل اور ایسے ہی اور امور عالم ملکوت جو ہر ایک کے مشاہدہ میں نہیں آتے، بلکہ ان کو خاص کر انبیاء واصفیا ہی دیکھتے ہیں، متشابہات سے ہیں۔ ایسا ہی جبریل کا نزول وصعود ہے۔ ایسے امور کی نسبت کیوں اور کیونکر کا سوال مومنوں (یعنی ان کو ماننے والوں) کا کام نہیں، ایسے سوالات وہی لوگ کرتے ہیں جو ان کے وجود سے منکر ہوتے ہیں۔

اس کی تائید میں ہم اس کا سابق کلام سرمہ چشم آریہ پیش کرتے ہیں۔ قادیانی اس کو دیکھ کر تھوڑی دیر کیلئے شرم وانصاف کو پیش نظر رکھ کر کہے کہ اس کلام کی شہادت سے نزول جبریل کی نسبت وہ سوالات مذکورہ کرنے سے ان امور کا قطعی منکر بنتا ہے یا نہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مرزا قادیانی، سرمہ چشم آریہ کے صفحہ ۱۲۷ تا ۱۳۰ میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و الـذ یـن جـا ھـدوا فینا لنھد ینّھم سبلنا یعنی جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کریں گے ہم ان کو وہ اپنی خاص راہیں آپ دکھاویں گے جو مجرد عقل اور قیاس سے سمجھ میں نہیں آسکتیں۔ اور درحقیقت خدا تعالیٰ نے اپنے عجیب عالم کو تین حصہ پر منقسم کر دیا ہے۔

ا۔ عالم ظاہر، جو آنکھوں اور کانوں اور دیگر حواس ظاہری کے ذریعہ اور آلات خارجی کے توسل سے محسوس ہو سکتا ہے۔

۲، عالم باطن جو عقل اور قیاس کے ذریعہ سے سمجھ میں آسکتا ہے۔

۳، عالم باطن در باطن، جو نازک اور لا ید رک و فو ق الخیا لا ت عالم ہے۔ جو تھوڑے ہیں جو اس سے خبر رکھتے ہیں۔ وہ عالم غیب محض ہے جس تک پہنچنے کیلئے عقلوں کو طاقت نہیں دی گئی، مگر ظن محض۔ اور اس عالم پر کشف اور وحی والہام کے ذریعہ اطلاع ملتی ہے، نہ اور کسی ذریعہ سے۔

عجائبات اس عالم ثالث کے بے انتہا ہیں اور اس کے مقابل پر دوسرے عالم ایسے ہیں جیسے آفتاب کے مقابلہ میں ایک دانہ خشخاش۔ اس بات پر زور لگانا کہ عالم کے اسرار عقلی طاقت سے بالکل منکشف ہو جائیں، یہ ایسا ہے جیسے ایک انسان آنکھوں کو بند کر کے زور لگائے کہ وہ قابل رؤیت چیزوں کو قوت شامہ سے دیکھ لے۔ بلکہ عجائبات عالم باطن در باطن سے عقل ایسی حیران ہے کہ کچھ دم نہیں مار سکتی کہ یہ کیا بھید ہے۔ روحوں کی پیدائش پر انسان کیوں تعجب کرے۔ اس دنیا میں صاحب کشف پر ایسے ایسے اسرار ظاہر ہوتے ہیں کہ ان کی کنہ کو سمجھنے میں عقل بکلی عاجز رہ جاتی ہے۔ بعض اوقات صاحب کشف صدہا کوسوں کے فاصلہ سے باوجود حائل ہونے بے شمار حجابوں کے ایک چیز کو صاف دیکھ لیتا ہے... اور سب سے زیادہ تعجب کا یہ مقام ہے کہ بعض اوقات صاحب کشف اپنی توجہ اور قوت کی تاثیر سے ایک دوسرے شخص پر، باوجود صدہا کوسوں کے فاصلہ کے، بـا ذنـہ تـعـا لی عالم بیداری میں ظاہر ہو جاتا ہے، حالانکہ اس کا عنصری جسم اپنے مقام سے جنبش نہیں کرتا۔ اور عقل کی رو سے ایک چیز کا دو جگہ ہونا محال ہے۔ سو وہ محال اس عالم ثالث میں ممکن الوقوع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح صدہا عجائبات کو عارف بچشم خود دیکھتا ہے اور ان کور باطنوں کے انکار سے تعجب پر تعجب کرتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جواس عالم ثالث کے عجائبات سے قطعاً منکر ہیں۔

مرزا قادیانی اپنے اس کلام کو (جو اصول اسلام کے مطابق ہے) دیکھ کر انصاف سے کہے کہ وہ اپنے ان سوالات سے وجود ملائکہ و جبریل اوران کے حقیقی نزول وصعود سے منکر بنتا ہے یا نہیں؟ نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے ؟ کیا جبریل اوراس کا نزول وصعود اور ایسے دیگر امور ملکوت تیسرے عالم باطن در باطن سے نہیں ہیں، بلکہ عالم اول ودوم سے ہیں جو حواس اور عقل میں آسکتے ہیں؟ ایسے ہیں تو وہ انکی کیفیت بیان کرے اور اگر بیان نہ کر سکے تو ان کا تیسرے عالم سے ہونا مان لے اوراس پر اس قسم کے سوالات کرنیوالے کو منکر قرار دے۔

قادیانی یہ بھی خیال کرے کہ خدا تعالی عالم اوّل کے قبض وبسط پر قادر ہے۔لکڑی لوہے پیتل وغیرہ سبھی اس قسم کی چیزوں کو گرمی وسردی سے بڑھا وگھٹا دیتا ہے۔اسی اصول پر چاند کا دوٹکڑے ہونا اور پھراس کے ایک ٹکڑے کا مکہ کے پہاڑ کے آگے اور ایک کا پیچھے ہوجانا اہل اسلام میں مانا جاتا ہے (چنانچہ صحیح مسلم کے صفحہ ۳۷۳ میں موجود ہے) باوجوداس کے کہ چاند کا حجم مکہ اوراس کے گردونواح سے بڑا ہے۔ پھر وہ خدا تعالی کو اس بات پر کیوں قادر نہیں مانتا کہ وہ تیسرے عالم کی ایک چیز (وجود جبریل) میں یہ قبض وبسط عمل میں لاکر اس کو اس لائق کردے کہ وہ مکہ کے افق شرقی میں سما سکے۔دو یا ایک دفعہ اصلی وجود سے جبریل کا زمین پر آنا تو اس نے بھی مانا ہے (چنانچہ اس کے کید نمبر۱۲ میں اس کا ذکر آئے گا) (اس احتمال وامکان کا مؤید شیخ الاسلام بلقینی کا وہ قول ہے جو فتح الباری میں شیخ ابن حجر نے نقل کیا ہے۔ فتح الباری میں پہلے امام الحرمین کا یہ قول نقل کیا ہے کہ تمثل جبریل بصورت انسان کے یہ معنے ہیں کہ خدا جبریل کی اصلی صورت سے اس مقدار کو جو صورت انسان سے زائد ہے، فنا کردیتا یا ٹلا دیتا تھا۔ پھر ابن عبدالسلام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مقدار زائد کو فنا کرتا تھا کیونکہ روح کی علیحدگی سے جسم کا مردہ ہونا عقلاً لازم نہیں ہے۔ دیکھو شہیدوں کی ارواح ان کے جسموں سے جدا ہوکر بہتر جانوروں کے جوف میں جاتی ہیں پھر وہ اجسام مردہ نہیں ہوتے۔ پھر شیخ الاسلام بلقینی سے نقل کیا ہے کہ تمثل ان ہی دو صورتوں میں منحصر نہیں جو امام الحرمین نے بیان کی ہیں، ممکن ہے کہ جبریل اصلی صورت میں آتے ہوں مگر سکڑ کر انسان کی صورت میں ہوجاتے ہوں۔ پھر جب اس صورت کو ترک کرتے ہوں تو اصلی مقدار پر ہوجاتے ہوں۔اس کی مثال روئی ہے جب وہ دھنی جاتی ہے تو بڑی صورت معلوم ہوتی ہے اور جب اکٹھی کی جاتی ہے تو چھوٹی ہوجاتی ہے۔ پھر شیخ ابن حجرؒ نے اپنا خیال بیان کیا اور کہا حق یہ ہے کہ تمثل کی یہ تفسیر نہیں کہ ان کی ذات انسان ہوجاتی تھی بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ ان کی صورت سے انسان کی صورت کا حصہ نظر آتا، باقی حصہ دیکھنے والے کی نظر سے مخفی رہتا۔نہ وہ مٹایا جاتا نہ فنا ہوتا۔ و قال شيخنا شيخ الاسلام ما ذكره امام الحرمين لا ينحصر الحال فيه بل يجوز ان يكون الآتى هو جبريل بشكله الاصلى الا انه انقسم فصار على قدر هيئة الرجل و اذا ترك

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ذلک عاد الی ھیئتہ و مثال ذلک القطن ... یحصل لہ صورۃ کبیرۃ .. لم یتغیر (فتح الباری ج ۱ ص ۱۱)

پھراس امر کا وقوع کئی دفعہ کیوں ناممکن ہے اور جبکہ حضرت جبریل کا بشکل انسان اور خاص کر دحیہ کلبی کی شکل میں متشکل ہو کر آنا ہوتا تھا تو اس صورت میں قادیانی کے اس سوال کی سرے سے گنجائش نہیں۔ اس صورت سے جو اس نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ، وہ وجود حقیقی نہ تھا ظلی تھا، اس کا جواب کید وکذب نمبر۱۲ میں ہوگا۔

وحی پہنچانے کے بعد آنحضرت ﷺ کو چھوڑ کر جبریل کے چلے جانے پر قادیانی نے جو دلیل اس مقام میں پیش کی ہے وہ عقلی ہے۔ اس کی تائید میں اس نے کید نمبر۴ بزعم خود نقلی دلائل بھی پیش کئے ہیں چنانچہ صفحہ۱۲۴ دافع الوساوس میں کہا ہے: شیخ عبدالحق مدارج النبوت صفحہ۸۳ میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے تمام کلمات و حدیث وحی خفی ہیں اور پھر اسی صفحہ میں لکھتے ہیں کہ اوزاعی، حسان بن عطیہ سے روایت کرتا ہے کہ نزول جبریل قرآن سے مخصوص نہیں بلکہ ہر ایک سنت کا نزول جبریل سے ہے بلکہ آنحضرت ﷺ کا اجتہاد بھی وحی تھا، پھر صفحہ ۸۷ میں لکھتے ہیں کہ صحابہ آنحضرت ﷺ کے ہر ایک قول وفعل، قلیل وکثیر صغیر وکبیر کو وحی سمجھتے اور اس پر عمل کرتے

مرزا قادیانی نے وساوس کے صفحہ۱۱۱ میں آیت و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یّوحی سے بھی اس دلیل نقلی کی تائید میں استدلال کیا ہے۔

اس دلیل کے عقلی حصہ کا رد بضمن ازالہ کید نمبر۷ گذر چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات بلا واسطہ جبریل مہبط وحی خفی تھی، لہذا جبریل کے چلے جانے کے بعد وہ فیض وحی سے محروم نہ رہتے تھے بلکہ شب و روز خواب و بیداری میں وہ مورد فیض وحی رہتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کے کلمات طیبات وافعال کو وحی سمجھا گیا ہے، جبریل کے چلے جانے سے آپکو وحی الٰہی سے خالی قرار دینا آنحضرت ﷺ کو دشنام دینا ہے جو بجز قادیانی (جو آنحضرت ﷺ کا پنہانی دشمن ہے) دوسرے کا کام نہیں ہے۔

اب اس دلیل کے نقلی حصہ کا ردّ سنو۔

بے شک شیخ عبدالحق ؒ نے آنحضرت ﷺ کے جملہ کلمات کو وحی قرار دیا ہے اور اس پر آیت قرآن ان ھو الا وحی یّوحی سے استدلال کیا ہے اور اس اثر حسّان سے کہ آنحضرت ﷺ پر جبریل سنت کی وحی بھی لایا کرتے تھے، تمسّک کیا ہے اور ہمارا بھی اس پر یقین وایمان ہے چنانچہ یہ بات باستدلال آیت مذکور ہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پہلے بھی کہہ چکے ہیں۔ اور اثر حسّان کو ہم اپنے رسالہ نمبر ے جلد ۱۴ کے صفحہ ۲۰۸ میں اس مدعا کی تائید میں معرض استدلال میں لا چکے ہیں، مگر وحی کو جبریل سے مخصوص کرنا اور یہ کہنا کہ ہر ایک سنت کی وحی بھی جبریل ہی کے ذریعہ سے ہوتی تھی ایک ایسا سفید جھوٹ اور ملحدانہ افتراء ہے جس کا اثر و نشان نہ اس آیت میں پایا جاتا ہے نہ حسان کے اثر میں، نہ شیخ عبدالحق کے کلام میں۔ بلکہ آیت مذکور اس قید سے بے قید ہے اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ وحی بلا واسطہ جبریل بھی ہوتی تھی اور شیخ عبدالحق دہلوی نے بھی اس وحی کو مدارج النبوۃ کے اس مقام میں اور دیگر مقامات و تصنیفات میں وسیع کیا ہے۔ قادیانی نے شیخ عبدالحق کی کلام نقل کرنے میں سرقہ کیا ہے اور حسّان کے اثر میں ہر ایک سنت کا لفظ وارد نہیں۔ قادیانی نے ہر ایک سنت کا لفظ از خود ملا کر حسّان پر اور عبدالحق پر اس نقل میں افتراء کیا ہے۔ اثر حسّان میں صرف اتنا پایا جاتا ہے کہ جبریل سنت کی وحی بھی لاتے جیسا کہ قرآن کی لاتے تھے اور کئی جگہ آنحضرت ﷺ نے اپنے احکام حدیث کی نسبت فرما دیا ہے کہ یہ حکم مجھے جبریل نے بتایا ہے اس اثر میں یہ نہیں پایا جاتا کہ جو حکم حدیث ہے وہ جبریل ہی کے ذریعہ سے وحی کیا گیا ہے۔

اب ہم شیخ عبدالحق کا اصل کلام جو آیات، احادیث سے استدلال پر مشتمل ہے نقل کرتے ہیں: تا

سیاہ روئے شود کہ دروغش باشد

شیخ عبدالحق صاحب جلد دوم مدارج النبوۃ کے صفحہ ۸۲ میں فرماتے ہیں: ومراد بقول وے و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی قرآن ست واگر ہمہ کلام وحدیث آنحضرت ﷺ را مراد دارند کہ وحی خفی ست جز دو سہ موضع کہ آنرا مستثنے دارند کہ قصہ اساری بدر و قصہ ماریہ وعسل و تابیر نخل ازاں جملہ ست و براں تنبیہ واقعہ شدہ است نیز درست ست۔ و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ہمے گوید نیست نطق او صادر از ہوا نیست نطق او مگر وحی کہ فرستادہ می شود بروے در مواہب لدنیہ می گوید کہ ایں بہتر ست از اعادہ ضمیر بقرآن زیرا کہ نطق بقرآن و سنت ہر دو وحی ست قال اللہ و انزل علیک الکتاب و الحکمۃ ۔کتاب قرآن و حکمت سنت۔ اوزاعی از حسان بن عطیہ آوردہ کہ گفت نزول میکرد جبریلؑ بر رسول خدا ﷺ بر سنت چنانکہ نزول مے کرد بروئے بقرآن کہ تعلیم مے کرد او را ازیں جا معلوم شد کہ نطق مخصوص بقرآن نیست بلکہ اجتہاد آنحضرت را نیز وحی حق گفتہ اند۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور نیز جناب شیخ عبدالحق، مدارج النبوت کے صفحہ ۴۴ میں فرماتے ہیں: وصل بدانکہ علماء وحی را مراتب عدیدہ ذکر کردہ اول رویاء صالحہ چنانکہ در حدیث عائشہ آمدہ کہ اول ما بدیء بہ رسول اللہ ﷺ الرؤیا الصالحہ و فی روایۃ ایضاً وکان لا یری رؤیا الا جائت مثل فلق الصبح ودر کتب واقعہ شدہ کہ آن در شش ماہ بود دور نبوت ایں مدت سخن ست واللہ اعلم ثانی آنچناں بود کہ القاء میکرد جبریل در قلب شریف نبوی ﷺ بے آنکہ بیند اورا چنانکہ فرمود کہ روح القدس رمید در دل من کہ ہرگز نمیرد ہیچ نفس تا بجوال وتمام نگیر در زق خود را واستیفا نکند آنرا الحدیث روایت کردہ است ایں حدیث را حاکم وتصحیح کردہ آنرا۔ ثالث آنکہ تمثل مے کرد جبریل آنحضرت ﷺ را بصورت مردے وخطاب مے کرد اورا تا یاد میگرفت بآنچہ مے فرمود۔ واکثر در صورت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ مے آمد کہ صحابی بود از قبیلہ بنی کلب خوش روی در غایت حسن و جمال۔ گویند کہ چوں دحیہ بتجارت مے برآمد زنان محمل نشین نظارہ وے کردند..ودر تحقیق تمثل جبریل بصورت دحیہ کلام است۔ اہل نظر اشکال مے آرند کہ چوں تمثل مے کرد جبریل در صورت دحیہ روح جبریل کجا مے بود۔ اگر در جسد شریف مے بود کہ مراز شش صد جناح ست کہ اصل صورت ست پس آنچہ مے آمد نزد آنحضرت ﷺ روح جبریل نبود در جسد او واگر دریں جسد۔۔ بود کہ صورت دحیہ است واز جسد اصلی مفارقت کرد و دریں جسدے مے آید پس.....ودر مواہب لدنیہ از عینی کہ شارح بخاری ست حنفی المذہب گفت دور نیست کہ نباشد انتقال روح موجب موت پس باقی ماند جسد ونقصان نہ پذیرد از مفارقت وے چیزے۔ و انتقال روح بحد ثانی ہم چوانتقال روح شہداء باشد باجواف طیور وموت اجساد بمفارقت ارواح امرے واجب نیست عقلاً بلکہ بعادتے است کہ جاری گردانیداست حق تعالی در بنی آدم ولازم نیست کہ در غیر بنی آدم ہم چنیں باشد۔ بلکہ در بنی آدم نیز جائز است عقلاً وداخل است وقدرت حق سبحانہ تعالی ایں کلام ظاہری است کہ بعض علماء گفتہ اند۔ ونزد اہل تحقیق کیفیت تمثل بصورت دحیہ آنست کہ علمیہ،،، ذہن جبریل بسبب قدرت کاملہ و ارادت شاملہ کردار دافاضہ وجود خود براں صورت علمیہ بصفاتے کہ مراد است نمودہ خود را بصورت دحیہ نمود دون صورت علمیہ متلبس بآں صفات موجود گردانید و جبریل در مقام خود ثابت وکائن ست بذات وصفات ملکی کہ دارد ودحیہ در جائے خود ست بصورت کہ داشت۔ ایں صورت متمثل نہ عین جبریل ست زیرا کہ جبریل حقیقی دیگر دارد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۔نہ صورتے دیگرو نہ غیراوست زیرا کہ ہماں ذات وصفات جبریل ست کہ باین صورت برآمدہ و متمثل گشت۔ چنانکہ اہل توحید درظہورحق سبحانہ وتمثل وے بصورت عالم مے گوئند وبہمین طریق تمثل روحانیات بصورت جسمانیات وتمثل حق بصورت بشر وتمثل بعض کمل اولیاء بصورت متعددہ۔ فاعلم وگاہے درغیرصورت دحیہ مے آمد چنانکہ درحدیث جبریل دربیان اسلام وایمان واحسان آمدہ۔ رابع آنکہ مے آور مثل سلسلۃ الجرس یعنی آوازلہ مفہوم نمی شودازاں کلمات ومعانی مرغیرآنحضرت ﷺ را... وایں قسم سخت ترین انواع وحی ...خامس آنچناں بود کہ مے دید گاہے فرشتہ بصورت اصلی کہ مرا دراشش صد باز وبود ووحی میرسانید آنچہ خدامے خواست ۔چنانچہ درسورۃ النجم مذکوراست وگفتہ اند کہ ان دوبار بود واللہ اعلم۔ سادس آنکہ وحی کرد اللہ تعالیٰ بروے درحالیکہ فوق سماوات بود ووحی کردہ شد بروے صلوات خمس۔ سابع کلام کردن حضرت رب العزت جل شانہ بے وساطت ملک۔ چنانکہ تکلم کرد موسےؑ۔ ثامن کلام کردن حق سبحانہ....ظاہرآنست کہ وحی فوق سماوات وازیں قبیل ست وصاحب مواہب گفتہ کہ ایں...کہ گویدید آنحضرت ﷺ پروردگارخوددرشب معراج وایں مسئلہ اختلافیہ است۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی اس کلام کو دیکھ کر ناظرین منصفین عموماً اور قادیانی کے دام میں دہوکہ میں پھنسنے والے خصوصاً داد انصاف دیں اور کہیں کہ قادیانی وحی کو جبریل امین سے مخصوص کرنے میں اور شیخ عبد الحق اور حسان بن عطیہ سے اس بات کو نقل کرنے میں کہ: ہرایک سنت کا نزول بھی جبریل ہی سے ہے۔ الحادو سفید جھوٹ کا مرتکب ہوا ہے یا نہیں؟ اوراس جھوٹ سے کس کا منہ کالا ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی نے شیخ کی کلام صفحہ ۴۴ کا ماحصل نقل کرنے میں شیخ پرایک اورافتراء کیا اورسفید جھوٹ بولا ہے جس کا بیان اس کے کید نمبر ۱۱ کے جواب میں آئے گا۔

اب شیخ عبدالحق کی تائید میں دیگر محدثین کرام وعلماء عظام کا کلام نقل کرتے ہیں کیونکہ شائد شیخ کا پورا کلام مذکورشائع ہونے پرقادیانی، شیخ صاحب سے بھی منکر ہوجاوے اوراس مضمون میں ان کو متفرد کہے۔

صحیح بخاری کے صفحہ ۲ میں حدیث ہے: ان الحارث بن هشام سأل رسول الله ﷺ فقال يا رسول الله كيف يأتيك الو حی فقال رسول الله ﷺ احياناً ياتينی مثل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

صلصلة الجرس و هو اشده الی ... عنی و قد وعیت عنه ما قال و احیاناً یتمثل لی الملك رجلاً فیکلّمنی حارثؓ بن ہشام نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ آپ ﷺ کے پاس وحی کیونکر آتی ہے۔آپ نے فرمایا کبھی تو گھنٹی کی آواز سے۔یہ وحی مجھ پر بہت سخت گراں ہوتی ہے۔جب یہ وحی ہو چکتی ہے تو مجھے یاد ہو جاتا ہے جو کہا تھا، کبھی فرشتہ آدمی بن کر میرے سامنے متشکل ہو جاتا ہے وہ مجھ سے کلام کرتا ہے تو مجھے یاد ہو جاتا ہے۔

فتح الباری میں اس حدیث کی شرح میں ہے: و اورد علی ما اقتضاه ظاهر الحدیث و هو ان الوحی فی الحالتین حالاً و اخری اما من صفته الوحی کهیئة کدوی النحل .. و النفث فی الروع ۔ والالهام والرئویا الصالحه ۔ و التکلیم لیلة الاسراء بلا واسطه ۔ واما من صفته حامل الوحی کجیئه فی صورته التی خلق علیها له ستّ مأة جناح و رویته علی کرسی بین السماء والارض وقد سدّ الافق ۔والجواب منع الحصر فی الحالتین للمتقدم ذکرهما وحملهما علی العالب ۔ (فتح الباری ج ۱ ص ۱۰)

و اقسام الوحی، الرؤیا الصالحه۔ و نزول اسرافیل اول البعثه کما فی الطرق الصحاح... واجتهاده علیه السلام فانه صواب قطعاًو مجیء ملك الجبال مبلغا من الله ...(قسطلانی مختصراً ۔ ص ۵ ج ۱)

کہ ظاہر حدیث کے مفہوم حصر پر اعتراض کیا گیا ہے کہ وحی ان دو صورتوں میں منحصر نہیں۔اور صورتوں سے بھی ہوتی ہے، کبھی مکھی کی بھنبھناہٹ کی آواز سے، کبھی قلب نبوی میں ایک بات کو پھونک دینے سے، کبھی الہام سے، کبھی سچے خواب سے، کبھی بلا واسطہ غیر خدا تعالی کے خود کلام کرنے سے جیسا کہ معراج میں ہوا وغیرہ۔اسکا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں حصر کا مراد ہونا غیر مسلّم ہے۔اس میں صرف غالب صورتوں کا بیان ہوا ہے ایسا ہی قسطلانی نے شرح بخاری میں کہا ہے اور اس میں ان تین اقسام کو بھی بڑھایا ہے ۱۔اسرافیل کا نزول جو بعثت سے پہلے ہوا تھا۔۲۔آپ کا اجتہاد جو قطعاً درست ہوتا تھا۔۳۔ملک الجبال کا یہ پیغام لانا کہ آپ فرمائیں تو میں آپکے منکروں کو پہاڑ کے نیچے کچل دوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس وحی والہام کے وسیع ہونے اور جبریل سے مخصوص نہ ہونے پر ایک طرفہ شہادت مرزا قادیانی پر الزام قائم کرنے والی حجت یہ ہے کہ قادیانی نے خود اس وحی کو وسیع کیا ہے اور بلا واسطہ فرشتے، خدا کی طرف سے اپنا صاحب وحی ہونا اور خاص خدا کی کلام کا مخاطب ہونا تجویز کیا ہے اور اس کے مقابلہ میں فرشتے کے وسیلہ سے وحی والہام کو جداگانہ قسم بنایا ہے۔ چنانچہ حصہ چہارم براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۲۱ سے ۲۲۲ تک وحی و الہام کا ہم معنے ہونا ثابت کر کے صفحہ ۲۲۳ میں لکھا ہے۔

صورت اول الہام۔ الہام کے منجملہ ان کی صورتوں کی جن پر خدا نے مجھ کو اطلاع دی ہے، یہ ہے کہ جب خدا تعالی امر غیبی کو بندہ پر ظاہر کرنا چاہتا ہے، تو کبھی نرمی سے کبھی سختی سے بعض کلمات زبان پر کچھ تھوڑی غنودگی کی حالت میں ظاہر کر دیتا ہے۔ اور وہ اس پر شدت اور عنیف صورت میں زبان پر وارد ہوتے ہیں جیسے گڑے یعنی اولے۔

اور براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۲۴ میں کہا ہے: اس قسم کے الہام بھی یعنی جو سخت و گراں صورت کے الفاظ خدا کی طرف سے زبان پر جاری ہوتے ہیں، بعض اوقات مجھ کو ہوتے رہے ہیں۔ (پھر اس کی ایک مثال یہ کلمہ بیان کیا کہ: بالفعل نہیں۔ (یعنی ابھی لوگ چندہ سے تیری مدد کی طرف متوجہ نہ ہوں گے) دوسرے قسم کے الہام سے یعنی وہ جس میں کچھ ملائمت سے کلمات زبان پر جاری ہوتے ہیں یہ الہام خداوند کریم نے مجھ کیا (جس میں چندہ آنے کی بشارت تھی)

اور براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۲۶ میں لکھا: صورت دوم الہام یہ کہ اللہ تعالی بندہ کو کسی امر غیبی پر بعد دعا اس بندہ کے یا خود بخود مطلع کرنا چاہتا ہے تو ایک دفعہ بے ہوشی اور غنودگی اس پر طاری کر دیتا ہے جس سے وہ بالکل اپنے تئیں بھول جاتا ہے۔ اس حالت سے وہ باہر آتا ہے تو اپنے اندر ہی کچھ ایسا مشاہدہ کرتا ہے جیسے ایک گونج پڑے۔ جب وہ گونج فرو ہو جاتی ہے، تو اس کو اپنے اندر ایک کلام موزوں اور لطیف محسوس ہو جاتی ہے۔ اس حالت کو خدا تعالی اپنے بندہ پر وارد کر کے اس کی ہر ایک دعا کا اس کو جواب دیتا ہے۔ اس کی مثالیں ہمارے پاس بہت ہیں۔

صورت سوم الہام کی یہ ہے کہ نرم اور آہستہ طور پر انسان کے قلب پر القاء ہوتا ہے ... اور اس میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محسوس ہوتا ہے کہ گویا غیب سے کسی نے وہ کلمہ دل میں پھونک دیا اور انسان متنبہ ہو جاتا ہے کہ خدا کی طرف سے یہ القاء ہے۔اس صورت کا الہام بھی اس عاجز کو بارہا ہوا ہے ۔

صورت چہارم الہام کی یہ ہے کہ رؤیا صادقہ میں کوئی امر خدا کی طرف سے منکشف ہو جاتا ہے یا کبھی کوئی فرشتہ انسان کی شکل میں متشکل ہو کر کوئی غیبی بات بتلاتا ہے۔صورت پنجم الہام کی وہ ہے جس کا انسان کے قلب سے کچھ تعلق نہیں، بلکہ خارج سے ایک آواز آتی ہے۔انسان یہ آواز سن کر سمجھ جاتا ہے کہ کسی فرشتے نے آواز دی ہے، مگر صورت دوم کی طرح اس میں مکرر دعاؤں پر آواز کا سنا جانا مشہود نہیں ہوا (یعنی قادیانی نے نہیں دیکھا) بلکہ ایک ہی دفعہ کوئی فرشتہ ناگہاں آواز کرتا ہے، برخلاف صورت دوم کہ اس میں اکثر کامل دعاؤں پر حضرت احدیت کی طرف سے جواب صادر ہونا مشہود ہوا ہے (یعنی قادیانی نے دیکھا اور سنا ہے) اور خواہ سو مرتبہ دعا اور سوال کرنے کا اتفاق ہو، اس کا جواب سو مرتبہ ہی حضرت فیاض مطلق کی طرف سے صادر ہوسکتا ہے جیسا کہ متواتر تجربہ اس خاکسار کا اس بات پر شاہد ہے۔

ان صورتوں میں سے قادیانی نے صرف صورت پنجم کے الہام کو فرشتہ سے مخصوص کیا ہے اور صورت چہارم کو خدا اور فرشتے دونوں میں مشترک ٹھہرایا ہے اور پہلی تینوں صورتوں کے الہام کو خاص خدا کی طرف سے قرار دیا ہے۔اور صورت دوم میں تو فرشتہ کو خدا کے مقابلہ میں ذکر کر کے اس کو بے دخل کیا ہے جس سے ہر کس و ناکس کو (بشرطیکہ اس کی آنکھ پر قادیانی کی محبت اور کورانہ تقلید کا پردہ نہ پڑ گیا ہو) یقین ہوسکتا ہے کہ قادیانی نے اپنے وحی الہام کو جبریل یا کسی اور فرشتے کی وساطت سے مقید و مخصوص نہیں کیا۔اور اپنے آپ کو وحی و الہام میں فرشتے کا محتاج نہیں ٹھہرایا، بلکہ اپنی وحی کو وسیع کیا ہے۔جبریل کو ایک طرف رکھ کر خود خدا سے مخاطب ہونے کا دعوی کیا ہے۔پھر جو اس نے جناب عالی ختمی مآب آنحضرت ﷺ کے بلا واسطہ جبریل وحی الہی سے مشرف نہ ہونے اور فیض وحی سے بکلی محروم رہنے کا دعوی کیا ہے، یہ آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں قادیانی کی اپنی تعظیم و فوقیت اور آنحضرت ﷺ کی بے ادبی نہیں تو اور کیا ہے؟ اور کون ایسا مسلمان ہے جس کے بدن کے یہ بات سن کر رونگھٹے کھڑے نہ ہوں گے اور اس سے ان مسلمانوں کے ایمان جوش میں نہ آئیں گے؟

وقت تصنیف براہین احمدیہ مجھے قادیانی کے خبث باطن کا علم نہ ہوا تھا (اور کیونکر ہوتا جب تک وہ اپنے منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سے اس نجاست کو، جواب نکال رہا ہے، نہ نکالتا) اب وہ بے دھڑک یہ دعوی کر رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا وہ رتبہ ومقام نہیں تھا جو میرا رتبہ ومقام ہے، اور یہ صاف کہہ رہا ہے کہ وہ تو جب چاہے بلا واسطہ جبریل خدا کے پاس چلا جائے یا اس کو اپنے پاس بلا لے (خطبہ دافع الوساوس میں اس نے خدا کو بلایا ہے) وہ سو بار خدا سے بلا واسطہ کلام کرتا ہے تو خدا اس کو بلا واسطہ جواب دیتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا یہ رتبہ وحوصلہ نہیں ہے کہ وہ ایک آن بھی بلا واسطہ جبریل، خدا سے ہم کلام ہوں اور کسی ایک بات کا جواب اس سے لے سکیں۔

اس اعتقاد وخیال سے وہ آنحضرت ﷺ کی معلومات کی نسبت اپنے معلومات کو بڑھ کر جانتا ہے اور برملا کہتا ہے کہ پیش گوئیوں کے اسرار جو آنحضرت ﷺ کو معلوم نہ تھے، مجھے معلوم ہیں۔ (دیکھو صفحہ ۱۰۴ نمبر ۱۲ جلد ۱۴، اشاعۃ السنہ)۔

قادیانی کے اس دعوی فضیلت ذات خود اور توہین حضرت رسالت ﷺ پر اس کو کافر ومرتد کہنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ اور اس کی اس قسم کی باتیں سن کر اور جان کر جو اس کو کافر نہ سمجھے وہ خود مسلمان نہیں رہتا۔ آئندہ ہر ایک کو اختیار ہے مسلمان بنا رہے یا قادیانی ہو جائے۔ مگر فمن شاء فليؤ من ومن شاء فليكفر انا اعتدنا للظالمين نارا (جو چاہے ایمان لائے جو چاہے کفر کرے ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے) کو پیش نظر رکھے۔

کید ہشتم: قادیانی بہتان بر شیخ الکل

دافع الوساوس کے صفحہ ۹۰ سے ۹۴ تک مرزا قادیانی نے خاکسار محمد حسین اور ہمارے شیخ الکل سید نذیر حسین محدث پر یہ افتراء کیا اور بہتان باندھا ہے کہ یہ دونوں اس بات کے قائل نہیں کہ ہر ایک انسان کو دو قرین نیک وبد (فرشتہ اور شیطان) دیئے گئے ہیں بلکہ انکا قول یہ ہے کہ صرف ایک ہی قرین بد (شیطان) دیا گیا ہے جو ہر وقت ایمان کی بیخ کنی کرتا ہے، یہ اعتقاد ان کا کھلے طور پر نہیں بلکہ ان کے اس اعتقاد سے پیدا ہوتا ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جبریل اور ملک الموت اور دوسرے فرشتے آسمان سے اصلی وجود کے ساتھ نازل ہوتے ہیں، پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر آسمان پر چلے جاتے ہیں۔ایک طرف تو یہ لوگ بموجب آیت و ما منّا ا لا له مقام معلوم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت جبریل اور ملک الموت کا مقام آسمان پر مقرر ہے، جس مقام سے وہ نہ ایک بالشت نیچے اتر سکتے ہیں نہ ایک بالشت اوپر چڑھ سکتے ہیں اور پھر باوجود اس کے ان کا زمین پر آنا بھی اپنے اصلی وجود کے ساتھ ضروری خیال کرتے ہیں۔اس عقیدہ کو یہ بلاء لازم پڑی ہوئی ہے کہ صرف شیطان ہی دائمی مصاحب انسان کا ہے۔

ازالہ کید

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ پوچھتے ہیں کہ کس کافر کا یہ اعتقاد ہے کہ آنحضرت ﷺ اور ہر ایک انسان کا ایک ہی قرین بد (شیطان) مصاحب رہتا ہے؟ اور کس کافر نے اس آیت قرآن کا یہ مطلب سمجھا ہے کہ فرشتے آسمان میں اپنے رہنے کی جگہ جکڑ کر قید کئے ہوئے ہیں جس سے فرشتوں کی انسان سے دائمی مفارقت لازم آتی ہے، جس شخص کا یہ اعتقاد ہو اس پر ہزار لعنت، قادیانی اس اعتقاد کو ہماری طرف منسوب کرنے میں سچا ہے تو وہ جھوٹے پر ہزار لعنت کہے۔

مسلمان تو اعتقادات ذیل: کہ خدا کے مخلص بندوں انبیاء واصفیاء پر شیطان کا تسلط رہتا ہے، اور خدا کے فرشتے نبیوں اور نیک بندوں کے پاس نہیں آتے، اور نہیں رہتے،۔
کو کفر سمجھتے ہیں۔اور وہ سب کے سب، جن میں یہ خاکسار اور حضرت شیخ الکل بھی داخل ہیں، یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ملائکہ قرین اور کراماً کاتبین، اور حفظہ تو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں اور عاملان وحی وغیرہ خدمات کے فرشتے اپنی خدمات کے وقت آتے اور پھر چلے جاتے ہیں۔

نمبر نہم: قادیانی کے متفرق مغالطے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مرزا قادیانی نے دافع الوساوس کے صفحہ ۹۷ تا ۱۰۲ متعدد اکاذیب ومغالطات درج کئے ہیں۔ جیسا کہ صفحہ ۹۷ میں کہا ہے:

منجملہ ان آیات کے (یعنی جن سے ثابت ہے کہ روح القدس ہروقت انسان کے ساتھ رہتا ہے) ایک یہ آیت ہے یـا ایھا الذ ین آمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فر قا ناً و یجعل لکم نوراً اور کہا ہے کہ قرآن کریم میں روح القدس کا نام نور ہے ۔

پھر دافع الوساوس کے صفحہ ۹۸ میں کہا ہے: ایک دوسرے مقام میں فرمایا: انّ الذ ین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزّل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنو و ابشروا بالجنۃ التی کنتم تو عدون ۔

پھر صفحہ ۹۹ میں کہا ہے: ایک دوسرے مقام میں فرمایا ہے او مـن کـان میتـا فـاحیینـاہ و جعلنا لہ نوراً یمشی بہ فی النّاس۔ پھر کہا یہاں بھی نور اور حیات سے روح القدس مراد ہے

پھر صفحہ ۱۰۰ میں کہا: اور منجملہ ان آیات کے یہ آیت ہے اولـئك کتـب فی قلو بھم ا لا یمان و ایدھم بروح منہ۔

پھر صفحہ ۱۰۲ میں کہا ہے: اس آیت کی تائید احادیث میں بہت کچھ ذکر ہے۔ بخاری میں ایک روایت ہے کہ حسان، آنحضرت ﷺ کی حمایت میں مشرکین مکہ کی ہجو کرتا تھا تو آپ ﷺ نے اس کے حق میں فرمایا اللّھـم ایّدہ بروح القدس (اے میرے خدا تو اس کو روح القدس سے مدد دے) اور اس کو فرمایا ھـاجھم و جبر یل معك (اے حسان تو ان کی ہجو کر جبریل تیرے ساتھ ہے) ۔

ازالہ کید

آیات متمسکہ قادیانی سے پہلی آیت تو بایں الفاظ وترتیب محمدی وعربی قرآن میں (جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا تھا) موجود نہیں۔ ہاں قادیانی قرآن میں (جو بر طبق انّـا انـز لناہ قریباً مّن القا دیا ن قادیانی پر نازل ہوا ہے) ہو تو تعجب نہیں۔ تیسری آیت میں جو لفظ نور، وارد ہے یہ لفظ اور بہت سی آیات قرآن میں وارد ہے۔ اس لفظ نور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کی نسبت قادیانی کا جو یہ دعوی ہے کہ قرآن کریم میں روح القدس کا نام نور ہے، ایک سفید جھوٹ ہے۔ قرآن میں بہت سے مواضع ایسے ہیں جن میں اس لفظ سے حضرت جبریل یا روح القدس مراد نہیں ہے بلکہ اور معانی مراد ہیں۔ کئی جگہ خود قرآن مجید کو نور کہا گیا ہے۔ و انزلنا الیکم نوراً مبیناً (نساء۔ ع ۲۴) بعض جگہ تورات کو نور کہا گیا ہے قل من انزل الکتا ب الذی جاء به موسی نوراً (انعام۔ ع ۱۱)۔ بعض جگہ ہدایت اور نور ایمان کو نور کہا گیا ہے اومن کان میتاً فاحییناہ۔ و جعلنا له نوراً یمشی به فی الناس (انعام۔ ع ۵) ما کنت تدری ما الکتا ب ولا الایما ن ولکن جعلناہ نورا نّهدی به من نشاء (شوری۔ ع ۵) و جعل القمر فیهنّ نوراً (نوح۔ ع ۱)۔ و هو الذی جعل الشّمس ضیاءً و القمر نوراً (یونس۔ ع ۱) الله نور السماوا ت و الا رض۔ یسعی نو ر هم بین اید یهم و با یما نهم (الحدید۔ ع ۲)۔ ازانجملہ ایک مقام مرزا قادیانی کی متمسکہ آیات سے تیسری آیت میں ہے۔

بعض جگہ چاند کو نور کہا گیا ہے۔ ایک جگہ اللہ تعالی نے اپنے آپ کو نور کہا۔ بعض جگہ قیامت کے دن مومنوں کے آگے اور دہنی طرف کی روشنی کو نور کہا گیا ہے۔ وعلی هذا القیاس۔ بعض معانی اور ہیں۔ ان مواضع میں لفظ نور سے اور معانی کا مراد ہونا بشہادت نص قرآنی ثابت ہے پھر مرزا قادیانی کا یہ دعوی کہ قرآن میں نور سے روح القدس یا جبریل مراد ہے، جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟

تیسری آیت کی تفسیر میں بیضاوی نے کہا ہے: مثل به من هداہ و انقذہ من الضلال و جعل له نوراً الحجج و الآیات لیتامل بها فی الاشیاء . فیمیز الحق و الباطل و المحق و المبطل (بیضاوی۔ ص ۲۶۸) کہ خدا نے اس آیت میں حیات اور موت اور نور سے اس شخص کو تشبیہ دی جس کو گمراہی سے چھوڑایا اور اس کو دلائل اور آیات کا نور عطا کیا جس سے وہ حق اور باطل اور حقانی اور بطلانی اشخاص میں تمیز کر سکتا ہے۔

دوسری آیت متمسکہ قادیانی میں جن ملائکہ کا ذکر ہے ان سے جبریل کو مراد سمجھنا قادیانی کے اس الحاد پر مبنی ہے کہ ملائکہ ہم نشین اور حفظہ سے ایک ہی شخص جبریل مراد ہے، جس کا الحاد ہونا پہلے ثابت کیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اہل اسلام کے نزدیک تو ان ملائکہ سے وہی قرین مراد ہیں جو ہر ایک انسان کے ساتھ شیطان کے مقابلہ میں رہتے ہیں اور وہ انسان کے دل میں القاء حق کرتے ہیں۔

بیضاوی نے (ص ۲۶۷) اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے: نلهمكم الحق و نحملكم على الخير بدل ما كانت الشياطين تفعل بالكفرة ۔ کہ وہ فرشتے کہیں گے ہم تم کو الہام حق کرتے رہے اور اس کی رغبت دلاتے رہے جیسے شیاطین کافروں کو برائی کا الہام کرتے رہے۔

ان ملائکہ سے جبریل مراد نہ ہونے پر ایک روشن دلیل ہے کہ اس آیت میں لفظ ملائکہ جمع کے صیغہ سے وارد ہے، جو جماعت اہل ایمان واہل استقامت کے مقابلہ پر بولا گیا ہے، جس سے واحد کا واحد سے مقابلہ مراد ہے یعنی ایک ایک مومن اہل استقامت کے خطاب میں موت یا قبر سے نکلنے کے وقت ایک ایک فرشتہ وہ بات کرے گا۔ اور اگر اس سے ایک ہی فرشتہ جبریل مراد ہوتا تو وہ لفظ بصیغہ جمع نہ لایا جاتا کیونکہ جبریل ایک شخص ہے، نہ کئی اشخاص۔

چوتھی آیت متمسکہ قادیانی میں جو لفظ روح القدس وارد ہے اس سے خاص کر حضرت جبریل کا مراد لینا قادیانی کے اس الحاد پر مبنی ہے کہ جبریل ہر ایک مسلمان بلکہ کافر و فاسق کے ساتھ ہر دم رہتا ہے، جس کا الحاد ہونا پہلے ثابت کیا جا چکا ہے۔

قرآن میں لفظ روح ایسے معنی میں بھی بولا گیا ہے جس سے حضرت جبریل مراد ہو ہی نہیں سکتے بلکہ روح کے اور معنی مبدء حیات و قرآن، نور قلب وغیرہ مراد ہیں اور بعض جگہ گو جبریل فرشتے کے معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں مگر وہ معنیٰ متعین نہیں، تاکہ وہ قادیانی کی دعویٰ عام پر دلیل ہو سکے۔ کئی آیات میں حضرت آدم کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے اس میں روح پھونک دی یعنی اس کو زندہ کیا۔ و نفخت فيه من روحى (الحجر۔ ع ۳)۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ کی نسبت آیا ہے۔ فنفخنا فيه من روحنا (انبياء)۔ ایک آیت میں ارشاد ہے ينزّل الملائكة بالرّوح من امره على من يّشاء من عباده (النحل۔ ع ۱) خدا تعالیٰ فرشتوں کو وحی کے ساتھ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے بھیجتا ہے۔

ایک آیت میں ارشاد ہے کہ خدا تعالیٰ روح یعنی وحی کا القاء والہام جس پر اپنے بندوں سے چاہتا ہے، کرتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ (مومن)

ایک آیت میں ہے کہ ایسا ہی ہم نے تیری طرف روح یعنی قرآن کو وحی کیا، تجھے خبر نہ تھی کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے۔ ہم نے اس کو نور بنا دیا۔

و کذلک اوحینا الیک روحاً من امرنا۔ ما کنت تدری ما الکتاب و لا الایمان ولکن جعلناہ نوراً نّھدی بہ من نّشاء من عبادنا (شوری۔ ع ۵)

قادیانی کی متمسکہ آیات سے چوتھی آیت کی تفسیر میں بیضاوی (ج ۲ ص ۳۵۶) نے لکھا: روح مّنہ ای من عند اللہ وھو نور القلب او القرآن او النصر علی العدو و قیل الضمیر للایمان فانہ سبب الحیاۃ القلب اس روح سے مراد وہ روح ہے جو خدا تعالی کی طرف سے ہے۔ یعنی نور قلب یا قرآن یا دشمنوں پر خدا کی مدد۔ اور بعض نے کہا ہے منہ کی ضمیر ایمان کی طرف ہے کیونکہ وہی ایمان، دل کی زندگی کا سبب و موجب ہے۔

آیات منقولہ بالا سے تیسری آیت کی تفسیر میں بیضاوی نے کہا ہے کہ اس لفظ روح سے وحی یا قرآن مراد ہے کیونکہ اس سے دل زندہ ہوتے ہیں جو جہالت سے مردہ ہیں۔ الوحی او القرآن فانہ یحیی بہ القلوب المیتہ بالجھل (بیضاوی جلد ۱)

چوتھی آیت کی تفسیر میں بیضاوی (ج ۲ ص ۲۵۴) نے لکھا ہے کہ یہاں روح سے مراد وحی ہے الروح الوحی

پانچویں آیت کی تفسیر میں بیضاوی (ج ۲ ص ۲۷۸) نے کہا ہے: روحاً من امرنا یعنی ما اوحی الیہ سماہ روحاً لانّ القلوب تحیی بہ وقیل جبریل والمعنی ارسلنا الیک بالوحی۔ ولکن جعلناہ، ای الروح او الکتاب او الایمان نوراً روح سے مراد وہ قرآن یا کتاب ہے جو آنحضرت ﷺ کی طرف وحی کی گئی ہے، اسکا نام روح اسلئے رکھا گیا کہ اس سے دل زندہ ہوتے ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا ہے اس مقام میں روح سے مراد جبریل ہے اور اوحینا کے معنی ارسلنا کے ہیں (یعنی ہم نے بھیجا)

یعنی اس صورت میں اوحینا کے لفظی معنے مراد نہ ہو سکیں گے جو الہام اور القاء کے معنے ہیں بلکہ اس سے مجازی معنے بھیجنے کے مراد لینے پڑیں گے۔ اس قول کو لفظ قیل سے بیضاوی نے اسلئے نقل کیا ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس کے ضعف کی طرف اشارہ ہو کیونکہ اس صورت میں اس آیت میں او حینا کے حقیقی معنے چھوڑ کر مجازی معنے لینے پڑتے ہیں۔اور اگر اس آیت میں یا کسی اور آیت میں ان معنے جبریل کو بھی صحیح وقوی تسلیم کر لیں تو بھی یہ تسلیم قادیانی کیلئے مفید نہیں ہے، کیونکہ اس صورت میں بھی معنے متعین نہیں رہتے بلکہ یہ معنے اور پہلے معنے وحی اور قرآن کے دونوں صحیح ہو سکتے ہیں۔اس عدم تعیین کے ساتھ یہ آیت مرزا قادیانی کے اس عام دعوی کی، کہ ہر ایک مسلمان بلکہ فاسق و کافر کے ساتھ جبریل رہتا ہے، مثبت نہیں ہو سکتی کیونکہ اس صورت میں اس آیت سے خاص کر آنخضرت ﷺ کی طرف جبریل کا بھیجا جانا ثابت ہوتا ہے، جس سے انکار ہے تو مرزا قادیانی کو ہے، نہ کسی مسلمان کو۔اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہر ایک طرف خدا جبریل کو بھیجتا ہے۔

حدیث متمسکہ قادیانی میں بے شک جبریل وروح القدس کا ہجو مشرکین کے وقت حضرت حسّان کے ساتھ رہنا پایا جاتا ہے، مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جبریل ہر وقت اور ہر آن حسّان کے ساتھ رہا کرتے تھے، چہ جائے کہ یہ ثابت ہو کہ وہ ہر ایک مسلمان کے ساتھ رہتے ہیں جیسا کہ قادیانی کا دعوی ہے۔مرزا قادیانی اسلامی علوم اور منطق سے بالکل بے خبر اور جاہل ہے اس کو اتنی خبر نہیں کہ خاص دلیل سے عام دعوی ثابت نہیں ہو سکتا۔دعوی تو یہ عام اور وسیع ہے کہ ہر ایک مسلمان کے ساتھ بلکہ کافر کے ساتھ جبریل ہر وقت اور ہر آن رہتا ہے اور دلیل یہ خاص اور محدود کہ ہجو مشرکین کے وقت وہ حسان کے ساتھ تھا، جو اس دعوی عام اور وسیع کی مثبت نہیں ہو سکتی۔

کید دہم: نزول جبریل

دافع الوساوس کے صفحہ ۱۰۵ تا ۱۱۶ پر متعدد اکاذیب ومغالطات درج ہیں۔

اول (جو صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶ میں ہے) ان مولویوں کا اعتقاد تو یہ تھا کہ جبریل آسمان سے وحی لے کر نبیوں پر نازل ہوتا اور تبلیغ وحی کے بعد بلا توقف چلا جاتا۔اس اعتقاد کے مخالف حضرت عیسے کی نسبت اب یہ عقیدہ تراشا گیا ہے کہ حضرت کی وحی کیلئے جبریل آسمان پر نہیں جاتا تھا بلکہ وحی خود بخود آسمان سے گر پڑتی تھی۔ جبریل، عیسےؑ سے ان کی ۳۳ برس کی عمر تک ایک دم کیلئے بھی جدا نہیں ہوا۔اس عرصہ تک ان کا آسمانی مکان جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہزاروں کوس کا ہے، سنسان پڑا رہا۔ آسمان کا منہ جبریل نے تب ہی دیکھا جب عیسے آسمان پر چلے گئے۔

دوم۔ یہ کہ بخاری مسلم، ابوداؤد وابن ماجہ نے بیان کیا ہے کہ نزول جبریل کا، وحی کے ساتھ انبیاء پر، آسمان سے ہوتا ہے (یعنی وہ تجلی جس کی ہم تصریح کر آئے ہیں) اوراس کی تائید میں ابن جریر نے یہ حدیث لکھی ہے کہ خدا تعالی وحی سے تکلم فرماتا ہے تو اس کوسن کر آسمانوں کے فرشتے بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ سب سے پہلے جبریل ہوش میں آتے ہیں، ان سے اللہ کلام کرتا ہے تو وہ جہاں حکم ہوتا ہے، پہنچا دیتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول وحی کے وقت جبریل آسمان پر ہی ہوتا ہے۔ پھر وہ اپنی آواز کی قوت سے وحی اپنے محل میں پہنچا دیتا ہے۔ اس سے وہ اعتقاد کہ حضرت جبریل، عیسےؑ کے ساتھ اپنے اصلی وجود سے رہتے تھے، جس سے لازم آتا ہے کہ حضرت عیسے کی وحی خود بخود آسمان سے گر پڑتی تھی، باطل ہوتا ہے۔

سوم۔ ان مولویوں نے حضرت عیسے کو یہاں تک بڑھایا اور آنحضرت ﷺ کی توہین کی کہ ان کا یہ اعتقاد ہے کہ روح القدس ہمیشہ حضرت مسیح کے ساتھ رہتا اور حضرت عیسی مسّ شیطان سے بری رہے۔ اور یہ دونوں باتیں آنحضرت ﷺ میں پائی نہ جاتیں، نہ روح القدس ہمیشہ ان کے پاس رہتا اور نہ آپ مسّ شیطان سے بری تھے۔ اور سلف صحابہ کا یہ اعتقاد نہ تھا۔ وہ روح القدس کو آپ سے جدا نہ سمجھتے تھے اور آپ کو مس شیطان سے بری جانتے اور آنحضرت کو وما ینطق عن الھوی. ان ھو الا وحی یوحی کا مصداق سمجھتے۔ تب ہی وہ آنحضرت ﷺ کی حدیث اخذ کرتے اور آپ کو سید المعصومین کہتے تھے۔

ازالہ کید

یہاں جو تین باتیں قادیانی نے کہی ہیں وہ سراپا کذب ومغالطات ہیں۔ پہلی بات میں ایک کذب و مغالطہ قادیانی کا یہ کہنا ہے کہ حضرت عیسے کے ساتھ جبریل کے رہنے کا عقیدہ اب تراشا گیا ہے، یعنی زمانہ حال کے علماء نے یہ عقیدہ گھڑ لیا ہے۔ اس کا ردّ اور ازالہ یہ ہے کہ وساوس کے صفحہ ۷۵ میں یہ عقیدہ قادیانی نے پرانے مفسرین اہل اسلام سے نقل کر کے اس پر تین دفعہ افسوس ظاہر کیا ہے۔ پھر اب قادیانی کا اس عقیدہ کو زمانہ حال کا تراشا ہوا عقیدہ قرار دینا کذب نہیں تو اور کیا ہے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس میں دوسرا کذب و مغالطہ قادیانی کا یہ کہنا ہے کہ اس عقیدہ سے لازم آتا ہے کہ اس عرصہ مصاحبت مسیح (۳۳ برس) تک جبریل کا آسمانی مکان ویران وسنسان پڑا رہا۔ اور حضرت جبریل آسمان پر نہ جاتے، وحی آسمان سے خود بخود گر پڑتی تھی۔

اس کا ردّ یہ ہے کہ کسی مسلمان کا یہ اعتقاد نہیں کہ اس عرصہ ۳۳ سال میں جبریل آسمان پر نہیں گئے۔ وہ جبریل وغیرہ ملائکہ کو انسان کی مانند نہیں سمجھتے جس کے ایک جگہ ہونے سے دوسری جگہ نہ ہونا لازم آتا ہے۔ بلکہ وہ ملائکہ کو اس لائق سمجھتے ہیں کہ وہ آن واحد میں آسمان وزمین دونوں جگہ ہوں۔ اور وحی کا گر پڑنا جو حضرت جبریل کے زمین پر رہنے سے لازم آتا ہے، تو یہ گر پڑنا جبریل کے آسمان میں مقید رہنے (جیسا کہ قادیانی کا اعتقاد ہے) سے بھی لازم آتا ہے۔ اس گر پڑنے سے تو وحی تب ہی بچ سکتی ہے کہ جبریل کا وحی لانے کیلئے آسمان پر جانا اور وحی پہنچانے کیلئے زمین پر آنا دونوں امر واقع ہوں۔ جبریل کے ایک جگہ مقید رہنے (زمین پر خواہ آسمان پر) تو ضرور وحی کا گر پڑنا اور چوٹ کھانا لازم آئے گا۔

اس گرنے اور چوٹ کھانے کیلئے قادیانی نے جو آئندہ بات میں یہ تجویز نکالی ہے کہ جبریل آسمان پر بیٹھا زور سے چلا کر زمین پر وحی پہنچا دیتا تھا، اس کے مقابل اس کا خصم یہ تجویز نکال سکتا ہے کہ وہ زمین پر بیٹھے بیٹھے اپنی قوت سمع سے وحی کی آواز سن لیتے تھے۔ یا یہ کہ وہ زمین پر بیٹھے بیٹھے اپنے کانوں اور سر کو آسمان پر پہنچا دیتے تھے، اور کوئی وجہ نہیں کہ ان کی آواز میں تو ایسی طاقت ہو کہ وہ آسمان پر بیٹھے زمین پر وحی پہنچا دیتے ہوں اور قوت سمع میں ایسی طاقت نہ ہو کہ وہ زمین پر بیٹھے آسمان کی آواز سن لیں۔

حضرت جبریل کے شاگرد آنحضرت ﷺ کی سمع میں تو ایسی طاقت خارق عادت تھی کہ زمین پر بیٹھے آسمانوں کی آواز سن لیتے، چنانچہ آسمان کی چرچراہٹ کی حدیث (جو پہلے منقول ہوئی) اس پر شاہد ہے۔ پھر ایسی طاقت استاذ میں کیوں نہ ہو۔

یہ قادیانی کی حجت کے مقابلہ میں حجت ہے۔ اور انصاف یہ ہے کہ ملائکہ کا وجود متشابہات سے اور غیر معلوم الکنہ والکیفیۃ ہے تو پھر ان کے افعال وصفات کی کیفیت سے سوال کہ وہ وحی کیوں کر لاتے اور کیوں کر آسمان پر جاتے اور کیونکر انبیاء کے ساتھ رہتے تھے؟ جائز ہی نہیں اور نہ وہ جواب کا مستحق ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس کید کی دوسری بات میں ایک کذب ومغالطہ یہ جتانا ہے کہ جو بخاری، مسلم وابوداؤد، وابن ماجہ، و ابن جریر کی حدیثوں میں جبریل کا وحی لے کرآسمانوں سے نازل ہونا وارد ہے، اس کو مرزا قادیانی مانتا ہے۔ اور مسلمان جو جبریل کا حضرت عیسے کے ساتھ رہنا مانتے ہیں، اس نزول کو نہیں مانتے ہیں۔

دوسرا کذب ومغالطہ اس کا یہ کہنا ہے کہ اس حدیث کی کیفیت نزول وحی سے مسلمانوں کا وہ اعتقاد کہ جبریل، حضرت مسیح کے ساتھ رہتے ہیں باطل ہوتا ہے۔

ان دونوں کذب ومغالطہ کا ازالہ یہ ہے کہ آسمان سے نزول جبریل کے منکر تم ہی ہو (چنانچہ اس انکار کو بریکٹس میں بایں الفاظ ظاہر کر چکے ہو: یعنی وہ تجلی جس کی ہم تصریح کر آئے ہیں) مسلمان تو نزول کو بھی مانتے ہیں اور حضرت عیسے کے ساتھ جبریل کا رہنا بھی مانتے ہیں اور ان دونوں امروں میں کوئی مخالفت نہیں سمجھتے۔ یہ دونوں امر عام انسانوں کیلئے گو ناممکن ہیں، بلکہ کامل انسانوں کے ممکن الوقوع ہیں چنانچہ سرمہ چشم آریہ کے صفحہ ۱۳۰ میں موجود ہے، تم خود بھی تصریح کر چکے ہو۔ پھر یہ امر حضرت جبریل کے لئے کیوں جائز نہیں؟

اس کید کی تیسری بات میں ایک کذب ومغالطہ وہی افک قدیم ہے جو بار بار اس کے منہ سے نکل چکا ہے کہ یہ لوگ حضرت جبریل کو حضرت عیسے کا دائمی مصاحب بتاتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کو اس سے محروم رکھ کر آپ کی بے ادبی کرتے ہیں۔

دوسرا کذب ومغالطہ اس کا یہ تازہ افتراء ہے کہ یہ لوگ حضرت ﷺ کو مسّ شیطان سے محفوظ وبری نہیں سمجھتے جیسا کہ حضرت عیسے کو سمجھتے ہیں۔ پہلے کذب کا ردّ تو بارہا ہو چکا ہے (صفحہ ۸۸ وصفحہ ۱۱۱ وغیر جلد ہذا ملاحظہ ہو)۔ دوسرے کذب کی تردید درج ذیل ہے۔

مسّ شیطان کسی مسلمان نے (سلف سے خلف تک) یہ نہیں کہا کہ آنحضرت ﷺ مسّ شیطان سے محفوظ نہ تھے۔ یہ قادیانی کا دروغ بے فروغ ہے اور افتراء بعید از حیا ہے۔ قادیانی اس افتراء میں سچا ہے تو بتاوے کہ کس مسلمان کے منہ سے یہ کلمہ اس نے سنا؟ یا کس کی تالیف میں اس کا مضمون پایا؟ اور اگر قادیانی یہ کہے کہ حدیث بخاری ومسلم میں یہ مضمون وارد ہے: عن ابی ھریرہ ان النبی ﷺ قال ما من مولود الا والشیطان یمسّہ حین یستھل صارخاً من مسّ الشیطا ن ایاہ ، الا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مریم و ابنھا ۔ ثم یقول ابوھریرہ اقرئوا ان شئتم انی اعیذھا بک و ذریّتھا من الشیطان الر جیم ۔ (بخاری۔ص ۶۵۲ مسلم۔ص ۲۶۵)۔کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کو مسّ کرتا ہے جب وہ چلاّ تا ہے بجز مریم اور اسکے بیٹے کے۔ابو ہریرہؓ نے کہا، چاہو تو اس کی تصدیق کیلئے والدہ مریم کا یہ قول قرآن میں پڑھو کہ میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان سے خدا کی پناہ میں سپرد کرتی ہوں۔،،اور مسلمان اس حدیث کو پڑھتے اور صحیح مان رہے ہیں اس سے لازم آتا ہے کہ ان کا بھی یہی اعتقاد ہوگا جو ظاہر حدیث سے سمجھا جاتا ہے۔،تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر قادیانی کے نزدیک اس حدیث سے ظاہری معنی مراد نبوی ہیں تو اس کا یہ اعتراض آنحضرت ﷺ پر ہے جنہوں نے یہ حدیث قادیانی کے خیالی معنے سے بقول قادیانی فرمائی ہے۔پھر وہ اس اعتراض میں مسلمانوں کو کیوں مخاطب کرتا ہے اور کیوں صاف یہ نہیں کہتا کہ میں ایسے رسول کو رسول نہیں جانتا جو صرف ابن مریم کو مسّ شیطان سے محفوظ بتاتا ہے اور اپنے تئیں اس سے محفوظ نہیں ٹھہراتا۔مسلمان تو اس حدیث سے اس کے ظاہری معنی کو مراد نبوی نہیں سمجھتے اور صاف کہہ چکے ہیں کہ آنحضرت بلکہ جملہ انبیاء مسّ شیطان سے محفوظ ہونے میں حضرت مسیح کے ساتھ شریک ہیں۔عینی شارح بخاری اور نووی شارح مسلم نے قاضی عیاضؒ سے نقل کیا ہے: قال العینی ان القاضی عیاض اشار الی ان جمیع الانبیا یشارکون عیسی فی ذلک. قال القرطبی و ھو قول مجاھد قالہ القسطلا نی و فی شرح مسلم للنّووی صفحہ ۳۵۶ ج ۲ مثلہ ۔ قال صاحب التفسیر المظھری قد صحّ ان رسول اللہ ﷺ قال لفاطمہ حین زوّجھا اللھم انی اعیذ ھا بک و ذرّ یتھا من الشیطان الرجیم ۔ و کذا قال لعلی ودعاالنبی ﷺ اولی بالقبول و علی ھذا حصرعدم المسّ فی مر یم و ابنھا یکو ن حصراً اضافیاً فا لنسبۃ الی الاعم الاغلب و ھکذا نقلہ عنہ فی ھامش البخاری ۔(صفحہ ۶۸۲) کہ انبیاء اس وصف حفاظت میں حضرت عیسے کے شریک ہیں۔صاحب تفسیر مظہری نے کہا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے یہ بات صحت کو پہنچ چکی ہے کہ آپ نے حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علیؓ سے کیا تو یہ دعا کی کہ اے خدا میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان سے تیری پناہ میں سپرد کرتا ہوں۔ایسا ہی حضرت علیؓ کے لئے دعا کی۔اور آنحضرت کی دعا زیادہ قبولیت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لائق ہے۔ بناء علیہ یہ حصر حفاظت جو ظاہر حدیث سے سمجھا جاتا ہے اضافی حصر ہے یعنی عام اور اکثر لوگوں کی نسبت، نہ حقیقی، جس میں انبیاء اور اصفیا داخل ہوں۔

اس تخصیص کے اضافی اور حفظ کے عام ہونے پر یہ اقوال خداوندی بھی دلیل ہیں: الا عبادك منهم المخلصين (ص رکوع ۵) اور انّ عبادی لیس لك علیهم سلطا ن (الحجر ع ۳) کہ خدا کے مخلص بندوں پر شیطان کا تسلط نہیں ہوتا۔

اور وہ حدیث بھی جو صحیح بخاری میں بصفحہ ۷۷۶ مروی ہے جس میں بیان ہے: قال النّبی ﷺ لو ان احدهم یقول حین اتی اهله بسم الله اللهم جنّبنی الشیطا ن و جنّب الشیطا ن ما رز قتنا ثم قدر بینهما فی ذلك او قضی ولد لم یضره شیطا ن ابداً کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی مسلمان اپنی بیوی سے صحبت کے وقت بسم اللہ کہے اور یہ دعا کرے کہ اے خدا ہم کو اور جو ہم کو اولاد عطا کرے اس کو شیطان سے کنارہ رکھ اور اس وقت بچہ ٹھہر جاوے تو وہ ضرر شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔

ایک محدث شارح مشکوۃ نے کہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا مسّ شیطان سے محفوظ ہونا خود اس حدیث سے ثابت ہے کیونکہ یہ عام قاعدہ ہے جو شخص کسی شخص کی نسبت کوئی عیب بیان کرتا ہے وہ اپنے آپ کو اس عیب سے محفوظ سمجھتا ہے۔ جیسے مثلاً کوئی متقی واعظ کہے کہ لوگوں کا کیا حال کہ وہ نماز نہیں پڑھتے یا روزہ نہیں رکھتے تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ وہ خود نماز پڑھتا ہے یا، اور، روزہ رکھتا ہے۔

ایسا ہی آنحضرت ﷺ کا عام لوگوں کو بجز مریم اور اس کے بیٹے کے مسّ شیطان سے غیر محفوظ کہنا مشعر ہے کہ آپ خود اس مسّ سے محفوظ ہیں۔ اور خاص کر مریم اور ابن مریم کا اس حکم عام سے استثنا کسی خاص ضرورت کیلئے ان کی فضیلت ظاہر کرنے کیلئے ہے۔ لہذا اس سے دیگر نبیوں کا مستثنی نہ ہونا لازم نہیں آتا۔ بالجملہ مسلمانوں کا تو اس حدیث اور اس کے معنے کی نسبت یہ خیال ومقال ہے کہ وہ اس حدیث کے ظاہری مفہوم حفظ کو حضرت مسیح سے خاص نہیں کرتے بلکہ اس میں آنحضرت ﷺ بلکہ جملہ انبیاء بلکہ عام مومنین صلحا کو داخل کرتے ہیں۔ اس توسیع وعدم تخصیص میں وہ حق پر ہیں خواہ قادیانی کے خیال سے غلطی پر ہیں۔ پھر ان مسلمانوں کی نسبت قادیانی کا یہ کہنا کہ وہ آنحضرت ﷺ کو مس شیطان سے محفوظ نہیں سمجھتے، افتراء خالی از حیا نہیں تو اور کیا ہے؟ وہ خود اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حدیث کے ظاہری معنے صحیح سمجھتا ہے تو پھر اس کا یہ اعتراض در پردہ آنحضرت ﷺ پر اعتراض ہے اور اس ذریعہ سے وہ لوگوں کے دلوں میں آنحضرت ﷺ کی نبوت کی نسبت شبہ ڈالنا اور اپنی نبوت کا اعتقاد جمانا چاہتا ہے۔ خدا اس کو اس خیال میں ناکامیاب اور رسوا کرے۔

تیسری بات کے اخیر میں جو آیت قادیانی نے نقل کی ہے اس سے آنحضرت ﷺ کا بذات خود دخل شیطان سے پاک اور معصوم ہونا اور جبریل کا محتاج نہ ہونا، ثابت ہے۔

کید یازدہم: قادیانی کا عبدالحق محدث پر افتراء

دافع الوساوس کے صفحہ ۱۱۷ سے ۱۲۲ تک مرزا قادیانی نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی پر ایک بہتان باندھ کر ان کو اپنا ہم اعتقاد قرار دیا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

بالآخر ہم چند اقوال پر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلف صالح کا ہرگز یہ عقیدہ نہ تھا کہ روح القدس آنحضرت ﷺ پر خاص خاص وقتوں پر نازل ہوتا تھا، اور دوسرے اوقات میں آنحضرت اس سے بالکل محروم ہوتے تھے۔ ازانجملہ وہ قول ہے جو شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب مدارج النبوّۃ کے صفحہ ۴۲ میں لکھا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ ملائکہ وحی آنحضرت ﷺ کیلئے دائمی رفیق اور قرین تھے۔ چنانچہ وہ جامع الاصول اور کتاب الوفا سے نقل کرتے ہیں کہ ابتداء نبوت سے تین برس برابر حضرت اسرافیل ملازم صحبت آنحضرت ﷺ رہے اور پھر حضرت جبریل دائمی رفاقت کیلئے آئے۔ اور بعد اس کے صاحب سفر السعادت سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سات سال کے تھے جب حضرت اسرافیل کو اللہ جل شانہ کی طرف سے حکم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے ملازم رہیں۔ پس حضرت اسرافیل ہمیشہ اور ہر وقت آنحضرت ﷺ کے پاس رہتے تھے اور آنحضرت کی عمر کا گیارھواں سال پورا ہونے تک یہی حال تھا۔ مگر اسرافیل بجز کلمہ دو کلمہ اور کوئی بات وحی کے طور پر آنحضرت ﷺ کے دل میں نہیں ڈالتا تھا۔ ایسا ہی میکائیل بھی آنحضرت ﷺ کا قرین رہا۔ پھر بعد اس کے حضرت جبریل کو حکم ہوا اور وہ پورے انتیس سال قبل از وحی ہر وقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قرین اور مصاحب آنحضرت ﷺ تھے۔ پھر اس کے بعد وحی نبوت شروع ہوئی۔

اس بیان سے ہر ایک عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ جن بزرگوں نے مثلاً حضرت جبریل کی نسبت لکھا ہے کہ وہ نبوت سے پہلے انتیس سال تک ہمیشہ اور ہر وقت آنحضرت ﷺ کا دائمی رفیق تھا، ان کا ہرگز یہ اعتقاد نہ تھا کہ جبریل اس وقت آسمان پر بھی چلا جاتا تھا۔ کیونکہ کسی وقت چھوڑ کر چلے جانا، دوام قرب اور معیت غیر منقطع کے منافی ہے (یہ دائمی اور غیر منقطع معیت قادیانی کے اضافہ کئے ہوئے الفاظ ہیں۔ شیخ کی کلام میں یہ الفاظ ہیں، نہ ان کے معانی۔ محمد حسین)۔ لیکن جب ان بزرگوں کا دوسرا عقیدہ بھی دیکھا جائے کہ جبریل کا قرارگاہ آسمان ہی ہے اور وہ ہر ایک وحی آسمان سے لاتا ہے، تو ان دونوں عقیدوں کے ملانے سے جو تناقض پیدا ہوتا ہے، اس سے رہائی پانے کیلئے بجز اس کے اور کوئی راہ نہیں مل سکتی کہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ جبریل کا آسمان سے اترنا حقیقی طور پر نہیں بلکہ تمثلی تھا۔ اور جب تمثلی طور پر اترنا ہوا، تو اس میں کچھ حرج نہیں کہ جبریل اپنے وجود سے ہمیشہ اور ہر وقت اور ہر دم اور ہر طرفۃ العین انبیاء کے ساتھ رہے، کیونکہ وہ اپنے اصلی وجود کے ساتھ تو آسمان پر ہی ہے۔ اور اس مذہب کی تصدیق اور تصویب شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب مدارج النبوت کے صفحہ ۴۵ میں کی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ نزول جبریل جو بعض اوقات دحیہ کلبی کی صورت میں یا کسی اور انسان کی صورت میں ہوتا تھا، اس میں اہل نظر کو اشکال ہے، اور یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر درحقیقت جبریلؑ ایک نیا جسم اپنے لئے مشابہ دحیہ کلبی حاصل کر کے اس میں اپنا روح داخل کر دیتے تھے تو پھر وہ اصلی جسم ان کا..... کس حالت میں ہوتا تھا۔ کیا وہ جسم بلا روح پڑا رہتا تھا۔ اور حضرت جبریل فوت ہو کر پھر بطریق تناسخ دوسرے جسم آ جاتے تھے (تناسخ کا لفظ شیخ عبدالحق کی کلام میں نہیں ہے۔ اصل عبارت شیخ صاحب ملاحظہ ہو جو منقول ہو چکی۔ اور نہ شیخ عبدالحق یا اور مسلمان جبریل کے ایک جسم سے دوسرے جسم میں انتقال کرنے کو تناسخ سمجھتے ہیں۔ اور نہ یہ وہ تناسخ ہو سکتا ہے جس کے ہنود وغیرہ قائل ہیں۔ یہ لفظ قادیانی نے از خود گھڑ کر شیخ پر افتراء کیا۔ محمد حسین)۔ اس کے جواب میں وہ کہتے ہیں کہ اہل تحقیق کے نزدیک یہ تمثلی نزول ہے (نہ حقیقی تا حقیقۃً ایک جسم کو چھوڑنا اور دوسرے جسم میں داخل ہونا لازم آوے) (یہ خطوط وحدانی والی عبارت یا ان کا مضمون شیخ عبدالحق کا نہیں ہے۔ قادیانی کا مقصود یہ ہے کہ شیخ صاحب کو حقیقی نزول جبریل کا منکر بناوے جو شیخ پر افتراء ہے، محمد حسین)۔ پھر لکھتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام کے ذہن میں جو دحیہ کلبی کی صورت علمیہ تھی تو حضرت جبریلؑ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بوجہ قدرت کاملہ وارادت شاملہ اپنی کے اس صورت پر اپنے وجود کا افاضہ مع جمیع صفات کاملہ اپنی کے کر کے تمثل کے طور پر اس میں اپنے تئیں ظاہر کر دیتے تھے۔ یعنی دحیہ کلبی کی صورت میں بطور تمثل اپنے تئیں دکھلا دیتے تھے۔ اور اس صورت علمیہ کو اپنی صفات سے متلبس کر کے نبی ﷺ پر ظاہر کر دیتے تھے۔ (یہ نہیں کہ جبریل اپنے وجود کے ساتھ آسمان سے اترتا تھا) بلکہ جبریلؑ اپنے مقام پر آسمان میں ثابت وقائم رہتا تھا۔ اور یہ جبریل اس حقیقی جبریل کی ایک مثال تھی۔ (یعنی اس کا ایک ظل تھا، اس کا عین نہیں تھا۔ کیونکہ عین جبریل تو وہ ہے جو اپنی صفات خاصہ کے ساتھ آسمان پر موجود۔ اور اس کی حقیقت اور نشان الگ ہے)۔ پھر اس قدر تحریر کے بعد شیخ صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ جس طرح جبریل علیہ السلام تمثلی صورت میں (نہ حقیقی صورت میں) نازل ہوتا رہا ہے (یہ الفاظ وفقرات خطوط واحدانی والے قادیانی نے از خود بنائے اور شیخ عبدالحق صاحب کے ذمہ لگائے ہیں۔ ان کی کلام میں نہ یہ الفاظ موجود ہیں نہ ان کا اصل مضمون۔ ان الفاظ سے بھی اس کا وہی مقصود ہے جو پہلے حاشیے میں بیان کیا گیا ہے۔ محمد حسین) یہی مثال روحانیات کی ہے جو بصورت جسمانیات متمثل ہوتے ہیں۔ اور یہی مثال خدا تعالی کے تمثل کی بھی ہے جو اہل کشف کو صورت بشر پر نظر آتی ہے اور یہی مثال اکمل اولیا کی ہے جو مواضع متفرقہ میں بصورت متعددہ نظر آتے ہیں۔

خدا تعالی شیخ بزرگ عبدالحق محدث کو جزا خیر دیوے کہ انہوں نے بصدق دل قبول کر لیا کہ جبریل بذات خود نازل نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک تمثلی وجود انبیا علیہم السلام کو دکھائی دیتا ہے اور جبریل اپنے مقام آسمان میں ثابت اور برقرار ہوتا ہے۔ یہ وہی عقیدہ اس عاجز کا ہے، جس پر حال کے کور باطن علماء کفر کا فتوی دے رہے ہیں۔ ..

ازالہ کید

شیخ الاسلام بٹالوی فرماتے ہیں کہ یہاں مرزا قادیانی نے دلیرانہ جھوٹ بولا ہے:۔

اول یہ افتراء کیا کہ شیخ عبدالحق اور صاحب جامع الاصول وکتاب الوفا وسفر السعادت کا یہ اعتقاد تھا کہ جبریل ہر وقت آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہتے تھے، کسی وقت ان سے جدا نہ ہوتے۔

دوم یہ افتراء کہ ان بزرگوں کا یہ بھی اعتقاد تھا کہ جبریل کا قرارگاہ آسمان ہے۔ وہ اس قرارگاہ سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سوم یہ افتراء کہ ان دونوں اعتقادوں میں ان بزرگوں کے تناقض وتعارض ہے۔

چہارم یہ افتراء کہ اس تعارض اور تناقض کو رفع کرنا اور ان دونوں اعتقادوں کو باہم متوافق کرنا، ان بزرگوں کے اعتقاد وقرارداد کے مطابق صرف اسی ایک صورت سے ہوسکتا ہے کہ ان بزرگوں کے نزدیک جبریل کا دائمی قیام وقرار تو آسمان پر ہی ہوتا ہے اور آنحضرت ﷺ کے پاس ان کا آنا اور رہنا صرف مثالی وجود سے تھا۔ اور اس پر شیخ عبدالحق صاحب کا وہ کلام گواہ ہے جس کا ماحصل ہم (قادیانی) نے نقل کیا ہے۔

اول جعل وافتراء کا ردّ وازالہ یوں ہے کہ ان بزرگوں نے ہرگز نہیں کہا کہ جبریل امین آنحضرت ﷺ کے پاس ہر وقت اور ہر آن رہتے، اور ان سے ایک آن جدا نہ ہوتے تھے۔ شیخ عبدالحق کی اصل عبارت مدارج النبوت (ج ۲ ص ۴۲) یہ ہے:

ودر جامع الاصول وکتاب الوفا آوردہ کہ از ابتداء نبوت سہ سال اسرافیل ملازم بود۔ وبعد از اں جبریل فرود آمد۔ ... حسب سفر السعادت گفتہ کہ ازہفت سالگی باز حضرت اسرافیل تا فرمان در کہ بملازمت وے قیام نماید۔ پس اسرافیل ہمیشہ قرین وے مے بود۔ تا سال یازدہم تمام کرد وہیچ سخن نمے کرد۔ مگر یک کلمہ دو کلمہ ہم چنیں در میکائیل گفتہ انگاہ جبریل را فران شد تا ملازمت نماید۔ ونہ سال بطریق موافقت ومتابعت ملازم وے بود ولیکن بروے ظاہر نمے شد ووحی نمے گذارد وگذاردن وحی کار اوست

اس عبارت میں کہاں ذکر ہے کہ جبریل کی ملازمت دائمی اور غیر منقطع اور ہر وقت تھی۔ اس عبارت کا مطلب بیان کرنے میں مرزا قادیانی کا ان الفاظ کو بڑھانا افتراء نہیں تو اور کیا ہے؟

عبارت آئندہ شیخ عبدالحق میں صاف بیان ہوا ہے کہ جبریل چوبیس ہزار مرتبہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے تھے۔ وہ بیان بھی یہی بتارہا ہے کہ وہ ہر وقت آپ کے پاس نہ رہتے تھے کیونکہ یہ تعداد تب ہی پوری ہوتی ہے جب کہ آنا جانا دونوں ہوں۔ جو شخص کبھی جدا نہ ہو اس کا چوبیس ہزار مرتبہ آنا کیونکر متصور ہے؟

قادیانی اس کے جواب میں کہے گا کہ یہ تجلی خاص کی تعداد تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمہارا الحاد ہے، نہ شیخ عبدالحق صاحب کا اعتقاد۔ شیخ عبدالحق تو جبریل کا اصلی وجود سے آنحضرت ﷺ کے پاس آنا مانتے تھے چنانچہ ان کی عبارت سابق اور آئندہ میں یہ تصریح موجود ہے۔ پھر ان کے کلام میں تمہاری ملحدانہ تاویل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جس کی بنا جبریل کے اصلی وجود سے نہ آنے پر ہے، کیونکر چل سکتی ہے۔ تم کو اختیار ہے حدیث وقرآن میں جو تحریف وتاویل چاہو کرو مگر شیخ صاحب کی مفسر ومبین کلام میں تو یہ تحریف وتاویل چل نہیں سکتی کیونکہ وہ جبریل کا اصلی وجود سے آنا صاف طور پر بیان کر چکے ہیں۔

دوم جعل وافتراء کا ردو ازالہ یوں ہے کہ یہ اعتقاد کسی مسلمان نے کبھی ظاہر نہیں کیا اور کسی اسلامی کتاب (چھوٹی یا بڑی، نئی یا پرانی) میں پایا نہیں جاتا کہ جبریل آسمان میں قید رہتا ہے، بذات خود کبھی زمین پر نہیں آتا (شیخ کے کلام کا وہ مطلب قادیانی نے از خود چند الفاظ ملا کر نکالا ہے۔ اصل کلام شیخ کا وہ مطلب ہرگز نہیں ہے) بلکہ عبارت منقولہ بالا شیخ میں صاف تصریح ہے کہ: جبریل فرود آمد، یعنی جبریل آسمان سے نیچے اترے۔ اور اس سے پہلے بصفحہ ۱۱۵ مدارج النبوت کی اصل عبارت میں یہ تصریح موجود ہے کہ جبریل اپنی اصل صورت سے جس میں چھ سو بازو ہیں، آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور اس کا اتفاق دو دفعہ ہوا ہے۔ اور طرفہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے بھی اس بات کو تمام مفسرین اور صحابہ سے کید آئندہ نمبر ۱۲ میں نقل کیا ہے۔ اور اس سے اس مدعا پر استدلال کیا ہے کہ پھر تم اے مسلمانو، دو دفعہ سے زیادہ جبریل کا اصلی وجود سے آنا کیوں مانتے ہو۔

نیز حضرت شیخ اسی مدارج کے صفحہ ۴۶ میں لکھتے ہیں (جس کو قادیانی سرقہ کر گیا ہے) وبعض علماء گفتہ اند کہ فرود آمد جبریلؑ بر محمد ﷺ بست چہار ہزار بار۔ وبر آدمؑ دوازدہ بار۔ وبر ادریسؑ چہار بار وبر نوحؑ پنجاہ بار و برابراہیمؑ چہل ودو بار وبر موسیٰؑ چارصد بار وبر عیسےٰؑ دہ بار صلوۃ اللہ و سلا مہ علی نبیّنا و علیھم اجمعین۔

ایسا ہی قسطلانی نے ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں بیان کیا ہے۔

یہ عبارت شیخ صاف ناطق ہے کہ ان کے نزدیک جبریلؑ آسمان سے اتر کر آنحضرت ﷺ کے پاس چوبیس ہزار مرتبہ آئے ہیں۔ اس بیان واعتقاد شیخ کو قادیانی مانے خواہ نہ مانے، اس سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ جبریل کو آسمان کے کسی برج میں دائم الحبس نہیں سمجھتے۔ اور ان کے زمین پر انبیاء کے پاس آنے سے منکر نہیں ہیں اور قادیانی اپنے دوسرے دعوی میں بھی مفتری وکذاب ہے۔

سوم وچہارم جعل وافتراء کا ردّ وازالہ یوں ہے کہ جب بیان سابق سے ثابت ہوا کہ شیخ اور دیگر علماء جبریلؑ کو نہ دائمی اور ہر آن کے مصاحب نبوی سمجھتے تھے اور نہ آسمان میں مقید ودائم الحبس خیال کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

، بلکہ ان کو بذات خود آنے اور جانیوالا اور آسمان وزمین دونوں جگہ پھرنے والا یقین کرتے تھے، تو اس سے ثابت ہوا کہ قادیانی کا دعوی تعارض وتناقض اعتقادات ان حضرات کی نسبت محض افتراء ہے۔ اور جب ان بزرگوں کے اعتقادات میں تعارض کا دعوی کذب ٹھہرا، تو پھر ان کے خیال کی ردی تطبیق مذکور کا دعوی بھی کذب ہوا۔ تعارض نہیں تو تطبیق کے کیا معنی؟ اور اس کی ضرورت ہی کیا رہی۔

اس صورت تطبیق کی نسبت جو کادیانی نے یہ دعوی کیا ہے کہ یہ حضرت شیخ کو پسند ہے بلکہ انہیں کے کلام سے اس نے نکالی ہے اور شیخ عبدالحق نے بصدق دل قبول کر لیا ہے کہ جبریل بذات خود نازل نہیں ہوتا بلکہ ایک تمثلی وجود انبیاء کو دکھائی دیتا ہے۔ اور جبریل اپنے مقام آسمان میں ثابت وبرقرار رہوتا ہے۔، یہ ایک اور افتراء ہے جس کو جداگانہ اور عدد میں پانچواں جعل وافتراء کہنا چاہیے۔

ناظرین! حضرت شیخ نے اس کلام میں، جس کا ماحصل قادیانی نے جعل سازی سے نقل کیا ہے، یا کسی اور مقام میں ہرگز نہیں کہا کہ جبریل بذات خود نازل نہیں ہوتا اور وہ مقام آسمان میں ثابت وبرقرار رہوتا ہے۔ اور جو وجود جبریل حضرات انبیاء کو دکھائی دیتا تھا وہ صرف اس کا تمثلی وجود تھا۔ وہ تو اس کلام میں (جس کا ماحصل قادیانی نے جعل سازی کر کے نقل کیا ہے) اور اپنی دوسری عبارت میں جو صفحہ ۱۱۴ وصفحہ ۱۴۱ میں مقول ہوئی ہیں صاف اور تصریح کے ساتھ کہہ چکے ہیں کہ جبریل آنحضرت ﷺ کے پاس اصلی وجود سے آئے ہیں۔ یہ بات جو قادیانی نے ان سے نقل کی ہے یہ انہوں نے خاص کر اسی حالت وصورت میں فرمائی جب کہ وہ دحیہ کی صورت میں آتے تھے۔ اسی صورت میں آنے پر اہل نظر کا اعتراض واشکال وارد ہوتا تھا کہ اس صورت میں آپ کا اصلی جسم موجود زندہ ہوتا تھا یا مردہ ہوجاتا تھا اور اسی صورت میں انہوں نے اس اعتراض کا پہلے ایک ظاہری جواب اہل علم سے نقل کیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ یہ امر جائز اور قریب الوقوع ہے کہ جبریل امین اصلی جسم سے مفارقت کر کے دوسرے جسم میں جو جسم دحیہ کلبی سے مشابہ اور اس کا مماثل تھا، انتقال کرتے ہوں۔ ومعہذا ان کا اصلی جسم مردہ نہ ہوتا ہو، جیسے شہیدوں کا جسم ان کے ارواح کے جدا ہونے اور بہتر جانوروں کے جسم میں انتقال کرنے سے مردہ نہیں ہوتا۔

پھر دوسرا جواب اہل تحقیق سے نقل کیا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دحیہ کی صورت علمی جو کہ جبریل کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ذہن میں تھی اس کو جبریل نے اپنی صفات سے موصوف کر کے متمثل کیا اور اس میں اپنے آپ کو ظاہر کیا۔ اس صورت میں جبریل خود اپنی جگہ رہتا ہے اور جو صورت آنحضرت ﷺ کو نظر آتی تھی وہ جبریل کی صورت مثالی بنتی ہے جو نہ تو جبریل کی عین ہے کیونکہ جبریل کی حقیقت وصورت اور ہے، اور نہ اس سے مغائر ہے کیونکہ یہ وہی جبریل کی ذات مع صفات ہے جو اس صورت میں برآمد ہوئی اور متمثل ہوئی ہے۔

ناظرین! شیخ عبدالحق کی (منقولہ بالا) اصل عبارت ملاحظہ کرو اور پھر انصاف سے کہو کہ اس عبارت میں جبریل کا آسمان پر ثابت برقرار ہونا صرف مثالی صورت میں اور دحیہ کلبی کی شکل میں آنے کی حالت میں تجویز کیا گیا ہے اور معہذا اس مثالی صورت کا ذات وصفات جبریل سے علیحدہ اور اس سے غیر نہ ہونا بیان کیا ہے یا ہمیشہ کیلئے جبریل کا آسمان میں ثابت و برقرار رہنا اور اصلی وجود سے زمین پر نہ آنا بیان کیا ہے، اور اس صورت مثالی کا ذات وصفات جبریل سے مغائر ہونا (جس سے اصلی وجود حقیقی ذات وصفات جبریل کے نزول کی نفی لازم آوے) بیان کیا ہے۔

پھر قادیانی کی اس جرأت وجعل سازی وسرقہ ودھوکہ بازی کو چشم عبرت سے دیکھو کہ اس نے اس عبارت کا مطلب ادا کرنے میں کیسا جعل کیا ہے۔ اس عبارت کا اول وآخر، اور وحی کی سات صورتوں کو جس میں دوسری صورت جبریل کے اصلی وجود سے آنے کی بات تھی، خورد برد کر لیا۔ اور جو بات حضرت شیخ نے اس عبارت میں ایک خاص حالت تمثل جبریل بصورت دحیہ کلبی میں کہی تھی، اس کو عام حالت جبریل قرار دیا۔ اور کئی الفاظ وفقرات از خود گھڑ کر اس سے حقیقی وذاتی نزول کی نفی نکال کر اس کو شیخ کی طرف منسوب کیا اور ناظرین کو یہ جتایا کہ شیخ صاحب کے نزدیک جبریل ہمیشہ آسمان میں ثابت و برقرار رہتے ہیں اور وہ بذات خود اصلی وجود سے نزول نہیں فرماتے۔

اس جعل سازی اور چوری پر اس کی سینہ زوری کو دیکھو کہ وہ اس کید کے اخیر میں شیخ عبدالحق کو اپنا پورا موافق بتاتا، اور اپنا عقیدہ خبیثہ نقل کر کے شیخ کے ذمہ لگاتا ہے، اور پھر بڑے فخر کے ساتھ کہتا ہے، یہ وہی عقیدہ اس عاجز کا ہے جس پر حال کے کور باطن، نام کے علماء کفر کا فتوی دے رہے ہیں،۔

قادیانیو! اپنی میدان محشر کی حاضری کو پیش نظر رکھ کر کہو کہ کور باطن کون ہے؟ قادیانی، جس نے شیخ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عبدالحق کی عبارت آگے پیچھے چرا کر، اوراس میں ازخودالفاظ وفقرات ملاکر، ان کی کلام کو بگاڑ کر، اس کواپنے اعتقاد کے موافق کیا ہے؟ یا وہ علماء جن کے فتوی کی مصدق شیخ عبدالحق کی اصل عبارت موجود ہے؟ اور یہ بھی بتاؤ کہ شیخ عبدالحق، جبریل کے بذات خود اصلی وجود سے نزول کو مانتے ہیں یا قادیانی کی طرح وہ اس نزول سے منکر ہیں؟

میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ لوگوں میں ادنی فراست اور ایک ذرہ نور قلب یا نور ایمان یا کانشینس ہے تو آپ اسی ایک جعل وافتراء پر قادیانی کے اتباع سے دست بردار ہو جائیں گے اور اس کو واقعی دجال و کذاب خیال کریں گے۔ میرے اس سوال کے مخاطب خصوصیت کے ساتھ میر ناصر نواب نقشہ نویس دہلوی، منشی عبدالحق پنشنر اکاؤنٹنٹ لاہوری، حافظ محمد یوسف ضلعدار نہر، مرزا خدا بخش اتالیق محمد علی رئیس مالیر کوٹلہ اور محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ ہیں (جو دھوکہ میں آکر قادیانی کے دام میں مبتلا ہیں)۔

اگر آپ لوگوں نے یہ ثابت کر دیا کہ شیخ عبدالحق کی کلام مذکور کا مطلب ادا کرنے میں قادیانی نے جعل وافتراء سے کام نہیں لیا اور شیخ کا وہی اعتقاد ہے جو قادیانی کا اعتقاد ہے کہ، جبریل امین بذات خود زمین پر کبھی نہیں آتے، تو میں آپ لوگوں کو وعدہ دیتا ہوں میں صرف اسی ایک بات پر آئندہ قادیانی کا تعاقب چھوڑ دونگا۔ اور اگر آپ لوگوں کو ہماری تحریر اور اپنی فہم وتدبر سے یہ ثابت ہو گیا کہ قادیانی نے اس میں جعل وافتراء سے کام لیا ہے تو پھر آپ لوگ اس کے ساتھ نہ رہیں اور یقین کریں کہ جھوٹ بولنے والا خدا کا مقرب محدث و مجدد نہیں ہوسکتا اور ایسا شخص اتباع ومحبت کے لائق نہیں ہوتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کید دوازدہم: جبریل کا حقیقی یا تمثلی نزول

دافع الوساوس کے صفحہ۱۲۲سے ۱۲۶تک مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ:

تمام مفسرین نے اور نیز صحابہ نے بھی اس پر اتفاق کیا ہے کہ جبریلؑ اپنے حقیقی وجود کے ساتھ صرف دومرتبہ آنخضرت کو دکھائی دیئے ہیں۔اور ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ اگر وہ اپنے اصلی اور حقیقی وجود کے ساتھ آتے تو خود یہ غیر ممکن تھا کیونکہ ان کا حقیقی وجود تو مشرق مغرب میں پھیلا ہوا ہے اوران کے بازو آسمانوں کے کنارہ تک پہنچے ہوئے ہیں پھر وہ مکہ یا مدینہ میں کیونکر سما سکتے ہیں،اور وہ کیونکر آنخضرتﷺ کے حجرہ میں سما گیا۔اگر کہو اصلی وجود نہ تھا،تو پھر ترک اصل کے بعد تمثل ہوا یا کچھ اور۔اور اس عقیدہ سے کہ جبریل اصل اور حقیقی وجود سے آتا اور بعد تبلیغ وحی چلا جاتا تھا،لازم آتا ہے کہ انبیاء اکثر اوقات فیض وحی سے محروم اور معطل رہتے تھے جو نہایت بے شرمی کی بات ہے۔شیخ عبدالحق مدارج النبوۃ کے صفحہ۸۳ میں لکھتے ہیں کہ آنخضرت ﷺ کے تمام کلمات وحدیث وحی خفی ہیں اور پھر اسی صفحہ میں لکھتے ہیں کہ اوزاعی،حسان بن عطیہ سے روایت کرتا ہے کہ نزول جبریل قرآن سے مخصوص نہیں۔ بلکہ ہر ایک سنت کا نزول جبریل سے ہے۔ بلکہ آنخضرت کا اجتہاد بھی وحی سے تھا۔پھر صفحہ ۸۷ میں لکھتے ہے کہ صحابہ آنخضرتﷺ کے ہر ایک قول وفعل قلیل وکثیر وکبیر کو وحی سمجھتے اوراس پر عمل کرتے تھے۔ جو شخص احوال صحابہ میں تامل کرے گا وہ اس اعتقاد سے کہ کبھی جبریل آنخضرت کو چھوڑ کر آسمان پر چلا جاتا تھا،خدا تعالی سے شرم کرے گا اور ڈرے گا کہ ایسا وہم بھی اس کے دل میں گذرے۔

افسوس ہمارے یہ علماء جو محدث بھی کہلاتے ہیں کچھ نہیں ڈرتے اگر ان کے ایسے عقیدہ کو ترک کرنا کفر ہے تو ایسا کفر اگر ملے تو زہے سعادت۔ہم ان کے ایسے ایمان سے سخت بے زار ہیں ان لوگوں نے ہمارے نبی ﷺ کے مرتبہ کو حضرت عیسے کی نسبت ایسا گھٹایا جس کے تصور سے بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔

ازالہ کید

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ اس کید کے اکثر حصہ کا ردّ وازالہ تو بضمن رد کید نمبر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۱۰۷ وغیرہ میں ہو چکا ہے اور روز روشن کی طرح ثابت کیا گیا ہے کہ قادیانی کے اس خبیث اعتقاد سے کہ آنحضرت ﷺ ہر آن اور ہر وقت جبریل کی اتالیقی وحفاظت وحراست کے محتاج تھے اور وہ بذات خود ناپاکی سے بچ نہ سکتے تھے اور نہ بلا واسطہ جبریل وحی الٰہی سے مشرف ہو سکتے تھے۔ اور وہ (قادیانی) خود بدولت بلا واسطہ جبریل خدا سے ہم کلام ہوتا ہے اور سو بار جو چاہے خدا سے پوچھ سکتا ہے عیاذاً باللہ من ذالك آنحضرت ﷺ کی اس قدر توہین اور آپ کی اقدس جناب میں اس قدر بے ادبی ودشنام دہی پائی جاتی ہے کہ اس سے ہر مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور ان کے ایمانی خون جوش میں آتے ہیں۔ اور اس باب میں جو اہل اسلام کا اعتقاد ہے اس سے آنحضرت ﷺ کی مسیح پر فضیلت ثابت ہوتی ہے، نہ مسیح کی فوقیت۔ اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ہر ایک قول وفعل تشریعی وحی الٰہی سے سرزد ہوتا تھا، جبریل کے واسطہ سے ہو خواہ بلا واسطہ غیر وحی خفی الٰہی سے ہو۔ اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ کیفیت نزول جبریلؑ کی نسبت قادیانی کا یہ سوال کہ۔ وہ مکہ ومدینہ میں اور آنحضرت ﷺ کے حجرہ میں کیونکر سما سکتے تھے؟ نیچریانہ اور ملحدانہ سوال ہے۔ اور امور عالم بالا جو قادیانی کی سابق اصطلاح کے مطابق عالم سوم، باطن در باطن سے ہیں، ایسے سوالات کا محل نہیں ہو سکتے۔ قادیانی ان کو ایسے سوالات کا محل سمجھتا ہے تو ان کے نظائر کی نسبت اس قسم کے سوالات کا جواب دے۔

اور مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے: کہ جبریل امین صرف دو دفعہ اصلی وجود سے آنحضرت ﷺ کو دکھائی دیئے، باقی دفعات تمثلی وجود سے آتے رہے ہیں۔

اور اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ: جبریل اکثر دفعہ بذات خود اور اصلی وجود سے نہ آتے تھے، بلکہ ان کی مثال آتی تھی۔

قادیانی کی اس بات کا جواب یہ ہے کہ اتنا تو اس نے خود مان لیا ہے کہ دو دفعہ جبریل اپنی اصلی شکل اور حقیقی وجود سے آنحضرت ﷺ کے پاس زمین پر آئے، کیونکہ یہ امر اس نے تمام مفسرین اور صحابہ سے نقل کیا ہے اور اس کے ردّ وخلاف میں ایک کلمہ تک وہ زبان قلم پر نہیں لایا۔ اور اگر اس کو اس میں کچھ اختلاف ہوتا تو وہ ضرور منہ کھولتا۔

ہر چند بعض مفسرین ومحدثین نے حضرت جبریل کا آنحضرت ﷺ کے پاس ایک دفعہ زمین میں آنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تجویز کیا ہے دوسری دفعہ معراج کی شب سدرۃ المنتہی کے پاس آسمان میں مگر چونکہ قادیانی آنحضرت ﷺ کے معراج سے اور جسمانی وجود باوجود کے ساتھ آپ کے آسمان پر جانے سے اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۴۵ میں صاف انکار کر چکا ہے، لہذا اس کے نزدیک جبریل کا آنحضرت ﷺ کے پاس آنا دونوں دفعہ زمین ہی پر مسلّم ہو سکتا ہے۔ خواہ ان دونوں دفعات میں سے ایک دفعہ غار حرا میں وہ آنحضرت ﷺ کے پاس جبریل کا آنا تسلیم کرے اور دوسری دفعہ میدان مکہ کے افق اعلی یا شرقی میں۔ چنانچہ صحیح بخاری کی اس حدیث میں بیان ہوا ہے:

عن عائشه فی صفة نزول الوحی۔ حتی جاء ه الحق و هو فی غار حراء ۔ فجاء ه الملك ۔ فقال اقرأ۔ قال ما انا بقاری (بخاری)

قال و هو یحدث عن فترة الو حی فقال فی حدیثه، فبینا انا امشی اذ سمعت صوتاً من السماء فرفعت بصری فاذا الملك الذی جاء نی بحراء جالس علی کرسی بین السماء والارض فرهبت منه فرجعت ، فقلت زملونی زملونی (بخاری۔ ص ۳)

خواہ ایک دفعہ اسی افق اعلی یا شرقی میں جس کا ذکر حدیث مذکور کے علاوہ قرآن مجید کی ان آیات میں بھی ہے:

و هو بالافق ا لاعلی۔ (النجم۔ ع ۱) ۔ و لقد راہ بالافق المبین ۔(تکویر۔ع ۱) ،

یا دوسری دفعہ موضع قادیان کے کھیت یا میدان میں جس کو قادیانی مکہ و مدینہ کے برابر مہبط وحی سمجھتا ہے اور اس باب میں وہ ایک آیت قادیانی قرآن میں: انّا انزلناہ قریباً من القادیا ن وبالحقّ انزلناہ و بالحقّ نزل وکان وعد الله مفعو لاً (ازالہ اوہام۔ص ۷۳ و ۷۷)

اور اس کے شان نزول میں ایک الہام ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۳ وغیرہ میں بیان کر چکا ہے۔ جو رسالہ اشاعۃ السنہ کے نمبر ۲ جلد ۱۴ صفحہ ۴۶ میں منقول ہے۔

بہر حال اس کی اس تسلیم، حقیقی نزول جبریل سے (دو دفعہ یا ایک ہی دفعہ کیوں نہ ہو) اس کا مدعا (جبریل کا اصلی وجود سے نازل نہ ہونا) ثابت نہیں ہوتا، بلکہ اس کا ابطال ہوتا ہے اور اس کے مذہب کے اس اصل اصول کا کہ جبریل سورج کی روح یا بمنزلہ روح ہے لہذا وہ اس سے کبھی جدا نہیں ہوتا۔ جدا ہو تو سورج کی حالت وجودیہ میں فرق آ جاوے۔ یعنی وہ ٹوٹ پڑے اور نظام شمسی درہم برہم ہو جائے (جس کو وہ توضیح مرام کے صفحہ ۳۸ و ۶۸ و ۸۵ و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

غیرہ میں بیان کر چکا ہے اور ہمارے اشاعۃ السنہ نمبر۴ جلد۱۳ میں منقول ہے) بالکل ستیاناس ہوتا ہے۔ اور جبریل کے ذاتی و حقیقی نزول پر جس قدر اعتراضات اس نے اس کید نمبر۷ و کید نمبر۱۰ میں کئے ہیں وہ سب کے سب کافور اور ہباءً منثورہو جاتے ہیں کیونکہ جب بحسب اعتراف قادیانی دو دفعہ یا کم سے کم ایک دفعہ جبریل کا اصلی وجود سے زمین پر آنا، اور اپنے لمبے وجود کے ساتھ صرف ایک چھوٹی سی جگہ (غار حرا میں یا ایک میدان افق شرقی مکہ) میں سما جانا جائز ہو گیا تو اسی طرح چوبیس ہزار بار بھی انکا زمین پر آنا اور آنحضرت ﷺ کے حجرہ میں سما جانا جائز ہوگا۔

دیکھو کہ جس بات کو قادیانی نے اپنے مذہب باطل کی دلیل سمجھ کر پیش کیا تھا اسی سے اس کے مذہب کا ابطال ہوا اور رجل قضی علی نفسه کا مضمون اس پر صادق آیا۔ اب رہا قادیانی کی اس حجت اور وسوسہ کا ردو جواب کہ تمثلی وجود کے ساتھ جبریل کے نزول سے (جو اکثر اوقات ہوتا تھا) ذاتی اور اصلی وجود سے نزول کی نفی ہوتی ہے۔ سو یہ ہے کہ یہ تب ہو جبکہ مثال اصل سے مغائر ہو اور ایک وجود دوسرے کی نفی کرے، اور ایسا ہرگز نہیں ہے۔

شیخ عبد الحق کی منقولہ بالا کلام میں (جس سے قادیانی نے تمثلی وجود نکالا ہے) صریح طور پر گذر چکا ہے کہ جبریل کی مثال، جو آنحضرت ﷺ دیکھتے تھے، جبریل کی غیر نہ تھی بلکہ وہ جبریل کی ذات معہ صفات تھی جو اس صورت مثالی میں نظر آتی تھی۔

علاوہ بریں جبریل کے بشکل انسانی متمثل و متشکل ہونے کی ایک وہی صورت نہیں جو شیخ عبد الحق نے بعض اہل تحقیق سے نقل کی ہے اور اس سے قادیانی نے اپنی نافہمی سے اصل وجود کے نزول کی نفی نکالی ہے، بلکہ تمثل جبریل کی پانچ صورتیں اور جائز و ممکن الوقوع ہیں اور آئمہ علماء اسلام نے وہ صورتیں بیان کی ہیں جن سے صاف ثابت ہے کہ جس صورت میں جبریل متمثل ہوتا تھا وہ عین ذات اور صورت جبریل تھی۔

ازانجملہ ایک صورت وہ ہے جو ان ہی شیخ عبد الحق نے (جس پر قادیانی کا اسباب اعتماد ہے) بعض علماء سے نقل کی ہے کہ جبریل کی روح اپنی اصلی صورت و جسم کو چھوڑ کر اس صورت و جسم میں جو آنحضرت ﷺ کو نظر آتا تھا، منتقل ہوتی تھی۔ ومعہذا جبریل کا اصلی جسم مفارقت روح سے مردہ نہ ہوتا تھا، جیسے شہیدوں کا جسم مفارقت روح سے مردہ نہیں ہوتا۔ اس صورت میں آنحضرت ﷺ کے پاس آنیوالا متمثل شخص اور نظر آنے والی صورت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بعینہ ذات جبریلؑ بنتی ہے جو دوسرے جسم میں ظاہر ہوتی تھی، نہ کوئی اور چیز۔

اس صورت کے مصدّق ومؤید قرآن وحدیث کے ظاہر الفاظ ہیں جن میں جبریل کی تمثلی صورت کو جبریل کہا گیا ہے اور اس کے اقوال کو جبریل کی طرف منسوب کیا ہے۔ قرآن میں مریمؑ کے پاس جبریلؑ کے آنے کی نسبت فرمایا ہے: فارسلنا الیھا روحنا فتمثّل لھا بشراً سویاً (مریم۔ع۲)۔ ہم نے اس کی طرف اپنی روح یعنی جبریل کو بھیجا وہ جبریل اس کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں متشکل بن گیا۔

تفسیر کبیر اور بیضاوی میں کہا ہے: اتاھا جبریل متمثلا بصورۃ شاب امرد سوی الخلق تستأنس بکلامہ (بیضاوی)۔ ولو ظھر لھا فی صورت الملا ئکۃ لنفرت عنہ (تفسیر کبیر۔ ج۵ص ۷۷۹) مریم کے پاس جبریل ایک جوان مرد بے ریش کی صورت میں متشکل ہوکر آئے تاکہ وہ ان کے کلام سے مانوس ہوں، اور وہ فرشتوں کی شکل میں آتے تو وہ ان سے متنفر ہوجاتیں۔

اس آیت کے الفاظ اور اقوال مفسرین کے الفاظ کے ظاہری اور حقیقی معنے یہی ہیں کہ جو شخص مریمؑ کے پاس آیا تھا اور ان کو دکھائی دیا تھا وہ جبریلؑ تھا۔ اسی جبریل کو خدا نے بھیجا، وہی جبریل انسانی شکل میں متشکل ہوا، وہی جبریل حضرت مریم کو نظر آیا۔ اور ان الفاظ کے یہ معنی کہ جس کو خدا تعالی نے بھیجا اور وہ آیا اور مریم کو دکھائی دیا، وہ صرف جبریل کی خیالی مثال یا عکسی تصویر یا فوٹو تھا، مجازی اور تاویلی معنی ہیں، جن کی طرف حقیقی معنی کو چھوڑ کر رجوع کرنا الحاد نیچریت وباطنیت ہے۔

حدیث صحیح بخاری منقولہ بالا میں جو یہ الفاظ وارد ہیں کہ کبھی فرشتہ مرد کی شکل میں متمثل ہوکر آتا (احیانا یتمثّل لی الملک رجلاً فیکلّمنی) اس کے بھی ظاہری اور حقیقی معنے یہی ہیں کہ آنیوالہ اور انسان کی صورت بن جانے والہ جبریل ہے، کیونکہ یہی اس کے حقیقی اور ظاہری معنی ہیں، نہ اس کا فوٹو یا عکس یا خیالی صورت کیونکہ یہ معنی مجازی تاویلی ہیں۔

علماء متکلمین نے (قسطلانی۔ ج۱ص۵۰۰) فرشتوں کی یہ تعریف کی ہے: الملا ئکۃ اجسام علویّۃ لطیفۃ متشکل فی ای شیء ارادوا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ فرشتے ایسے علوی لطیف اجسام ہیں کہ وہ جس شکل سے چاہتے ہیں متشکل ہوجاتے ہیں ان میں تبدل وتغیر کی طاقت بھی موجود ہے اور قادیانی کے مرید محمد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

احسن امروہی نے بایں الفاظ درج کیا ہے: ان الملائکۃ عند اھل الحق اجسام لطیفۃ ولھم قوۃ التشکل و التبدل (رسالہ تائید کفریات قادیانی از محمد احسن ص ۵۳)۔ یہ تعریف بھی اسی کی مصدق ہے کہ نظر آنے والے درحقیقت فرشتے ہوتے ہیں جو صورت و شکل بدل کر ظاہر ہوتے ہیں۔

اس تبدل و تغیر اور انتقال روح از جسم بجسم دیگر کو جو مرزا قادیانی نے تناسخ کہا ہے تو یہ اس کا مغالطہ ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ صرف اس قسم کا تبدل و انتقال تناسخ نہیں، اور تناسخ کی جو حقیقت وہ سرمہ چشم آریہ میں بیان کر چکا ہے اس میں یہ تبدل و انتقال داخل نہیں ہوسکتا۔ اب وہ بیان سرمہ چشم آریہ کے برخلاف اس تبدل و انتقال کو تناسخ کہے یا کوئی اور نام رکھے، اہل اسلام تو اس تبدل و انتقال کو کمال قدرت خداوندی کا ایک نمونہ و مثال سمجھتے ہیں اور قرآن و حدیث کو اس پر شاہد ناطق جانتے ہیں۔

قرآن میں خدا تعالی اس قسم کے تبدّ لات جو انسان میں واقعہ ہوئے ہیں کہ، وہ پہلے مٹی تھا، پھر نطفہ ہوا، پھر چیتھڑا ہوا، پھر مضغہ بنا، پھر ہڈی کی صورت میں آیا، پھر اس پر گوشت پہنایا گیا، پھر بچہ ہو کر نکلا، پھر جوان ہوا، پھر بوڑھا ہوا، پھر خاک میں مل کر خاک ہوگیا، پھر اس خاک سے ویسا ہی انسان ہو کر نکلے گا ، کو اپنے آیات قدرت سے شمار کیا ہے اور ان سے اپنا خالق ہونا ثابت کیا ہے۔ و لقد خلقنا الانسا ن من سلالۃ من طین۔ ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین ۔ ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاماً فکسو نا العظا م لحماً۔ ثم ا نشاناہ خلقاً آ خر۔ فتبارك اللہ احسن الخا لقین (مو منو ن۔ع ۱) ھو الذی خلقلکم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ ثم یخرجکم طفلاً ثم لتبلغوا اشد کم ثم لتکو نوا شیو خاً (مو من ۔ ع ۷)

اور قرآن میں شہیدوں کے مارے جانے کے بعد دوسری زندگی اور دوسرے جسم میں زندہ رہنے کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ سورۃ بقرہ کے رکوع ۱۹ میں ہے: و لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات۔ بل احیاء عند ربھم

حدیث شریف میں اس اشارہ کی یہ تصریح ہوئی ہے کہ شہیدوں کی ارواح سبز جانوروں کی پوٹ میں رہتی ہیں اور بہشت کے پھل کھاتے ہیں: عن ابن مسعود قال انا قد سئلنا عن ذلك رسول اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فقال ارواحهم کطیر ... فی جوف طیر خضر لها قنادیل معلقة بالعرش ۔ شرح من الجنه..... الی تلك القنادیل؟؟ (معالم التنزیل۔ ص ۱۹۶)

ایک حدیث میں جعفر طیارؓ کی نسبت (جو جنگ موتہ میں شہید ہوئے اور ان کے دو بازو کٹ گئے تھے) فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ان بازوؤں کے بدلے ان کو دو پر لگا دیئے ہیں جن سے وہ فرشتوں کے ساتھ آسمان میں اڑتے ہیں قال رسول الله رأیت جعفراً یطیر فی الجنة مع الملائکته (ترمذی)

و قال ایضاً حین قطعت یداه فی غزوة موته جعل الله له جنا حین حین یطیر بهما

اس بیان قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ اس قسم کے تبدلات وانتقالات خدا کی قدرت کی آیات ہیں، اللہ اور رسول نے خود ان کو بیان کیا ہے اور ان سے توحید کا اثبات ہوتا ہے

اب ہم بتاتے ہیں کہ قادیانی کے نزدیک بھی مطلق تبدل وانتقال کا نام تناسخ نہیں ہے بلکہ خاص اس تبدل انتقال کا نام ہے جس میں یہ تین امور کفریہ پائے جاتے ہیں:۔

اول یہ کہ ارواح قدیم ہیں۔ دوم۔ یہ کہ اجسام (مادہ عالم) قدیم ہیں۔ سوم۔ یہ کہ خدا تعالیٰ نہ ارواح کا خالق ہے نہ اجسام کا، بلکہ وہ صرف ارواح کو اجسام سے جوڑ دیتا ہے اس طور پر کہ جو شخص اچھے عمل کرتا ہے اس کو اچھے اجسام سے جوڑ دیتا ہے۔ مثلاً انسان بنا دیتا ہے یا ستارہ وغیرہ اور جو برے عمل کرتا ہے اس کو برے اجسام، گدھے کتے وغیرہ سے جوڑ دیتا ہے۔

اسی طور پر ہر ایک شخص مختلف جونوں میں جاتا ہے اور اپنے اعمال کا پھل پاتا ہے۔ بناءً علیہ دنیا کی نہ ابتداء ہے نہ انتہا، نہ فنا اور نہ اس فنا کے بعد کوئی حشر یا نشر یا حساب وکتاب۔ جو ہے اسی دنیا میں ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا۔ یہ مضمون اور حقیقت تناسخ مرزا قادیانی کے سرمہ چشم آریہ میں صفحہ ۹۴ سے ۹۸ تک بیان ہوئی ہے اور اس کی مختلف عبارات سے مفہوم ہوتی ہے۔

اب ناظرین منصفین غور کریں اور داد انصاف دے کر کہیں کہ یہ کفریات ثلاثہ جو اعتقاد تناسخ میں پائے جاتے ہیں اور وہ قادیانی نے خود بیان کئے ہیں، اس تمثل جبریل کی صورت اول میں جو علماء نے بیان کی ہے، کہاں پائے جاتے ہیں؟ نہیں تو پھر قادیانی کا اس تمثل وانتقال کو تناسخ کہنا عمداً دھوکہ دینا نہیں تو اور کیا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دوسری صورت تمثل وہ ہے جو امام الحرمین سے فتح الباری شرح بخاری میں منقول ہے اس کا خلاصہ پہلے گذر چکا ہے یہاں اس کی اصل عبارت معہ ترجمہ وتفسیر جو بلفظ یعنی ہوگی نقل کی جاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں قال امام الحر مین تمثل جبر یل معناہ ان اللہ افنی الزائد من خلقه ... ثم یعیده ... و یزعم ابن عبد السلام بالا زالة ..... و الحق ان تمثل الملك ر جلا لیس معناہ ان فاته ... ر جلاً بل معناہ انه ظهر بتلك الصو رة ... لمن خاطبه و الظا هر ایضا۔ ان ولا یغنی بل یخفی علی الرا ئق فقط (فتح الباری۔ ج ۱ ص ۱۱) تمثل جبریل کے یہ معنی ہیں کہ خداتعالی جبریل کی اصلی خلقت (یعنی صورت) سے قدر زائد کو (یعنی جو نظر آنے والی انسانی صورت سے علاوہ تھا) فنا کر دیتا یا ٹلا دیتا تھا (یعنی اس سے جدا کر دیتا تھا) پھر اس قدر زائد کو لوٹا دیتا تھا (یعنی جب جبریل اپنی اصل صورت میں آنا چاہتا تھا)۔

تیسری صورت تمثل وہ ہے جو امام ابن عبد السلام نے پسند کی ہے۔ اس کا خلاصہ بھی منقول ہو چکا ہے۔ یہاں اصل عبارت کا ترجمہ وتفسیر نقل کی جاتی ہے۔ اس نے وہی بات پسند کی ہے جو امام الحرمین نے کہی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ قدر زائد کے فنا ہونے کا قائل نہیں مگر اس کو ٹلا دینے کا قائل ہے۔ اس کی تقریر اس نے یوں کی ہے کہ اس حصہ (جدا کئے گئے) جبریل کی روح کے انتقال سے اس حصہ کا مردہ ہونا لازم نہیں آتا بلکہ جائز ہے کہ وہ مفارقت روح کے بعد زندہ رہے، جیسے شہیدوں کے جسم روح جدا ہونے اور سبز جانوروں کی پوٹ میں انتقال کرنے سے مردہ نہیں ہوتے۔

چوتھی صورت وہ ہے جو حافظ ابن حجرؒ نے بیان کی ہے کہ فرشتہ کے شکل انسانی سے متشکل ہونے کے یہ معنی نہیں کہ اس کی ذات بدل کر آدمی کی ذات بن جاتی ہے۔ بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ جبریل انسانی صورت میں ظاہر ہوتے تھے تاکہ مخاطب کو ان سے انس ہو (وحشت نہ ہو)۔ اور ظاہر یہ ہے کہ قدر زائد (یعنی نظر آنے والی انسانی صورت سے علاوہ حصہ اس کی صورت و پیدائش کا) آنحضرت ﷺ کی نظر سے مخفی رہتا تھا۔ نہ وہ حصہ فنا ہوتا تھا اور نہ الگ کیا جاتا۔

پانچویں صورت تمثل وہ ہے جو شیخ الاسلام بلقینی استاد ابن حجرؒ سے اصل عبارت کے ساتھ منقول ہو چکی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے: حضرت جبریل سکڑ کر انسانی صورت وقامت میں ہو جاتے تھے جیسے دھنی ہوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

روئی اکٹھی کرنے سے چھوٹی سی ہو جاتی ہے۔

اکابر کی بیان کردہ ان چاروں صورتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انسانی صورت بھی جس میں جبریل آنحضرت ﷺ کو نظر آتے تھے، جبریل کی ایک اصلی صورت ہے اور جو صورت ان کی دو دفعہ آپ ﷺ کو نظر آئی تھی وہ انسانی صورت سے علاوہ اور اس پر زائد تھی۔

اس امر کی مؤید ابن عباس کی وہ حدیث مرفوع ہے (جس کو حاکم نے روایت کیا اور اس کو صحیح کہا ہے اور اس کو منشی محمد احسن امروہی نے اپنے رسالہ تائید قادیانی کے صفحہ ۵۲ میں نقل کیا ہے)۔ و روی ان لکل ملك منهم و جه رجل و وجه اسد وو جه ثور و وجه نسر۔ اخرجه الحاکم و صححه (تائید قادیانی از احسن امروہی) (اس میں بیان ہوا ہے کہ حاملان عرش کے چار منہ ہیں ایک انسان کا، دوسرا شیر کا، تیسرا بیل کا، چوتھا کرگس کا)

ایسے ہی اگر جبریل کی اصلی صورتوں میں سے ایک صورت انسان بھی ہو، اور ان چاروں صورتوں سے جو ان اکابر نے بیان کیا ہے تشکل و تمثل جبریل کے وقت آپ کی صرف ایک وہی انسانی صورت ظاہر ہوتی ہو اور باقی صورتیں بقول امام الحرمین فنا ہو جاتی ہوں یا بقول امام ابن عبد السلام جدا کی جاتی ہوں، یا بقول حافظ ابن حجر وہ صورتیں آنحضرت ﷺ سے چھپائی جاتی ہوں، تو کوئی تعجب وانکار کا محل نہیں۔ یہ پانچوں صورتیں تمثل کی ایسی ہیں جن سے جبریل کا اصلی وجود سے آنحضرت ﷺ کے پاس آنا ثابت ہوتا ہے۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ تمثلی وجود کے ساتھ جبریل کے نزول سے اصلی وجود کے نزول کی نفی لازم نہیں آتی۔ نہ اس صورت تمثلی سے جو شیخ عبد الحق نے بعض اہل تحقیق سے نقل کی ہے، کیونکہ اس صورت میں جو مثال جبریل آنحضرت ﷺ کو نظر آتی تھی وہ ذات جبریل سے غیر نہ ہوتی تھی، اور نہ ان پانچوں تمثل سے جو ان علماء نے بیان کی ہیں (اور از انجملہ ایک صورت خود شیخ نے بھی بعض علماء سے نقل کی ہے) یہ نفی لازم آتی ہے کیونکہ ان تمثل کی ان صورتوں میں متمثل و متشکل ہونے والی انسانی صورت جبریل امین کی اصلی صورت کا ایک جزو حصہ بنتا ہے اور عین ذات جبریل نہ کچھ اور۔

بالجملہ دو دفعہ جبریل امین کی اصلی یعنی پوری صورت وخلقت سے آنحضرت ﷺ کے پاس آنے اور اکثر اوقات تمثلی صورت سے نزول فرمانے سے قادیانی کا یہ عقیدہ کفریہ کہ، جبریل اپنی ذات سے اور اصلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وجود سے آنحضرت ﷺ کے پاس نہ آتے تھے، بلکہ آسمان سے کبھی جدا نہیں ہوئے، اور آنحضرت ﷺ کو نظر آنے والی صورت جبریل کی عکسی تصویر اور آنحضرت کی خیالی صورت تھی، باطل ہو جاتا ہے۔

قادیانیوں کو انعامی چیلنج بیان بالا کے بعد شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ لکھتے ہیں کہ اب ہم اس نمبر اول اعاذہ کو ان ہی دوازدہ گانہ اکاذیب ومغالطات وکفریات قادیانی کے بیان پر ختم کرتے ہیں اور جو صاحب اب بھی مرزا قادیانی کو مسلمان اور سچا سمجھیں اور اس کے ان کفریات واکاذیب کا اسلام وصدق وحق ہونا ثابت کریں، اس پر ہم ان کو حسب تفصیل ذیل انعام دیں گے

مکائد ومغالطات نمبر اول تا چہارم کو اسلام اور حق ثابت کرنے پر فی نمبر ۲۵ روپیہ اور نمبر ۵ سے ۱۲ تک فی نمبر ۵۰ روپے۔

اور اس بات کے ثبوت پر کہ: شیخ عبدالحق، جبریل کے اصلی وذاتی وجود سے آنحضرت ﷺ کے پاس آنے کے قائل نہ تھے،

یا اس بات کے ثبوت پر کہ:

تمثل وجود کے ساتھ نزول سے حقیقی وجود کے نزول کی نفی لازم آتی ہے، ایک سو روپیہ انعام۔

قادیانی دافع الوساوس کا خلاصہ

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب دافع الوساوس ۶۰۴ صفحہ میں ہے۔ ازانجملہ ۲۸۸ صفحہ میں کتاب کا مقدمہ ہے، جس میں مرزا قادیانی نے بزعم خود اسلام کی حقیقت بیان کی ہے۔ اس بیان حقیقت اسلام کے ضمن میں صفحہ ۱۹۹ سے ۲۶۰ تک اس نے اخبار نور افشان کو مخاطب کیا اور اس کے اس دعوی کا جواب دیا ہے کہ مسیح قیامت کی زندگی ہے۔ اور اسی بیان کے ضمن میں بہ ذیل حاشیہ صفحہ ۲۲۶ سے ۲۷۳ تک اس نے سر سید احمد خان کو مخاطب کیا اور ان باتوں کے سبب وہ ان پر معترض ہوا ہے جو خود اس کے مذہب و اعتقاد کا جز ہیں (صرف عنوان اور پیرایہ کا فرق ہے)۔ اس سے اس نے اپنے مریدوں کو یہ جتایا ہے کہ وہ سر سید کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

شاگرد اور نیچری المذہب نہیں ہے۔

اسی بیان کے ضمن میں صفحہ ۲۶۱ سے ۲۷۱ تک اس نے اہل اسلام کے مقابلہ میں مباہلہ کا اشتہار دیا ہے جس میں خصوصیت کے ساتھ اس خاکسار (محمد حسین) اور ہمارے شیخ اور شیخ الکل (سید نذیر حسین محدث) کو مخاطب کیا ہے۔ اسی کے ضمن میں صفحہ ۲۷۲ سے ۲۷۸ تک اس نے برہمو آریہ اور پادریوں وغیرہ مخالفین اسلام کو اشتہار دیا ہے جس میں نشان نمائی کا فضول اور جھوٹا دعوی کیا ہے۔ اسی کے ضمن میں صفحہ ۲۷۹ سے ۲۸۸ تک اپنی پیش گوئی متعلق موت خسر فرضی (احمد بیگ) کا ذکر کیا ہے۔

یہ مضامین مقدمہ متضمن بیان حقیقت اسلام ہیں جن کو ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ وہ کہاں تک حقیقت اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان مضامین کے اکثر حصہ کا جواب جو اہل اسلام خصوصاً اشاعۃ السنہ کے ذمہ تھا، صفحات بالا میں میں ادا ہوا ہے اور اقل قلیل باقی ہے۔

اس کے بعد صفحہ ۲۷۹ سے صفحہ ۳۲۶ تک قادیانی نے اس مراسلت کو نقل کیا ہے جو خاکسار اور مرزا قادیانی میں بابت ایک منذر الہام و پیش گوئی متعلق موت خسر فرضی قادیانی ہوئی۔ اس کے ضمن میں صفحہ ۲۹۱ سے ۳۱۰ تک قادیانی نے اس عاجز (محمد حسین) کو جی بھر کے گالیاں دی ہیں۔ آنجملہ دس دفعہ لعنت ہے جو جلی قلم سے لکھا گیا۔

اس کے بعد صفحہ ۳۴۶ سے ۳۵۰ تک وہ مراسلت نقل کی ہے جو مرزا قادیانی اور محمد علی رئیس مالیر کوٹلہ میں ہوئی ہے۔ اس کے بعد صفحہ ۳۹۹ سے ۴۹۷ تک ایک تبلیغ کا مضمون ہے جس میں قادیانی نے جملہ علماء ہندوستان و پنجاب و عرب وغیرہ کو مخاطب کیا اور اس میں پرانے دعاوی کفریہ اور ان کے دلائل اور تاویلات وغیرہ کا اعادہ کیا ہے۔ اس کے بعد صفحہ ۴۹۸ سے ۵۱۶ تک اپنے فضائل و کمالات کو بیان کیا ہے۔ اس کے بعد صفحہ ۵۱۷ سے ۵۴۰ تک ملکہ برطانیہ و قیصر ہند کی خوش آمد کی ہے۔ اس کے بعد صفحہ ۵۴۰ سے ۵۸۱ تک پھر اپنے اور اپنے دعووں کے فضائل اور اپنے عقائد کفریہ اور ان کے دلائل بیان کئے ہیں۔ اس کے بعد صفحہ ۵۸۱ سے ۵۹۰ تک اپنے تابعین کے محامد و فضائل بیان کئے ہیں اس کے بعد صفحہ ۵۹۰ سے ۶۰۴ تک ہمارے خط مورخہ ۹ جنوری (۱۸۹۳ء) کا جواب دیا ہے، مگر اصل خط کو نقل نہیں کیا۔ اور اس جواب میں ہمارے ۸۵ سوالات متعلق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پیشگوئی متعلقہ موت خسر فرضی کے جواب سے عاجز ہو کر عربی زبان میں تفسیر لکھنے میں خاکسار سے مقابلہ کا دعوی کیا ہے۔

کتاب کے اخیر میں چند مضامین اور ملحق ہیں۔ پہلے ایک فتوی متعلق جواز شرکت میلہ سالانہ قادیانی ہے۔ پھر جلسہ سالانہ میلہ کی کیفیت بیان کی ہے۔ پھر میر ناصر نواب کی تحریر نقل کی ہے۔ پھر لیکھرام کی نسبت ایک پیش گوئی درج کی ہے۔ پھر شیخ مہر علی رئیس ہوشیار پور کو ایک دھمکی دی ہے۔

درحقیقت یہ مضامین نئے مضامین نہیں ہیں، بلکہ وہی پرانے کفریات والحادات وتاویلات وتحریفات ہیں جن کو وہ سابقہ رسائل واشتہارات میں سال ہا سال سے ظاہر کررہا ہے۔اب صرف ان کا پیرایہ وطرز بیان بدل دیا ہے۔ ہاں اس میں ایک نیا کمال یہ دکھایا ہے کہ ان میں فحش گالیوں کو حد کمال تک پہنچا دیا ہے۔

اس مضمون تبرابازی کے سوا اس کے جملہ مضامین کا جواب گذشتہ پرچہ ہائے اشاعۃ السنہ میں ادا ہو چکا ہے اور ان کے نئے پیرایہ اور نئے رنگ کو صفحات بالا میں کھولا گیا ہے۔اور جو باتیں اس میں اقوام یا اشخاص غیر کے متعلق ہیں ان کا جواب دینا ہمارا فرض ہی نہیں ہے۔(ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۵ ملخصاً)

عربی خطبہ وساوس قادیانی کی چند غلطیاں

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی ؒ بتاتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جو خطبہ اور مقاصد دافع الوساوس میں عربی عبارت لکھی ہے اس سے اسکے بعض اتباع اس کا ولی وصاحب الہام ومہبط کلام الٰہی ہونا نکالتے اور کہتے ہیں کہ اس شخص نے کسی مدرسہ میں عربی کی تعلیم نہیں پائی اور کسی استاد کی عربی میں شاگردی نہیں کی، بایں ہمہ ایسی ادق عربی اس نے لکھ ڈالی ہے تو یہ بجز الہام وتعلیم الٰہی کیونکر ہوسکتی ہے۔اور بعض جہلاء اس سے اس کا عالم متبحر ہونا ثابت کررہے ہیں۔مگر حقیقت شناس اس عبارت سے اس کا جاہل ہونا، اور کوچہ عربیت سے اس کا نابلد اور دعوی الہام میں کاذب ہونا نکالتے ہیں اور وہ خوب سمجھتے ہیں کہ یہ عبارت عرب کی عربی نہیں اور اس کی فقرہ بندی محض بے معنی تک بندی ہے۔اس میں بہت سے محاورات والفاظ قادیانی نے از خود گھڑ لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہیں، عرب عرباء سے وہ منقول نہیں۔ اور جو اس کے عربی الفاظ وفقرات ہیں ان میں اکثر صرف ونحو وادب کے اصول وقواعد کی رو سے اس قدر غلطیاں ہیں کہ ان اغلاط کی نظر سے ان کو مسخ شدہ عربی کہنا بے جا نہیں۔

اس مقام میں ہم ان اغلاط کا بیان کرتے ہیں جو بعض اہل علم نے بیان کی ہیں مگر اس سے پہلے ایک تمہید کو ضروری سمجھتے ہیں جس سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ اس اغلاط گیری ونکتہ چینی سے قادیانی کا عربی سے جاہل اور شرف کلام الہام وکلام الٰہی سے عاطل ہونا کیونکر ثابت ہوسکتا ہے۔

یہ مسئلہ مسلّمہ ہے کہ غلطی بڑے بڑے لائق اشخاص سے ہو جاتی ہے اور وہ ان کی لیاقت میں بٹہ نہیں لگاتی۔ خدا تعالی اور اس کے رسول معصوم ومقبول کے بعد کسی شخص کا اپنے کلام میں کوئی غلطی کرنا محل تعجب نہیں بلکہ کسی انسان سے اس کے انسانی کام میں غلطی نہ ہو تو یہ امر موجب تعجب ہے کیونکہ انسان کے لئے سہو ونسیان، جو غلطی کا منشاء ومولد ہے، ایک لازمی امر ہے اور مقولہ اول ناس اول ناس اور مقولہ الا نسان یسا وق النسیا ن مسلّمہ مقولے ہیں۔

بناء علیہ کسی لائق انسان کے کلام میں مطلق غلطی اسکے علم وفضل وکمال میں نقصان وزوال کا موجب نہیں ہوسکتی۔ بڑے بڑے شاعر امرء القیس اور اس کے ہم سر ایسے گزرے ہیں کہ ان کے کلام میں دوسروں نے غلطیاں نکالی ہیں اور پھر ان کی شاعری غیر مسلّم نہیں ہوئی۔ اور بہت ادیب خطیب ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے محاورات میں لغزش کھائی ہے، پر وہ ان کی منقصت کی موجب نہیں سمجھی گئی۔ لہذا غلطی کلام سے متکلم کی بے علمی ونالائقی ثابت کرنے کیلئے کوئی ایسی شرط یا اصول مقرر ہونا چاہیے جس میں معذرت بالا کی گنجائش نہ ہو۔

ہمارے نزدیک اور ہر ایک صاحب خبرت وانصاف کے نزدیک وہ شرط یا اصول یہ ہے کہ غلطی جو کمال میں نقصان یا زوال پیدا کرتی ہے وہ ہے جس کا صدور اہل علم وکمال سے عادۃً محال ہو۔ اور اگر وہ معمولی اور ممکن الوقوع ہو تو اس کا وقوع وصدور اس کثرت سے نہ ہو جس کا نمبر فیصدی پچاس سے بڑھ گیا ہو (مرزا بشیر احمد قادیانی اپنے والد کی عربی نویسی میں اغلاط کا ذکر یوں کرتے ہیں: بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی نے کہ مرزا صاحب فرماتے تھے کہ ہماری جتنی عربی تحریریں ہیں یہ سب ایک رنگ میں الہام ہی ہیں کیونکہ سب خدا کی خاص تائید سے لکھی گئی ہیں۔ فرماتے تھے بعض اوقات میں کئی الفاظ اور فقرے لکھ جاتا ہوں مگر مجھے ان کے معنی نہیں آتے، پھر لکھنے کے بعد لغت دیکھتا ہوں تو پتہ لگتا ہے۔ نیز مولوی صاحب موصو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ف بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحب عربی کی کتابوں کی کاپیاں اور پروف حضرت خلیفہ اول اور مولوی محمد احسن کے پاس بھی بھیجا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر کسی جگہ اصلاح ہو سکے تو کر دیں۔ حضرت خلیفہ اول تو پڑھ کر اسی طرح واپس فرما دیتے تھے لیکن مولوی محمد احسن صاحب بڑی محنت کر کے اس میں بعض جگہ اصلاح کے طور پر لفظ بدل دیتے تھے۔ سیرۃ المہدی جلد اص ۹۱۔ بہاء)

محال ہونے صدور کی مثال عربی کا ایک بڑا فرضی جملہ ہے. ضرب زید عمرو فی الدّار قائم بالخشبة . .(جس ترجمہ ہے کہ زید نے عمرو کو گھر میں کھڑا ہو کر لکڑی سے مارا)۔اس جملہ میں زید کو جو ضرب کا فاعل ہے، زیر سے پڑھنا اور عمرو کو جو مفعول بہ ہے، پیش سے اور دار کو جو فی کا مجرور اور معرف بلام ہے، تنوین اور پیش لگانا اور قائماً کو جو حال ہے زیریں دینا، خشبہ مجرور کو زبر، ایسی اغلاط ہیں کہ ادنی اہل علم سے جس کو کم سے کم نحو کی پہلی کتاب (نحو میر) بھی آتی ہو ان کا صدور محال ہے۔اور جس کے منہ سے ایسی غلطی نکلے اس کو کسی اہل علم کا اہل علم سمجھنا ناممکن ہے اور جو ایسے شخص کو اہل علم سمجھے وہ خود جاہل و بے علم کہلاتا ہے۔..

اگر کسی کلام کے الہامی ہونے کا دعوی ہو، یعنی اس کو کلام خدا کہا جائے (رسول ﷺ پر اس کے نازل ہونے کا دعوی ہو خواہ کسی قائم مقام رسول پر، جس کو رسول کی مانند معصوم اور غلطی وخطا سے محفوظ سمجھا جائے) تو اس کلام میں مطلق غلطی نہ ہونا شرط ہے اور اس میں ایک غلطی بھی اس کے الہام ہونے کی مبطل ہے۔ الہامی کلام میں فی صدی یا فی ہزار یا فی لاکھ (مثلاً) ایک غلطی بھی ہوگی تو وہ کلام الہامی نہ سمجھا جائے گا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا تعالی جو اس کلام کا متکلم فرض کیا گیا ہے اس سہو اور نسیان سے، جو غلطی کا منشاء و مولد ہے، پاک ہے قال اللہ تعالی و ما کان ربک نسیّاً لہذا جس کلام میں غلطی ہو، ایک ہی غلطی کیوں نہ ہو، وہ خدائے پاک اور مقدس کا کلام نہیں۔اس شرط و اصول کو ناظرین محفوظ و ملحوظ رکھیں گے اور پھر قادیانی کی ان اغلاط کو جو ہم بیان کریں گے، غور و توجہ سے ملاحظہ کریں گے تو یقین اور ایمان لائیں گے کہ وہ اغلاط اس قسم (لائق معافی) سے نہیں ہیں کہ وہ قادیانی کے دعوی علم و کمال ظاہری و باطنی میں خلل انداز نہ ہوسکیں بلکہ وہ ایسی اغلاط ہیں جو قادیانی کے کمال علم و الہام کو خاک میں ملاتی ہیں۔ان میں بہت سی غلطیاں ایسی ہیں کہ ان کا صدور نحو میر جاننے والے سے بھی ناممکن ہے جیسے اسکے لفظ فوہ کو بحالت جر واو سے لانا، یا افعال متعدی بدو مفعول کے ایک مفعول کو جمع اور دوسرے مفعول کو مفرد لانا، یا مبتداء کو جمع اور اس کی خبر کو مفرد لانا، جس کی مثالیں فہرست آئندہ میں موجود ہیں یا اسکا صفحہ ۱۳ سطر ۸ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جملہ سئمنا متبحر عاً میں ذوالحال ضمیر سئمنا کو جمع اور اس کے حال متبحر عاً کو مفرد کرنا، یا صفحہ ۱۲ سطر ۵ و ۶ میں صیغ مضارع یقوم، یخاف، یبالی کو ان کے شرط ہونے کی حالت میں مرفوع کرنا، جزم نہ دینا، جن کی تصحیح اس نے کسی اہل علم کی اصلاح سے غلط نامہ کتاب میں کی ہے اور اس سے یہ بات جتائی ہے کہ اس کی قلم سے یہ اغلاط اس وجہ سے نکل گئیں تھیں کہ اس کو نحو میر کے مسائل بھی نہیں آتے کیونکہ یہ اغلاط کاتب کی اغلاط نہیں ہوسکتیں۔ کاتب اصل لفظ کی جگہ ایسے لفظ تو لکھ دیتا ہے جس کو جاہلانہ شہرت سے صحیح سمجھتا ہو جیسے کسی نے خرّ موسی صعقاً کی جگہ خرّ عیسی لکھ دیا تھا۔ کاتب جاہل سے ایسا نہیں ہوسکتا کہ گو لفظ اس کا ہم شکل نہ ہو، اور اس کے جاہلانہ خیال میں بھی کبھی نہ گزرا ہو اس کی جگہ دوسرا لفظ جیسے متبحر عین کی جگہ متبحر عاً اور یکف کی جگہ یخاف درج کردیوے، یہ ضرور حضرت مرزا ہی کے اغلاط ہیں۔ آپ کا اصل مسودہ ایک مجلس میں پیش کرکے اس پر آپ سے مباہلہ کرایا جائے تو ضرور چور پکڑا جائے اور جو غلطیاں آپ کی کلام میں معمولی اور اہل علم سے ممکن الصدور ہیں اور اسلئے وہ قابل عفو بھی ہیں جیسے صلابت میں من کی جگہ عن لانا۔ وعلی ہذا القیاس، وہ اس حد کثرت کو پہنچ گئی ہیں کہ اس کثرت کے ساتھ کوئی ممتحن خواہ کیسا ہی متاہل و نرم ورحم دل ہو قادیانی کو پاس نہیں کرسکتا اور اہل علم ہونے کا سرٹیفیکیٹ نہیں دے سکتا اور ان غلطیوں سے (قسم اول سے، خواہ دوم سے) اس کلام کی نسبت الہام کا خیال کرنا تو ایسا ملیامیٹ ہوتا ہے کہ اس میں کسی اہل عقل وانصاف کو شک وتامل نہیں رہتا۔ اسی وجہ سے ہم نے ان اغلاط کی تفصیل و بیان سے تعرض کیا، ورنہ بجز خدا و رسول کے کون شخص ہے جو غلطی نہیں کرتا۔ تمہید ختم ہوئی۔ اب چند غلطیاں بیان ہوتی ہیں (صفحات نمبر دافع الوساوس کے ہیں)

۱۔ صفحہ ا سطر ۱۰۔۱۱۔ جعلهم شموس الارض و حجج الدين و حرز الايمان (حصون الايمان ہونا چاہیے۔ کیونکہ) حرز واحد ہے اور یہ محل، محل جمع ہے کیونکہ یہ جعل کا دوسرا مفعول ہے جس کا مفعول اول ضمیر جمع ہے۔

۲۔۳۔ صفحہ ا، سطر ۱۲۔ جعلهم منهلاً لا يغور ومتاعاً لا يبور (مناهل لا تغور و امتعة لا تبور ہونا چاہیے کیونکہ) یہ دونوں جعل کے دوسرے مفعول ہیں اور پہلا مفعول ضمیر جمع ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۴۔ص۲۔سطر۳۔ اخرا ج غیرہ عن الحنان (من ہونا چاہیے کیونکہ) خروج واخراج کا صلہ من آتا ہے فخر ج منها خائفاً یترقب، اور فا خرجنا منه خضراء۔

۵۔ص۳۔سطر۴۔۵۔ اطـرد النفوس بین وخدٍ و ذمیل (اطرد کی جگہ سیّر ہونا چاہیے کیونکہ) یہ تمام فقرہ بے معنی تک بندی ہے۔اور خاص اطـــرد جس معنی (چلانے) کیلئے استعمال کیا گیا ہے وہ اسکے معنی نہیں بلکہ وہ لفظ سیـر کے ہیں،اور طـرد کے منع دفع کرنے،اور دھتکارنے کے ہیں۔اطـراد اس دفع کا حکم دینا۔

۶۔۷۔۸۔ص۳۔سطر۷۔ ربّا الاشجار حتی استاثر الثمن و تسمّن(استا ثرت بالاثمار و تسمنت ہونا چاہیے کیونکہ) یہ بھی خلاف محاورہ تک بندی ہے۔ومعہذا اس میں ضمیر اشجار فاعل، لہذا اس کے افعال استاثر ت و تسمنت چاہئیں اور بجائے ثمر، اثمار حرف با سے جو اختصاص پیدا کرے۔

۹۔صفحہ۴سطر۱۷۔ بـرزوا السّیوف (صلّوا یا ابرزوا ہونا چاہیے کیونکہ) سیف کے لئے صل ہی مناسب ہے اگر مادہ بـــراز ہی کا شوق وذوق تھا تو ابـــرزوا باب افعال سے متعدی چاہیے تھا، نہ کہ برزوا لازم۔

۱۰تا۱۵۔صفحہ۴سطر۴۔۵۔ فـاعـطـاهـم اللّه قلباً متقلباً مع الحقّ و لسا ناً متحلیا بالصّدق و جـنـا نـاً خـا لیـاً من الحقد (قلوباً متقلبة و السنة متخلیة و اجنانا خا لیة ہونا چاہئیں کیونکہ) یہ الفاظ مع اپنی صفات کے اعـطـی کے دوسرے مفاعیل ہیں اوراس کا پہلا مفعول هم ضمیر ہے لہذا یہ الفاظ بھی بصیغہ جمع چاہئیں۔

۱۶۔صفحہ۴۔سطر۷۔ انهم بـرهـان رسـالته (برا هین ہونا چاہیے کیونکہ) یہ اسم ان ضمیر جمع کی خبر ہے، لہذا جمع چاہیے۔

۱۷تا۲۱۔صفحہ۴۔سطر۸۔ کـلّ وا حـدٍ مـنهم اوذی و عنّی نی فی ما ولّی و خوّف با لسّیف و السّنا ن۔ فما وهنوا و ماستکا نوا حتی قضو نحبهم و آ ثروا (فما وهن و ما استکا ن حتی قـضـی نـحبه واثر ہونا چاہیے کیونکہ)ان افعال کے فاعل اور ضمیر هم ثانی کا مرجع کل لفظ مفرد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہے،لہذاافعال بھی مفرد چاہئیں جیسے ان کی نظائر سابقہ اذی و عـنـی و خوف ہیں اوروہ ضمیر بھی مفرد چاہیے۔

۲۲۔صفحہ۴سطر۹۔ قوم موجع (موجعون چاہیے کیونکہ)قوم اسم جمع ہےاس کے صفات وافعال قرآن مجید میں صدہا مواضع میں جمع آئے ہیں، علی قوم کافرین ، انّ القوم استضعفونی وغیرہ

۲۳۔صفحہ۵سطر۸۔ علی شرّ هم را صعون (بشرّهم آنا چاہیے کیونکہ) رصع کا صلہ حرف با ہے ۔ رصع به کفر (دیکھو قاموس، منتہی الارب)

۲۴۔صفحہ۶سطر۵۔ بعقل النا قص (بالعقل ہونا چاہیے کیونکہ) ناقص لغت معرف ہے لہذا اس کا موصوف عقل بھی معرف چاہیے۔(جلال دین شمس قادیانی نے اس غلطی کو سہو کاتب لکھا ہے۔کہا بسھو الکاتب ۔ و الصحیح بعقلهم۔ دیکھو روحانی خزائن ۔ بہاء)

۲۵۔صفحہ۶۔سطر۸۔ لا تعطیه الّا لو حیدٍ (و حیداً ہونا چاہیے کیونکہ) اعطیت کے دونوں مفعول بلاواسطہ آتے ہیں۔نحو میر میں ہے اعطیت زیدا در هماً ۔ایسا ہی قرآن شریف میں ہے اعطی کل شئی خلقه ، انا اعطیناك الکوثر

۲۶۔صفحہ۷سطر۱۱۔۱۲۔ ما کنت ان آبی من امر ربی (ابی امر ربی ،ہونا چاہیے کیونکہ)ابی کا مفعول بلاواسطہ آتا ہے ۔ یأ بی الله ، ابی الشیء یا باه۔

۲۷۔صفحہ۸سطر۱۰۔ بل هم کا لتر یاق لهذه الوباء و حجّة اللّه علی ا لاشقیاء و هم خزنة اسرار الشرع و ما هر ا لاصول (حجج ،ہونا چاہیے) یہ لفظ هم ضمیر جمع کی خبر ہے لہذا جمع چاہیے۔

۲۸۔صفحہ۸سطر۱۱۔ اسرا ر الشرع و ماهر ا لاصول (مهره ہونا چاہیے کیونکہ) یہ لفظ بھی هم ضمیر جمع کی خبر ہے لہذا جمع چاہیے۔قادیانی نے غلط نامہ میں اس غلطی کو تسلیم کرکے کسی کے بتانے سے اس کی اصلاح کی ہے مگر چونکہ اس کے نظائر حجة وغیرہ کی اصلاح نہیں کی لہذا یہ عفو کے لائق نہیں ۔اپنے علم سے اس کی اصلاح کرتا تو دوسری نظیر کی بھی اصلاح کرتا۔محمد حسین۔

۲۹۔صفحہ ؟۔سطر۱۸ سالتهما من رب ا لارض و السّماء (سا لتهما رب الارض ہونا چاہیے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سأل کے دونوں مفعول بلا واسطہ آتے ہیں۔

۳۰۔ص ۱۵۔سطر ۵۔ بتلك ا لافتراء (اس کی جگہ بذ لك ہونا چاہیے)

۳۱ تا ۳۳۔ص ۱۵۔سطر ۶۔۷۔ و اللّٰه لو قتِلت جمیع صبیانی و اولادی و احفادی باعیننی و قطعت ایدی و ار جلی (بعینی ، و یدی و ار جلی ہونا چاہیے)

۳۴۔صفحہ ۱۵ سطر ۱۹۔ اسرو کی جگہ سرو ہونا چاہیے۔وجہ پہلے گزری۔

۳۵۔صفحہ ۱۶ سطر ۳۔فاذا ھبت نسیم ا لھام .. فا مِرت (یہاں امِرت بغیر فاء ہونا چاہیے)

۳۶۔صفحہ ۱۶۔سطر ۴۔۵۔ انّ مع الجد ب حِصباً ۔ ان مع الجد ب حِصباً (خصباً ہونا چاہیے(شمس قادیانی نے حاشیہ میں لکھا ہے: من سھو الکا تب و الصحیح خصباً)

۳۷۔صفحہ ۱۶۔سطر ۶۔ حدل الناس (حد ل بمعنی قلم ہے، نہ اترنے کی جگہ جو مرزا کی مراد ہے)

۳۸۔صفحہ ۱۷۔سطر ا۔ لم یا ووہ (لم یو ووہ ۔ آ وی یا وی لازم فعل ہے۔ او آ وی الی رکن شد ید ۔اور یہاں متعدی ہے آ وی یو وی سے و آ وینا ھما الی ر بوۃٍ)

۳۹۔صفحہ ۱۷۔سطر ۵۔ من فوہ (من فی ۔ نحومیر پڑھنے والے بچے بھی جانتے ہیں کہ فو حالت جر میں فی بن جاتا ہے)۔

۴۰۔صفحہ ۱۷۔سطر ۱۴۔ اسر اھل الصلاح (سر ہونا چاہیے)

۴۱۔صفحہ ۱۷ ۔سطر ۱۷۔ قبو لیته (قبو له ہونا چاہیے۔عربی میں قبول خود مصدر ہے۔اس کو اردو میں یا ، و، تا لگا کر اردو فارسی خوان جاہل مصدر بناتے ہیں)

۴۲۔۴۳۔صفحہ ۱۷۔سطر ۱۶۔۱۷ والقوم یمکر ؛ والقوم یرید (یمکرون، یریدون ہونا چاہیے۔

۴۴۔صفحہ ۲۰۔سطر ۸۔ قو م یقال له ا لکفار و ذلك حز ب یقال له ا لاخوا ن (حزب بھی قوم کی مانند جمع چاہتا ہے حزب بما لد یھم فر حو ن)

۴۵۔ص ۲۱۔سطر ۵۔ و من تفوہ بکلمة لیس له اصل (لھا ہونا چاہیے۔ہدایت النحو والے بچے بھی جانتے ہیں کہ کلمه عربی میں مؤنث ہوتا ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۴۶۔صفحہ۲۱۔سطر۱۳۔۱۴۔ و ان کان الامر خلاف ذلك علی فرض المحال فنبذنا کله (فنبذ ناہ ہونا چاہیے)

۴۷۔ص۲۱۔سطر۱۹۔ تدبروا فی جوابی (تد بروا جوابی ہو چاہیے کیونکہ) تد بر بلا واسطہ متعدی ہوتا ہے۔ افلا یتد برون....

۴۸۔صفحہ۲۲۔سطر۳۔ لا تدخلوا فی علم اللّٰہ (لا تخو ضوا ۔ہونا چاہیے کیونکہ) کسی کے کلام میں دخل نہ دینا فارسی محاورہ ہے۔عربی میں دخل در معقولات کیلئے خوض بولتے ہیں۔

۴۹۔صفحہ۲۲۔ سطر۸۔ ان اك کا ذباً فکفی اللّٰہ (کفی بغیر فاء ہونا چاہیے)

۵۰۔صفحہ۲۳ سطر۳۔ ار حم علیھم (ار حمھم ہونا چاہیے ۔قادیانی نے ہندی محاورہ کا استعمال کر دیا۔ عربی میں رحم یرحم بلاواسطہ متعدی ہوتا ہے۔ لو رحمنا ھم اور ارحمھما۔

(ماہنامہ اشاعۃ السنہ۔جلد۱۵۔ص۳۱۶ تا ۳۲۸ مختصراً)

فتوی تکفیر قادیانی سے علماء کے رجوع کی حقیقت

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی ؒ فرماتے ہیں کہ مرزا قادیانی اپنے خط مورخہ ۱۱ مئی ۱۸۹۳ء مشتہرہ اخبار نور افشان ۲ جون ۱۸۹۳ء میں ڈاکٹر کلارک میڈیکل مشنری کے سوال: ارا کین اسلام آپ کو دائرہ اسلام سے خارج ٹھہراتے ہیں، (چنانچہ فتوی تکفیر مندرجہ اشاعۃ السنہ نمبر۴ جلد ۱۳ سے ثابت ہوتا ہے) پھر آپ اہل اسلام کی طرف سے مباحثہ کے لئے کیونکر منتخب ہو سکتے ہیں،، کے جواب میں لکھتے ہیں: آپ کو (اے ڈاکٹر صاحب) معلوم نہیں کہ بعد اس کے (یعنی فتوی تکفیر لکھے جانے کے بعد) اکثر ان مہر لگانے والوں سے تائب بھی ہو گئے اور نہ صرف تائب بلکہ سخت ناراض ہوئے کہ اس شیخ بٹالوی نے ہم کو سخت درجہ کا دھوکہ دیا تھا....پس آپ نے (اے ڈاکٹر صاحب) یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سخت غلطی کی کہ صرف بٹالوی صاحب کے فتوی کو دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ گویا تمام علماء اس عاجز کے مخالف ہیں۔ کاش آپ نے کسی باخبر سے پوچھ لیا ہوتا کہ اب بٹالوی کے ساتھ کس قدر مستند علماء شامل ہیں جو اس عاجز کا نام کافر رکھتے ہیں۔

ان فقرات خط میں قادیانی نے یہ دعوی کیا ہے کہ جن مستند علماء ہندوستان و پنجاب نے اس پر فتوی کفر لگایا تھا، ان میں سے اکثر علماء نے اس فتوی سے رجوع کر لیا ہے اور وہ قادیانی کو کافر کہنے سے تائب ہو گئے ہیں۔ اور جو ان میں سے اب تک قادیانی کو کافر کہتے ہیں وہ توبہ کرنے والوں کی نسبت تھوڑے رہ گئے ہیں اور یہ ایسا دروغ بے فروغ ہے جس کو سفید جھوٹ کہا جاتا ہے۔

ناظرین قادیانی اور اس کے اتباع کے اشتہارات و تحریرات کی خوب چھان بین کریں گے اور ان کا ایک صفحہ صفحہ سطر سطر ٹٹولیں گے تو فتوی تکفیر سے رجوع کرنے والوں کی تعداد دو سے زیادہ نہ پائیں گے جن میں ایک حافظ نابینا عظیم بخش ساکن پٹیالہ ہے جس کا رجوع قادیانی کے رسالہ نشان آسمانی کے صفحہ ۲۴ سے ثابت ہوتا ہے۔ دوسرا میاں برہان الدین جہلمی ہے جس کا رجوع اسکے اشتہار مباحثہ مطبوعہ دسمبر ۱۸۹۳ء سے ثابت ہوتا ہے۔ اب انکے مقابلہ میں فتوی کفر قادیانی پر مہر لگانے والوں کی تعداد کو دیکھنا چاہیے کہ کس قدر ہے۔ دو سے کم، یا وہ سینکڑوں تک پہنچ چکی ہے۔ پھر انصاف سے کہنا چاہیے کہ اس تعداد کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کا ان دو شخصوں کے رجوع کو اکثر لوگوں کا رجوع و توبہ قرار دینا سفید جھوٹ نہیں ہے، تو پھر سفید جھوٹ کس کو کہتے ہیں

اس کے جواب میں اگر قادیانی صاحب یہ کہیں کہ اس فتوی تکفیر پر مہر کرنے والوں میں سے عالم مستند یہی دو صاحب تھے، باقی جس قدر لوگ ہیں وہ ان دو کے مقابلہ میں ہیچ، گویا وہ عالم ہی نہیں ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس فتوی پر مہر کرنے والے اور قادیانی کو اب تک کافر و مرتد سمجھنے والے وہ لوگ ہیں جو ان رجوع کرنے والوں کے استاد ہیں۔ حافظ عظیم بخش کے استاد مولوی محمد اسحاق مفتی شہر پٹیالہ، مولوی حافظ غلام مرتضی خان، مولوی غلام محمد، مولوی شیخ کرامت اللہ وغیرہ ہیں۔ اور میاں برہان الدین جہلمی کے استاد حضرت شیخنا و شیخ الکل مفتی و استاد العرب والعجم حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی، وغیرہ ہیں۔ اور اگر یہ حضرات عالم مستند نہیں تو پھر ان کے وہ دونوں شاگرد جن کو مرزا قادیانی علماء مستند سمجھتا ہے، کیونکر عالم ہو گئے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قطع نظر اس سے فتوی کو پڑھنے والے اوران علماء ہندوستان و پنجاب کو جن کی اس فتوی پر مہریں اور دستخط ہیں، جاننے والے، اور عظیم پٹیالوی و برہان جہلمی کو پہچاننے والے، خوداس امر کا فیصلہ کرلیں گے کہ عالم مستند کون ہے۔ یہ دونوں، یا وہ جماعت۔اس بات میں قادیانی کی کون مانتا ہے اور نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔شائد یہاں کوئی شخص یہ سوال کرے اور کہے کہ اس بیان سے یہ تو ثابت ہوا اور مان لیا کہ قادیانی کا اکثر مہر کرنے والوں سے رجوع وتوبہ کا دعوی تو سفید جھوٹ اور محض افتراء ہے، مگراس بیان سے ان دونوں کا رجوع تو ثابت ہوتا ہے۔پھر کیا ان دونوں کا رجوع کرنا اس فتوی میں ضعف پیدا نہیں کرتا، اوران دونوں نے رجوع کیا، تو کیوں کیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں میں سے پہلے شخص حافظ عظیم بخش کے رجوع کی وجہ تو اس کے خط میں پائی جاتی ہے جس کو قادیانی نے اپنے نشان آسمانی کے صفحہ ۲۴ میں نقل کیا ہے۔اس خط میں اس نے قادیانی کو مخاطب کر کے لکھا ہے:

غریب نواز پٹیالہ سے حضور کے تشریف لے جانے کے بعد سکنائے بلدہ نے مجھ کو نہایت تنگ کیا یہاں تک کہ مساجد میں نماز ادا کرنے سے بند کیا گیا۔میں نے اپنے بعض دوستوں کا ناحق الزام دور کرنے کیلئے یہ لکھ دیا کہ میرا عقیدہ اہل سنت والجماعت کے موافق ہے اور انکار ختم نبوت اور وجود ملائکہ اور معجزات انبیاء و لیلۃ القدر وغیرہ کو موجب کفر والحاد سمجھتا ہوں۔وہی تحریر مولوی محمد حسین نے لیکر اپنے کفر نامہ میں، جو آپ کیلئے تیار کیا تھا، درج کردی۔میں نے خبر پا کر مولوی محمد حسین کی خدمت میں خط لکھا کہ جو میری طرف سے فتوی پر عبارت لکھی گئی ہے وہ کاٹ دینی چاہیے۔مولوی صاحب نے اس کا کچھ جواب نہیں بھیجا، پیچھے مجھے معلوم ہوا کہ انہوں نے میرا نام مکفرین کے زمرہ میں چھاپ کر شائع کردیا ہے۔

اس بیان میں حافظ عظیم بخش کا صاف اظہار ہے کہ اس نے فتوی پر وہ عبارت تو لکھوائی تھی مگر از راہ تقیہ یعنی لوگوں سے ڈر کر، اور مسجدوں سے نکالے جانے کے سبب لکھوائی تھی، اور درحقیقت وہ قادیانی کے عقاید کفریہ کا (جس کو فتوی میں کفر قرار دے چکا ہے) معتقد تھا۔ان کفریات کا وہ اب معتقد نہیں بلکہ پہلے ہی سے تھا اور دل سے اس کفر پر قائم رہا ہے۔اب ناظرین خیال فرما سکتے ہیں کہ ایسے منافق کی نہ تو تائید وتصدیق سے فتوی کو قو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ت پہنچ سکتی ہے، نہ اس کے رجوع سے نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔

وہ فتوی خاکسار نے اپنے بعض احباب اہل پٹیالہ کے پاس دستخطوں اور مواہیر علماء کے لئے بھیجا تھا۔انہوں نے جس شخص سے اپنے خیال میں اس پر دستخط وتصدیق کرانا مناسب سمجھا،اس سے دستخط کرا کے میرے پاس بھیج دیا اور ویسا ہی وہ چھپ گیا۔اور اگر خاکسار خود پٹیالہ میں ہوتا اور حافظ کا یہ حال کہ،اس نے تقیہ سے اور ڈر کر فتوی کی تصدیق میں کچھ لکھوانا چاہا ہے،معلوم کرتا تو اس سے کچھ نہ لکھواتا اور اگر لکھے جانے کے بعد اور چھپنے سے پہلے علم ہوتا تو اس کا نام فتوی سے کاٹ دیتا۔

حافظ عظیم بخش نے جو لکھا ہے کہ میں نے مولوی محمد حسین کی خدمت میں خط لکھا تھا کہ جو میری طرف سے فتوی کفر پر عبارت لکھی گئی ہے وہ کاٹ دینی چاہیے، یہ محض کذب ہے۔واللہ باللہ ثم تاللہ حافظ کا کوئی خط میرے پاس نہیں پہنچا۔پہنچتا تو میں اس کا نام حرف غلط کی طرح فوراً مٹا دیتا۔

دوسرے صاحب میاں برہان الدین جہلمی کے رجوع کی وجہ بھی ان ہی کی زبان سے بیان ہو چکی ہے جب آپ اخیر دسمبر ۱۸۹۳ء میں قادیانی کے منذر الہام بحق خاکسار کی سفارت میں بشمولیت ڈیپوٹیشن بٹالہ آئے ،تو پہلے رات کے وقت آپ اکیلے خاکسار کے مکان پر پہنچے اور دودھ روٹی تناول فرما کر باعث ممنونیت خاکسار ہوئے۔اس وقت خاکسار نے اس رجوع کا سبب ان سے دریافت کیا تو آپ نے جواب میں کہا ہوں: میں مخبوط الحواس ہوں، میری رجوع سے آپکا (کیا) نقصان ہے۔۔ ہر چند میں نے علمی باتوں،اور مسائل کا سلسلہ ہلایا،اور آپ سے ان کا جواب بہت اصرار کے ساتھ طلب کیا،مگر آپ نے بجز اظہار اسی مخبوط الحواسی اور کمزوری دماغ کے کوئی جواب نہ دیا،اور نہ اس رجوع کی اور کوئی وجہ بیان کی۔اس وجہ پر ہمارا بھی صاد ہے۔..

میاں برہان الدین جہلم اور اس کے اطراف میں لوگوں کو قرآن اور بعض کتب حدیث کا ترجمہ سنایا کرتا تھا،اور وہ لوگ اسے عالم سمجھتے تھے۔اب وہ لوگ اس کے سلام کا جواب نہیں دیتے۔ جہاں وہ ایسے اتباع میں جاتا ہے ذلت اٹھاتا ہے۔اس مقام میں بطور تمثیل ایک جگہ کے بیان اتباع برہان کی تفصیل کی جاتی ہے۔

موضع ہنجانوالی ضلع گوجرانوالا میں آپ ہر سال جایا کرتے تھے۔وہاں کے مسلمان خصوصاً چودھری امام الدین نمبردار آپ کی خدمت وتواضع کیا کرتے۔فتوی سے رجوع کرنے کے بعد آپ ہنجانوالی میں پہنچے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور چودھری صاحب کوسلام علیکم کہا، تو انہوں نے جواب نہ دیا اور یہ کہا کہ بس اور کچھ نہ بولنا، اور زبان کو سنبھال کر رکھنا (یعنی مزاج پرسی بطور اخوت اسلامی یا کچھ وعظ ونصیحت نہ کرنا)۔ نماز کا وقت آیا تو چودھری صاحب نے میاں برہان کو پیچھے رکھا اور خود امام بن گئے۔ میاں برہان نے ان کا اقتداء کیا، تو وہ بھی اجازت لے کر، اور یہ کہہ کر کہ اگر میرا مقتدی بن جانا مفسد جماعت نہ ہو تو میں مقتدی بن جاؤں۔ نہیں تو نہیں۔ رات کو کھانے کا وقت آیا تو چودھری صاحب نے خود کھانے کو نہ پوچھا۔ ان کا کوئی متعلق کھانا لے کر آیا، جس پر میاں برہان نے کہا کہ اگر یہ کھانا چودھری نے بھجوایا ہے تو میں کھاؤنگا، ورنہ نہیں۔ اس شخص نے جواب دیا کہ چودھری نے تو یہ کھانا نہیں بھجوایا۔ تو آپ نے کھانا نہ کھایا اور.. (صبح) تڑکے ہی وہاں سے بلا ملاقات کوچ کیا۔

ہماری ان باتوں اور جوابوں کو قادیانی کے اتباع مانیں خواہ نہ مانیں، ان کو یہ تو ضرور ماننا پڑے گا کہ قادیانی نے اس خط مندرجہ نور افشان ۲۔ جون ۱۸۹۳ء میں جو لکھا ہے کہ فتوی پر مہر کرنے والوں سے اکثر علماء نے رجوع کر لیا ہے، یہ سفید جھوٹ ہے۔ اور رجوع کرنے والے یہی دو شخص، عظیم و برہان ہیں، جو اقل قلیل ہیں، نہ اکثر۔

قادیانی نے اس دروغ گوئی میں یہ جرأت کی تو اس کے خلیفوں اور مریدوں نے اس کو اور بھی وسعت دی اور وہ جابجا کہتے پھرتے ہیں کہ اس فتوی پر مہر کرنے والوں میں سے فلاں فلاں مولوی نے رجوع کر لیا ہے بلکہ فلاں فلاں مولوی صاحب نے مہر بھی نہ کی تھی۔ ابوسعید محمد حسین نے ان کی مہر از خود لگا دی ہے۔ اور اس کے فلاں فلاں دوست اس فتوی کے سبب اس کے دشمن ہو گئے ہیں اور اب لوگ ان کا رسالہ خرید نہیں کرتے۔ و علی هذا القياس

ان اراجیف کو شائع کرنے والے اس کے بڑے بڑے برگزیدہ خلیفہ وحواری ہیں اور اس سے وہ اپنے رہے سہے پیروان اور نادان مذبذبوں کو اپنے جھوٹے مذہب پر قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے جب دیکھا کہ فتوی کا اثر ایسا وسیع ہو گیا ہے کہ بہت سے مخلص اتباع قادیانی نے اس فتوی کو دیکھ کر قادیانی کو چھوڑ دیا اور کافر سمجھ لیا ہے تو ان کو بہ تقلید اس دروغگوئی قادیانی یہ سوجھا کہ اس فتوی کے اثر کو ان اراجیف سے کم کریں اور باقی ماندہ دام افتادوں اور ناواقف نئے پھنسنے والوں کو یوں پھنسائے رکھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ازانجملہ ایک خلیفہ قادیانی کی اس کاروائی کا ذکر اس مقام میں کیا جاتا ہے۔ وہ خلیفہ میر حامد صاحب سیالکوٹی ہیں جن کی تعریف میں قادیانی اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۳۴ میں کہا ہے:

جس قدر خدا تعالی نے شعر و سخن میں ان کو قوت بیان دی ہے وہ رسالہ فصیح کے دیکھنے سے ظاہر ہوگی۔ میر حامد شاہ کے بشرہ سے علامات صدق واخلاص ومحبت ظاہر ہیں۔ ان کا جوش سے بھرا ہوا اخلاص اور ان کی محبت صافی جس حد تک مجھے معلوم ہوتے ہیں میں اس کا اندازہ نہیں کرسکتا۔

اور انہوں نے مرزا قادیانی کی تائید میں نظم قول فصیح، قول فیصل وغیرہ رسائل لکھے ہیں..اور دھوکہ دہی وافترا پردازی میں قادیانی کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ آپ نے حافظ یعقوب مدہوش ساکن دیرہ دون کے نام ایک خط لکھا ہے جس کا وہ حصہ جو خاکسار کے متعلق ہے نقل کیا جاتا ہے:

مکرمی معظمی اخویم: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ...آپ کا کارڈ ملا۔ حضرت مخالفین کا آپ کیا پوچھتے ہو۔ ذلت رسوائی۔ بٹالوی کی حالت دن بدن ابتر ہے۔ سب احباب اور دوست، جن پر اس کو ناز تھا، چھوڑتے جاتے ہیں۔ رسالہ اشاعۃ السنہ کو نکلے بہت دن ہوئے، اب تو اسے کوئی خریدتا ہی نہیں۔ بہت سے خریداروں نے جواب دے دیا۔ تازہ واقع لودھیانہ کا سنیئے۔ مولوی محمد حسن لودھیانوی کو جو روسائے شہر میں سے ایک نامی آدمی ہیں آپ بخوبی جانتے ہوں گے۔ ان کے پاس بہت سے مولوی لدھیانہ کے جمع ہو کر گئے (یہ ان دنوں کی بات ہے جب مباہلہ کا اشتہار مرزا نے دیا تھا) اور کہا کہ اب یہ مباہلہ کا اشتہار آیا ہے، کیا صلاح ہے۔ مولوی محمد حسن نے کہا کہ یہ دین کا معاملہ ہے اس میں صلاح کیسی، جو مکفرین مرزا ہیں ان کو انہوں نے بلایا ہے، وہ جانیں، میں تو مکفر نہیں، اسلئے یہ خطاب مجھے نہیں ہے۔ سب مولوی صاحبان نے یک زبان ہو کر کہا کہ کافر تو ہم بھی نہیں کہتے۔ ان میں سے سعد اللہ نو مسلم نے، جو شرک کا مادہ ابھی تک اپنے اندر رکھتا ہے، مولوی محمد حسن کو کہا کہ آپ کی طرف سے فتوی کفر میں آپ کا نام موجود ہے۔ آپ کیسے کہتے ہیں کہ میں مکفرین میں نہیں ہوں۔ مولوی محمد حسن نے کہا کہ محمد حسین بٹالوی نے میرا نام ازخود لکھ دیا ہے، حالانکہ میں نے اس کو بذریعہ خط بھی لکھ دیا تھا کہ میرا نام ہرگز نہ لکھنا، میں کافر نہیں کہتا۔ اس واقع کی اطلاع سعد اللہ نے یا کسی اور نے محمد حسین کو لکھی کہ اب تو لودھیانہ کے لوگ بھی مرزا صاحب کی طرف توجہ کرتے جاتے ہیں اور مولوی محمد حسن کا واقعہ بھی لکھا۔ اس خط

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے پہنچنے پر محمد حسین نے بٹالہ سے ایک خط بدریافت اس امر کے مولوی محمد حسن کو بھیجا۔ اس خط کا جواب مولوی محمد حسن رئیس لودیانہ نے کچھ نہ دیا۔ اب تھوڑے دن ہوئے کہ مولوی محمد حسین خود وہاں پہنچا مگر بدستور سابق نہ تو کسی نے پیشوائی کی اور نہ اترنے کے کیلئے محمد حسن نے کوئی سامان کیا۔ بے چارہ خود سٹیشن سے اتر کر کس مپرسوں کی طرح وارد شہر ہوا۔ ایسی بے رخی اور عدم توجہی دیکھ کر اس نے محمد حسن سے ملنے کی جرأت نہ کی۔ اگرچہ لوگوں نے بہتیرا کہا کہ گھر پر انکے پاس چلو (اس نے کہا میں) مسجد میں ان سے مل لوں گا چنانچہ مسجد میں بعد فراغت نماز عام مجمع میں جو گفتگو ہوئی وہ یہ ہے:

مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی محمد حسن صاحب لودھانوی سے: آپ نے میرے خط کا جواب کیوں نہ دیا؟

محمد حسن: میں نے جواب دینا مناسب نہیں سمجھا۔

بٹالوی: کیوں آپ نے کفر مرزا صاحب سے انکار کیا ہے۔

محمد حسن: میں نے پہلے ہی بذریعہ خط، جو تمہارے نام لکھا تھا، انکار کر دیا۔

آخر میں بہت سی گفتگو کے بعد مولوی محمد حسن نے کہا، سنو مولوی صاحب! مجھ کو بہت سے مسائل میں مرزا صاحب کے ساتھ اتفاق ہو گیا ہے صرف چند ایک مسائل رہ گئے ہیں جن کو میں نہیں سمجھا۔ مگر تم یہ تو کہو کہ ہم ہمیشہ سے یہ سنتے آئے تھے کہ دہلی کی جامع مسجد میں جمع ہو کر اور سب کچھ واہی تباہی گفتگو کرنے کی بابت عام غنڈوں تک کو بھی اجازت تھی مگر یہ بات عام مشہور ہے کہ لام کاف یعنی لعنت اور کافر کہنے کی غنڈوں تک کو ممانعت تھی۔ اب افسوس ہے کہ بڑے بڑے مولوی آپ جیسے اس لعنت بازی اور کفر بازی پر تل گئے۔ حیف ہے۔ یہ تو فرمائیے کیا مرزا صاحب آیت یا حدیث پیش نہیں کرتے۔ کوئی خاص بات بھی مرزا صاحب ایسی کرتے ہیں کہ اس کی سند میں کوئی آیت یا حدیث یا قول سلف نہ لاویں، پھر کیا وجہ ہے کہ ان کے دلائل کو رد کر دیا جائے؟ اگر وہی معنی سچے ہوں جو وہ کرتے ہیں تو پھر ہمارا کیا حال ہوگا۔ میں تو اب اس ضد سے دست بردار ہوتا ہوں۔ اس پر مولوی محمد حسین بٹالوی ایسا خاموش ہوا کہ سارے مجمع کے سامنے اس سے کچھ بن نہ پڑا اور کہا تو اتنا کہ میں اشاعۃ السنہ میں چھاپ دونگا کہ مسلمانوں کے تین فرقے یعنی بدعتی، اہل سنت جماعت اور غیر مقلد مشہور تھے وہ بھی بگڑ گئے۔ مولوی محمد حسن نے کہا جاؤ تمہارا اختیار ہے جو چاہو بکتے پھرو۔ پھر اس گفتگو کے بعد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مولوی محمد حسین لدھیانہ میں نہیں ٹھہرا اور سب لوگوں کی طرف سے بے توجہی کے آثار دیکھ کر بوریا بدھنا سنبھال کر واپس ہوا.. عبدالحق غزنوی بھی اب متروک ہو گیا ہے.. خاکسار حامد سیالکوٹی۔ یکم جنوری ۱۸۹۴ء

اس خط میں حامد سیالکوٹی نے ازسرتاپا کذب سے کام لیا ہے اور.. یہ قاعدہ مسلّم ہے کہ درخت ہمیشہ پھل سے پہچانا جاتا ہے لہذا اس خط کے سراسر کذب ہونے سے یہ ثابت ہوگا کہ مرزا قادیانی بھی ایسے ہی کذاب ہیں اور کذب خلیفہ صاحب کا اسی کذب قادیانی کا اثر ہے جو ان کے خط مشتہرہ اخبار نور افشان ۲ جون ۱۸۹۳ء میں پایا جاتا ہے، اور یہ اسی درخت کا پھل ہے۔

خلیفہ صاحب سیالکوٹی نے جو یہ فرمایا ہے کہ بٹالوی کی حالت دن بدن ابتر ہے، اس سے اگر کوئی ایسی دینی حالت (جس کا اثر آخرت میں ظاہر ہوگا) مراد ہے تو میں اس کے مقابلہ کوئی اپنی حالت ایمانی یا علمی ظاہر نہیں کر سکتا۔ ہاں اس قدر کہنے کی قرآن کی اس آیت و امّا بنعمة ربك فحدّث میں اجازت پاتا ہوں کہ خدا تعالی نے اس قطرہ آب و مشت خاک پر اس سال وہ انعام و اکرام کئے ہیں کہ اگر مجھے روئے زمین کی سلطنت اور تمام دنیا کی دولت حاصل ہو جاتی تو اس سے مجھے اس قدر فرحت و مسرت حاصل نہ ہوتی جس قدر ان انعامات الٰہی سے ہوئی ہے۔

ازانجملہ ایک انعام دولت لازوال حفظ قرآن مجید فرقان حمید ہے کہ میری اس پنجاہ وسہ سالہ عمر میں اور میری اس کثرت اشتغال و قلت فرصت کے ساتھ خدا تعالی نے محض اپنے فضل و کرم سے، من غیر حولٍ مّني و لا قوة، اس عاجز ناتواں کو عطا فرمائی۔ اٹھارہ سیپارہ عاجز حفظ کر چکا ہے اور ۱۲ سیپارہ کے حفظ کی عنقریب خدا کے فضل سے امید رکھتا ہے (بعد میں اشاعت السنہ جلد ۱۶ کے ٹائٹل پر شیخ الاسلام بٹالوی مرحوم نے لکھا: خدا کے محض فضل و توفیق سے اس عاجز خادم قرآن نے حفظ قرآن مجید ماہ اکتوبر ۱۸۹۴ء میں ختم کر لیا ہے۔ اس رمضان المبارک کی تراویح میں سنایا جائے گا۔ بہاء)

اگر اس حالت سے دنیاوی حالت خلیفہ صاحب کی مراد ہے تو میں صاف اور برملا کہتا ہوں کہ وہ فقرہ خلیفہ صاحب کا سفید جھوٹ ہے کیونکہ دنیاوی حالت غالباً مال و اولاد عزت صحت سے دیکھی جاتی ہے اور میں محض خدا کے فضل وکرم سے، من غیر حولٍ منّي ولا قوّة، اپنے ان حالات میں اس سال یا اس سے پہلے کئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سالوں سے کمی نہیں پاتا، بلکہ ترقی پاتا ہوں۔ اور اس پر خدا تعالی کا شکر بجالاتا ہوں۔ پس اگر اس دنیاوی حالت سے خلیفہ صاحب کی مراد آمدنی زر ہے، تو خدا کے فضل و کرم سے میری سالانہ آمدنی اس سال کی بھی قادیانی کی جائز آمدنی سے کئی حصہ بڑھ کر ہے۔ ہاں قادیانی کی ناجائز آمدنی (جس کو وہ جھوٹے دعوی مسیحائی کے ذریعہ کمارہا ہے) مجھ سے زائد ہے۔ مگر ناجائز آمدنی کئی برے پیشہ والوں کی قادیانی سے بڑھ کر ہے اگر اس پر خلیفہ صاحب فخر کرتے ہیں اور اسکے مقابلہ میں میری آمدنی کو کم کہتے ہیں تو وہ لائق فخر نہیں بلکہ محل شرم ہے۔

اور اگر اس سے خلیفہ صاحب کی مراد حالت کثرت اولاد ہے تو میری اس حالت میں بھی خدا کے فضل و کرم سے قادیانی کی نسبت کمی نہیں۔ اس سال بھی خدا تعالی نے مجھے فرزند عطا کیا ہے جیسا کہ سال گزشتہ میں، اور اس سے پہلے کئی سالوں سے یہ سلسلہ انعام جاری ہے اور اس وقت خدا کے فضل و کرم سے میں ابوالعشر ہوں۔ قادیانی صاحب اپنی منسوخ اولاد کو (جن کو عاق کر چکے ہیں) ملا کر بھی بمشکل میرے نصف کو پہنچیں گے۔

اور اگر اس حالت سے خلیفہ صاحب کی مراد اعیان قوم و اخوان اہل اسلام میں عزت مراد ہے، تو اس میں بھی خدا کے فضل و کرم سے من غیر حولٍ مّنی ولا قوة کمی نہیں پاتا، بلکہ ترقی پاتا ہوں۔ پہلے تو میری خداداد عزت خاص کر اس فرقہ اہل اسلام میں تھی جس کا میں خادم و وکیل ہوں، اعنی فرقہ اہل حدیث۔ اور جب سے قادیانی کا ردّ و مقابلہ شروع کیا ہے تب سے وہ خداداد عزت اہل اسلام کے دیگر فرقوں حنفیہ وغیرہ میں بھی ہوگئی ہے۔ وہ سب کے سب اس خدمت اسلام کے سبب میری توقیر کرتے ہیں۔ اس پر خلیفہ صاحب یا ان کے اس جھوٹ کے دھوکہ میں آجانے والوں کو کچھ شک ہو تو ایک محضر نامہ خاکسار تیار کرتا ہے جس پر ہزارہا اہل اسلام مختلف فرقوں کی شہادات ثبت ہونگی کہ ابوسعید محمد حسین ہمارے دین اسلام کا خادم ہے اور اس وجہ سے وہ ہماری نظروں میں ایسا عزیز ہے۔ اس کے مقابلہ میں خلیفہ صاحب یا اور معتقدین قادیانی ایک ایسا محضر تیار کرادیں جس پر ان کو اچھا جاننے والے اور ان کی عزت کرنے والوں کی شہادتیں ثبت ہوں پھر دونوں جانب کی شہادتوں میں موازنہ کریں اور دیکھیں کہ قوم کی نظروں میں کون عزت رکھتا ہے۔

یہ نہ ہو سکے تو لاہور یا کسی اور صدر مقام میں ایک جلسہ عام کریں اور اس میں فریقین اپنے اپنے اعزاز اور قدر کرنے والوں کو بلاویں پھر دیکھیں کثرت کس طرف نکلتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور اگر قادیانی صاحب یا ان کے خلیفہ سیالکوٹی اخوان اہل اسلام کی عزت اور ان کی شہادت کو اس عزت کی مثبت نہیں سمجھتے تو گورنمنٹ اور اسکے اعلی عہدہ داروں کی شہادت سے فیصلہ کرلیں۔ یہ خاکسار و بے مقدار اس خداداد عزت کی شہادت میں وائسراؤں لفٹننٹ گورنروں، کمانڈران چیف وغیرہ اعلی عہدہ داران گورنمنٹ کی چٹھیات پیش کرے گا۔قادیانی صاحب کسی ضلع کے ڈپٹی کمشنر کی ایک چٹھی پیش کریں جس سے اس کا ذاتی اعزاز ثابت ہو۔اپنے والد مرزا غلام مرتضی کے نام کی کوئی چٹھی پیش کریں گے تو وہ اس کے ثبوت کے لئے کافی متصور نہ ہوگی اور اسکے مقابلہ میں ادھر سے بھی کوئی چٹھی ویسی ہی پیش کی جاوے گی جس سے حکام وقت کا ہمارے والد ماجد شیخ رحیم بخش صاحب رئیس بٹالہ کی عزت کرنا اور ان کو درباروں میں بلانا ثابت ہو۔

اور اگر اس حالت سے خلیفہ صاحب کی مراد حالت صحت وتوانائی ہے،تو اس میں بھی خاکسار کمی نہیں پاتا، بلکہ خدا کے محض فضل وکرم سے قادیانی کی نسبت ترقی پاتا ہے۔اس عاجز کی صحت عموماً اچھی رہتی ہے۔ امراض شدیدہ میں خاکسار کم مبتلا ہوتا ہے،۱۸۸۴ء میں بمقام لودھیانہ بخار شدید میں مبتلا ہوا تھا، پھر ۱۸۹۱ء میں بمقام لاہور۔ہاں خفیف امراض زکام،نزلہ وغیرہ کبھی کبھی عارض ہوتے ہیں جن میں خاکسار اپنے کاروبار خصوصاً ردّ قادیانی سے بے کار نہیں ہوتا۔اور اس کے مقابلہ میں حضرت قادیانی صاحب ہمیشہ ایسے امراض شدیدہ میں مبتلا رہتے ہیں جوان کو بیکار کر دیتے ہیں اور موت کی صورت دکھائی دیتی ہے۔اور ایک مرض اختناق الرحم توان کولازم ہوگیا ہے (ناظرین تعجب کریں گے کہ قادیانی صاحب مرد، ان کو یہ رحمی مرض کیسا؟ حضرات اسکی وجہ آپ ان ہی سے پوچھئے۔اس مرض کا حال آپ نے خود مجھے بتایا تھا، پھر اس پر تبسم فرمایا۔شاید بطور کرامت وخرق عادت آپ کے اندر رحم بھی ہو اور بشیر موعود اسی سے متولد ہو) اس دائم المرض ہونے کی نظر سے رسالہ نمبر ۱۲ جلد ۱۲ میں آپکے حق میں یہ اشعار لکھے گئے تھے

آں کس کہ خود ضعیف ومرض لاغری کند ہم دعوی مسیحی وپیغمبری کند

خوش گفت بذلہ سنج کہن سال روزگار او خویشتن گم است کرا رہبری کند

جو طبیب اپنا تھا وہ خود ہی مرض سے بے زار ہے مژدہ باد اے مرگ عیسی آپ ہی بیمار ہے

توانائی کا مقابلہ کرنا ہوتو خلیفہ صاحب،مرزا قادیانی کا خاکسار سے مقابلہ کرالیں۔ وہ تو دوقوتوں جسمانی اور روحانی کے مدعی ہیں۔خاکسار اپنی ایک خداداد قوت جسمانی سے ان سے وہ معاملہ کرے گا جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

آنحضرت ﷺ نے رکانہ سے کیا تھا، جس کا اجمال نسیم الریاض شرح شفا عیاض میں ہے اور تفصیل اخبار نور علی نور کے نمبر ۲۴ جلد ا کے صفحہ ۲ میں ہے۔

ان کیفیات وحالات اربعہ کے سوا کسی اور حالت میں خلیفہ صاحب کو خاکسار کی کمی کا دعوی ہے تو اس کو پیش کر کے اس کا ثبوت دیں۔ اور اگر اس مضمون کو پڑھ کر وہ اس کے جواب میں کچھ نہ کہیں، تو ناظرین خصوصاً دیرہ دون کے ساکنین متر ددین یقیناً جان لیں کہ وہ فقرہ خلیفہ صاحب کا سفید جھوٹ ہے جس سے وہ اپنے دام افتادہ سادہ لوحوں کو اپنے مذہب باطل پر جمائے رکھنا چاہتے ہیں۔

اسی غرضِ خلیفہ قادیانی کے باطل و بے کار کرنے کے لئے یہ حالات بیان ہوئے ہیں ورنہ خدا گواہ ہے، و کفی باللہ شہیداً، خاکسار کو اپنی کسی حالت پر فخر نہیں اور نہ یہ فخر میری تمام عمر کی عادت ہے۔ قادیانی اور اس کے خلیفوں نے اس قسم کے اراجیف (جھوٹی خبروں) کو شائع کر کے لوگوں کو بہکانا شروع کیا۔ اور اس کا اثر بعض ناواقف لوگوں پر پڑتا نظر آیا تب خاکسار نے مجبور ہو کر اس تفصیل حالات کی طرف رجوع کیا۔

اس فقرہ کے بعد جو خلیفہ صاحب نے یہ فقرہ فرمایا ہے کہ سب احباب اور دوست، جن پر اس کو ناز تھا، چھوڑتے جاتے ہیں۔ یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ میرے ایک پرانے دوست نے بھی مجھے نہیں چھوڑا، اور بہت سے نئے دوست پیدا ہو گئے ہیں۔ خلیفہ صاحب کو انسانی شرم یا پرائی غیرت ہے تو کم سے کم ایک ایسا شخص بتا دیں جو میرا دوست ہو اور اس نے مجھے زمانہ مخالفت قادیانی سے اس وقت تک چھوڑا ہو۔ اگر وہ لاہور کے کسی شخص کا نام پیش کریں تو اس میں دو شرطوں کا لحاظ کر لیں ایک یہ کہ وہ شخص مرزائی نہ ہو۔ اور اگر وہ کسی مرزائی کو پیش کریں گے تو میں یہ ثابت کرونگا کہ اس نے مجھے نہیں چھوڑا بلکہ میں نے اس کو چھوڑا۔ میں بحکم فتوی علماء پنجاب و ہندوستان اس کو ابتداً سلام نہیں کرتا اور اگر وہ مجھے سلام کرتا ہے تو میں اس کا جواب (جو مسلمان کا حق ہے) نہیں دیتا۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اس کا مجھے چھوڑنا زمانہ مخالفت قادیانی سے ہو۔ اور اگر وہ کسی ایسے شخص کو پیش کریں گے جس کو میں نے خود مخالفت قادیانی سے کئی سال پہلے اس کے شتر بے مہار ہو جانے اور جاہل ہو کر مجتہد بن جانے کے سبب چھوڑ رکھا ہو، تو اس سے ان کو ندامت اٹھانی پڑے گی۔

اور جو اس کے بعد خلیفہ صاحب نے فرمایا ہے کہ رسالہ اشاعۃ السنہ کو نکلے بہت دن ہوئے، یہ مغالطہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

آمیز جھوٹ ہے۔اس میں آپ نے یہ جتایا ہے کہ اشاعۃ السنہ کا نکلنا مخالفت قادیانی کے سبب اب معرض التواء میں پڑ گیا ہے اور یہ محض کذب ہے۔رسالہ اشاعۃ السنہ ۱۸۸۱ء سے (جب وہ کمیشن تعلیم کی شہادت میں مصروف ہوا تھا) دیر سے نکلتا ہے۔سب سے پہلا اس کا پرچہ نمبر ۱۲ جلد ۱۲ مخالفت قادیانی میں جب نکلا تو اس وقت اس پرچہ کے ساتھ چھ اور پرچے، اور جس میں مسائل سود وغیرہ کی بحث تھی، دیر سے نکلے۔پھر ۱۸۹۱ء میں ۱۳ پرچے جس میں فتوی وغیرہ مضامین اکٹھے نکلے۔اس کے بعد ۱۶ پرچے، جن میں قادیانی کے وساوس کا جواب ہے، اکٹھے نکلے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دیر وتوقف تازہ اور قادیانی کرامت کا نتیجہ نہیں جیسا کہ خلیفہ صاحب نے جتایا ہے

اس کے بعد جو خلیفہ صاحب نے فرمایا ہے کہ اب تو اسے کوئی خریدتا بھی نہیں، بہت سے خریداروں نے جواب دے دیا۔یہ ایسا سفید جھوٹ ہے کہ اسکا جھوٹ ہونا خود اس کے مضمون سے ثابت ہے۔اس مضمون کا پہلا فقرہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اب اس کا خریدار کوئی نہیں ۔دوسرا فقرہ کہہ رہا ہے اکثر خریداروں نے جواب دے دیا ہے مگر بعض ہنوز خریدار ہیں، جو پہلے فقرہ کا صریح مکذب ہے۔قطع نظر اس کے یہ امر واقع کے بھی بر خلاف ہے۔

سال گزشتہ میں خریداران اشاعۃ السنہ میں سے صرف تین شخص ہیں جنہوں نے خریداری اشاعۃ السنہ کو قادیانی کی مخالفت کے سبب موقوف کیا ہے۔ایک غلام علی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بندوبست تحصیل حافظ آباد اور دوسرے منشی ناصر نواب خسر دوم قادیانی ۔تیسرے ایک اور منشی صاحب جو ایک اسلامی انجمن کے سکرٹری ہیں۔ان تین کے سوا کسی اور شخص کا خلیفہ صاحب نام بتا دیں تو، فی نام پانچ روپیہ انعام لیں۔نہ بتا سکیں تو اس افتراء کو ندامت کے ساتھ واپس لیں (غلام علی مدت سے مرزائی مشہور ہیں، منشی ناصر نواب توبہ کے بعد پھر مرزائی ہوئے ہیں، منشی صاحب سکرٹری چھپے مرزائی ہیں جن کے مرزائی ہونے پر تین دلائل ہیں۔اول: یہ کہ وہ مطالعہ رسائل قادیانی کے اثر سے اس کا یہ مسئلہ مان گئے ہیں کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے ہیں جو قادیانی کے جملہ کفریات کا اصل اصول ہے۔دوسری دلیل یہ کہ انہوں نے قادیانی کے ازالہ اوہام کی فروخت واشاعت میں خوب سعی کی۔پہلے تو انہوں نے انجمن کے مکان میں اس کو لا کر رکھا تھا مگر جب راشد ممبران انجمن نے اس پر اعتراض کیا تو اس کو اپنے گھر میں لے جا رکھا اور فروخت کیا۔تیسری دلیل یہ کہ انہوں نے ایک کھلے حواری اور خلیفہ خاص قادیانی کو انجمن کے واعظوں میں نوکر رکھا، مگر لوگوں کی دہن بندی کیلئے اس سے شرط کر لی کہ وہ اپنے دورہ وعظ میں قادیانی کے خیالات کی اشاعت نہ کرے ۔اور چونکہ یہ شرط ناممکن الوفا تھی اور اپنے خیالات کی اشاعت کسی سے ترک نہیں ہو سکتی، لہذا واعظ مذکور جہاں گیا بٹالہ، فتح گڈھ، پسرور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وغیرہ، وہاں اس نے خیالات قادیانی کی تبلیغ واشاعت کی۔اس کی اس خلاف ورزی پر خاکسار نے اپنی خاص تحریر کے ذریعہ سے منشی صاحب سکرٹری کو اطلاع دی اور اسکے ساتھ بعض علماء فتح گڈھ کی تحریری شہادت بھی ارسال کی، تو منشی صاحب سکرٹری نے خاکسار کی اس تحریر اور اس شہادت کو نظر توجہ سے نہ دیکھا۔اور اس مرزائی کو اس عہدہ سے موقوف نہ کیا۔اور میری تحریر کا یہ گستاخانہ جواب دیا کہ آپ کی تحریر داخل دفتر ہوگئی ہے یعنی ڈسمس۔آخر جب اس واعظ پر ایک عورت کے اغوا کا الزام قائم ہوا۔اور اس الزام کو بعض راشد ممبران انجمن نے پرائیویٹلی (privately) تحقیق سے ثابت کر دیا تو منشی جی کو مجبور ہو کر اس واعظ کو موقوف کرنا پڑا۔منشی جی کے ان خیالات وحرکات کے سبب خاکسار نے ان کو اپنے تلامذہ اور احباب کے زمرہ سے خارج کر دیا۔اور ایک معاملہ متعلقہ انجمن میں ان کو خط لکھنے کا اتفاق ہوا تو اس میں سلام مسنون نہ لکھا۔اس پر منشی جی ۲۷ دسمبر ۱۸۹۳ء کو ملے تو شاکی ومستفسر ہوئے کہ کیا اعتقاد وفات مسیح کے سبب میں کافر خارج از اسلام ہوگیا ہوں کہ مجھے سلام مسنون سے یاد نہیں کیا گیا۔اس کا جواب ان کو اسی وقت یہ دیا گیا کہ اگرچہ صرف اعتقاد وفات مسیح مطلقاً موجب کفر وخروج از اسلام نہیں ہے، مگر جن اصول ولوازم سے قادیانی نے وفات مسیح کا اعتقاد ظاہر کیا ہے ان کا مان لینا بے شک کفر، اور اسلام سے خارج ہونیوالا اعتقاد ہے۔اس تفصیل سے مقصود یہ ہے کہ اگر خلیفہ صاحب مجھ کو چھوڑنے والے دوستوں میں سے منشی صاحب سکرٹری کو پیش کریں گے تو اپنا دعوی ثابت نہ کر سکیں گے کیونکہ منشی صاحب سکرٹری نے خاکسار کو نہیں چھوڑا، بلکہ خاکسار نے ان کو مرزائی سمجھ کر چھوڑا ہے۔محمد حسین)

اس دروغ خلیفہ صاحب کے مقابلہ میں یہ کہنا بھی بے موقع نہیں ہے کہ سال گزشتہ میں پچھلے سالوں کی نسبت بہت سے نئے خریدار پیدا ہوگئے ہیں۔خلیفہ صاحب چاہیں گے تو ہم ان کے نام بھی شائع کر دیں گے اور باوجو دیکہ اخباروں میں ہمیشہ زیادتی خریداران کے ساتھ کمی بھی لائق رہتی ہے اور بیسیوں اخبار انکاری ہو کر واپس آتے ہیں، سال گزشتہ میں اشاعت السنہ کا ایک پرچہ بھی کسی خریدار نے بجز ان تین مرزائیوں کے واپس نہیں کیا۔یہ اشاعۃ السنہ کی ہردلعزیزی پر قوی دلیل ہے اور یہ محض تائید غیبی ہے جو اس کو خدا کی طرف سے پہنچتی ہے۔

اشاعۃ السنہ ماہوار رسالہ ہے مگر سال سال کے بعد اکٹھا نکلتا ہے، تب بھی خریداران قدرشناس اسکو نعمت الہی سمجھ کر بسر وچشم قبول کرتے اور اس کو عید کا چاند سمجھ کر شوق سے دیکھتے ہیں۔

اس کے بعد جو خلیفہ صاحب نے لودھیانہ کا واقعہ اور مباہلہ کے متعلق مولوی محمد حسن اور منشی سعد اللہ کی گفتگو نقل کی ہے اس کی مفصل کیفیت ناظرین مولوی محمد حسن سے پوچھیں۔مولوی محمد حسن نے یا کسی اور دوست نے لودھیانہ سے ہم کو اس کی تفصیل سے اطلاع نہیں دی۔ہم کو جو اس میں سفید جھوٹ نظر آرہے ہیں اس سے ہم ناظرین کو آگاہ کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ازانجملہ ایک سفید جھوٹ یہ ہے جو مولوی محمد حسن سے نقل کیا گیا ہے کہ یہ خطاب (یعنی مباہلہ کا) مجھ سے نہیں ہے۔

اس کا سفید جھوٹ ہونا قادیانی کے اعلان مباہلہ مندرجہ رسالہ سچائی کا اظہار سے ثابت ہوتا ہے اس میں صاف درج ہے کہ مولوی محمد حسن بھی اس مباہلہ میں قادیانی کے مخاطب تھے اور یہ اعلان انکے پاس بھی بھیجا گیا تھا۔ اصل عبارت اعلان مندرجہ رسالہ سچائی کا اظہار یہ ہے:

تاریخ مباہلہ دہم ذی قعد اور یا بصورت بارش وغیرہ کسی ضروری وجہ سے گیارھویں ذی قعد ۱۳۱۰ھ قرار پائی ہے جس سے کسی صورت تخلف لازم نہیں ہوگا اور مقام مباہلہ عیدگاہ جو قریب مسجد خان بہادر محمد شاہ مرحوم ہے۔ اور چونکہ دن کے پہلے حصہ میں قریباً بارہ بجے تک عیسائیوں سے درباره حقیت اسلام اس عاجز کا مباحثہ ہوگا اور یہ مباحثہ برابر بارہ دن تک ہوتا رہے گا۔ اسلئے مکفرین جو مجھ کو کافر ٹھہرا کر مجھ سے مباہلہ کرنا چاہتے ہیں، دو بجے سے شام تک مجھ کو فرصت ہوگی۔ اس وقت میں بتاریخ دہم ذی قعد یا بصورت کسی عذر کے گیاراں ذی قعد ۱۳۱۰ھ کو مجھ سے مباہلہ کرلیں اور دہم ذی قعد اس مصلحت سے تاریخ قرار پائی ہے کہ تا دوسرے علماء بھی جو اس عاجز کلمہ گو اہل قبلہ کو کافر ٹھہراتے ہیں شریک مباہلہ ہو سکیں جیسے محی الدین لکھووالے اور مولوی عبد الجبار اور شیخ محمد حسین بٹالوی اور منشی سعد اللہ مدرس ہائی سکول لودہیانہ اور عبد العزیز واعظ لدھیانہ اور منشی محمد عمر سابق ملازم ساکن لدھیانہ اور مولوی محمد حسن رئیس لدھیانہ اور میاں نذیر حسین دہلوی اور پیر حیدر شاہ اور حافظ عبد المنان وزیرآبادی اور میاں عبد اللہ ٹونکی اور مولوی غلام دستگیر قصوری اور مولوی شاہ دین اور مولوی مشتاق احمد مدرس ہائی سکول لدھانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی محمد علی واعظ ساکن بوپڑاں ضلع گوجرانوالہ اور مولوی محمد اسحاق اور سلیمان ساکنان ریاست پٹیالہ اور ظہور الحسن سجادہ نشین بٹالہ اور مولوی محمد ملازم مطبع کریم بخش لاہور وغیرہ۔ اور اگر یہ لوگ باوجود پہنچنے ہمارے رجسٹری شدہ اشتہارات کے حاضر میدان مباہلہ نہ ہوئے تو یہی ایک پختہ دلیل اس بات پر ہوگی کہ وہ درحقیقت اپنے عقیدہ تکفیر میں اپنے تئیں کاذب اور ظالم اور ناحق پر سمجھتے ہیں ... اتمام حجت کیلئے رجسٹری کرا کر یہ اشتہار بھیجے جاتے ہیں تا اس کے بعد مکفرین کو کوئی عذر باقی نہ رہے۔ اگر بعد اس کے مکفرین نے مباہلہ نہ کیا اور نہ تکفیر سے باز آئے تو ہماری طرف سے ان پر حجت پوری ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

گئی۔ بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ مباہلہ سے پہلے ہمارا حق ہوگا کہ ہم مکفرین کے سامنے جلسہ عام میں اپنے اسلام کے وجوہات پیش کریں والسّلام علی من اتّبع الھدی ۔المشتہر مرزا غلام احمد۔ ۳۰ شوال ۱۳۲۱ھ

اس خط کو لکھنے اور اس میں یہ جھوٹ درج کرنے کے وقت خلیفہ صاحب کو قادیانی کا یہ اعلان رسالہ سچائی کا اظہار بحکم دروغ گورا حافظہ نباشد یاد نہ رہا۔ یا دیدہ دانستہ یہ جھوٹ بنایا۔

ازانجملہ ایک سفید جھوٹ یہ ہے جو بجواب منشی سعد اللہ کے اس سوال کے کہ، آپ کی طرف سے فتوی کفر میں آپ کا نام موجود ہے، مولوی محمد حسن سے نقل کیا گیا ہے کہ مولوی محمد حسین نے میرا نام فتوی میں بطور خود لکھ دیا ہے حالانکہ میں نے ان کو بذریعہ خط بھی لکھ دیا تھا کہ میرا نام نہ لکھنا۔

اس کا سفید جھوٹ ہونا اصل فتوی کے ملاحظہ سے اور مولوی محمد حسن (لدھیانوی) سے دریافت کرنے سے ثابت ہوسکتا ہے (مولوی محمد حسن نے اپنے خط دوم میں، جو آئندہ نقل ہوگا، ظاہر کیا ہے کہ اس فتوی پر دستخط میں نے خود کئے ہیں) اصل فتوی پر جو مولوی محمد حسن کی طرف سے عبارت وتصدیق مرقوم ہے وہ مولوی محمد حسن کی خاص قلم سے لکھی ہوئی ہے جس منصف مزاج ومتردد کو شک ہو وہ اصل فتوی ملاحظہ کرے اور مولوی محمد حسن سے بھی اس امر کو دریافت کرے۔

ازانجملہ یہ ایک سفید جھوٹ ہے جو بیان کیا گیا ہے کہ اس گفتگو متعلق مباہلہ کا حال منشی سعد اللہ نے خاکسار کو لکھا اور خاکسار نے اس واقعہ کے متعلق کچھ مولوی محمد حسن کو لکھا اور اس کا انہوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ نہ منشی سعد اللہ نے گفتگو متعلق مباہلہ سے مجھے اطلاع دی اور نہ میں نے مولوی محمد حسن کو مباہلہ کے متعلق کوئی بات لکھی اور نہ میرے لدھیانہ پہنچنے پر مباہلہ کی بابت میری ان کی گفتگو ہوئی۔ میں نے صرف یہ سنا تھا کہ مولوی محمد حسن، رسالہ تحذیر منشی محمد احسن امروہی کو دیکھ کر تکفیر قادیانی میں متوقف اور بعض مسائل میں قادیانی کے موافق ہوگئے ہیں۔ اس پر میں نے بواسطہ اپنے دوست منشی محمدی نقشہ نویس ان کے نام ایک خط بغرض دریافت حال لکھا تو منشی صاحب نے یہ جواب دیا کہ یہ خبر محض غلط ہے مولوی محمد حسن کسی مسئلہ میں قادیانی کے موافق نہیں۔ یہی بات مولوی محمد حسن نے لدھیانہ میں عندالملاقات خاکسار کو کہی اور یہی اپنے اس خط میں لکھی جو عنقریب منقول ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس کے بعد جو خلیفہ صاحب نے خاکسار کے لدھیانہ جانے اور مولوی محمد حسن کے مکان پر نہ پہنچنے اوران سے مسجد میں گفتگو کرنے اور آخر لدھیانہ سے ناراض ہو کر چلے آنے کی بابت قصہ نقل کیا ہے۔ یہ از سرتا پا دروغ بے فروغ ہے۔ خاکسار لدھیانہ پہنچا تو مولوی محمد حسن کے مکان پر ٹھہرا، اور وہ عادت قدیم کے مطابق خاکسار سے مدارات وتواضع کیساتھ پیش آتے رہے۔

اس امر کی تصدیق میں مولوی محمد حسن لدھیانوی کا خط نقل کیا جاتا ہے جو خلیفہ حامد کے خط کو دیکھ کر انہوں نے خاکسار کے نام ارسال کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

مخدوم ومکرم من السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میر حامد سیالکوٹی کا خط میں نے دیکھا۔ افسوس لوگ دشمنی اور عداوت کے مارے بہتان باندھتے ہیں اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔ میں مرزا غلام احمد کے ساتھ کسی ایک مسئلہ میں بھی متفق نہیں چہ جائے کہ میں اکثر مسائل میں متفق ہو گیا ہوں۔ چند مسائل میں جو سمجھ نہیں آئے، صرف توقف ہے۔ میں مرزا کے عقاید مستحدثہ کو ضلالت جانتا ہوں اوران کی تاویلوں کو تحریف۔ چونکہ وہ مدعی اسلام ہیں اور شاھدین علی انفسھم بالکفر کے زمرہ میں سے نہیں، اس لئے میں ان کو کافر نہیں کہتا۔

جناب لدھیانہ تشریف لائے بدستور قدیم خاکسار نے اور جملہ موحدین نے جناب کا اکرام کیا اور حاضر خدمت رہ کر سعادت اندوزی کرتے رہے۔ میر حامد نے جو لکھا ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب کی ملاقات صرف مسجد میں ہوئی تھی کیونکہ بے رخی دیکھ کر مولوی صاحب، محمد حسن کے مکان پر جانے کی جرأت نہ کر سکے، یہ صریح جھوٹ ہے۔

مرزا غلام احمد کی تکفیر اور جواب خط کے بارہ میں مسجد میں ہرگز ہرگز گفتگو نہیں ہوئی جس کو ایک ذرہ عقل اور تمیز ہے وہ جان سکتا ہے کہ یہ قصہ سراسر بہتان وافتراء ہے۔ بھلا دہلی کے شہدوں کی بات سند تھی جو میں گفتگو میں جناب کے روبرو پیش کرتا۔ یہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے مرزا صاحب کے کسی معتقد کے روبرو یہ ذکر کیا تھا کہ دہلی کے شہدے جب آخری جمعہ کا روزہ رکھتے تو نماز کیلئے بھی مسجد میں آتے۔ اپنی پھکڑ بازی کی عادت تو نہ چھوڑ سکتے مگر اتنا التزام کرتے کہ بھیّا لام کاف نہیں کہنا۔ مجھے تو نہ پہلے کسی سے ضد تھی اور نہ اب ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جوضد کے بارے میں حد سے تجاوز کر گئے ہیں اللہ کریم ان کو توفیق توبہ بخشے۔ ۲۷ جنوری ۱۸۹۴ء لودہیانہ۔

خاکسار محمد حسن

اس خط میں میرے عزیز دوست مولوی محمد حسن لدھیانوی نے جو باوصف تسلیم و اظہار اس امر کے کہ قادیانی کے عقاید مستحدثہ ضلالت ہیں اس کو کافر کہنے سے توقف ظاہر کیا ہے یہی بعض اور علماء کی بھی جن کے فتوی تکفیر قادیانی پر دستخط ثبت ہیں، رائے ہے۔ چنانچہ فتوی کے ملاحظہ سے ناظرین کو معلوم ہوسکتا ہے۔ اس توقف کی وجہ ان علماء کے نزدیک یہ ہے کہ اگرچہ بعض عقائد مرزا قادیانی حد کفر تک پہنچ گئے ہیں مگر چونکہ وہ ان کی تاویل کرتا ہے اور تاویل کفر سے بچالیتی ہے لہذا وہ تکفیر سے بچ جاتا ہے۔ اور وہ ان مسائل کے سبب صرف گمراہ و مبتدع کہلانے کا مستحق ہے۔ اس وجہ توقف میں ان علماء نے اپنے قصور معلومات کی وجہ سے دھوکہ کھایا ہے۔ ان کو تاویل و تکفیر کے اس قانون پر پوری اطلاع نہیں ہے کہ تاویل جو تکفیر سے بچالیتی ہے وہ تاویل ہے جو مسائل محل و محتمل تاویل میں ہو، اور جو تاویل ایسے مسائل میں ہو جو دین سے قطعاً وضرورۃً ثابت ہوں (جیسے حشر کو اموات کا جسموں سے اٹھایا جانا اور خدا تعالی کے علم و قدرت کا غیر محدود ہونا وغیرہ) وہ محل تاویل نہیں اور ان مسائل میں تاویل کفر سے نہیں بچاتی۔ چنانچہ امام غزالی وغیرہ محققین اسلام کی تصانیف میں بیان ہوا ہے اور اسکا خلاصہ اشاعۃ السنہ کے مضمون التفرقہ بین الاسلام والزندقہ میں منقول ہوا ہے، اور انکی توجہ اس طرف نہیں ہوئی کہ قادیانی ایسے ہی قطعی مسائل میں تاویل کرتا ہے۔ وہ نزول جبریل، ختم نبوت، وسعت قدرت خداوندی جیسے عقاید و مسائل میں جو دین اسلام میں قطعی تسلیم کئے جاتے ہیں تاویل کرتا ہے چنانچہ اس سے پہلے گذر چکا ہے

میرے عزیز دوست مولوی محمد حسن نے جو اپنے توقف کی یہ وجہ بھی بتائی ہے کہ قادیانی اپنے نفس پر خود کفر کی شہادت نہیں دیتا، یعنی وہ مدعی و ملتزم کفر نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی وجہ ہے جس کا اثر و نشان کسی اور اہل علم کے کلام میں نہیں پایا جاتا۔ میرے عزیز دوست نے شاید کتب فقہ و حدیث وقرآن مجید میں زنادقہ اور منافقین کا حال اور حکم توجہ سے نہیں پڑھا کہ وہ باوصف ادعاء اسلام اور اظہار شعائر اسلام کافر قرار دیئے گئے اور ان سے وہ معاملات ہوئے جو کافروں سے ہوتے ہیں۔

میرے عزیز دوست اپنی اس وجہ پر نظر کریں گے اور زندیق کا حکم کتب فقہ اور صحیح بخاری میں ملاحظہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کریں گے تو امید ہے کہ اس وجہ کو واپس لیں گے۔ دجال قادیانی باتفاق میجارٹی زندیق ہے، وہ اپنے کفر پر شہادت نہ دے گا، پھر کیا اس حیلہ سے بچ جائے گا؟ ہرگز نہیں۔

خط کے اخیر میں جو خلیفہ صاحب نے صوفی عبدالحق پر ایک شرارہ چھوڑ دیا اور یہ کہا ہے کہ عبدالحق غزنوی بھی اب متروک ہو گیا ہے، یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ صوفی عبدالحق غزنوی کو امرتسر میں تھوڑے دن ہوئے ہیں، دیکھ کر آیا ہوں۔ وہ جن اعیان اہل اسلام میں جس عزت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے ان میں اسی عزت سے اب بھی دیکھے جاتے ہیں اور انکے متروک القوم ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ خلیفہ صاحب اگر کہیں کہ ان کے مباہلہ کا کوئی اثر قادیانی پر ظاہر نہیں ہوا اس لئے ان کے ساتھی مسلمانوں نے اس کو چھوڑ دیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر اور اثر بد کیا ہو گا کہ اس دن سے قادیانی پر چاروں طرف سے اہل اسلام کی لعنت وملامت کی زیادہ بوچھاڑ ہو رہی ہے اور عام مسلمان کہہ رہے ہیں کہ قادیانی نے عیسائیوں کے مقابلہ میں کچھ نہ کیا۔ مسلمانوں کی رہی سہی عزت کو کھو دیا اور عیسائیوں کو دلیر کر دیا۔ اور ان کے مباہلہ کا بھی کوئی اثر بد صوفی عبدالحق پر ظاہر نہیں ہوا۔ اس بات کو خلیفہ صاحب تسلیم نہ کریں تو پھر وہی بتا دیں کہ قادیانی کے مباہلہ کا اثر بد صوفی عبدالحق غزنوی پر کیا ظاہر ہوا؟ اب تک اس کا ایک بال بھی بینگا (ٹیڑھا) نہیں ہوا۔ اور ان کے متروک ہونے کا دعوی ایک سفید جھوٹ ہے۔ صوفی عبدالحق نے تو صرف بعض علماء سلف کی سنت پر مباہلہ کیا تھا، اس کے سوا کسی نشان آسمانی کا ان کو دعوی نہ تھا۔ بخلاف قادیانی کہ اس کو تو اپنے مباہلہ سے نشان نمائی کا دعوی تھا، اور دعوی بھی ایسا کہ اگر اسکی جانب سے نشان ظاہر نہ ہوا، یا دونوں جانب سے مساوی نشان ظاہر ہوا، تب بھی وہی (قادیانی) جھوٹا متصور ہو گا چنانچہ حجت الاسلام، قادیانی کے صفحہ ۹ میں یہ دعوی شائع ہو چکا ہے۔ اس دعوی کی رو سے صوفی عبدالحق غزنوی کی طرف سے کوئی نشان ظاہر نہ ہوا اور قادیانی پر کوئی عذاب آسمانی نازل نہ ہوا، تب بھی قادیانی ہی جھوٹا متصور ہو گا جب تک صوفی صاحب پر کوئی ایسا اثر ظاہر نہ ہو جس کو کس وناکس مباہلہ قادیانی کا اثر سمجھیں۔ خلیفہ صاحب نے اس نتیجہ لازم اور الزام غیر مفارق کا تو کچھ لحاظ نہ فرمایا اور اپنے احمق اور ناواقف دام میں آنے والوں کو پھنسانے کے لئے یہ افتراء کا شرارہ صوفی عبدالحق پر چھوڑ دیا۔ اور انصاف و شرم سے کام نہ لیا....

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حافظ یعقوب صاحب آپ اپنے خط منقولہ بالا میں لکھ چکے ہیں کہ ہم علم نہیں رکھتے لہذا ممکن ہے کہ علمی باتوں میں قادیانی کی دھوکہ دہی کو آپ نہ سمجھتے ہوں گے۔ پھر کیا قادیانی کے ایسے سفید جھوٹوں کو بھی جو واقعات کے متعلق ہیں، نہیں سمجھ سکتے۔ واقعات کی تحقیق صرف مشاہدہ حال اور شہادتوں سے ایک عامی بھی کر سکتا ہے۔ آپکو ان واقعات کی تحقیق سے ثابت ہو کہ قادیانی اور اسکے خلفاء جھوٹے واقعات از خود بناتے ہیں اور جھوٹ بول کر لوگوں کو پھنسانا چاہتے ہیں، تو آپ اپنے تردد کو دور کریں اور قادیانی کو دجال سمجھ کر اس سے علیحدہ ہو جاویں۔ اور ان واقعات کے ثبوت میں آپ کو اشتباہ رہے تو آپ مجھ کو اس سے مطلع کریں۔ یہ آپ کے خط کا جواب ہے جسکا پہلے وعدہ دیا گیا تھا۔ اسکے جواب میں آپ نے قادیانی کا دجال ہونا تسلیم کر لیا یا ان واقعات کی نسبت کوئی عذر معقول پیش کر کے اپنے تردد کو متوجہ کیا تو پھر آپ سے سلسلہ خط و کتابت جاری رہیگا

ناظرین! خلیفہ حامد کا یہ خط صرف ڈیرہ دون پہنچتا اور پرائیویٹ رہتا تو اس کی نقل اور ردّ سے تعرض نہ کیا جاتا۔ یہ خط اور اسکا مضمون پبلک میں مشتہر ہوا اور جا بجا اسکا شہرہ ہوا چنانچہ ڈیرہ دون کے علاوہ لاہور کی ایک مسجد میں (جو سنٹ ہال کے پاس ہے جہاں قادیانی کے کھلے اور چھپے حواری نمازیں پڑھتے ہیں) حواریان قادیانی نے جلسہ عام میں لودھیانہ کا یہ قصہ سنایا کہ مولوی محمد حسین اب کی دفعہ لودہانہ میں گئے تو ان کی خاطر نہ ہوئی وغیرہ اور ایک چھپے حواری قادیانی نے جو صوفی اور صاحب الہام کہلاتے ہیں اور ان کی مقدس ریش دیکھ کر خواجہ خضر یاد آتے ہیں میرے ایک دوست نقشہ نویس ملازم نہر روپڑ کو یہ کہا تھا کہ اشاعۃ السنہ کے خریداران اب اسکو خریدنا موقوف کرتے جاتے ہیں، اسی قسم کی اور باتیں یہ حضرات شائع کر رہے ہیں۔ ان اراجیف کا اثر بد بعض ناواقف لوگوں پر پڑتا نظر آیا تو اس خط اور اس کے جواب کو شائع کرنا ضروری سمجھا گیا۔

شیخ الاسلام مولانا بٹالویؒ بتاتے ہیں کہ تحریر بالا لکھی جا چکی تھی کہ مولوی محمد حسن لدھیانوی کا دوسرا خط خاکسار کے پاس پہنچا۔ اس خط میں انہوں نے گفتگو متعلق مباہلہ کی تفصیل کی ہے جو تفصیل خلیفہ حامد کے کئی بیانوں کے مخالف ہے۔ نیز تکفیر قادیانی میں آپ نے اپنے توقف کی ایک وجہ مزید کی ہے۔ ان دو باتوں کے سوا اس میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔

وازآنجا کہ گفتگو متعلق مباہلہ کے ہم نے کوئی تفصیل نہیں کی جس کی اس خط دوم سے تصدیق کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ضرورت ہو، بلکہ تفصیل میں خلیفہ حامد کے صرف تین جھوٹ ظاہر کئے ہیں کہ از انجملہ ایک کا ثبوت قادیانی کے اعلان سے دیدیا ہے اور دوسرے کے ثبوت میں مولوی محمد حسن کا حوالہ دیا ہے لہذا ہم کو اس گفتگو کے متعلق پوری تفصیل کو نقل کرنیکی ضرورت نہیں بلکہ صرف ان دو ہی باتوں کا جن کی بابت مولوی صاحب کا حوالہ دیا گیا ہے نقل کرنا کافی ہے۔ ہاں جو مولوی صاحب نے عدم تکفیر کی مزید وجہ بیان کی ہے وہ پوری بیان کرنی ضروری ہے شاید مولوی محمد حسن کا اس میں فائدہ ہو۔

اس خط میں عزیز مولوی محمد حسن صاحب لکھتے ہیں:

کچھ دنوں بعد (یعنی گفتگو متعلق مباہلہ کے بعد) پھر منشی سعد اللہ صاحب میرے پاس تشریف لائے۔ میں مولوی محمد احسن امروہی کا رسالہ تحذیر الناس دیکھ رہا تھا۔ اس پر مرزا صاحب کا ذکر شروع ہوا اور میں نے تکفیر سے اپنا توقف ظاہر کیا۔ منشی سعد اللہ نے کہا کہ تو نے پہلے استفتاء پر دستخط کیا تھا اب توقف کا سبب کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے پہلے بھی توقف ہی تھا اور دل میں سوچ رکھا تھا کہ اپنی علیحدہ عبارت لکھ کر دستخط کرونگا۔ چونکہ دستخطوں کا جلسہ بچند وجوہ موجب پریشانی تھا میں اس احتیاط کو بھول گیا اور جلدی میں چلتے چلاتے دستخط کر دیئے۔ مولوی صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد خیال آیا تو مولوی صاحب کی خدمت میں عریضہ لکھا جس کا خلاصہ یہ کہ آپ مجھے اطلاع بخشیں میرے دستخط کس عبارت کے نیچے ہیں۔

یہ قول عزیز مولوی محمد حسن صاحب کا خلیفہ حامد کے دوسرے جھوٹ کا جھوٹ ہونا ثابت کر رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ عزیز مولوی محمد حسن نے فتوی پر خود دستخط کیا تھا، نہ کہ خاکسار نے۔ اور عزیز مولوی صاحب نے اپنے خط میں یہ ظاہر نہیں کیا کہ میرا نام نہ لکھنا۔

پھر مولوی محمد حسن صاحب لدھیانوی لکھتے ہیں: ۲۵ جولائی ۱۸۹۳ء کو جناب کا خط میرے نام آیا جس کا مضمون یہ تھا: ہم نے سنا ہے تکفیر میں تجھے شک و تردد ہے۔ کیا یہ تردد پہلے سے تھا یا منشی احسن کا رسالہ دیکھ کر پیدا ہو گیا۔

یہ قول عزیز مولوی صاحب کا خلیفہ حامد کے تیسرے جھوٹ کا جھوٹ ہونا ظاہر کر رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ میں نے عزیز مولوی صاحب کو مباہلہ کی بابت کچھ نہ لکھا تھا، صرف رسالہ تحذیر کا کچھ ان پر اثر کرنا سن کر اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کی بابت کچھ لکھا تھا۔

پھر عزیز مولوی محمد حسن صاحب مزید وجہ عدم تکفیر کی بابت لکھتے ہیں:

رات کو مسئلہ تکفیر کا ذکر آیا۔ خاکسار نے عرض کیا کہ مجھے توقف ہے اور یہ بھی عرض کیا کہ تکفیر سے غرض یہ ہے کہ عوام بچ جائیں اور ایسے شخص کو چھوڑ دیں۔ مگر اس زمانہ میں ایسے فتووں کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ لوگ ڈرتے نہیں بلکہ ہنستے ہیں، اور کافر کہنے والوں کو کافر کہہ دیتے ہیں۔ اس پر لودھیانہ کا ایک قصہ بھی سنایا کہ چند شخصوں کی ہمارے مفتیوں نے تکفیر کی تھی، مگر کچھ اثر نہ ہوا مسجد میں جناب کی اور خاکسار کی اس بارہ میں گفتگو ہرگز نہیں ہوئی۔..

اس مزید وجہ عدم تکفیر سے جو فائدہ مولوی صاحب کا ہے اس کو وہ جانتے ہیں یا اور سمجھنے والے، اس وجہ سے ہم بھی ایک فائدہ اٹھاتے اور اپنے ناظرین کو پہنچاتے ہیں۔ اس وجہ سے ثابت ہے کہ اگر شوکت اسلام ہو اور علماء کے فتووں کا مخالفوں پر بھی اثر پڑے، تو عزیز مولوی محمد حسن صاحب اپنے تردد و توقف کو دور کریں اور قادیانی کا کفر ثابت کر کے اس کو وہ سزا دیں جو خلفاء اسلام کے وقت میں زندیقوں کو مل چکی ہے۔

(ماہنامہ اشاعۃ السنہ۔ جلد ۱۵)

الیگزنڈر رسل وب کا اسلام

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ بتاتے ہیں کہ شجرۃ الکذب (جھوٹ کے درخت) قادیانی کا ایک پھل، جو اصل درخت کی حقیقت ظاہر کرتا ہے، وہ ہے جو قادیانی کے ایک خلیفہ اڈیٹر رسالہ موسوم بہ الحق سے ظاہر ہوا ہے۔ اس رسالہ میں بھی خلیفہ صاحب اڈیٹر نے اس قسم کا جھوٹ کہ قادیانی کے اتباع و پیروان میں ترقی و کثرت ہوتی جاتی ہے اور اس کے مخالفوں کو مسکنت ذلت، شائع کیا ہے چنانچہ اس رسالہ کے صفحہ ۲۳ نمبر ا جلد ۲ میں مرقوم ہے:

بڑی بھاری بشارت: نومبر کی چوتھی تاریخ کو حضرت امام زمان مسیح موعود فیروز پور میں تھے۔ آپ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

خدمت میں جناب حاجی عبداللہ اور حاجی عبداللطیف حاضر ہوئے۔ یہ حاجی عبداللہ وہ مشہور سرگرم حامی اسلام ہیں جنہوں نے محمد الیگزنڈر روب مسلمان امریکن مشنری کو اشاعت اسلام کے لئے کئی ہزار روپیہ اپنی گرہ سے دیا۔ حاجی عبداللہ نے بیان کیا کہ حضرت کی قدم بوسی کی تحریک میرے دل میں اس طرح ہوئی کہ میں نے ایک دفعہ جو محمد رسل وب سے سوال کیا کہ اسلام کی بے بہا نعمت آپ کو کیونکر حاصل ہوئی، تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ بڑا بھاری خداوندی فضل مجھے جناب مرزا غلام احمد صاحب کی بدولت میسر ہوا۔ اسی وقت سے میرے دل میں خیال تھا کہ میں ایسے واجب القدر حامی اسلام کو دیکھوں جس کے پاک انفاس سے اتنے بڑے زبردست لوگ غیر قوموں سے مشرف باسلام ہوئے ہیں۔ چند روز ہوئے میرے دل میں جناب مرزا صاحب کی زیارت کی پرزور تحریک پیدا ہوئی.. الخ

اس کے بعد صفحہ ۲۴ میں خلیفہ اڈیٹر نے قادیانی کی طرف مدراسیوں کے رجوع و توجہ کا مژدہ نقل کر کے کہا ہے:

غرض یہ سب اللہ تعالی کی تائید اور نصرت کا عجیب ثبوت ہے اور اس بات پر کافی دلیل ہے کہ حضرت مسیح موعود مؤید من اللہ ہیں۔ افسوس ان یہودی صفت قسی القلب لوگوں پر جواب تک اس پاک سلسلہ کی مخالفت سے باز نہیں آئے، وہ خوب سمجھ رکھیں کہ ان کے لئے ذلت مسکنت اور غضب درپیش ہے۔

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں ہمارے نزدیک اور ایک مبصر و محقق کے نزدیک پہلے مژدہ کے بیان میں خلیفہ اڈیٹر نے کذب سے کام لیا ہے۔ اس میں جو مسٹر رسل وب امام اہل اسلام امریکہ کا قول نقل کیا، یہ صاحب ممدوح پر محض افتراء ہے۔ صاحب ممدوح کی جو اظہار اسلام سے پہلے قادیانی سے خط و کتابت ہوئی ہے اور وہ قادیانی کے رسالہ شحنہ حق میں چھپی ہے، وہ اس قول کے افتراء ہونے پر دلیل ہے۔ اس مراسلت سے صاحب ممدوح کا قادیانی سے مدد چاہنا تو بے شک ثابت ہے مگر قادیانی کا ان کو مدد دینا ثابت نہیں ہوتا، بلکہ صرف وعدہ مدد دینا، جس کا قادیانی نے تا ہنوز ایفاء نہیں کیا اور نہ آئندہ اس سے اس ایفاء کی امید ہے، جب تک کہ بقیہ براہین احمدیہ، سراج منیر، قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ وغیرہ تصنیف ہو کر شائع نہ ہوں (جو قیامت سے پہلے تصنیف و شائع ہوتی نظر نہیں آتیں)

(مولانا بٹالوی کی یہ پیش گوئی یوں پوری ہوئی کہ خود مرزائیوں کو اقرار ہے کہ یہ کتابیں شائع نہیں ہوئیں۔ مرزا بشیر احمد قادیانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کہتے ہیں کہ جب مرزا صاحب نے ۱۸۷۹ء میں براہین احمدیہ کے متعلق اعلان شائع فرمایا تو اس وقت آپ براہین احمدیہ تصنیف فرما چکے تھے اور کتاب کا حجم قریباً دواڑھائی ہزار صفحہ تک پہنچ گیا تھا۔ اور اس میں آپ نے اسلام کی صداقت میں تین سوایسے زبردست دلائل تحریر کئے تھے کہ جن کے متعلق آپ کا دعوی تھا کہ ان سے صداقت اسلام آفتاب کی طرح ظاہر ہو جائے گی اور آپ کا ارادہ تھا کہ جب اس کے شائع ہونے کا انتظام ہو تو کتاب کو ساتھ ساتھ اور زیادہ مکمل فرماتے جاویں۔ اور اس کے شروع میں ایک مقدمہ لگائیں۔ اور بعض اور تمہیدی باتیں لکھیں اور ساتھ ساتھ ضروری حواشی بھی زائد کرتے جاویں۔ چنانچہ اب جو براہین کی چار جلدیں شائع شدہ موجود ہیں ان کا مقدمہ اور حواشی وغیرہ سب دوران اشاعت کے زمانہ کے ہیں۔ اور اس میں اصل ابتدائی تصنیف کا حصہ بہت ہی تھوڑا آیا ہے۔ یعنی صرف چند صفحات سے زیادہ نہیں۔ اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ تین سو دلائل جو آپ نے لکھے تھے ان میں سے مطبوعہ براہین احمدیہ میں صرف ایک ہی دلیل بیان ہوئی ہے اور وہ بھی نامکمل۔ ان چار حصوں کے طبع ہونے کے بعد اگلے حصص کی اشاعت خدائی تصرف کے ماتحت رک گئی اور سنا جاتا ہے کہ بعد میں اس ابتدائی تصنیف کے مسودے بھی کسی وجہ سے جل کر تلف ہو گئے۔ مرزا نے براہین حصہ چہارم کے آخر میں جو اشتہار، ہم اور ہماری کتاب، کے عنوان کے نیچے دیا اس میں آپ نے فرمایا ہے کہ ابتداء میں جب براہین احمدیہ تصنیف کی گئی تھی تو اور صورت تھی مگر بعد میں یعنی دوران اشاعت میں جب حواشی وغیرہ لکھے جا رہے تھے اور کتاب طبع ہو کر شائع ہو رہی تھی، صورت بدل گئی.... ص ۱۱۱۔۱۱۲ جلد اول سیرۃ المہدی۔

نیز مرزا بشیر احمد قادیانی بتاتے ہیں: بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی نے کہ ایک دفعہ لالہ ملاوامل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مرزا صاحب نے مجھے ایک صندوقچی کھول کر دکھائی تھی جس میں ان کی ایک کتاب کا مسودہ رکھا ہوا تھا اور آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ بس یہی میری جائیداد اور مال سب یہی ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ براہین احمدیہ کے مسودہ کا ذکر ہے۔ (ص ۱۱۳۔ سیرۃ المہدی۔ جلد اول)۔

نیز مرزا بشیر احمد قادیانی بتاتے ہیں کہ ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ: آپ کی تحقیق سے تصنیف واشاعت استفتاء وسراج منیر ۱۸۹۷ء میں وقوع پذیر ہوتی ہے حالانکہ مرزا صاحب کا اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۵۵، اس امر کا مثبت ہے کہ سراج منیر کی تصنیف مارچ ۱۸۸۶ء سے پہلے شروع ہوگئی تھی۔ اور اس اشتہار مورخہ یکم مارچ میں اس رسالہ (سراج منیر) کو قریب الاختتام قرار دے کر صرف چند ہفتوں کا کام باقی رہنا ظاہر کیا گیا ہے۔ اور اگر اشتہار کی طباعت اول کی تاریخ (آخر اشتہار سے) رکھی جاوے تو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء ظاہر ہوتی ہے اور اسی جگہ اسی اشتہار کی تاریخ طباعت بار دوم ۱۸۹۳ء ظاہر کی گئی ہے اور اسی اشتہار کی دوبارہ اشاعت پر نوٹ حاشیہ صفحہ ۵۵ پر اس امر کا اظہار ہے کہ اس رسالہ سراج منیر کی تصنیف واقعی پہلے ہو چکی تھی، اور اشاعت بے شک بعد میں ہوئی ہے۔ نیز تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۹۴ کے اشتہار سے بھی سراج منیر کی تصنیف پہلے کی ثابت ہے۔ نیز تبلیغ رسالت صفحہ ۱۲۴ حصہ اول میں بھی سراج منیر کی اشاعت کو اس لئے ملتوی رکھنا ظاہر کیا گیا ہے کہ ہنوز بشیر اول کے متعلق مفصل علم نہ ہوا تھا۔

خاکسار، بشیر احمد قادیانی جواباً، عرض کرتا ہے کہ یہ اعتراض درست نہیں ہے۔ جس سراج منیر کی تصنیف کا ذکر ابتدائی کتابوں اور اشتہاروں میں آتا ہے وہ اور تھی جو طبع نہیں ہوئی (یعنی مولانا بٹالوی کی پیش گوئی سچ ثابت ہوئی کہ یہ طبع نہیں ہوگی اور نہ براہین کی بقیہ جلدیں) اور جو سراج منیر ۱۸۹۷ء میں آ کر شائع ہوئی وہ اور ہے، چنانچہ خود مؤخر الذکر سراج منیر میں متعدد جگہ اس کا ثبوت ملتا ہے کہ یہ کتاب ۱۸۹۷ء میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لکھی گئی مثلاً ملاحظہ ہوں صفحہ ۱۷، ۲۱، ۴۸، ۴۷۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب نے اوائل میں ایک کتاب سراج منیر لکھنے کا ارادہ کیا تھا اور غالباً کچھ حصہ لکھا بھی ہوگا مگر وہ طبع نہیں ہوئی اور پھر اسکے بعد آپ نے ۱۸۹۷ء میں ایک اور رسالہ سراج منیر کے نام سے لکھ کر شائع فرما دیا۔ سیرۃ المہدی۔ ص ۱۹۸ جلد سوم)

اور جب صاحب ممدوح بعد اظہار اسلام لاہور تشریف لائے اور حواریان و معتقدین مرزا قادیانی کا ڈیپوٹیشن آپ کے پاس پہنچا اور بکمال اصرار اس امر کا خواستگار رہا کہ آپ قادیان تشریف لے چلیں اور مرزا سے ملیں، تو آپ نے قادیان جانے سے صاف انکار کر دیا اور برملا فرما دیا کہ میں قادیانی سے تسلی یافتہ نہیں ہوں۔

یہ حال ہم نے بعض راشد مسلمانان سکرٹریان انجمن حمایت اسلام سے (جس کے صاحب ممدوح مدعوو مہمان تھے) سنا تھا اور اپنے رسالہ نمبر ا جلد ۱۵ کے صفحہ ۳ و ۴ میں شائع و مشتہر کر دیا تھا اور اس میں قادیانی اور اس کے حواریوں اور ہوا خواہوں نے کچھ چوں و چرا نہیں کیا تھا۔ ایک صوفی صاحب ان میں سے بولے تو صرف اس قدر بولے کہ اس ڈیپوٹیشن میں (جس نے صاحب ممدوح سے قادیان جانے کی درخواست کی تھی) میں شامل نہیں تھا، میرا نام اس میں کیوں ذکر کیا گیا؟ اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت آپ نہ سہی، آپ کے بڑے بھائی صوفی اور دوسرے مفتی جی سہی۔ کام سے کام ہے نہ نام سے۔ نام میں راوی کی غلطی ہوگئی ہوگی اس سے تو آپ کو انکار نہیں کہ ڈیپوٹیشن ان کے پاس گیا اور خواستگار امر مذکور ہوا اور صاحب ممدوح نے انکار کیا، اور وہ قول فرمایا۔

وہ قول مسٹر محمد وب کا اس نقل خلیفہ اڈیٹر کے افتراء ہونے پر دوسری دلیل ہے اور صاف مشعر و شاہد ناطق ہے کہ اس قصہ میں جو قول ممدوح سے نقل کیا گیا ہے وہ ان پر محض افتراء ہے، لہذا یہ سارا قصہ نا قابل اعتماد و قبول ہے۔ ہم نے ایک معزز دوست سے، جو علاقہ فیروز پور میں مدرس ہے، سنا ہے کہ فیروز پور میں کوئی گدا صورت عربی، قادیانی کے پاس آیا تھا اسی کو ان حضرات نے عبداللہ عرب بنا لیا اور اس پر یہ قصہ گھڑ لیا

اور اگر یہ بھی فرض کر لیا اور مان لیا جاوے کہ وہی شخص عبداللہ عرب تھا جو مشہور مالدار اور نامی تاجر ہے تو پھر اس قصہ میں جو مسٹر رسل دب کا یہ قول درج کر لیا گیا ہے وہ اس قصہ کی ساری رونق واعتبار کو دور کرتا ہے اور اس کو صاف جھٹلاتا ہے۔

وہ قول صاحب ممدوح جب ان دنوں اشاعۃ السنہ کے ذریعہ شہرہ آفاق ہو گیا تو قادیانی صاحب نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یہ سمجھا کہ یہ قول ہمارے اس دعوی کو کہ امریکہ میں اسلام ہمارے طفیل پہنچا ہے جھٹلا رہا ہے تو اس قول کے ضرر واثر سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے ایک افتراء کھڑا کیا اور اس کو اپنے اسی خلیفہ حامد سیالکوٹی کے ذریعہ سے اپنے معتقدین کی پبلک میں پھیلایا (جس کی اطلاع خاکسار کو بھی بعض معزز احباب کے ذریعہ پہنچ گئی) کہ محمد رسل وب صاحب جہاز سے اترے تو قادیانی صاحب نے ان کو بذریعہ خط مطلع کر دیا اور لکھ دیا تھا کہ مسلمان لوگ مجھے زندیق کافر سمجھتے ہیں لہذا آپ میرے پاس نہ آویں ورنہ آپ بھی متہم ہو جائیں گے۔

شاید یہ حضرات اس افتراء قدیم کو اس افتراء جدید مندرجہ الحق کی تائید میں اور ہماری دلیل دوم کے جواب میں پیش کریں، اس کا جواب ہم پہلے ہی دے دیتے ہیں کہ لاہور آؤ اور معزز مسلمانوں سے اس قول صاحب ممدوح کے کہ میں قادیانی سے تسلی یافتہ نہیں ہوں، تصدیق کرلو۔ یا خود صاحب موصوف ہی سے بذریعہ خط دریافت کرلو کہ آپ نے ڈیپوٹیشن کے جواب میں وہ قول فرمایا تھا یا نہیں۔ جس معزز دوست سے ہم کو اس افتراء قدیم قادیانی پر، جو خلیفہ حامد کے ذریعہ شیوع پایا تھا، اطلاع ہوئی ہے ان کی صاحب ممدوح سے بہت خط وکتابت ہے۔ وہی دوست صاحب ممدوح سے دریافت کریں کہ ڈیپوٹیشن کے جواب میں وہ قول فرمایا تھا یا نہیں۔ سوال صرف اتنا ہو، اس سے ایک حرف زیادہ نہ ہو۔

یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اگر اس وقت مرزا قادیانی نے ممدوح کو ملاقات سے منع کیا تھا اور اس امر کو مسلمانوں میں ان کے متہم ہو جانے کا باعث سمجھا تھا، تو ان کا یہ قول (اگر یہ ان پر افتراء نہیں ہے) اب رسالہ میں کیوں چھپوایا۔ کیا اب مسلمان جن سے ممدوح کو انواع اعانت کی امید ہے ان کو متہم نہ کریں گے اور نہ سمجھیں گے کہ وہ درحقیقت قادیانی سے ملے ہوئے ہیں۔ اس قول کی اشاعت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قادیانی کا وہ قول جو خلیفہ کے ذریعہ شائع کیا گیا محض بناوٹ ہے۔..

اخیر میں جو خلیفہ اڈیٹر نے مرزا قادیانی کے مخالفین کی ذلت ومسکنت کی جھوٹی خبر دی ہے یہ اسی شجرۃ الکذب کا پھل ہے۔ اور یہ ہر ایک خلیفہ قادیانی کی سنت لازمہ وخاصہ شاملہ ہے۔ اسکا سفید جھوٹ ہونا خلیفہ حامد کی دروغ گوئی کے رد میں ثابت کیا گیا ہے اور ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے کہ قادیانی کے مخالفین خدا کے فضل وکرم سے صحت عافیت وعزت وبرکت کے ساتھ خوب دندناتے ہیں اور شب وروز تحریراً وتقریراً قادیانی کی بیخ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کنی کیلئے خدا کی طرف سے مؤید وموفق ہیں ۔ یہ ذلت اور مسکنت تو قادیانی ہی کی صفت لازم اور عرض غیر مفارق ہے جسکا منہ صد ہا روپیہ کی آمدنی پر بھی سوال سے بند نہیں ہوتا، اور کاسہ گدائی اسکے ہاتھ سے نہیں چھوٹتا۔ یا اسکے خلفاء اور حواریوں کے نصیب میں آگئی ہے جو ریاست جموں میں آٹھ سو روپیہ ماہوار کے نوکر تھے اور بطفیل متابعت قادیانی کے اس نوکری سے، اس حکم کے ساتھ کہ اتنے گھنٹوں میں جموں سے نکل جاؤ، خارج و معزول کیئے گئے۔ یا جو بھوپال میں ایک سو روپیہ ماہوار کے ملازم تھے اور اب بیس تیس روپیہ چندہ پر گذارا کر رہے ہیں۔

خلیفہ اڈیٹر نے قادیانی کی آئینہ صفت صورت میں انہی حضرات کی یہ صورت دیکھی ہوگی۔

در آئینہ بیند ہر کس رخ خویش (ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۵۔ص ۳۰۵ تا ۳۱۲ مختصراً)

شیخ الاسلام کو تفسیر نویسی کا قادیانی چیلنج

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی کسی سورۃ کی تفسیر لکھنا ایک روحانی نشان ہوگا جس سے ثابت ہوگا کہ یہ عاجز صادق اور خدا تعالی سے مؤید ہے یا نہیں۔ اور شیخ محمد حسین بٹالوی اس عاجز کو کاذب اور دجال قرار دینے میں صادق ہے یا خود کاذب اور دجال ہے۔

عاقل سمجھ سکتے ہیں کہ منجملہ نشانوں کے حقائق اور معارف اور لطائف حکمیہ کے بھی نشان ہوتے ہیں جو خاص ان کو دیئے جاتے ہیں جو پاک نفس ہوں اور جن پر فضل عظیم ہو جیسا کہ آیت لا یمسہ الا المطھرون اور آیہ و من یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً بلند آواز سے شہادت دے رہی ہے۔ سو یہی نشان میاں محمد حسین کے مقابل پر میرے صدق اور کذب کے جانچنے کے لئے کھلی کھلی نشانی ہوگی۔ اور اس فیصلہ کے لئے احسن انتظام اس طرح ہوسکتا ہے کہ ایک مختصر جلسہ ہوکر منصفان تجویز کردہ اس جلسہ کے چند سورتیں قرآن کریم کی جن کی عبارت اسّی (۸۰) آیات سے کم نہ ہو تفسیر کے لئے منتخب کر کے پیش کریں اور پھر بطور قرعہ اندازی کے ایک سورۃ ان میں سے نکال کر اسی کی تفسیر معیار امتحان ٹھہرائی جائے اور اس تفسیر کیلئے یہ امر لازمی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ٹھہرایا جاوے کہ بلیغ فصیح زبان عربی اور مقفی عبارت میں قلم بند ہو اور دس جزو سے کم نہ ہو اور جس قدر اس میں حقائق اور معارف لکھے جائیں وہ نقل عبارت کی طرح نہ ہوں بلکہ معارف جدیدہ اور لطائف غریبہ ہوں جو کسی دوسری کتاب میں نہ پائے جائیں اور با ایں ہمہ اصل تعلیم قرآنی سے مخالف نہ ہوں بلکہ ان کی قوت اور شوکت ظاہر کرنے والے ہوں (اگر کسی کے دل میں یہ خدشہ گذرے کہ ایسے جدید حقائق و معارف جو پہلی تفاسیر میں نہ ہوں وہ کیونکر تسلیم کئے جاسکتے ہیں اور وہ انہیں پہلی ہی تفاسیر میں محدود کرے، تو اسے مناسب ہے کہ عبارت ذیل کو ملاحظہ کرے۔ ثم رأیت کل آیة و کل حدیث بحرا مواجاً فیه من اسرار مالم کتب شرح سروا حدٍ منها فی مجلداتٍ لما احاطته و رأیت الاسرار الخفیة تتبذ لة فی اشارات القرآن و السنة فقضیت العجب کل العجب۔ فیوض الحرمین۔ ص۴۲) اور کتاب کے آخر میں سو شعر لطیف بلیغ اور فصیح عربی میں نعت اور مدح آنحضرت ﷺ میں بطور قصیدہ درج ہوں اور جس بحر میں وہ سو شعر ہونے چاہییں وہ بحر بھی بطور قرعہ اندازی کے اسی جلسہ میں تجویز کیا جائے اور فریقین کو اس کام کے لئے چالیس دن کی مہلت دی جائے اور چالیس دن کے بعد جلسہ عام میں فریقین اپنی اپنی تفسیر اور اپنے اپنے اشعار جو عربی میں ہوں گے سناویں۔ پھر اگر یہ عاجز شیخ محمد حسین بٹالوی سے حقائق اور معارف کے بیان کرنے اور عبارت عربی فصیح و بلیغ اور اشعار آبدار مدحیہ کے لکھنے سے قاصر اور کم درجہ پر رہا تو اسی وقت یہ عاجز اپنی خطا کا اقرار کرے گا اور اپنی کتابیں جلا دے گا۔ اور شیخ محمد حسین کا حق ہوگا کہ اس وقت اس عاجز کے گلے میں رسہ ڈال کر یہ کہے کہ اے کذاب اے دجال اے مفتری آج تیری رسوائی ظاہر ہوئی۔ اب کہاں ہے وہ جس کو تو کہتا تھا کہ میرا مددگار ہے۔ اب تیرا الہام کہاں ہے اور تیرے خوارق کہاں چھپ گئے۔ لیکن اگر یہ عاجز غالب ہوا تو پھر چاہیے کہ میاں محمد حسین اسی مجلس میں کھڑے ہو کر ان الفاظ سے توبہ کرے کہ اے حاضرین آج میری روسیاہی ایسی کھل گئی کہ جیسا آفتاب کے نکلنے کے دن کھل جاتا ہے اور اب ثابت ہوا کہ یہ شخص حق پر ہے اور میں ہی دجال تھا اور میں ہی کذاب تھا اور میں ہی کافر تھا اور میں ہی بے دین تھا۔ اور اب میں توبہ کرتا ہوں سب گواہ رہیں۔ بعد اس کے اسی مجلس میں اپنی کتابیں جلا دے اور ادنی خادموں کی طرح پیچھے ہو لے۔ (شیخ بٹالوی کو اختیار ہوگا کہ میاں شیخ الکل اور دوسرے تمام متکبر ملاؤں کو ساتھ ملا لے)

صاحبو! یہ طریق فیصلہ ہے جو اس وقت میں نے ظاہر کیا ہے۔ میاں محمد حسین کو اس پر سخت اصرار ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کہ یہ عاجز عربی علوم سے بالکل بے بہرہ اور کودن اور نادان اور جاہل ہے اور علم قرآن سے بالکل بے خبر ہے اور خدا تعالیٰ سے مدد پانے کے تو لائق ہی نہیں کیونکہ کذاب اور دجال ہے اور ساتھ اس کے ان کو اپنے کمال علم اور فضل کا بھی دعویٰ ہے کیونکہ ان کے نزدیک حضرت مخدوم مولوی حکیم نورالدین صاحب جو اس عاجز کی نظر میں علامہ عصر اور جامع علوم ہیں صرف ایک حکیم، اور اخویم مکرم مولوی سید محمد احسن صاحب جو گویا علم حدیث کے ایک پتلے ہیں صرف ایک منشی ہیں۔ پھر باوجود ان کے اس دعوی کے اور میرے اس ناقص حال کے جس کو وہ بار بار شائع کر چکے ہیں، اس طریق فیصلہ میں کون سا اشتباہ باقی ہے... خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ متکبر کا سر توڑے اور اس کو دکھاوے کہ آسمانی مدد اس کا نام ہے چند ماہ کا عرصہ ہوا ہے جس کی تاریخ مجھے یاد نہیں کہ ایک مضمون میں نے میاں محمد حسین کا دیکھا جس میں میری نسبت لکھا ہوا تھا کہ یہ شخص کذاب اور دجال اور بے ایمان اور باایں ہمہ سخت نادان اور جاہل اور علوم دینیہ سے بے خبر ہے۔ تب میں جناب الٰہی میں رویا کہ میری مدد کر تو اس دعا کے بعد الہام ہوا ادعونی استجب لکم یعنی دعا کرو کہ میں قبول کرونگا۔ مگر میں بالطبع نافر تھا کہ کسی کے عذاب کے لئے دعا کروں۔ آج جو ۲۹ شعبان ۱۳۱۰ھ ہے اس مضمون کے لکھنے کے وقت خدا تعالیٰ نے دعا کے لئے دل کھول دیا۔ سو میں نے اسی طرح سے رقت دل سے اس مقابلہ میں فتح پانے کے لئے دعا کی اور میرا دل کھل گیا اور میں جانتا ہوں کہ قبول ہوگئی۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ الہام جو مجھ کو میاں بٹالوی کی نسبت ہوا تھا کہ انی مھین من اراد اھانتك وہ اسی موقع کے لئے ہوا تھا۔ میں نے اس مقابلہ کے لئے چالیس دن کا عرصہ ٹھہرا کر دعا کی ہے اور وہی عرصہ میری زبان پر جاری ہوا۔ اب صاحبو! اگر میں اس نشان میں جھوٹا نکلا یا میدان سے بھاگ نکلا یا کچھ بہانوں سے ٹال دیا تو تم سارے گواہ رہو کہ بیشک میں کذاب اور دجال ہوں تب میں ہر یک سزا کے لائق ٹھہروں گا کیونکہ اس موقع پر ہر یک پہلو سے میرا کذب ثابت ہو جائے گا اور دعا کا نامنظور ہونا کھل کر میرے الہام کا باطل ہونا بھی ہر یک پر ہویدا ہو جائے گا لیکن اگر میاں بٹالوی مغلوب ہو گئے تو ان کی ذلت اور روسیاہی اور جہالت اور نادانی روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گی۔ اب اگر وہ اس کھلے کھلے فیصلہ کو منظور نہ کریں اور بھاگ جائیں اور خطا کا اقرار بھی نہ کریں تو یقیناً سمجھو کہ ان کے لئے خدا تعالیٰ کی عدالت سے مندرجہ ذیل انعام ہے۔ لعنت۔ لعنت لعنت لعنت لعنت لعنت لعنت لعنت لعنت۔ تلك

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عشرة كاملة ۔المشتہر میرزاغلام احمد قادیانی ۳۰ مارچ ۱۸۹۳ء۔

نوٹ ۔ اگر میاں بٹالوی اس نشان کو منظور نہ کریں اور کسی اور قسم کا نشان چاہیں تو پھر اسی کے بارے میں دعا کی جائے گی ۔مگر پہلے اشتہارات کے ذریعہ سے شائع کر دیں کہ میں اس مقابلہ سے عاجز اور قاصر ہوں تنبیہ ۔اگر اس کا جواب یکم اپریل سے دو ہفتہ کے اندر نہ آیا تو آپ کی گریز سمجھی جائے گی (یہ اشتہار آئینہ کمالات اسلام طبع اول مطبوعہ ریاض ہند پریس قادیان کے صفحہ ۶۰۲ سے ۶۰۴ تک ہے (مجموعہ اشتہارات قادیانی ۔جلد اول ۔ص ۳۸۰ ۔۳۸۴)

شیخ الاسلام کو مباہلے کا قادیانی چیلنج

لاہور میں مرزا قادیانی کے مرید حافظ محمد یوسف، اور مولانا عبدالحق غزنوی کے مابین مرزا قادیانی کے صدق وکذب پر مباہلہ ہوا۔ جب اس مباہلے کی خبر مرزا صاحب کو پہنچی تو انہوں نے اس پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اس کی توثیق فرمائی، اور اس معاملے سے متعلق ایک اشتہار جاری کیا جس میں اظہار مسرت وغیرہ کے علاوہ حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ اور چند دیگر بزرگوں کو مخاطب کر کے انہیں اپنے ساتھ مباہلے کی دعوت دی۔ یہ اشتہار درج ذیل ہے:

اشتہار مباہلہ: میاں عبدالحق غزنوی وحافظ محمد یوسف صاحب

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ کچھ تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ غزنوی صاحبوں کی جماعت میں سے جو امرتسر میں رہتے ہیں ایک صاحب عبدالحق نام نے اس عاجز کے مقابلہ پر مباہلہ کے لئے اشتہار دیا تھا مگر چونکہ اس وقت یہ خیال تھا کہ یہ لوگ کلمہ اور اہل قبلہ ہیں، ان کو لعنتوں کا نشانہ بنانا جائز نہیں، اس لئے اس درخواست کے قبول کرنے سے اس وقت تک تامل رہا جب تک ان لوگوں میں کافر ٹھہرانے میں اصرار کیا۔ اور پھر تکفیر کا فتوی تیار ہونے کے بعد اس طرف سے بھی مباہلہ کا اشتہار دیا گیا جو کتاب آئینہ کمالات اسلام کے ساتھ بھی شامل ہے اور ابھی تک کوئی شخص مباہلہ کے لئے مقابلہ پر نہیں آیا۔ مگر مجھ کو اس بات کے سننے سے بہت خوشی ہوئی کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہمارے ایک معزز دوست حافظ محمد یوسف صاحب نے ایمانی جوانمردی اور شجاعت کے ساتھ ہم سے پہلے اس ثواب کو حاصل کیا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حافظ صاحب اتفاقاً ایک مجلس میں بیان کر رہے تھے کہ مرزا صاحب یعنی اس عاجز کے ساتھ کوئی آمادہ مناظرہ یا مباہلہ نہیں ہوتا اور اسی سلسلہ گفتگو میں حافظ صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ عبدالحق نے جو مباہلہ کے لئے اشتہار دیا تھا اب اگر وہ اپنے تئیں سچا سمجھتا ہے تو میرے مقابلے پر آوے، میں اس سے مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ تب عبدالحق جو اسی جگہ کہیں موجود تھا حافظ صاحب کے غیرت دلانے والے لفظوں سے طوعاً وکرہاً مستعد مباہلہ ہو گیا اور حافظ صاحب کا ہاتھ آ کر پکڑ لیا کہ میں تم سے اسی وقت مباہلہ کرتا ہوں مگر مباہلہ فقط اس بارہ میں کرونگا کہ میرا یقین ہے کہ مرزا غلام احمد و مولوی حکیم نورالدین اور مولوی محمد احسن یہ تینوں مرتدین اور کذابین اور دجالین ہیں۔ حافظ صاحب نے فی الفور بلا تامل منظور کیا کہ میں اس بارہ میں مباہلہ کرونگا کیونکہ میرا یقین ہے کہ یہ تینوں مسلمان ہیں۔ تب اسی بات پر حافظ صاحب نے عبد الحق سے مباہلہ کیا...... اس اشتہار میں خاص میاں محمد حسین بٹالوی اور میاں محی الدین لکھو کے والا، اور مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی اور ہر ایک نامی مولوی یا سجادہ نشین کو جو اس عاجز کو کافر سمجھتا ہو، مخاطب کر کے عام طور پر شائع کیا جاتا ہے کہ اگر وہ اپنے تئیں صادق قرار دیتے ہیں تو اس عاجز سے مباہلہ کر لیں...اس مباہلہ کے لئے اشخاص مندرجہ ذیل بھی خاص مخاطب ہیں محمد علی واعظ، ظہور الحسن سجادہ نشین بٹالہ، منشی سعد اللہ مدرس لدھیانہ منشی محمد عمر سابق ملازم لدھیانہ، مولوی محمد حسن صاحب رئیس لدھیانہ، میاں نذیر حسین دہلوی، حافظ عبدالمنان وزیر آبادی، میاں میر حیدر شاہ وزیر آبدی میاں محمد اسحاق پٹیالوی۔ راقم مرزا غلام احمد قادیانی ۲۵۔ اپریل ۱۸۹۳ء

(مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ جلد اول۔ ص ۳۹۵۔ ۳۹۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حجت علی القادیانی

حجت الاسلام کے نام سے ۳۰ صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ مرزا قادیانی نے مئی ۱۸۹۳ء میں شائع کیا جس میں عیسائیوں سے امرتسر میں مجوزہ مباحثہ کی شرائط وغیرہ لکھی ہیں، اور انہیں مباہلہ اور نشان نمائی کی دعوت دی ہے۔اور اہل جنڈیالہ اور ڈاکٹر کلارک اور مرزا کے مابین جو خط و کتابت بابت مباحثہ ہوئی وہ بھی اس میں درج ہے۔اور اس میں مرزا قادیانی نے لکھا کہ:

لازم ہوگا کہ فریق مغلوب اس فریق کا مذہب اختیار کرے جس کو خدا نے اپنے آسمانی نشان سے غالب کیا ہے۔اور مذہب اختیار کرنے سے اگر انکار کردے تو واجب ہوگا کہ اپنی نصف جائیداد اس سچے مذہب کی امداد کی غرض سے فریق غالب کے حوالے کردے۔

اس حجۃ الاسلام میں مرزا قادیانی نے اپنے مرید مرزا خدا بخش کے ہاتھ یکم اپریل ۱۸۹۳ء کو مولانا بٹالوی کو کچھ اشیاء بھیجنے کا ذکر کیا ہے (مرزا خدا بخش ضلع جھنگ کے تھے۔لاہور کے ایک کالج میں پڑھا۔پھر مولوی فاضل، منشی فاضل وغیرہ کیا۔نواب محمد علی خان کے پرائیویٹ سکرٹری رہے۔عسل مصفی نامی کتاب لکھی۔نواب ضمیر مرزا، اور مولوی عبدالوہاب امام مسجد صدر بازار دہلی سے مباحثہ ہوا۔حکیم نورالدین کے بعد پہلے مرزا محمود کی بیعت کی پھر مخالف ہوکر لاہور چلے گئے جہاں ۱۹۱۴ء میں احمدیہ انجمن اشاعت بنائی۔۱۹۳۷ء میں فوت ہوئے۔یادرفتگان۔لاہوری جماعت کی کتاب جو اس جماعت کی پچاسویں سالگرہ کے موقع پر تیار کی گئی)،اور و انّی رأیت انّ ھذا الرجل ..الخ..(کہ بٹالوی مجھ پر ایمان لے آئے گا) والی پیشگوئی بھی اس کتابچے میں درج ہے جس کے آخر میں ۴ مئی ۱۸۹۳ء کی تاریخ لکھی ہوئی ہے اور جلال دین شمس قادیانی نے لکھا ہے:

اس رسالہ (حجت الاسلام) میں مولوی محمد حسین بٹالوی کی نسبت ایک رؤیا کی بنا پر یہ پیش گوئی بھی کی کہ وہ میرے ایمان کو مان لے گا اور اپنی موت سے پہلے میری تکفیر سے تائب ہوگا (یہ پیش گوئی والا اشتہار متفرقات میں درج ہے)۔اور یہ پیش گوئی بزبان حال اس وقت پوری ہوئی جب وہ مرزا صاحب کی دعوت مباہلہ پر مباہلہ میں شامل نہ ہوا۔اور مرزا صاحب نے مباہلہ سے پہلے بذریعہ اشتہار یہ شائع کردیا تھا کہ:

اگر شیخ محمد حسین دہم ذی قعد ۱۳۱۰ھ کو مباہلہ کے لئے حاضر نہ ہوا تو اس روز سے سمجھا جائے گا کہ وہ پیش گوئی جو اس کے حق میں چھپوائی گئی کہ وہ کافر کہنے سے توبہ کرے گا، پوری ہوگئی۔(یہ اشتہار متفرقات میں درج ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور سچائی کا اظہار نامی مرزا صاحب کا ایک کتابچہ مئی ۱۸۹۳ء میں شائع ہوا۔اس میں عبداللہ آتھم کا وعدہ بابت اسلام ہے۔ڈاکٹر کلارک کے اشتہار کا جواب، محمد بخش پاندہ کا جواب کہ میں منکروں کو کافر سمجھتا ہوں ۔اور اس کے صفحہ ۷۴ میں مرزا قادیانی نے کہا ہے :

تمام مستند علماء جن کو خدا نے علم وعمل بخشا ہے اور نور فراست ایمانیہ عطا کیا وہ سب میرے ساتھ ہیں اور اس وقت چالیس کے قریب ہیں۔اور فریق ثانی کے ساتھ اکثر ایسے لوگ ہیں جو صرف نام کے مولوی اور علمی وعملی کمالات سے تہی دست ہیں۔

مزید یہ کہ مرزا نے تین عرب علماء کے خطوط بھی شائع کئے ہیں جنہوں نے بقول ان کے آپ کے دعوی کی تائید کی تھی۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ، قادیانی کی تازہ دروغ گوئی (عیسائیوں کو امداد) کے زیر عنوان اشاعۃ السنہ جلد ۱۵ میں لکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی اپنے رسالہ حجت الاسلام کے صفحہ ۱۱ میں یہ کہتا ہے:

واضح ہو کہ شیخ صاحب بٹالوی کی خدمت میں وہ اشتہار جس میں بالمقابل عربی تفسیر لکھنے کے لئے ان کو دعوت دی گئی تھی بتاریخ یکم اپریل ۱۸۹۳ء پہنچایا گیا تھا چنانچہ مرزا خدا بخش صاحب جو اشتہار لے کر لاہور گئے تھے یہ پیغام لائے کہ بٹالوی صاحب نے وعدہ کرلیا ہے جو یکم اپریل سے دو ہفتہ تک جواب چھاپ کر بھیج دیں گے،سو دو ہفتہ تک جواب کا انتظار رہا اور کوئی جواب نہ آیا۔پھر دوبارہ ان کو یاد دلایا گیا تو انہوں نے بذریعہ اپنے خط کے جو میرے اشتہار میں چھپ گیا ہے، یہ جواب دیا کہ ہم اپریل کے اندر اندر جواب چھاپ کر روانہ کردیں گے۔ چنانچہ اب اپریل بھی گذر گیا اور بٹالوی صاحب نے دو وعدے کرکے تخلف کیا۔ہم ان پر کوئی الزام نہیں لگاتے مگر انہیں شرم آنی چاہیے کہ وہ آپ تو دوسروں کا نام کاذب اور وعدہ شکن رکھتے ہیں اور اپنے وعدوں کا کچھ لحاظ نہیں کرتے۔

یہ خطوط وغیرہ درج ذیل ہیں:

میاں بٹالوی کی اطلاع کے لئے اشتہار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

واضح ہو کہ شیخ بٹالوی صاحب کی خدمت میں وہ اشتہار جس میں بالمقابل عربی تفسیر لکھنے کے لئے ان کو دعوت دی گئی تھی بتاریخ یکم اپریل ۱۸۹۳ء کو پہنچایا گیا تھا چنانچہ مرزا خدا بخش صاحب جو اشتہار لے کر لاہور گئے تھے یہ پیغام لائے کہ بٹالوی صاحب نے وعدہ کر لیا ہے کہ جو یکم اپریل سے دو ہفتہ تک جواب چھاپ کر بھیج دیں گے۔ سو دو ہفتہ تک انتظار جواب رہا اور کوئی جواب نہ آیا۔ پھر دوبارہ ان کو یاد دلایا گیا تو انہوں نے بذریعہ اپنے خط کے جو میرے اشتہار میں چھپ گیا ہے یہ جواب دیا کہ ہم اپریل کے اندر اندر جواب چھاپ کر روانہ کریں گے چنانچہ اب اپریل بھی گذر گیا اور بٹالوی صاحب نے دو وعدے کر کے تخلف وعدہ کیا۔ ہم ان پر کوئی الزام نہیں لگاتے مگر انہیں اب شرم کرنی چاہیے کہ وہ آپ تو دوسروں کا نام بلا تحقیق کاذب اور وعدہ شکن رکھتے ہیں اور اپنے وعدوں کا کچھ بھی پاس نہیں کرتے تعجب ہے کہ یہ جواب صرف ہاں یا نہیں سے ہو سکتا تھا مگر انہوں نے ایک مہینہ گزار دیا اور یہ مہینہ ہمارا صرف انتظاری میں ضائع ہوا۔ اب ہمیں بھی دو ضروری کام پیش آ گئے ایک ڈاکٹر کلارک صاحب کے ساتھ مباحثہ، دوسرے ایک ضروری رسالہ تالیف کرنا جو تائید اسلام کے لئے بہت جلد امریکہ میں بھیجا جائے گا جس کا یہ مطلب ہوگا کہ دنیا میں سچا اور زندہ مذہب صرف اسلام ہے، اس لئے میاں بٹالوی صاحب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر ان دونوں کاموں کی تکمیل کے پہلے آپ کا جواب آیا تو ناچار کوئی دوسری تاریخ آپ کے مقابلہ کے لئے شائع کی جائے گی جو ان دونوں کاموں سے فراغت کے بعد ہوگی (یہ اشتہار حجۃ الاسلام بار اول مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر ۸ مئی ۱۸۹۳ء کے صفحہ ۱۱۔۱۲ پر ہے)

(مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ جلد اول۔ ص ۴۱۴۔۴۱۵)

اطلاع عام

شیخ بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ نے دو مرتبہ یہ پختہ عہد کیا تھا کہ میں اس خط کا جواب جو عربی تفسیر اور قصیدہ بالمقابل کے بارہ میں اس طرف سے بطور اتمام حجت کے لکھا گیا تھا فلاں فلاں تاریخ کو ضرور بھیج دونگا، تخلف نہیں ہوگا۔ اب ان دونوں تاریخوں پر سولہ دن گذر گئے اور خدا جانے ابھی کس قدر گذرتے جائیں۔ شیخ صاحب کا بار بار وعدہ کرنا اور پھر توڑنا صاف دلالت کر رہا ہے کہ اب وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

۔۔۔(مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ جلد اول۔ ص ۴۱۸) (رسالہ سچائی کا اظہار کے صفحہ ۵ پر ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی۔آپ کا خط دوسری شوال ۱۳۱۰ھ کو مجھ کو ملا (جو لاہور سے ۱۸۔اپریل ۱۸۹۳ء کو بٹالوی مرحوم نے لکھا تھا کہ تمہارے چند اوراق کتاب وساوس کے ہم دست عزیزم مرزا خدا بخش اور دورجسٹرڈ خط موصول ہوئے....)

الحمد للہ والمنة کہ آپ نے میرے اشتہار مورخہ ۳۰ مارچ ۱۸۹۳ء کے جواب میں بذریعہ اپنے خط ۱۸۔اپریل ۱۸۹۳ء کے مجھ کو مطلع کیا کہ میں بالمقابلہ عربی عبارت میں تفسیر قرآن لکھنے کو حاضر ہوں خاص کر مجھے اس بات سے بہت ہی خوشی ہوئی کہ آپ نے اپنے خط کی دفعہ ۲ میں صاف لکھ دیا کہ میں تمہاری ہر ایک بات کی اجابت کے لئے مستعد ہوں سو اس اشتہار کے متعلق باتیں جن کو آپ نے قبول کر لیا صرف تین ہی ہیں زیادہ نہیں اول یہ کہ ایک مجلس قرار پا کر قرعہ اندازی کے ذریعہ سے قرآن کریم کی ایک سورۃ جس کی آیتیں اسی (۸۰) سے کم نہ ہوں، تفسیر کرنے کے لئے قرار پاوے اور ایسا ہی قرعہ اندازی کے رو سے قصیدہ کا بحر تجویز کیا جائے۔
دوسری یہ کہ وہ تفسیر قرآن کریم کے ایسے حقائق ومعارف پر مشتمل ہو جو جدید ہوں۔اور منقولات کی مد میں داخل نہ ہو سکیں۔اور بایں ہمہ عقیدہ متفق علیہا اہل سنت والجماعت سے مخالف بھی نہ ہوں۔اور یہ تفسیر عربی فصیح اور مقفی عبارت میں ہو۔اور ساتھ اس کے سو شعر عربی بطور قصیدہ حضرت نبی کریم ﷺ کی مدح میں ہو۔
تیسری یہ کہ فریقین کے لئے چالیس دن کی مہلت ہو۔اس مہلت میں جو کچھ لکھ سکتے ہیں لکھیں اور پھر ایک مجلس میں سنا دیں۔

پس جب کہ آپ نے یہ کہہ دیا کہ میں آپ کی ہر بات کی اجابت کے لئے مستعد ہوں تو صاف طور پر کھل گیا کہ آپ نے یہ تینوں باتیں مان لیں۔اب ان شاء اللہ القدیر اسی پر سب فیصلہ ہو جائے گا۔آج اگرچہ روز عید سے دوسرا دن ہے مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ کو مان لینے اور قبول کرنے سے مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ میں آج کے دن کو بھی عید کا ہی دن سمجھتا ہوں۔ الحمد لله ثم الحمد لله کہ اب ایک کھلے کھلے فیصلہ کے لئے بات قائم ہو گئی۔اب لوگ اس بات کو بہت جلد اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ خدا تعالیٰ اس عاجز کو بقول آپ کے کافر اور کذاب ثابت کرتا ہے یا وہ امر ظاہر کرتا ہے جو صادقین کی تائید کے لئے اس کی عادت ہے اگرچہ دل میں اس وقت یہ خیال بھی آتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ آپ اس صاف اقرار کے بعد رسالہ میں کچھ اور کا اور لکھ ماریں لیکن پھر اس بات سے تسلی ہوتی ہے کہ ایسے صاف اور کھلے کھلے اقرار کے بعد کہ میں نے آپ کی ہر بات ما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ن لی ہے، ہرگز ممکن نہیں کہ آپ گریز کی طرف رخ کریں اوراب آپ کے لئے یہ امر ممکن بھی نہیں کیونکہ آپ ان شرائط پیش کردہ کو بغیر اس عذر کے کہ ان کی انجام دہی کی مجھ میں لیاقت نہیں اور کسی صورت سے چھوڑ نہیں سکتے اور خود جیسا کہ آپ اپنے اس خط میں قبول کر چکے ہیں کہ میں نے ہر ایک بات مان لی تو پھر ماننے کے بعد انکار کرنا خلاف وعدہ ہے۔

مجھے اس بات سے بھی خوشی ہوئی کہ میری تحریر کے موافق آپ مباہلہ کے لئے بھی تیار ہیں اور اپنی ذات کی نسبت کوئی نشان بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔سبحان اللہ اب تو آپ کچھ رخ پر آ گئے اگر رسالہ میں کچھ نئے پتھر نہ ڈال دیں مگر کیونکر ڈال سکتے ہیں آپ کا یہ فقرہ کہ میں آپ کی ہر ایک بات کی اجابت کے لئے مستعد ہوں طیار ہوں حاضر ہوں صاف خوش خبری دے رہا ہے کہ آپ نے میری ہر ایک بات اور ہر ایک شرط کو سچے دل سے مان لیا ہے۔اب میں مناسب دیکھتا ہوں کہ اس خوش خبری کو چھپایا نہ جائے بلکہ چھپوایا جائے اس لئے معہ آپ کے خط کے اس خط کو چھاپ کر آپ کی خدمت میں نذر کرتا ہوں اور ایفاء وعدہ کا منتظر ہوں و السلام علی من اتبع الھدی۔الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔۱۶۔اپریل ۱۸۹۳ء۔

(مجموعہ اشتہارات قادیانی۔جلد اول۔ص ۳۹۲۔۳۹۴)

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ، مرزا قادیانی کے خطاب میں فرماتے ہیں:

نہ مرزا خدا بخش یکم اپریل (۱۸۹۳ء) کو میرے پاس آپ کا اشتہار لایا، نہ میں نے یکم اپریل سے دو ہفتہ تک وعدہ جواب کا کیا۔مرزا خدا بخش تو ۷۔اپریل کو جمعہ کے دن مجمع عام میں وہ اشتہار لایا جس پر میں نے اس وقت صرف اتنا کہا کہ اس کا جواب سوچ کر دیا جاوے گا۔اس کے سوا نہ جواب کا وقت مقرر کیا، نہ کسی میعاد کے اندر جواب چھاپ کر بھیجنے کا وعدہ کیا۔آپ یا آپ کا وکیل خدا بخش اپنے بیان مذکور میں سچے ہیں تو اس پر شہادت پیش کریں۔یہ نہ ہو سکے تو جھوٹے پر حسب عادت قدیم خود لعنت کہیں۔

ہم سے شہادت چاہیں تو ہم اپنے بیان پر شہادت پیش کرنے کو حاضر ہیں اور جھوٹے پر لعنت کہلا ئیں، تو لعنت کہنے کو بھی مستعد ہیں۔

دوبارہ آپ نے تقاضا جواب کیا، تو اسکے جواب میں جو کچھ ہم نے لکھا تھا وہ آپ کے اشتہار ۱۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اپریل اور ہمارے رسالہ نمبر ۸ جلد ۱۵ کے صفحہ ۱۶۲ میں منقول ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: مگر ہر بات کا جواب و اجابت رسالہ میں چھاپ کر مشتہر کرنا چاہتا ہوں جو ان ہی باقی ماندہ ایام اپریل (۱۸۹۳ء) میں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالی

شیخ الاسلام فرماتے ہیں: ان الفاظ کو ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ ان میں نہ جواب مذکور کو اپریل کے اندر چھاپنے کا آپ سے وعدہ ہوا ہے، نہ آپ کے پاس اس کے ارسال کرنے کا ذکر ہے۔ ان میں تو صرف میں نے اپنے ارادہ کا اظہار کیا ہے (فقرہ: چھاپ کر مشتہر کرنا چاہتا ہوں، غور سے ملاحظہ کریں) پھر اس ارادہ کے موافق وقوع وظہور کی امید ظاہر کی ہے (ان ہی باقی ماندہ ایام اپریل میں ہوگا انشاء اللہ تعالی، غور سے پڑھیں) پھر اس ارادہ کے مطابق خاکسار نے اپنا فعل پورا بھی کر دیا۔ یعنی اپریل کے اندر ہی جواب تحریر کر کے کاپی نویس کو دے دیا۔ اور اس امر سے قادیانی کو بذریعہ کارڈ نمبر ۲۱ مورخہ ۳۰۔ اپریل ۱۸۹۳ء مطلع بھی کر دیا۔ رہا اس جواب کو چھاپ دینا، جو کارکنان مطبع، کاتب و پرنٹر، کا فعل تھا، سو اس کی نسبت بھی میں نے تو ارادہ کیا۔ ان لوگوں کو تقاضا شدید کیا گیا مگر ان سے اس پر عمل نہ ہو سکا۔ انہوں نے عشرہ اوسط مئی میں اس جواب کو طبع کیا اور اس عشرہ اوسط میں وہ جواب بذریعہ پیکٹ نمبری ۲۶۵ قادیانی کے نام بمقام قادیان روانہ کیا گیا اور اس کی نقل بمقام امرتسر، اس خیال سے کہ شاید وہ مباحثہ عیسائیوں کے لئے امرتسر آ گئے ہوں، ارسال کی گئی۔

اب ناظرین داد انصاف دیں اور ایمان سے کہیں کہ اس کاروائی میں مجھ سے کون سی وعدہ خلافی ہوئی۔ میں نے قادیانی کو کون سا وعدہ دیا تھا جس کا خلاف کیا۔ میں نے صرف اپنا ارادہ ظاہر کیا اور اس ارادہ کی نسبت ایک خیال و امید کا اظہار کیا تھا، سو وہ ارادہ وقت پر ظہور پذیر ہوا۔ گو اس خیال و امید کا (جس کو فعلِ غیر سے تعلق تھا) ظہور اپنے وقت پر نہ ہوا۔ پھر آپ کا خاکسار پر دو بار وعدہ خلافی کا الزام قائم کرنا افتراء نہیں، تو پھر افتراء کس چیز کا نام ہے؟ اور یہ افترا پردازی دجالیت نہیں تو صفت دجالیت کی حقیقت کیا ہے؟

آپ پر جو وعدہ خلافی اور عہد شکنی کا الزام قائم کیا گیا ہے وہ بلا تحقیق و خلاف واقع نہیں ہے۔ آپ نے جو وعدہ خلافیاں اور عہد شکنیاں ہم سے کی ہیں وہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۲ جلد ۱۲ صفحہ ۳۶۴ میں و نمبر ۸ جلد ۱۳ ص ۲۱۴ وغیرہ میں مرقوم ہیں۔ اور جو عام لوگوں سے وعدہ خلافیاں اور عہد شکنیاں کی ہیں، وہ لوگ جانتے ہیں۔ قیمت براہین احمدیہ کا ہزار ہا روپیہ آپ خورد برد کر گئے ہیں۔ اور اس کے طبع و اشاعت کے کئی وعدے دے چکے ہیں مگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کتاب ہنوز، دربطن شاعر کا مصداق ہے۔ سراج منیر کو چند ہفتہ کے بعد شائع کرنے کا وعدہ آپ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں کیا تھا اور لوگوں سے خوب روپیہ بٹورا۔ مگر وہ سراج منیر ہنوز گل ہوا نظر آ رہا ہے۔ آپ میں کچھ شرم وحیا کا مادہ ہوتا تو اب براہین احمدیہ و سراج منیر کے سال ہا سال کے وعدوں اور ٹال مٹولوں کو پیش نظر رکھ کر ہمارے جواب کے چندروزہ توقف طبعی پر زبان درازی نہ کرتے۔ مثل مشہور ہے، چھاج تو بولتا ہے چھلنی کیا بول سکتی ہے جس میں ہزار چھید ہوتے ہیں۔ مگر شرم ہوتب۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اذ لم تستحی فا صنع ما شئت جس کا ترجمہ ہے: بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن

شیخ الاسلام بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ خاکسار پر اس کا دوسرا تازہ افتراء اس کا اپنے اتباع اور عام اہل اسلام میں یہ شائع کرنا ہے کہ عیسائیوں کے مباحثہ میں محمد حسین بٹالوی، پادریوں کو خفیہ مدد دیتا رہا ہے۔ مرزا قادیانی کے دعوی نشان نمائی پر جو پادریوں نے: اندھے، کوہڑی وغیرہ مریض قادیانی کے سامنے پیش کر کے درخواست کی تھی کہ آپ اس دعوی میں سچے ہیں تو ان بیماروں کو اچھا کر دکھائیں،

یہ بھی اسی (محمد حسین) کی تعلیم تھی۔ پادریوں نے جو ایک فہرست آیات بائیبل مسیح کی الوہیت کے ثبوت میں پیش کی تھی، یہ بھی اسی (محمد حسین) کی ہدایت نشان دہی سے کی تھی۔

اس قسم کی باتیں مرزا قادیانی نے نہ صرف زبان سے کہیں اور حاضرین جلسہ مباحثہ میں پھیلائی ہیں، بلکہ چھاپ کر مشتہر کی ہیں اور دور دور تک پہنچائی ہیں جن سے اس کا مقصود یہ ہے کہ اس سے عموماً اہل اسلام اور خصوصاً اس کے دام افتادہ نادانوں کو خاکسار کی نسبت سوءظنی پیدا ہو اور یہ امر اس کی نسبت حسن عقیدت اور اس کی تقلید کا موجب ہو۔

نیز، سچائی کا اظہار کے صفحہ ۳ میں یہ افتراء درج کیا کہ:

جب یہ دھڑکا حضرات پادری صاحبوں کو دامنگیر ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ اسلام کی صراط مستقیم کے مقابل پر عیسائی منصوبہ کی ساری قلعی کھل جائے تو یہ کوشش کی جائے کہ یہ بحث کسی طرح ملتوی رہے تو اچھا ہے اور یہ پیالہ کسی طرح ٹل جائے تو بہتر ہے۔ اس غم وہم کے وقت میں شیخ جی سے ان کو خوب مدد ملی۔ غالباً گمان گذرتا ہے کہ خود شیخ صاحب امداد کی غرض سے پوشیدہ طور پر حضرات پادری صاحبوں کی خدمت میں گئے ہوں گے کیونکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جوڈاکٹر صاحب نے مجھ کو خط لکھا ہے اور اشاعۃ السنہ کے بعض مضامین درج فرمائے ہیں، وہ عبارت شیخ جی کی عبارت سے بہت ہی مشابہ ہے۔اگر شیخ جی کو قسم دے کر پوچھا جائے تو غالباً انکار بھی نہیں کریں گے۔اور پھر جب وہ ضمیمہ نورافشاں جو۲مئی ۱۸۹۳ء میں چھپا ہے اور اس وقت ہمارے ہاتھ میں ہے اس کو غور سے دیکھتے ہیں تو وہ بھی گواہی دے رہا ہے۔چنانچہ اس کی عبارت یہ ہے:

آپ (اے باشندگان جنڈیالہ) ایک ایسے بزرگ کو (یعنی اس عاجز مرزا قادیانی کو) بحث کیلئے پیش کرتے ہو جن کو اولاً ایک محمدی شخص بھی تصور کرنا مشکل ہے۔آپ کن خیالوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔کیا آپ نے وہ فتوی جو کہ علماء اسلام پنجاب و ہندوستان نے مرزا غلام احمد قادیانی کے حق میں شائع کئے ہیں،نہیں دیکھے۔وہ فتاوی مذکورہ میں یوں لکھتے ہیں:

جو کچھ ہم نے سوال سائل کے جواب میں کہا اور قادیانی کے حق میں فتوی دیا ہے وہ صحیح ہے کتاب و سنت واقوال علماء امت اس کی صحت پر شاہد ہیں۔سب مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے دجال و کذاب سے احتراز کریں اور اس سے وہ دینی معاملات نہ کریں جو کہ اہل اسلام میں باہم ہونے چاہئیں نہ اس کی صحبت اختیار کریں اور نہ اس کو ابتداءِ سلام کریں اور نہ اس کو دعوت مسنون میں بلاویں اور نہ اس کی دعوت قبول کریں اور نہ اس کے پیچھے اقتداء کریں اور نہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔یہ دین کے چور ہیں، بیماری بڑھاتے ہیں، دجال، کذاب،ملعون،ملحد، دائرہ اسلام سے خارج، کافر بلکہ اکفر، پلید، کھچڑی، ابلیس کا گمراہ کیا ہوا اوراوروں کا گمراہ کرنیوالا،سنت جماعت سے خارج، بڑا بھاری دجال بلکہ عم دجال،اور دین کے ذریعہ سے دنیا کمانے والا۔

اور اگر مفصل دیکھنا ہو تو کتاب اشاعۃ السنۃ النبویہ مولوی ابوسعید محمد حسین سے منگوا کر دیکھ سکتے ہیں۔ ...لاہور سے مل سکتی ہے۔آپ عجیب غفلت میں پڑے ہیں کہ اب تک اس کتاب کو نہیں دیکھا۔آفرین آپ پر اور جنڈیالہ کے اہل اسلام کی ہمت پر جس کا جنازہ بھی جائز نہیں اسی کو آپ نے پیشوا مقرر کیا۔واہ صاحب واہ آپ کی یہ خوش فہمی۔

(شیخ الاسلام مولانا بٹالویؒ فرماتے ہیں) ہر چند مرزا قادیانی کے ان تقریری وتحریری اکاذیب کا خواص اہل اسلام پر کچھ اثر نہ پڑا انہوں نے ان کو دروغ بے فروغ سمجھا،اوران کو سن کر سبحانك هذا بهتان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عظیم کہدیا۔ ازانجملہ ایک ہمارے مکرم دوست مسلمانان امرتسر سے ایک باوقعت رئیس خان بہادر شیخ غلام حسن ہیں، جنہوں نے خاکسار کو بالمشافہ کہا کہ یہ لوگ آپکی نسبت یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ درپردہ پادریوں کو مدد دے رہے ہیں، مگر میں نے اس کے جواب میں یہ کہدیا ہے کہ یہ محض بہتان ہے۔ خواہ کوئی اپنے زعم میں اس کے ثبوت میں ایسے قطعی دلائل پیش کرے جیسے دو اور دو چار، تب بھی میں ان باتوں کو صحیح تسلیم نہ کرونگا۔

مگر بعض عوام کالانعام خصوصاً قادیانی کے دام افتادگان ان باتوں کو راست سمجھ کر خاکسار پر افسوس اور مرزا قادیانی کی نسبت حسن ظنی و ہمدردی کا اظہار کررہے ہیں۔ ازانجملہ ایک شخص (جو خود کو مولوی عبدالسبحان خان لکھتے ہیں) اپنے کارڈ مورخہ ۱۳ جون ۱۸۹۳ء میں کہتے ہیں:

اس وقت سب اہل اسلام کس قدر خوش ہوتے کہ آپ جیسے جید فاضل مولوی بھی مرزا صاحب کے حامی ہوکر عیسائیوں کو ہدایت کرتے۔ خیر ہدایت نہ سہی، ہدایت نہ کرتے، پر ان کو پوشیدہ امداد تو نہ کرتے۔ الراقم آپ کا ہادی، مولوی عبدالسبحان خان ازشاہپور

ان ہی نادانوں کی سوءظنی رفع کرنے کیلئے خاکسار نے اس افتراء قادیانی کے ذکر و بیان سے تعرض کیا اور اسکے ردّ و جواب کا قصد کیا ہے اور اگر مرزا قادیانی کا یہ افتراء دستِ خود دہانِ خود، کا مصداق رہتا اور عوام و نادان خواص پر اس کا اثر نہ پڑتا تو اسکے بیان و ردّ سے تعرض نہ کیا جاتا۔

واضح ہو کہ زمانہ مباحثہ (امرتسر ۱۸۹۳ء) یا اسکے متصل (من بعد یا ماقبل) نہ خاکسار کی کسی پادری مقابل و مباحث قادیانی سے ملاقات ہوئی، نہ ان سے کسی مسئلہ میں مکاتبت ہوئی، نہ کسی مسئلہ میں انہوں نے مجھ سے مدد چاہی، نہ میں نے خود بخود ان کو مدد دی، نہ میری بتائی ہوئی کوئی بات انہوں نے مباحثہ میں پیش کی۔

کئی سال ہوئے (غالباً ۱۸۸۴ء ہوگا) کہ حاجی غلام حسن اور مولوی غلام نبی وغیرہ احباب و رؤساء و ارکان امرتسر کی تحریک و شمولیت سے خاکسار، ڈپٹی عبداللہ آتھم (مباحث قادیانی) کے مکان پر گیا اور ان سے مسئلہ کفارہ مجوزہ عیسائیوں میں مباحث ہوا۔ پھر ڈپٹی صاحب ان ہی دنوں خاکسار کے فرودگاہ پر آئے۔ اسکے بعد نہ میں نے ان کو کبھی دیکھا، نہ انہوں نے مجھے۔ اور نہ اس وقت سے آج تک میری ان کی خط و کتابت ہوئی۔

قادیانی کے دوسرے مباحث ڈاکٹر ایچ مارٹن کلارک میڈیکل مشنری کی تو آج تک میں نے شکل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بھی نہیں دیکھی، اور نہ کسی مسئلہ میں میری انکی خط و کتابت ہوئی۔

ہاں رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر۴ جلد۱۳ جس میں قادیانی کے حق میں فتوی علماء پنجاب و ہندوستان شائع ہوا ہے، وہ امرتسر و لاہور کے کتب فروش دکانداروں سے ہر کسی کو مل سکتا ہے۔ خدا جانے کہاں سے ان کے ہاتھ آ گیا۔ اس فتوی کے چند فقرات والفاظ بحق قادیانی انہوں نے انتخاب کر کے ان کی دست آویز سے محرک سلسلہ مباحثہ میاں محمد بخش پاندہ دیسی مکتب جنڈیالہ ضلع امرتسر کو اپنے اشتہار مورخہ مطبوعہ اختر پریس امرتسر میں یہ الزام دیا کہ: ہم نے تو محمدیوں یعنی مسلمانوں سے مباحثہ کرنا منظور کیا تھا، تم نے ایک ایسے شخص کو مباحثہ کے لئے منتخب کیا ہے جو باتفاق علماء اہل اسلام، کافر و زندیق قرار دیا گیا ہے۔

اس اشتہار ڈاکٹر کلارک کے شائع ہونے پر مرزا قادیانی نے رسالہ سچائی کا اظہار شائع کیا جس میں ان فقرات کو درج کیا جو اوپر نقل ہو چکے ہیں۔

اثناء مباحثہ میں اور اس کے بعد قادیانی اور اس کے اتباع نے یہ کہنا اور شائع کرنا شروع کر دیا کہ ابو سعید محمد حسین، پادریوں کو مسائل و دلائل مباحثہ میں مدد دیتا ہے۔ فلاں فلاں بات جو پادریوں نے پیش کی، جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، اسی کی بتائی ہوئی ہے۔ وارث دین عیسائی لاہور میں گیا تھا اور اس سے وہ باتیں لکھا لایا۔ و علی هذا القیاس

ان مفتریات و بہتانات کا ردّ و جواب اول تو وہی ہے جو میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ اور اب اس کی مزید تشریح کرتا ہوں کہ زمانہ مباحثہ سے اس وقت تک نہ میں کسی پادری یا عیسائی کے پاس گیا، نہ میرے پاس کوئی پادری یا انکا فرستادہ پیغام لے کر آیا۔ نہ میں وارث دین عیسائی کو جانتا ہوں، نہ کسی اور ان کے فرستادہ یا وکیل سے چار چشم یا ہم سخن ہوا ہوں۔ نہ کسی عیسائی نے مجھ سے کوئی مسئلہ متعلق بحث پوچھا، نہ میں نے خود بخود بلا واسطہ یا بالواسطہ ان کو مسائل و دلائل بحث سے کچھ بتایا، یا لکھایا، یا اشارہ کیا۔

اپنے اپنے بیان میں فریقین میں سے جو شخص جھوٹا ہو، خدا اس پر وہ عذاب و لعنت کرے جو آج تک ملعون و کاذب پر نازل نہ ہوا ہو۔ قادیانی اور اس کے دروغ گو اتباع اپنے بیان میں سچے ہیں تو وہ بھی جھوٹے پر ان الفاظ سے لعنت کہیں اور بالمشافہ نہ سہی، تحریری مباہلہ کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دوسرا جواب یہ کہ مرزا قادیانی کا خاکسار پر یہ الزام کہ در پردہ عیسائیوں کو مدد دی ہے، خاکسار پر ایک کفر یا فسق کا الزام ہے کیونکہ اسلام کے مقابلہ میں مخالفین اسلام کو مدد دینا کفر ہے، اور اس کے فسق ہونے میں تو قادیانی کو بھی شک نہ ہوگا۔ اور کفر و فسق کے الزام کے ثبوت کیلئے قادیانی نے ایک نہایت مہذبانہ اور شریفانہ اصول اپنی کتاب دافع الوساوس میں بیان کیا ہے۔ ہم مرزا قادیانی کے اس الزام کے ثبوت کیلئے اسی مہذبانہ شریفانہ اصول کو پیش کر کے اس مضمون کے مطابق قادیانی سے اس الزام کا ثبوت چاہتے ہیں۔ قادیانی نے اپنے دافع الوساوس کے صفحہ ۲۹۲ میں وہ مہذبانہ و شریفانہ اصول ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: جو شخص متقی اور حلال زادہ ہو، اول تو جرأت کر کے اپنے بھائی پر بے تحقیق کامل کسی کفر و فسق کا الزام نہیں لگاتا، اور اگر لگا دے، تو پھر ایسا کامل ثبوت پیش کرتا ہے کہ گویا دیکھنے والوں کے لئے دن چڑھا دیتا ہے۔

اس اصول کے مطابق خاکسار بڑے ادب وانکسار سے قادیانی کی خدمت میں ملتمس ہے کہ اگر آپ دونوں صفتوں مذکورہ بالا سے متصف ہیں تو آپ کو اس خداوند ذوالجلال کی قسم ہے جس کی قسم پر حضرت نبی ﷺ بھی توجہ کے ساتھ جواب دیتے تھے کہ آپ حسب خیال دعوی خود ثابت کر دکھاویں کہ خاکسار کسی پادری کے پاس گیا، یا کوئی پادری یا اس کا وکیل پیغام لے کر میرے پاس آیا، یا انہوں نے کوئی مسئلہ زیر بحث مجھ سے پوچھا، یا میں نے خود بخود کسی مسئلہ یا اس کی دلیل (مثلاً کوڑھی، اندھے کو پیش کرنا وغیرہ) کی بابت ان کو کچھ کہا، یا بتایا، یا اشارہ کیا۔

ان امور سے کوئی امر آپ روز روشن کی طرح ثابت نہ کر سکیں تو آپ خود ہی خیال کر لیں کہ پھر اپنے شریفانہ مہذبانہ اصول مجوزہ کی رو سے آپ کون بنتے ہیں؟ ہم اس باب میں ایک حرف بھی کہنا نہیں چاہتے۔

آپ نے جو اس الزام کی تقریر میں رسالہ سچائی کا اظہار کے صفحہ ۳ میں لکھا ہے:

غالباً گمان گذرتا ہے کہ شیخ صاحب امداد کی غرض سے پادری صاحبوں کے پاس گئے ہونگے۔

وہ اس الزام کا ثبوت نہیں ہے بلکہ اس ثبوت کی نفی کرتا ہے۔ اور صاف بتاتا ہے کہ آپ نے اس اصول شریفانہ کی پابندی سے تحقیق کامل کی طرف رخ نہیں کیا بلکہ صرف ظن اور اٹکل سے کام لیا ہے جو بحکم اصول مذکورہ جس شخص کا کام ہے آپ جانتے ہیں اور جو اسکے ثبوت میں یہ کہا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جو ڈاکٹر صاحب نے مجھ کو خط لکھا ہے اور رسالہ اشاعۃ السنہ کے بعض مضامین درج فرمائے ہیں وہ عبارت شیخ جی کی عبارت سے مشابہ ہے۔

یہ بھی ثبوت نہیں، بلکہ مغالطہ ہے۔ وہ عبارت اور اس کے فقرات والفاظ ہماری عبارت کے مشابہ کیا ہوں گے، وہ تو بعینہ خاکسار کی عبارت والفاظ ہیں۔ اس عبارت والفاظ وفقرات کو ڈاکٹر کلارک صاحب نے ہمارے فتوی سے نقل کیا اور خود ہمارے فتوی کا حوالہ دیا جس کو قادیانی نے عبارت منقولہ میں خود نقل کیا ہے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خاکسار نے بذات خود بالمشافہ یا بذریعہ تحریر ڈاکٹر کلارک کو وہ الفاظ بتائے ہیں۔

تیسرا جواب: خاکسار پادریوں کو مدد دیتا، تو پھر اپنے محاکمہ میں ان کی ویسی ہی خبر کیوں لیتا جیسا کہ آپ کی خبر لی ہے؟ کیا اس صورت میں اس کو پادریوں سے افشاء راز کا اندیشہ نہ ہوتا۔

اگر میں نے حوصلہ اور جرأت کر کے باوجود سابقہ موافقت اور در پردہ اعانت پادریوں کے انکے خلاف قلم اٹھایا ہے، تو ضروری ہے اور عصبیت مذہبی کو لازم ہے کہ وہ میرے اس خلاف کی اشاعت پر اس راز موافقت ومخفی اعانت کو فاش کریں اور اس خلاف کا بدلہ لیں اور یہ مشتہر کریں کہ پہلے تو تم نے خود ہی ہم کو یہ مسائل ودلائل بتائے اور تمہاری ہی تعلیم ومدد سے ہم نے وہ مباحثہ میں پیش کئے، اب تم نے خود ہی اس کا خلاف کیا، اور ہم کو ناحق الزام دیا۔ یہ امر اشاعت محاکمہ پر پادریوں سے وقوع میں نہ آیا، اور ہرگز نہ آئیگا انشاء اللہ، تو اس سے کس وناکس کو (جو قادیانی کی تقلید میں اندھا بہرانہ ہوگیا ہوگا) یقین ہوگا کہ خاکسار نے در پردہ پادریوں کو مدد نہیں دی۔ اور اس دعوی مدد ہی میں قادیانی مفتری ہے اور یہ امر اس کے دجال ہونے پر بھاری دلیل ہے۔

خدا تعالی پر قادیانی کا ایک تازہ افتراء، خاکسار کی نسبت اس کی وہ پیش گوئی ہے جو اس کے رسالہ حجت الاسلام کے صفحہ ۲۲ میں مرقوم ہے کہ: اس کی کشتی گرداب میں ہے جس سے جانبر ہونا بظاہر محال معلوم ہوتاہے و انّی ر أیـت هذا الرّ جل یؤمن با یما نی قبل مو ته و رأیت کا نّه تر ك الکفر و تـا ب و هـذه رؤیای و ار جو ان یجعلها ربّی حقاً ۔ غلام احمد از قادیان ۔۴۔ مئی ۱۸۹۳ء (میں یعنی قادیانی نے خواب میں دیکھا کہ یہ آدمی، بٹالوی، اپنی موت سے پہلے میرے ایمان پر ایمان لائے گا۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ گویا اس نے مجھے کافر کہنا چھوڑ دیا۔ اور وہ اس سے تائب ہوگیا ہے۔ یہ میرا خواب ہے۔ امید ہے کہ خدا اس کو سچا کرے گا)

www.kitabosunnat.com

اس افتراء کے ذیل وضمن میں صفحہ ۲۱ حجت الاسلام میں اس نے خاکسار اور دیگر علماء اہل افتاء پر ایک افتراء بھی کیا ہے، کہ انہوں نے صرف اس وجہ سے کہ وہ (یعنی قادیانی) مسیح کو فوت شدہ سمجھتا ہے، اسکو کافر بلکہ اکفر کہہ دیا ہے۔ اور انہوں نے مجھ (قادیانی) پر یہ افتراء کیا ہے کہ گویا یہ عاجز (قادیانی) ملائک کا منکر ہے اور معراج نبوی کا انکاری ہے اور نبوت کا مدعی اور معجزات کو بھی نہیں مانتا۔ سبحان اللہ! کافر ٹھہرانے کیلئے اس بیچارہ نے کیا کچھ افتراء کئے ہیں ان ہی غموں میں مر رہا ہے کہ کسی طرح ایک مسلمان کو تمام خلق اللہ کافر سمجھ لے

اس پیش گوئی کا پہلا حصہ دوسرے حصہ کا مکذب ہے۔ پہلے حصہ میں خاکسار محمد حسین کی جان بری کو محال قرار دے کر ہلاکت یعنی عذاب کا ڈر سنایا۔ دوسرے حصہ میں، جو عربی عبارت میں ہے، ایمان اور توبہ کی بشارت دے کر اس عذاب سے بے ڈر کر دیا، اور خاتمہ بالخیر ہونے کا مژدہ دیا ہے، جو پہلے حصہ کا صریح مخالف ومکذب ہے جس سے صاف ثابت ہے کہ اس الہام منامی میں قادیانی نے خدا تعالی پر افتراء کیا ہے۔ خدا تعالی کی شان اس سے اجل وارفع ہے کہ وہ کسی سچے ملہم کو دو الہام متناقض اور ایک دوسرے کا مکذب الہام کرے۔ مرزا قادیانی نے اپنے وساوس کے حاشیہ صفحہ ۳۱۸ میں خاکسار کے دل کی حالت کو بھی ظاہر کر کے ہدایت سے محروم رہنے کی خبر دی ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ کسی کے دل کی حالت سوائے خدا تعالی کسی کو معلوم نہیں ہوتی، اور جو شخص کسی کے دل کی حالت کے علم کا مدعی ہوتا ہے وہ اس باب میں الہام الٰہی کا مدعی ہوتا ہے۔ پس اگر وہ الہام قادیانی سچا ہے تو اس الہام منامی کے کذب وافتراء علی اللہ ہونے پر یہ دوسری دلیل ہے۔

اب ہم اس الہام کے متعلق قادیانی کو ایک نوٹس دیتے ہیں: اے کذاب قادیانی ودجال لاثانی! تو نے خاکسار کی نسبت الہام منذر کی اشاعت چاہی تھی، سو دو دفعہ دی گئی۔ ایک دفعہ مشروط بشرط اجازت قانونی، دوسری دفعہ اس شرط سے مجرد اور عام اجازت، اس صورت سے کہ وہ الہام پہلے اشاعۃ السنہ میں چھپے اور اس میں اسکے الفاظ ومعانی کی تحقیق وتعیین وتشریح وتبیین ہو جائے، پھر جس اخبار میں تو چاہے اس الہام کی اشاعت کا تجھے اختیار ہے۔ مگر تو نے ہماری طرف سے اس اجازت دفعہ ثانی کا انتظار نہ کیا اور ایک الہام میعاد چالیس روز کا خاکسار کی نسبت دافع الوساوس کے صفحہ ۶۰۴ میں شائع ومشتہر کر دیا جس میں خدا تعالی نے تجھے جھوٹا اور روسیاہ کیا۔ چنانچہ صفحہ ۱۲۵ نمبر ۸ جلد ۱۵، اشاعۃ السنہ میں اس کا مفصل بیان ہو چکا ہے۔ دوسرا یہ الہام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

منامی رسالہ حجت الاسلام میں شائع کر دیا۔آئندہ تو نے اس خاکسار کی نسبت کسی قسم کا کوئی الہام اشاعۃ السنہ میں شائع کرانے سے پیشتر کسی رسالہ یا کسی اخبار یا اشتہار میں شائع کیا، تو تجھے ضرور عدالت میں حاضر ہونا، پھر سنٹرل جیل کا نظارہ کرنا ہوگا۔انشاءاللہ وتقدس۔بہتر ہے کہ ان گیدڑ بھبکیوں سے باز آجاؤ ورنہ سخت پچھتائے گا

قادیانی کا قول ہے: کہ علماء اہل افتاء نے اس کو صرف اس وجہ سے کافر بلکہ اکفر کہا ہے کہ وہ حضرت مسیح کو فوت شدہ سمجھتا ہے۔

نیز اس کا یہ قول ہے: ان علماء نے مجھ پر افتراء کیا ہے کہ یہ شخص وجود ملائکہ سے منکر ہے، معراج نبوی سے انکاری ہے، مدعی نبوت ہے، معجزات کو نہیں مانتا، جھٹلاتا ہے۔

مؤخر الذکر قول صاف بتارہا ہے کہ علماء نے اسکو صرف وفات مسیح کا قائل ہونے کے سبب کافر نہیں کہا بلکہ اس کے اقوال وعقائد مذکورہ (جس کو قادیانی افتراء قرار دیتا ہے اور وہ علماء ان اقوال وعقائد کا ثبوت اس کی کتابوں سے پیش کررہے ہیں) بھی اس تکفیر کے موجب اور وجوہات ہیں۔قادیانی نے صرف قول واعتقاد وفات مسیح کو سبب تکفیر ٹھہرانے میں محض افتراء سے کام لیا ہے۔پھر بحکم آنکہ، دروغ گوئے را حافظہ نباشد، اپنے اس دعوی کا خود خلاف کیا۔اور اس کے برخلاف یہ بھی اس کی قلم سے چار ہی سطر کے بعد نکل گیا کہ ان علماء نے از راہ افتراء مجھے پر یہ دفعات کہ یہ مدعی نبوت ہے، وجود ملائکہ معراج نبوی اور معجزات سے انکاری ہے، بھی قائم کئے ہیں۔ جس سے ان کا مقصود یہ ہے کہ کسی طرح ایک مسلمان، کافر ٹھہر جائے۔جو صاف اور صریح اس کہنے کے برابر ہے کہ اعتقاد وفات مسیح سے وہ کافر نہ بنا سکے تو انہوں نے یہ چار جھوٹے دفعات یا جرم مجھ پر قائم کئے اور مجھے کافر بنایا۔اس کہنے کے ساتھ اس کا وہ کہنا کہ انہوں نے مجھے صرف اعتقاد وفات مسیح کے سبب کافر کہا ہے، افتراء نہیں تو اور کیا ہے؟

یہ قادیانی کی کلام کا صریح منطوق ومفہوم ہے، اور امر واقعی بھی یہی ہے کہ صرف وفات مسیح کے اعتقاد کے سبب قادیانی کو اہل افتاء نے کافر نہیں ٹھہرایا، اور نہ صرف ایک اس عقیدہ بدعیہ کے سبب وہ کافر ٹھہرایا جاسکتا ہے۔وہ صرف اتنی ہی بات میں سلف وخلف کا خلاف کرتا، تو اس کو صرف مبتدع اور گمراہ کہا جاتا۔اس نے تو اکثر اصول اسلام وتسنن کو الٹ پلٹ کر دیا ہے۔اور ایک نیا دین قائم کیا، اور اسلام میں وہ باتیں نکالی ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جو قدیم اسلام کے بالکل مخالف ہیں۔ ازانجملہ چاروں یہ باتیں بھی ہیں جن کو اس نے خود بیان کر کے علماء اہل افتاء کا افتراء قرار دیا ہے۔ ان ہی باتوں کی نظر سے علماء اہل افتاء نے اس کو کافر و اکفر کہا ہے، نہ صرف اعتقاد وفات مسیح کے سبب۔

مرزا قادیانی کا ان باتوں کو افتراء قرار دینا انصاف اور حیا کے خلاف ہے۔ یہ باتیں اس کی کتابوں میں موجود ہیں جن کا پتہ ونشان ہم بارہا بتفصیل بتا چکے ہیں اس مقام میں اس تفصیل کا اجمال نقل کرتے ہیں:

پہلی بات (وجود ملائکہ سے انکار) ان معنوں میں اس کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ وہ جبریل وغیرہ ملائکہ کے اصلی وجود سے زمین پر اور انبیاء کے پاس آنے سے انکاری ہے۔ اور اس بات کا قائل ہے کہ جس جبریل یا روح القدس کو انبیاء کے پاس آنے والا اور انکے ساتھ رہنے والا اور ان کو دکھائی دینے والا تسلیم کیا جاتا ہے، وہ ان ہی انبیاء کی اندرونی صفت ہے، اور ان کی محبت کا نتیجہ ہے اور ان ہی کی خیالی صورت ہے، وہ کوئی خارج از انسان جبریل نہیں ہے۔

اور اس کا یہ اعتقاد اس کے رسالہ توضیح مرام کے صفحہ ۲۱، صفحہ ۲۹ صفحہ ۳۳، ۳۸، ۶۸، ۷۰، ۷۹ وغیرہ میں موجود ہے جن کی اصل عبارات بضمن فتوی تکفیر اور بضمن جواب فیصلہ آسمانی منقول ہیں اور اس کی کتاب دافع الوساوس کے صفحہ ۷۲، ۷۷ لغایت ۷۷ میں مرقوم ہے۔ یہاں اس کے چند فقرات بعینہ اس کے الفاظ سے نقل کئے جاتے ہیں: توضیح المرام کے صفحہ ۲۱ میں ہے: ان دونوں محبتوں (یعنی محبت خدا و محبت بندہ) کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتے ہیں، ایک تیسری چیز پیدا ہوتی ہے جس کا نام روح القدس ہے۔

اور اس توضیح المرام کے صفحہ ۲۵ میں ہے: یہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے، اس کو روح امین بولتے ہیں، اور اس کا نام شدید القوی اور ذو الافق الاعلی بھی ہے (یہ تینوں نام یا صفات قرآن میں جبریل کے حق میں استعمال ہوئے ہیں۔ قادیانی کہتا ہے ان تینوں سے وہی اندرونی صفت محبت سے متولد جبریل مراد ہے۔ محمد حسین)

اور اس توضیح المرام کے صفحہ ۲۹ میں ہے: محققین اہل اسلام اس بات کے ہرگز قائل نہیں کہ ملائکہ اپنے شخصی وجود کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اوراس توضیح المرام کے صفحہ ۷۹ میں ہے: جب جبریلی نور جنبش میں آتا ہے تو معاً اس کے ایک عکسی تصویر جس کو روح القدس کے ہی نام سے موسوم کرنا چاہیے، محبّ صادق کے دل میں نقش ہو جاتی ہے۔ اور اس کی محبت صادقہ کی ایک عرض لازم بن جاتی ہے۔

ناظرین! انصاف سے کہو، کیا ان عبارات میں جبریل وغیرہ فرشتوں کے اصلی وجود سے زمین پر اور انبیاء کے پاس آنے سے صریح اور صاف انکار نہیں ہے؟ اور کیا یہ تصریح نہیں ہے کہ جو روح القدس انبیاء کے پاس آتی اور رہتی اور دکھائی دیتی ہے وہ ان ہی کے ایک اندرونی صفت محبت کا نتیجہ اور عرض لازم تھی، نہ خارج از انسان کوئی روح القدس۔ اور یہی اعتقاد علماء اہل افتاء نے ہمارے (یعنی قادیانی صاحب) کی طرف منسوب کیا ہے۔ پھر یہ افتراء کیونکر ہوا؟

دوسری بات (معراج نبوی سے انکار) اس لئے آپ کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ آپ معراج جسمانی آنحضرت ﷺ کے قائل نہیں اور یہ انکار آپ کے صریح کلام میں بصفحہ ۴۷ وغیرہ ازالہ اوہام کے موجود ہے، جو پورا پورا فتوی تکفیر اور جواب فیصلہ آسمانی میں منقول ہے۔ اس مقام میں اس کا ایک فقرہ نقل کیا جاتا ہے۔ ازالہ اوہام کے صفحہ ۴۷ میں ہے: اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات میں سے ہے، تو پھر آنحضرت ﷺ کا معراج اس جسم کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔

قادیانی صاحب کیا یہ عبارت آپ کی نہیں اور کیا اس میں معراج جسمانی سے انکار نہیں؟

تیسری بات (قادیانی کا مدعی نبوت بلکہ رسالت ہونا) اس کی صریح کلام میں موجود ہے۔ اور توضیح مرام صفحہ ۱۸ میں و ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۳ و صفحہ ۶۷۶ وغیرہ میں مرقوم ہے جن کی پوری عبارات فتوی تکفیر اور جواب فیصلہ آسمانی میں منقول ہیں۔ اس مقام میں اس کے ایک دو فقرات نقل کئے جاتے ہیں۔ ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۳ میں ہے: خداتعالی نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔

اور اس کے صفحہ ۶۷۳ میں ہے: اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی۔ اور احمد اور عیسی اپنے جمالی معنوں کی رو سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایک ہی ہیں۔اسی کی طرف اشارہ ہے و مبشّراً برسولٍ یّاتی من بعدی اسمه احمد مگر ہمارے نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں، یعنی جامع جلال جمال ہیں، لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیشین گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے، بھیجا گیا ہے۔

قادیانی صاحب کیا آپ نے ان عبارات میں اپنے تیئں نبی اور احمد رسول نہیں کہا؟

چوتھی بات (معجزات سے انکار) اس لئے آپ کی طرف منسوب کی گئی ہے کہ آپ آنحضرت ﷺ کے بوجود جسمانی آسمان پر جانے کو خارق عادت سمجھ کر نہیں مانتے اور حضرت مسیح کے معجزات احیاء موتی وخلق طیور وغیرہ سے انکاری ہیں۔سو یہ انکار آپ کے صریح کلام میں توضیح مرام کے صفحہ ۹،اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۴۷،اور صفحہ۲، ۷، ۸، ۳۰۱، ۳۰۵، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۲۳ وغیرہ میں موجود ہے۔جن کی پوری عبارات فتوی تکفیر اور جواب فیصلہ آسمانی میں منقول ہیں۔اس مقام میں چند عبارات بطور تمثیل نقل کی جاتی ہیں۔توضیح مرام کے صفحہ ۹ میں ہے: یہی معجزہ کفار مکہ نے ہمارے سید رسول حضرت خاتم الانبیاء سے مانگا تھا (آنحضرت ﷺ کو قادیانی کا خاتم الانبیاء کہنا اس معنی کر ہے کہ اب کے بعد کوئی نبی نئی شریعت لے کر نہ آئے گا۔مطلق نبوت کو قادیانی ختم نہیں سمجھتا۔و بناء علیہ وہ خود بھی نبوت کا مدعی ہے۔توضیح مرام صفحہ ۱۹ ملاحظہ ہو۔محمد حسین) کہ آسمان پر ہمارے روبر چڑھیں۔جواب ملا قل سبحان ربّی یعنی خدا تعالیٰ کی حکیمانہ شان اس سے پاک ہے کہ ایسے کھلے کھلے خوارق اس دار الابتلاء میں دکھاوے۔

اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۷ میں ہے: مسیح کے معجزات اور پیشین گوئیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے۔کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا۔

اور اس کے صفحہ ۳۰۳ میں ہے: سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے سے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسی پرواز کرتا ہو، جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس نجاری کا کام بھی کرتے رہے۔

اور اسکے صفحہ ۳۰۵ میں ہے: ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مسمریزمی طریق سے بطور لہو ولعب، نہ بطور حقیقت، ظہور میں آسکیں۔

اور اس ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۲۲ میں ہے: غرضیکہ یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہرحال یہ معجزہ ایک کھیل کی قسم سے تھا

اور اس کے صفحہ ۲ میں ہے: مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا، جو مجھے دیا گیا ہے، وہ ہرگز نہیں مرے گا۔

قادیانی صاحب! ان عبارات میں کیا آنحضرت ﷺ کے معجزہ معراج جسمانی سے اور حضرت مسیح کے معجزات کے حقائق مشہورہ سے صریح وصاف انکار نہیں ہے؟ پھر علماء نے آپ پر کیا افتراء کیا ہے؟

(ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۵)

مثنوی درحالات مکاری اہل زمانہ

من نتائج افکار میر صاحب خسر ثانی حضرت مسیح زمان مہدی دوران

مرزا صاحب کی دوسری شادی دہلی میں منشی ناصر کی بیٹی نصرت سے ہوئی تھی۔ منشی ناصر بتاتے ہیں کہ: عاجز نے چند امور کے لئے مرزا صاحب سے دعا منگوانے کے لئے خط لکھا، جن میں سے ایک امر یہ بھی تھا کہ دعا کرو کہ مجھے خدا تعالی نیک اور صالح داماد عطا فرماوے۔ اس کے جواب میں مجھے حضرت مرزا صاحب نے تحریر فرمایا کہ میرا تعلق میری بیوی سے گویا نہ ہونے کے برابر ہے، اور میں اور نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے اللہ تعالی نے الہام فرمایا ہے کہ جیسا تمہارا عمدہ خاندان ہے، ایسا ہی تم کو سادات کے عالی شان خاندان میں سے زوجہ عطا کرونگا، اور اس نکاح میں برکت ہوگی، اور اس کا سب سامان میں خود بہم پہنچاؤں گا، تمہیں کچھ تکلیف نہ ہوگی۔ یہ آپ کے خط کا خلاصہ بلفظہ یاد نہیں۔ اور یہ بھی لکھا کہ آپ مجھ پر نیک ظنی کر کے اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دیں اور تا تصفیہ اس امر کو مخفی رکھیں اور رد کرنے میں جلدی نہ کریں۔ (حیات ناصر۔ ص ۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور پھر منشی صاحب نے اپنی بیٹی کی شادی مرزا صاحب سے کردی۔ منشی صاحب اوران اہلیہ ان دنوں حضرت سید عبداللہ غزنوی کے زیر اثر موحدانہ عقائد کے حامل تھے۔ چند سال بعد مرزا صاحب نے مسیحیت وغیرہ کے دعوے کیئے تو منشی ناصران سے بڑی حد تک بدگمان ہو گئے۔ ان دنوں انہوں نے میرزا صاحب (اپنے داماد) کے متعلق کچھ شاعری فرمائی جسے حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں شائع کردیا۔ بعدازاں منشی صاحب پھر سے مرزا صاحب کے دام میں آ گئے لیکن ان کی نظمیں مرزا صاحب کے کردار واعمال کی آئینہ دار ہونے کی حیثیت سے تحریک ختم نبوت کے یادگار لٹریچر کا حصہ ہیں اس لئے ہم اسے محفوظ رکھنے میں شیخ الاسلام مولانا بٹالوی مرحوم کی خدمات کا ایک حصہ سمجھ کر یہاں نقل کئے دیتے ہیں۔ منشی ناصر نواب لکھتے ہیں:

بعد ازیں یہ عرض ہے اے مسلمین — آج دنیا میں کہیں تقوی نہیں
ہیں دغا میں آج کل سرگرم لوگ — سینکڑوں دنیا میں اب پھیلے ہیں روگ
ہیں دواؤں کے کسی جا اشتہار — کہہ کے گل لوگوں کو دیدیتے ہیں خار
شہد کہتے ہیں مگر دیتے ہیں سم — جاہلوں کو رات دن دیتے ہیں دم
ظاہری اور باطنی دکاندار — خلق کو کرتے ہیں دھوکہ سے شکار
حافظ و حاجی بہت پھرتے یہاں — حال ہے جن کا زمانہ پر عیان
قبر کا کوئی مجاور ہے بنا — ہے کوئی زائر بنا اجمیر کا
ٹڈی دل کی طرح نکلے ہیں فقیر — مارے مارے پھرتے ہیں حضرات و پیر
ہے کہیں نوٹس بزرگی کا لگا — آؤ لوگو ہم پہ ہے فضل خدا
ہو ہمارے فضل میں تم بھی شریک — ہم تمہیں دیں فیض تم دو ہم کو بھیک
مال و دولت اور بیٹے پاؤ گے — گر بجا خدمت ہماری لاؤ گے
تم پھلو پھولو گے دشمن ہوں گے خوار — تم پہ رحمت ان پہ ہوگی حق کی مار
مال جو دے وہ مرید خاص ہے — اس کے دل میں بالخصوص اخلاص ہے
جو نہ دے کچھ مال وہ کیسا مرید — شمر اس کو جان لو یا ہے یزید
ہے مریدی واسطے پیسوں کے اب — ہائے دنیا میں پڑا ہے یہ غضب
ہر گھڑی ہے مال و دولت کی تلاش — تا کہ حاصل ہو کہیں وجہ معاش
کوئی مل جائے جو دولت کا سبب — ایک دم میں ہوں دلدر پاک سب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قرض سے اک دفعہ ہو جائے نجات　　گو ملے صدقہ کہ مل جائے زکوۃ
ہو یتیموں ہی کا یا رانڈوں کا ہو　　رنڈیونکا مال یا بھانڈونکا ہو
کچھ نہیں تفتیش سے ان کو غرض　　حرص کا ہے اس قدر ان کو مرض
آج کل مکار ایسے پیر ہیں　　ان کے حال و قال بے تاثیر ہیں
کچھ نہ صحبت میں اثر نہ بات میں　　ڈالتے ہیں ہم کو وہ آفات میں
رہ گئے دنیا میں اب ظاہر پرست　　دن بدن ہیں دین میں ہم لوگ پست
اور کہیں تصنیف کے ہیں اشتہار　　یہ بھی لوگوں نے کیا ہے روزگار
پیشگی قیمت مگر لیتے ہیں وہ　　خلق کو اس طرح دم دیتے ہیں وہ
بعض کھا جاتے ہیں قیمت سب کی سب　　اس طرح کا پڑ گیا یارو غضب
قیمتیں کھا کر نہیں لیتے ڈکار　　جیسے آتا تھا کہیں ان کا ادھار
جو کوئی مانگے وہ بے ایمان ہے　　وہ بڑا ملعون اور شیطان ہے
بدگمانی کا اسے آزار ہے　　سارے بدبختوں کا وہ سردار ہے
ایک تو پلہ سے اس نے زر دیا　　دوسرے بدنام اپنے کو کیا
کھا گیا جو مال وہ اچھا رہا　　کچھ گھٹا اس کا نہ ہرگز اتقاء
چیز کی اپنی کرے تعریف جو　　جانتا اس کو نہ تم مردِ نکو
مشک کی خوشبو تو خود اڑتی ہے یار　　مالک دکان دے گو اشتہار
آم اور حنظل تو ہوتے ہیں جدا　　جو نہ جانے ہے وہ اندھا عقل کا
آج دنیا مکر سے لب ریز ہے　　اب دغا بازی میں ہر اک تیز ہے
کہہ کے میٹھا دیتے ہیں کھٹا دہی　　کچھ نہیں پرتیت دنیا کی رہی
بدمعاش اب نیک از حد بن گئے　　بو مسیلم آج احمد بن گئے
عیسیٰ دوران بنے دجال ہیں　　ہر طرف مارے انہوں نے جال ہیں
ظاہری افعال ان کے نیک ہیں　　سارے عالم میں وہ گویا ایک ہیں
عالم و صوفی ہیں اور شب خیز ہیں　　مال پر لوگوں کے دندان تیز ہیں
ہر طرح سے مال ہیں وہ نوچتے　　ہیں یہی تدبیر ہر دم سوچتے
جس طرح ہو مال کچھ کھا جایئے　　کچھ نیا اب شعبدہ دکھلایئے
عقل کا اندھا کوئی ہووے مرید　　کانٹھ کا پورا کوئی ہووے مرید
ہو کوئی کیسا ہی گرچہ بدمعاش　　میوہ زر کی وہ دیدے ان کو قاش
پھر تو مقبول رحمٰن ہے ضرور　　ان کے دل کو اس نے پہنچایا سرور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

متقی ان کو ندے تو ہے شقی | جو شقی دے ان کو وہ ہے متقی
ہیں امیروں سے بڑھاتے میل جول | کر کے تعریفیں اوڑا لیتے ہیں مول
جو کوئی دے ہاتھ کر دینگے دراز | اس قدر ہے ان کے دل میں حرص و آز
لیتے دم کرتے نہیں چون و چرا | وہ روا ہو مال یا ہو ناروا
ہیں امیر اور لیتے ہیں صدقہ زکوۃ | دین داری کی نہیں ہے کوئی بات
علم ہے دنیا کمانے کے لئے | دولت دنیا ہے کھانے کے لئے
دل میں اپنے منفعل ہوتے نہیں | ہنستے رہتے ہیں کبھی روتے نہیں
غیظ میں بدمست ہو جاتے ہیں وہ | اپنی چالاکی پہ اتراتے ہیں وہ
اپنی تعریفوں سے بھرتے ہیں کتاب | آیت قرآن ہیں گویا انکے خواب
نیک رکھتے ہیں گمان وہ نفس پر | الہی کا ہے یہی ان کے اثر
گر کوئی رو کے تو ہوتے ہیں خفا | دشمن اپنا جانتے ہیں برملا
سینکڑوں کرتے ہیں گو وعدے خلاف | کم نہیں ہوتے مگر لاف و گزاف
ہے اسی دن کے لئے منطق پڑھی | ہے اسی تدبیر سے عزت بڑی
بات کی ہوتی ہے گنجائش بہت | حیلہ سازی میں ہے آسائش بہت

دیگر

مہدیء وقت ہے کوئی مشہور | کوئی بنتا ہے عیسی دوراں
نہ عیاں اس میں عیسوی برکت | نہ ہدایت کا اس میں نام و نشان
نیک سب اٹھ گئے زمانہ سے | ماقی میں نہیں رہی ہے ء جان
حبّ دنیا نے گھیر رکھا ہے | ہے بہت ہی ضعیف اب ایمان
بدعتوں کی بہت ترقی ہے | حد سے باہر ہے کفر اور عصیان
نہیں آتا نظر کہیں اخلاص | ہیں دکھاووں میں لوگ سرگردان
حبّ مولا جہان سے ہے معدوم | حرص دنیا میں پھنس گئے انسان
نہ بچا اس سے مولوی کوئی | نہ کسی اہل دل کو اس سے امان
نہ فقیروں میں صبر باقی ہے | نہ امیروں میں شکر کا ہے نشان
لذت نفس میں وہ ہیں سرگرم | آج کل جو ہیں پیشوائے جہان
مرغ بریان کا شوق ہے ان کو | ہیں ملائک خصائل جو انسان
قورمہ اور پلاؤ کھاتے ہیں | لوگ کہتے ہیں جن کو قطب زمان
جو ولایت میں ہیں قدم رکھتے | ان کی صدقہ پر ہے فقط گذران

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جب حقیقت کھلی بزرگی کی	ان کے دیکھے اگر کوئی سامان
ٹھاٹھ ہیں ان کے سب امیرانہ	در دولت پہ ہیں کئی دربان
رات دن ہیں عمارتیں بنتیں	مال کرتے ہیں مفت میں ویران
ہائے آتے نہیں نظر وہ لوگ	دیکھنے کو ترس گئے دل و جان
ہر صدی میں ہوئے ہیں اہل الحق	رہبر خلق و صاحب عرفان
دین اسلام جن سے تازہ ہوا	جن سے رونق پذیر تھا ایمان
تھے ازانجملہ ایک عبد اللہ	قامع شرک و بدعت و عصیان
ملک غزنیں کے رہنے والے تھے	ہے جہالت بھرا جو کوہستان
استقامت میں تھے مثال کوہ	کر کے ظلم و ستم تھکے افغان
راہ حق میں اٹھائیں تکلیفیں	نہ پھرے حق سے پر کسی عنوان
ان کو حاصل تھا صبر ایوبی	کرتے تھے شکر خالق سبحان
تھے عبادت میں رات دن مشغول	اور جاری تھی ذکر حق میں لسان
تھے نمونہ سلف کا وہ بے شک	پاک سیرت تھے اور پاک زبان
اپنے مولا پہ ان کو تکیہ تھا	تھے نہ اک ذرہ فکر آب و نان
تھے دعا و نماز میں مصروف	ورد تھا یا حدیث یا قرآن
ان کی صحبت میں تھی عجب برکت	یاد آتا تھا وہاں خدائے جہان
لطف آتا تھا وہاں عبادت میں	روز و شب تھی ترقی ایمان
ذکر مولا کی تھی وہاں کثرت	بات دنیا کی ہو یہ کیا امکان
امر معروف آپ کرتے تھے	پاس آتے تھے ان کے جو انسان
نہی منکر شعار تھا ان کا	فضل مولی سے تھے نہ سخت زبان
ایسے شیریں کلام اور خوش خلق	تھا پر از حکمت ان کا قول بیان
کچھ کسی سے غرض نہ تھی ان کو	بے طمع تھے وہ صاحب عرفان
ان کی محفل میں ذکر عقبےٰ تھا	وہاں نہ ہوتا تھا لغو اور ہذیان
رہ گیا ذکر خیر دنیا میں	کر گئے کوچ اب وہ عالی شان
حق انہیں مغفرت نصیب کرے	جنت خلد میں رہیں شادان
نیک بندے جہاں میں ہیں اب بھی	حق کو رکھتے ہیں جو عزیز از جان
پر مجھے وہ نظر نہیں آتے	دے ملا مجھ کو ان سے یا رحمان
تیری قدرت سے کچھ نہیں ہے دور	مجھ کو مشکل ہے اور تجھے آسان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ناصر اب ختم کر کلام اپنا　　　حق تری مشکلیں کرے آسان

جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ میر ناصر پھر سے مرزا صاحب کے پھندے میں آ گئے تھے، اس لئے وہ کہا کرتے تھے کہ میں حضرت مولانا بٹالوی کے اکسانے سے میرزا صاحب سے منحرف ہوا، لیکن مجھے پھر سے سمجھ آ گئی ہے کہ مرزا صاحب واقعی مسیح موعود، ومہدی معہود ہیں۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ منقولہ بالا شاعری کو اشاعۃ السنہ میں نقل کر کے لکھتے: اس نظم کو پڑھ کر امید ہے کہ میر صاحب اپنی اس بات کا کہ میں اشاعۃ السنہ کے دھوکہ میں آ کر کادیانی سے منحرف ہو گیا تھا، واپس لیں گے۔ اور اقرار کریں گے کہ وہ قدیم سے منحرف تھے اور اس کو جھوٹا مسیح اور جھوٹا مہدی سمجھتے تھے۔ اب وہ کادیانی کے دھوکہ میں آ کر اس کو سچا مہدی اور موعود مسیح سمجھنے لگے تھے جس سے پھر ان کا رجوع ہے۔ (ماہنامہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۲ ج ۱۴۔ ص ۴۱۷ تا ۴۲۰)

متفرقات:

اے شک کرنے والو آسمانی فیصلہ کی طرف آ جاؤ

(مرزا قادیانی فرماتے ہیں) اے بزرگو! اے مولویو! اے قوم کے منتخب لوگو! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کی آنکھیں کھولے اور غضب میں آ کر حد؟ سے مت بڑھو۔ میری اس کتاب (ازالہ اوہام) کے دونوں حصوں کو غور سے پڑھو کہ ان میں نور اور ہدایت ہے خدا تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی زبانوں کو تکفیر سے تھام لو۔ خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں ایک مسلمان ہوں آمنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ و البعث بعد الموت و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ فاتقوا اللہ و لا تقولوا لست مسلماً اتقوا الملک الذی الیہ ترجعون۔ اور اگر اب بھی اس کتاب کے پڑھنے کے بعد شک ہے..... تو آؤ آزما لو خدا کس کے ساتھ ہے۔ اے میرے مخالف الرائے مولویو! اور صوفیو! اور سجادہ نشینو! جو مکفر اور مکذب ہو مجھے یقین دلایا گیا ہے کہ اگر آپ لوگ مل جل کر یا ایک ایک آپ میں سے ان آسمانی نشانوں میں میرا مقابلہ کرنا چاہیں جو اولیاء الرحمٰن کے لازم حال ہوا کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ تمہیں شرمندہ کرے گا اور تمہارے پردوں کو پھاڑ دے گا۔ اور اس وقت تم دیکھو گے کہ وہ میرے ساتھ ہے۔ کیا کوئی تم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں ہے کہ اس آزمائش کے لئے میدان میں آوے اور عام اعلان اخباروں کے ذریعہ سے دے کران تعلقات قبولیت میں جو میرا رب میرے ساتھ رکھتا ہے اپنے تعلقات کا موازنہ کرے۔ یاد رکھو کہ خدا صادقوں کا مددگار ہے وہ اسی کی مدد کرے گا جس کو وہ سچا جانتا ہے۔ چالاکیوں سے باز آجاؤ کہ وہ نزدیک ہے۔ کیا تم اس سے لڑو گے۔ کیا کوئی متکبرانہ اچھلنے سے درحقیقت اونچا ہوسکتا ہے۔ کیا صرف زبان کی تیزیوں سے سچائی کو کاٹ دوگے۔اس رب سے ڈرو جس کا غضب سب غضبوں سے بڑھ کر ہے و من یأت ر به مجر ماً فا ن له جهنم لا یمو ت فیها و لا یحی ۔ الناصح۔ خاکسار غلام احمد قادیانی از لودھیانہ محلّہ اقبال گنج۔ (یہ اشتہار ازالہ اوہام حصہ اول باراول مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر کے ٹائٹل کے دوسرے صفحہ پر ہے) (مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ جلد اول۔ ص۲۸۲۔۲۸۳)

مباحثہ پٹیالہ سے متعلق قادیانی اشتہار

پٹیالہ میں مولوی محمد اسحاق کے ساتھ بحث کے بعد مرزا صاحب نے ایک اشتہار شائع کیا:

واضح ہو کہ کل ۳۰۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو مولوی محمد اسحاق صاحب اس عاجز کے مکان (فرودگاہ) میں تشریف لائے اور ایک جلسہ عام میں حضرت مسیح ابن مریم کی وفات کے بارہ میں مولوی صاحب موصوف نے گفتگو کی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اس قدر تو ہم بھی مانتے ہیں کہ بعض احادیث میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم چند گھنٹے کے لئے ضرور فوت ہو گئے تھے مگر ہمیشہ کے لئے نہیں بلکہ وہ پھر زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی وقت زمین پر اتریں گے۔ اور ۴۵ برس تک زمین پر بسر کر کے پھر دوبارہ مریں گے۔ یعنی دو موتیں ان پر ضرور وارد ہوں گی۔ اس پر مولوی صاحب کو ایک مبسوط تقریر میں سمجھایا گیا کہ حضرت مسیح کی دو موتیں قرآن کریم اور حدیث سے ثابت نہیں ہوتیں بلکہ وہ ایک ہی دفعہ مر کر خدا تعالیٰ کی طرف انتقال کر گئے اور فوت شدہ انبیاء میں جا ملے اور دوبارہ دنیا میں وہ آنہیں سکتے.... لیکن مولوی صاحب یا تو ان دلائل کو سمجھ نہیں سکے یا عمداً حق پوشی کی راہ سے اس کی مخالف اشاعت کرنا انہوں نے اپنی دنیوی مصلحت قرار دے دیا ہو گا چنانچہ سنا گیا ہے کہ ان کے بعض دوستوں نے عام طور پر شہر پٹیالہ میں شائع کر دیا کہ گویا مولوی صاحب اپنی اس تقریر میں جو اس عاجز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سے کی تھی فتح یاب ہوئے چونکہ معلوم ہوتا ہے کہ اس خلاف واقعہ تقریر کا پٹیالہ کے عوام پر بداثر پڑے گا اور شاید وہ اس مفتریانہ تقریر کو سن کر یہ سمجھ بیٹھے ہوں گے کہ درحقیقت مولوی صاحب نے فتح پائی لہذا مولوی محمد اسحاق صاحب کو مخاطب کر کے اشتہار ہذا شائع کیا جاتا ہے کہ ہر یک خاص و عام کو اطلاع رہے کہ جو بیان مولوی صاحب کی طرف سے شائع ہوا ہے وہ محض غلط ہے حق بات یہ ہے کہ ۳۰۔اکتوبر کی تقریر میں مولوی صاحب ہی مغلوب تھے اور ہمارے شافی و کافی دلائل کا مولوی صاحب ایک ذرہ جواب نہیں دے سکے۔اگر ہمارا یہ بیان مولوی صاحب کے نزدیک ہے خلاف واقعہ ہے تو مولوی صاحب پر فرض ہے کہ اشتہار کے شائع ہونے کے بعد ایک جلسہ بحث مقرر کر کے اس مسئلہ حیات و وفاۃ مسیح میں اس عاجز سے بحث کر لیں۔اور اگر بحث نہ کریں تو پھر ہر یک منصف کو سمجھنا چاہیے کہ وہ گریز کر گئے شرائط بحث بہ تفصیل ذیل ہوں گے۔

حیات و وفات مسیح ابن مریم کے بارہ میں بحث ہوگی۔۲۔ بحث تحریری ہوگی یعنی دو کاتب ہماری طرف سے اور دو کاتب مولوی صاحب کی طرف سے اپنی اپنی نوبت پر بیانات قلم بند کرتے جائیں گے اور ہر یک فریق ایک ایک نقل دستخطی اپنے فریق ثانی کو دے گا۔ پرچے بحث کے تین ہوں گے مولوی صاحب کی طرف سے بوجہ مدعی حیات ہونے کے پہلا پرچہ ہوگا پھر ہماری طرف سے جواب ہوگا۔تحریری بحث سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ فریقین کے بیانات محفوظ رہتے ہیں اور دور دست کے غائبین کو بھی ان پر رائے لگانے کا موقعہ مل سکتا ہے اور کسی کو یہ یارا نہیں ہوتا کہ خارج از بحث یا رطب و یابس زبان پر لا سکے پبلک اس بات کو سن رکھے کہ ہم اس اشتہار کے بعد ۲ نومبر ۱۸۹۱ء کے ۱۲ بجے دن تک مولوی صاحب کے جواب اور شروع بحث کا انتظار کریں گے۔.المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی وارد حال شہر پٹیالہ المرقوم ۳۱۔اکتوبر ۱۸۹۱ء۔

(مجموعہ اشتہارات قادیانی۔جلد اول۔ص ۲۶۷۔۲۶۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مسمریزم

پیر سراج الحق نعمانی قادیانی لکھتے ہیں کہ ایک :

مولوی نے ایک روز مسجد مبارک (قادیان) میں حضرت مرزا سے دریافت کیا کہ مسمریزم جو آج کل بہت مشہور ہے، یہ کیا چیز ہے۔ آیا اس میں کسی قسم کا اثر بھی ہے یا یوں ہی بچوں کا کھیل تماشا اور وہم اور بے وجہ شئے ہے۔ مرزا نے فرمایا مولوی صاحب! مسمریزم بہت عمدہ کار آمد چیز اور نتیجہ خیز بات ہے۔ یوں تو کوئی شئے بھی خدا نے عبث اور بے فائدہ نہیں بنائی ربنا ما خلقت هذا باطلا لیکن یہ مسمریزم تو بڑی کار آمد شئے ہے اور خاص اثر رکھتی ہے اور جیسا کہ اسلام نے اس کو لیا اور برتا اور فائدہ اٹھایا ہے اور کسی مذہب یا کسی فرقہ نے فائدہ نہیں اٹھایا۔ حقیقت اور مغز اسلام کو میسر آیا اور قشر اور پوست دوسروں کے حصے میں گیا۔ کہتے ہیں مسمر ایک انگریز کا نام ہے جس نے اس کو پھیلایا اور مشہور کیا۔ سو اس واسطے اس کے نام پر مسمریزم نام شہرت پکڑ گیا۔ ورنہ دراصل اس کا نام تربی علم ہے۔ ترب مٹی کو کہتے ہیں اور مٹی سے انسان کی پیدائش ہے خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون میر الڑ کا سلطان احمد بھی ایک میز کہیں سے لے آیا تھا۔ وہ بھی ہاتھ رکھنے سے حرکت کرتی تھی، اللہ تعالیٰ نے ہمیں الہاماً فرمایا کہ یہ عمل الترب ہے۔ مسیح میں بھی یہ قوت تربی اچھی خاصی تھی۔ ہمارے الہام میں ہے هذا هو الترب الذی لا یعلمها الخلق یہ وہ عمل ترب ہے کہ مخلوق اس کی شناخت سے بے خبر ہے۔ پہلے زمانہ میں فقراء کے پاس تھا وہ اس کو پوشیدہ راز سمجھ کر کسی کو نہیں بتلایا کرتے تھے سوائے خاص لوگوں کے۔ صرف ان میں یہی تھا کہ دوسرے شخص کو بیہوش کر دیتے، یہ انکی کرامت ہوتی تھی، مگر اب مسمریزم کے نام سے لوگ گھبراتے ہیں۔ فقراء صوفیہ کی اصطلاح میں اس کا نام توجہ اور تصور ہے۔ اگر کسی کو مسمریزم کا نام اچھا نہ معلوم ہو تو اس کو توجہ اور تصور کہہ سکتے ہیں۔ غرض اسلام نے اس کو اس طرح سے لیا ہے کہ پہلے مصافحہ اور معانقہ کی صورت میں اگرچہ اوروں میں بھی مصافحہ اور معانقہ ہے لیکن بے اصل یوں ہی دل لگی کے طور سے۔ پھر نماز با جماعت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز با جماعت میں مونڈھے سے مونڈھا اور پاؤں سے پاؤں ملا کر کھڑے ہو اور اپنے درمیان کچھ فاصلہ نہ رکھو کہ خالی جگہ شیطان داخل ہو جائے گا۔ یہ اس بات کو ظا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہر کیا کہ ایک شخص کی توجہ جسمانی اور روحانی دوسرے شخص میں سرایت کر جائے۔ جماعت میں جیسے جسمانی رنگ میں کوئی ضعیف اور کوئی قوی ہوتا ہے ایسا ہی روحانی اور باطنی کیفیات میں بھی ضعف وقوت کا فرق ہوتا ہے۔ تو جب اس میں ایک دوسرے کے ملنے سے ایک دیوار کی طرح ہو جائیں گے اور مل کر کھڑے ہونے سے ایک دوسرے کی تاثیر اور فیوض اور جذب روحانی پھیل کر سب میں پہنچ جاوے گی۔ جب پہلی صف اپنی قوت اور جذب روحانی سے پر ہو جائے گی تو پھر اس صف کا اثر دوسری صف پر پڑے گا اور پھر ان دونوں صفوں کا اثر تیسری پر پہنچے گا۔ اس کے سمجھنے کے لئے بجلی کی مشین کی سی ہے جو آج کل نکلی ہے اگر اس بجلی کی مشین یا کل کو کوئی ہاتھ میں پکڑے تو اس کا ہاتھ سن ہو جائے گا اور چھوٹ نہیں سکے گا ایسا ہی اگر دوسرا شخص اس ہاتھ کو پکڑ لے تو اس پر بھی برقی اثر ہو جائے گا یہاں تک کہ اگر دس اور بیس اور پچاس سو تک ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتے جائیں تو وہ برقی اثر سب پر یکساں اثر کرتا چلا جائے گا۔ اگر درمیان میں کچھ بھی فصل رہے گا تو وہ برقی طاقت رک جائے گی اور اس کی قوت جذب کام نہ دے گی اور وہ جدائی جو واقعہ ہوئی ہے وہ اس برقی طاقت کو آگے نہیں چلنے دے گی اور روک ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر نماز کی صف میں کچھ فصل مل کر کھڑے ہونے میں ہوگا تو قوت روحانی یا اثر باطنی جو ایک دوسرے میں سے ہو کر آ رہا تھا وہ رہ جائے گا، اس کا نام اصطلاح شریعت میں شیطان رکھا ہے۔ (ایک صف کا دوسری صف سے ملاپ کب ہوتا ہے؟ درمیان میں تو فاصلہ ہوتا ہے۔ یوں مرزا کی یہ ساری مثال یہیں ختم ہو جاتی ہے اور جو بعد میں بیان کیا وہ بے ربط ہو جاتا ہے۔ بہاء) بس اب یوں خیال کرو کہ اب جو ظہر کی نماز ہماری اس مسجد میں ادا ہوئی تو دوسری مساجد میں بھی جماعتیں ہوئیں اور دوسرے گاؤں اور شہروں میں، یہاں تک کہ تمام جہان میں جماعتیں ہوئیں تو خانہ کعبہ کے چاروں طرف جماعتیں ہوئیں تو تمام جماعتوں اور صفوں کا گول حلقہ بیت اللہ کے ارد گرد ہو گیا اور وہ اپنی مدور شکل میں جسمانی حلقہ بندھ کر روحانی طور سے بھی سب کا ایک حلقہ بن گیا۔ اس کی مثال بنٹی کی سی ہے کہ ایک بانس کی لمبی لکڑی کے دونوں سروں پر تیل سے تر کر کے آگ لگا دی جاتی ہے اور ایک مشاق اس کو گھماتا اور چکر دیتا ہے تو اگرچہ وہ دو جگہ علیحدہ علیحدہ آگ روشن ہے مگر گھمانے اور چکر دینے سے اس کا ایک گول حلقہ دکھائی دیتا ہے کہ ایک ذرہ بھی فرق معلوم نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح تمام جماعتیں اور صفیں اگرچہ دیکھنے سے الگ الگ مسجدوں میں قائم ہیں، مگر حقیقت میں بنٹی کے حلقہ کی طرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایک ہی جماعت کے حکم میں روحانی طور پر ہو جاتی ہیں اور وہ سب صفیں جو دست بستہ اپنے مقام پر کھڑی ہیں اپنے جسمانی اتصال اور روحانی اثر سے مؤثر ہو کر بیت اللہ سے فیض یاب ہوتی اور رحمت و فضل الٰہی کو اپنے اندر جذب کر لیتی ہیں کیونکہ بیت اللہ وہ مقام ہے جو ان اول بیت وضع للنّاس ہے اور حضرت ابراہیم اور آنحضرت ﷺ کے لئے کامل تجلی الٰہی کا مقام ہے اور کلام الٰہی کے نزول کی جگہ ہے۔ ابراہیم کو بھی حکم ہوا کہ یہاں آنے کیلئے اعلان کر دو اور آنحضرت ﷺ کو بھی حکم ہوا اور آپ کے ذریعہ سے تمام لوگوں کو حکم پہنچا اور بڑے بڑے وعدے یہاں سے ہوئے۔

مولوی صاحب خیال کرو کہ جماعتوں میں ہر زمانہ میں اولیاء ابدال اقطاب صلحا اتقیاء غوث مجدد محدث محدث ہوتے ہیں اور عام مومنین بھی وہ تمام مل کر بیت اللہ یعنی تجلی گاہ اعظم اللہ تعالیٰ سے فیض رحمت بر کت کھینچتے ہیں اور اپنے اندر جذب کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا و الّذین جا ھدوا فینا لنھدینّھم سبلنا یہی سرّ اور رمز ہے جو سب کے سب بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے ہیں تا کہ توجہ الی اللہ پورے طور سے ہو۔ اگر ایک طرف منہ نہ کیا جاوے اور متفرق طور پر اپنی اپنی مرضی سے جدھر چاہیں منہ کر لیں تو کس طرح فساد لازم نہ آ جاوے اور کیونکر وحدت ہو سکتی۔ اگر ایک واعظ کھڑا ہو کر وعظ کرے اور سننے والے وعظ چھوڑ کر دوسری طرف جدھر جس کا دل چاہے منہ کر کے بیٹھ جاویں یا کھڑا ہو جاویں تو کیسی ابتری اور بے ہودگی ہو گی۔ نہ سننے میں اثر ہو گا اور نہ واعظ کی توجہ پوری پوری ان کی طرف ہو گی اور نہ کوئی اس سے فائدہ اٹھائیگا بلکہ الٹا اثر ہو گا

یہی راز بیعت کی حقیقت کو آشکارہ کرتا ہے۔ ظاہری بیعت اور باطنی بیعت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ آج کل جو فرقہ بندیاں ہو رہی ہیں اور ایک امام کے تابع نہیں ایک دوسرے کو کافر و مرتد کہتے ہیں اور جس منصب کے وہ مستحق نہیں خود بننا چاہتے ہیں۔ ہر شخص انانیت کا دم مارتا ہے اور واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً کو چھوڑتا جاتا ہے جو مسمریزم کی طرف اشارہ ہے تو وحدت کیونکر پیدا ہو۔ سب کے سب متفرق ہو کر یک دم محروم ہو گئے اور کیونکر وصول الی اللہ کی راہیں کھل سکتی ہیں اور کس طرح وہ اولیاء الرحمٰن میں داخل ہو سکتے۔ فرقوں کے مٹانے کے لئے اور متفرق لوگوں کو ایک جگہ اور ایک طریق پسندیدہ پر اکٹھا کرنے کے لئے خدا نے اپنے وعدے کے مطابق مجھے عین ضرورت پر بھیجا۔ مجھ سے منہ موڑ کر کیا پھل پائیں گے۔ آسمان کی طرف دیکھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رہے ہیں کہ وہ مسیح ناصری جوان کی نظر میں زندہ ہے وہ ہی آئے، مگر وہ فوت ہو گیا۔ اس کی زندگی اور آنا ایک موہوم اور نرا خیال باطل ہے۔ نہ کوئی اس طرح پہلے گیا اور نہ آیا اور نہ اتنی مدت زندہ رہا، اب کس طرح خدا کی سنت کے خلاف یہ ان کی امید برآ سکتی ہے۔ اس مسیح سے انکار کر کے کیا لیا جو میرا انکار کر کے لیں گے (مرزا صاحب تو چلے گئے۔ سو سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا، لیکن جس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے وہ بقول خود بھیجے گئے تھے، فرقہ بندیاں ختم، لوگوں کو ایک پسندیدہ طریق پر اکٹھا کرنا، وغیرہ وہ تو پورا نہیں ہوا۔ نہ فرقے ختم ہوئے۔ نہ لوگ ایک طریق پر اکھٹے ہوئے۔ بہاء)

حضرت موسیٰ کا عصا جو سانپ بن جاتا تھا وہ بھی ان کی توجہ اور قوت قلبی کا اثر تھا انہیں کے ہاتھ سے سانپ ہو جاتا تھا، دوسرے کے ہاتھ میں نہیں۔ موسیٰ کی وفات کے بعد بھی سوٹا رہا مگر کبھی سانپ نہ بنا اور ان سے پہلے بھی تھا اور کبھی وہ سانپ نہ ہوا، سوٹا کا سوٹا ہی رہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ کی قدسی قوت اور توجہ کا اثر تھا۔ اور یہ ثابت نہیں ہوتا کہ موسیٰ سانپ بنانے کے وقت دعا کرتے تھے یا اس پر کوئی آیت توریت کی پڑھ کر دم کرتے تھے۔ مسیح بھی اپنی چڑیوں میں اپنی توجہ سے کام لیتے تھے۔ ان میں خدا نے یہ قوت قدسی یہ تاثیر پیدا کر دی تھی اس سے بڑھ چڑھ کر اللہ تعالیٰ نے سید الانبیا ﷺ میں قوت قدسی اور خاص توجہ رکھی تھی یہ قوت الٰہی تھی جو آپ کو عطا کی گئی تھی جس کا اثر یہ تھا کہ ہاتھوں کی انگلیوں سے اس قدر پانی فوارہ کے طور پر نکلا کہ لشکر سیراب ہو گیا اور چند روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے بہتوں کا پیٹ بھر گیا اور پھر بھی وہ روٹیاں جتنی تھیں بچ رہیں اور آپ کے لعاب دہن مبارک سے کنویں کا پانی میٹھا ہو گیا اور ایک شخص کی لڑائی میں آنکھ نکل پڑی۔ آپ کے دست مبارک رکھنے سے وہ آنکھ اچھی خاصی ہو گئی۔ اسی طرح سینکڑوں آپ کے اقتداری نشان ہیں اور ان سے زیادہ یہ ہے کہ جب چند لوگوں نے آپ سے نشان طلب کر لیا، رات کا وقت تھا، آپ نے فرمایا وہ دیکھو آسمان پر نشان ظاہر ہوا۔ اور آپ نے اپنی انگشت شہادت اٹھائی تو چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور آپ نے ایک مٹھی کنکریوں کی کفار پر پھینکی تو وہ سب اندھے اور بدحواس ہو گئے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ آپ نے ان نشانوں کے لئے دعا کی تھی یا کلام الٰہی پڑھ کر دم کیا تھا، یہ توجہ باطنی اور قوت الٰہی کا کرشمہ قدرت تھا جو ان میں پہلے ہی ودیعت رکھا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما رمیت اذ رمیت ولکنّ اللّٰہ رمی

اس سے ہمیں انکار نہیں کہ تھوڑی بہت یہ قوت ہر ایک میں ہے مگر پھر سب میں برابر نہیں اور یہ لوگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جو مسمریزم یعنی توجہ کرتے ہیں یہ کسبی ہے اور اس کو بھی انہوں نے صحیح طور استعمال نہیں کیا ایک کھیل تماشہ کے طور پر برتا جو سفلی حالت میں رہ گئے۔ مگر خدا کے ماموروں مقبولوں کی یہ کشش یہ توجہ یہ جذب وہبی تھا۔ ایک شخص کسب اور مشق کر کے برسوں میں حاصل کرتا ہے اور خدا تعالیٰ اپنے برگزیدوں میں وہبی طور پر عطا کرتا ہے جس کا کسبی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ذرہ جگنو یعنی کرم شب تاب آفتاب کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے؟

فرمایا بیعت میں بھی یہی راز مضمر ہے کہ مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر جو شخص بیعت کرتا ہے تو اس بیعت کنندہ میں وہ قوت باطنی اور طاقت ایمان پیدا ہو جاتی ہے کہ برسوں کی عبادت میں وہ لذت اور قوت باطنی حاصل نہیں ہوتی۔ رومی صاحب فرماتے ہیں

یک زمانہ صحبتے با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

(منقول از تذکرۃ المہدی۔ ص ۲۷۶۔ ۲۸۱۔ ملخصاً)

مرزا قادیانی کی اس طویل تقریر کے بعد ایک اور قادیانی روایت ملاحظہ فرمایئے۔

مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتے ہیں: خواجہ عبدالرحمٰن متوطن کشمیر نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ میرے والد میاں حبیب اللہ بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ مجھے نماز میں مرزا صاحب کے ساتھ کھڑے ہونے کا موقع ملا اور چونکہ میں احمدی ہونے سے قبل وہابی تھا، میں نے اپنا پاؤں مرزا صاحب کے پاؤں کے ساتھ ملانا چاہا۔ مگر جب میں نے اپنا پاؤں آپ کے پاؤں کے ساتھ رکھا تو آپ نے اپنا پاؤں کچھ اپنی طرف سرکا لیا جس پر میں بہت شرمندہ ہوا اور آئندہ کے لئے اس طریق سے باز آ گیا۔ (سیرۃ المہدی از بشیر احمد جلد دوم ص ۲۹)۔

اس روایت سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ مرزا صاحب نے پیر سراج الحق والی روائت میں جس بات کی ہوا باندھی تھی، اور جس غبارے میں ہوا بھری تھی، کہ پاؤں سے پاؤں ملا کر نماز میں کھڑے ہونے سے ایک عالم گیر حلقہ بن جاتا جو کعبہ سے فیض حاصل کرتا ہے اور یہ فیض اس حلقے میں شامل ہر شخص کو پہنچتا ہے کہ وہ پاؤں سے پاؤں ملا کر کھڑے ہوتے ہیں، اور جس طرح بجلی کا کرنٹ ایک دوسرے سے پیوستہ چیزوں میں سے گذرتا ہے اسی طرح وہ فیض گذر جاتا۔ جہاں حلقہ ٹوٹ جاتا ہے وہاں رک جاتا۔ اب مرزا قادیانی کا عمل بتاتا ہے کہ وہ کسی حلقے میں شامل نہیں۔ اور سلسلہ اور حلقہ ان تک پہنچتا ہے تو ٹوٹ جاتا ہے فیض رسانی کا سلسلہ رک جاتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہے۔ نہ ان تک فیض پہنچتا ہے کہ وہ پاؤں ملا کر کھڑے نہ ہونے کے باعث حلقہ سے الگ تھلگ کھڑے ہیں، اور جب ان تک ہی نہیں پہنچتا تو ان سے آگے، ان کے مریدوں کو کیسے پہنچے گا۔ اور خود ان کا فیض بھی کسی کو اس لئے نہیں پہنچ سکتا کہ وہ الگ تھلگ کھڑے ہیں، کسی مرید کا پاؤں ان کے پاؤں سے چھو نہیں رہا ہے۔ اور پھر مرزائیوں کی روایتوں سے تو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ باجماعت نماز میں بھی کسی صف میں کھڑے نہیں ہوتے تھے، بلکہ امام سے ذرا پیچھے ہٹ کر صف اول سے آگے یکہ وتنہا کھڑے ہوتے تھے۔ ان صورتوں میں مسمریزم کے تصور پر کھڑی کی ہوئی عمارت دھڑام سے نیچے آ گرتی ہے، اور غبارہ سے ہوا نکل جاتی ہے اور مرزا صاحب کی ہوا اکھڑ جاتی ہے۔ بہاء

میر عباس علی لدھیانوی، قادیانی کی نظر میں

مرزا صاحب نے ایک مرتبہ علماء وصلحاء اسلام کو آسمانی نشان دکھانے کا چیلنج کیا تھا۔ جواب میں مرزا قادیانی کے ایک سابق مرید اور مولانا بٹالوی ساتھی میر عباس علی لدھیانوی نے مرزا صاحب کو خط لکھ دیا کہ ان سے روحانی مقابلہ کرنے کے لیے ایک بزرگ تیار ہے بس آپ چلے آئیں۔ اس پر مرزا صاحب کے پسینے چھوٹ گئے۔ اور دونوں کے مابین بڑی دل چسپ خط وکتابت ہوئی جسے ہم عنقریب نقل کریں گے، تاہم اس سے قبل ہم میر عباس علی کے دور قادیانیت میں ان کے مقام ومرتبہ کی وضاحت کے لئے انکے نام مرزا صاحب کے چند خطوط نقل کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ مرزا صاحب نے میر عباس علی کو لکھا:

آپ کی مساعی (اشاعت وفروخت کتاب براہین احمدیہ) پر نظر کر کے آپ کی قبولیت کا بہت امیدوار ہوں۔ خصوص ایک عجیب کشف ہے جو مجھ کو ۳۰ دسمبر ۱۸۸۲ء بروز شنبہ کو یک دفعہ ہوا۔ آپ کے شہر کی طرف نظر لگی ہوئی تھی اور ایک شخص نامعلوم الاسم کی ارادت صادقہ خدا نے میرے پر ظاہر کی جو باشندہ لدھیانہ ہے اس عالم کشف میں اس کا نام پتہ ونشان سکونت بتلا دیا جواب مجھ کو یاد نہیں رہا صرف اتنا یاد رہا کہ سکونت خاص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لدھیانہ اوراس کے بعد اس کی صفت میں یہ لکھا ہوا پیش کیا گیا سچا ارادت مندا صلھا ثا بت و فر عھا فی السماء یعنی اس کی ارادت ایسی قوی اور کامل ہے کہ جس میں نہ کچھ تزلزل ہے نہ نقصان۔

(مکتوبات احمد یہ جلد اول۔ص۴)

ایک خط میں مرزا صاحب میر عباس علی کو لکھتے ہیں:

اس عاجز (مرزا) کے صادق دوستوں کی تعداد ابھی تین چار سے زیادہ نہیں جن میں سے ایک آپ ہیں۔۹ فروری ۱۸۸۳ء (مکتوبات احمد یہ جلد اول۔ص۵)

ایک خط میں مرزا صاحب نے انہیں لکھا:

آنجناب کی سعی وکوششوں سے اس عاجز کو بہت مدد ملی ہے یہ خداوند کریم کی عنایات میں سے ہے کہ اس نے اپنے مخلص بندوں کو اس طرف جوش ایمانی بخشا ہے۔ سو چونکہ عمل وہی معتبر ہے جس کا خاتمہ بالخیر ہو اور صدق اور وفاداری سے انجام پذیر ہو اور اس پرفتن زمانہ مین اخیر تک صدق اور وفا کو پہنچانا اور بد باطن لوگوں کے وساوس سے متاثر نہ ہونا سخت مشکل ہے اس لئے خداوند کریم سے التجا ہے کہ وہ اس عاجز کے دوستوں کو جو ابھی تین چار سے زیادہ نہیں آپ سکینت اور تسلی بخشے ...آن جناب کی تحریرات کے پڑھنے سے بہت کچھ حال صداقت ونجابت آن مخدوم ظاہر ہوتا ہے اور ایک مرتبہ بنظر کشفی بھی کچھ ظاہر ہوا۔ شائد کسی زمانہ میں اس سے زیادہ اور کچھ ظاہر ہو۔ (مکتوبات احمد یہ جلد اول۔ص۵۔٦)

مرزا صاحب کا ایک خط یوں ہے:

خداوند تعالی استقامت سے حظ وافر آپ کو بخشے میں آپ کی ذات میں بہت ہی نیک طینتی اور سلامت روشی پاتا ہوں اور میں خداوند کریم کی نعمتوں میں سے اس نعمت کا بھی شکر گذار ہوں کہ آپ جیسے خالص دوست سے رابطہ ہوا ہے ۲٦۔ اپریل ۱۸۸۳ء (مکتوبات احمد یہ جلد اول۔ص۱۷)

مئی ۱۸۸۳ء کے ایک مکتوب میں مرزا صاحب، میر عباس کو لکھتے ہیں:

خدا کا کیسا شکر کیا چاہیے کہ اس نے محض اپنے تفضلات قدیم سے فضل سے آپ جیسے دلی دوست عطا بہم پہنچائے۔ اگر چہ آپ کا اخلاص کامل اس درجہ پر ہے کہ اس عاجز کا دل بلا اختیار آپ کی دعا کے لئے کھینچا چلا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جاتا ہے، پر جس ذات قدیم نے آپ کو یہ اخلاص بخشا ہے اس نے خود آپ کو چن لیا ہے تب ہی یہ اخلاص بخشا ہے و ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء کر دیئے....شاہ دین صاحب رئیس لدھیانہ کی طرف انہیں دنوں میں کتاب بھیجی گئی جب آپ نے لکھا تھا مگر انہوں نے پیکٹ واپس کیا اور بغیر کھولنے کے اوپر بھی لکھ دیا کہ ہم کو لینا منظور نہیں .۲۱ مئی ۱۸۸۳ء۔ رجب ۱۳۰۰ھ (مکتوبات احمدیہ جلد ا۔ص ۲۱۔۲۲)

ایک خط میں مرزا صاحب نے میر عباس علی کو لکھا ہے:

جس آیت کو ایک مرتبہ بنظر کشفی دیکھا گیا تھا اصلها ثابت و فرعها فی السماء، اس شجرہ طیبہ کے آثار ہوتے جاتے ہیں و ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء..۲ جون ۱۸۸۳ء۔۲۵ رجب ۱۳۰۰ھ (مکتوبات احمدیہ، ج ا ص ۲۵۔۲۶)

مرزا صاحب کا ایک خط بنام میر عباس علی یوں ہے:

آپ کو کلی اختیار ہے کہ جو کچھ قیمت کتاب میں جمع ہو اس کو حسب ضرورت خرچ کرتے رہیں خداوند کریم نے آپ کی سعی میں برکت ڈالی ہے اور آپ وہ کام کر رہے ہیں کہ جس میں ہر یک کو آپ کی طرح توفیق نہیں دی گئی خداوند کریم آپ کو دنیا و دین میں اس کا اجر بخش کر اس عاجز کو دکھاوے..۲۵ جولائی ۱۸۸۳ء

(مکتوبات احمدیہ جلد اول۔ص ۳۰)

نیز ایک خط میں مرزا قادیانی نے لکھا:

خداوند کریم کے تفضلات اور احسانات کا کہاں تک شکر کروں اور کیونکر اس کی نعمتوں کا حق بجالاؤں کہ اس پر ظلمت زمانہ میں مجھ جیسے غریب تنہا نالائق بے ہنر کے لئے آپ جیسے مخلص دوست اس نے میسر کیے سو اسی سے میں یہ بھی دعا مانگتا ہوں کہ آپ کو اپنے الطاف جلیہ اور خفیہ سے متمتع کرے اور اپنے توجہات خاصہ سے دستگیری فرماوے اور اپنی طرف انقطاع کامل اور تبتل تام بخشے آمین ثم آمین...۱۹۔ اگست ۱۸۸۳ء

(مکتوبات احمدیہ جلد اول۔ص ۴۰)

اور ایک مرتبہ مرزا صاحب نے آپ کو لکھا کہ:

آپ میں آثار سعادت اور رشد کے ظاہر ہیں کہ آپ کی حقیقت بنی پر نظر ہے اور صدق اور وفا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حسن ظن کا خلق موجود ہے۔ پس یہ وہ چیزیں ہیں جس کو مولی کریم کی طرف سے عطا کی جاتی ہیں اس کے لئے استقامت کا عطا ہونا بھی ساتھ ہی مقدر ہوتا ہے۔ ۳۰۔ اگست ۱۸۸۳ء (مکتوبات احمدیہ۔ جلد اص ۴۴)

اور ایک مرتبہ مرزا صاحب نے آپ کو لکھا کہ:

خداوند کریم مقدرات مکروہہ سے آپ کو امن میں رکھے اور آپ کی سعیوں اور کوششوں میں کہ جو آپ خالصتاً للہ کر رہے ہیں بہت سی برکتیں بخشے اور بہت سے اجر اس پر مترتب کرے.. ۶ ستمبر ۱۸۸۳ء

(مکتوبات احمدیہ جلد اول۔ ص ۴۸)

اور ایک مرتبہ مرزا صاحب نے آپ کو لکھا کہ:

جس قدر آن مخدوم نے کوشش اور سعی اٹھائی ہے اور اپنے نفس پر مشقت اور تحمل.. رکھا ہے یہ سب خداوند کریم کی ہی عنایت ہے، تا آپ کو اس کے عوض میں وہ اجر عطا فرماوے... انہیں کوششوں پر موقوف تھا جس کریم رحیم نے اس عاجز نالائق کو اپنے غیر متناہی احسانوں سے بغیر عوض کسی عمل اور محنت کے ممنون و پرورش فرمایا ہے وہ محنت کرنے والوں کی محنت ہرگز ضائع نہیں فرماتا۔ (مکتوبات احمدیہ۔ جلد اول ص ۶۱۔ ۶۲)

اور ایک مرتبہ مرزا صاحب نے آپ کو لکھا کہ:

آن مخدوم کا عنایت نامہ پہنچ کر باعث مسرت خاطر ہوا۔ آپ نے بہت کچھ کوشش کی ہے اور مجھ کو یقین ہے کہ خدا تعالی اس کا اجر ضائع نہیں کرے گا۔ سو گو آپ نے کیسی ہی تکالیف اٹھائی ہوں پھر جب کہ مولی کریم کی راہ میں ہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ اس کریم مطلق نے اس تکلیف کشی کے لائق سمجھا۔ اس عاجز کو خداوند کریم نے ایک خبر دی تھی جس کو حصہ ثالث میں چھاپ دیا تھا یعنی یہ کہ ینصرک رجال نوحی الیهم من السماء یعنی تیری مدد وہ مردان دین کریں گے جن کے دل میں ہم آسمان سے آپ ڈالیں گے۔ سو الحمد للہ والمنۃ کہ خدا تعالی نے آپ کو سب سے زیادہ اس عاجز کے انصار میں سے بنایا ہے اور اس ناچیز کو آپ کے وجود پر فخر ہے اور اپنے خداوند کریم کی طرف سے آپ کو ایک رحمت مجسم خیال کرتا ہے...(۲۹۔ اکتوبر ۱۸۸۳ء، ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۰۰) (مکتوبات احمدیہ۔ ج اص ۶۳)

اور ایک مرتبہ مرزا صاحب نے آپ کو لکھا کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور جتنی محبت آپ کو اس عاجز (مرزا) سے ہے وہی محبت اور تعلق اس عاجز کو آپ سے ہے یہ سچ ہے کہ مقا متعلقات محبت میں انسان یہی چاہتا ہے کہ دیر تک اس دار فانی میں اتفاق ملاقات رہے لیکن اس مسافر خانہ کی بنیاد نہایت ہی خام اور متزلزل ہے اور اب تک اس عاجز پر جو مکشوف ہوا ہے ان میں سے کوئی ایسا کشف نہیں جس میں طول عمر کا مفہوم ہوتا ہے بلکہ اکثر الہام ذو معنین ہوتے ہیں جن کے ایک معنی کی رو سے تو قرب وفات سمجھا جاتا ہے اور دوسری معنی میں اتمام نعمت۔ اس بات کو خدا ہی جانتا ہے کہ کون سے معنی مراد ہیں۔ یہ الہام انی متو فیك و را فعك الی اس قدر رہوا ہے جس کا خدا ہی شمار جانتا ہے بعض اوقات نصف شب کے بعد فجر تک ہوتا رہا ہے اس کے بھی دو ہی معنی ہیں۔ رات کو ایک اور عجیب الہام ہوا اور وہ یہ ہے قل رفیقك انی متو فیك قل لا خیك .انی ؟ متو فیك .. یہ الہام بھی چند مرتبہ ہوا اس کے بھی دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ جو تیرا مورد فیض یا بھائی ہے اس کو کہدے کہ میں تیرے پر اتمام نعمت کرونگا دوسرے معنی یہ ہیں کہ میں وفات دونگا معلوم نہیں کہ یہ شخص کون ہے ...۲۰ نومبر ۱۸۸۳ء مطابق ۱۹ محرم ۱۳۰۱ھ

(مکتوبات احمدیہ۔ ج ا ص ۶۷۔ ۶۸)

مرزا صاحب نے ایک دفعہ میر عباس علی کو لکھا:

مخدومی و مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد ہذا چونکہ اس ہفتہ میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ میں الہام ہوئے ہیں اور اگرچہ بعض ان میں سے ایک ہندو لڑکے سے دریافت کئے ہیں مگر قابل اطمینان نہیں اور بعض من جانب اللہ بطور ترجمہ الہام ہوا تھا۔ اور بعض کلمات شائد عبرانی ہیں۔ ان سب کی تحقیق و تنقیح ضروری ہے تا بعد تحقیق جیسا کہ مناسب ہو آخیر جزو میں کہ اب تک چھپی نہیں درج کئے جائیں آپ جہاں تک ممکن ہو بہت جلد آپ بہت جلد دریافت کر کے صاف خط میں جو پڑھا جاوے طلاع بخشیں۔ اور وہ کلمات یہ ہیں .... ان کو تنقیح سے لکھیں اور براہ مہربانی جلد تر جواب بھیج دیں ...۱۲ دسمبر ۱۸۸۳ء مطابق ۱۱ صفر ۱۳۰۱ھ (۔مکتوبات احمدیہ۔ جلد اول۔ ص ۶۸۔ ۶۹)

اور ایک مرتبہ مرزا صاحب نے آپ کو لکھا کہ:

مجھ کو آپ کا اخلاص بہت شرمندہ کر رہا ہے خداوند کریم آپ کو بہت ہی اجر بخشے اور یہ عاجز تفصلات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الہیہ پر بہت بھروسہ رکھتا ہے اور یقیناً سمجھتا ہے کہ اس کی رحمتیں اس اخلاص اور سعی کے صلہ میں آثار نمایاں دکھلائیں گی... آپ کے نفس میں قبولیت دعا کی شرائط پیدا ہیں اور اس عاجز نے دوسروں میں اس قسم کی استقامت کم پائی ہے۔ نیک ظن بننا آسان ہے مگر اس کا نبھانا بہت مشکل۔ سو خدا نے استقامت اور حسن ظن کی سلیمت .؟. آپ کے نفس میں رکھی ہے یہ بڑی خوبی ہے کہ جس سے انسان اپنی مراد کو پہنچتا ہے اور نہایت بدنصیب وہ انسان ہے جس کا انجام، آغاز کا جوش نہیں رکھتا اور بدظنی اس کو ہلاکت کے قریب پہنچا دیتی ہے اور سعید وہ انسان ہے جس پر نیک ظن غالب ہے یہی وہ لوگ ہیں جو ٹھوکر کھانے سے بچتے ہیں اور اس کا فطرتی نور ان کو شیطانی تاریکی سے بچالیتا ہے اور تھوڑے ہی ہیں جو ایسے ہیں اور الحمد للہ کہ میں آپ کو ان تھوڑوں کے اول درجہ میں دیکھتا ہوں۔ یکم جنوری ۱۸۸۴ء۔ یکم ربیع اول ۱۳۰۱ھ (مکتوباب احمدیہ۔ جلد اول۔ ص ۷۰)

اور ایک مرتبہ مرزا صاحب نے آپ کو لکھا کہ:

آپ کے پچاس روپیہ عین ضرورت کے وقت پہنچے بعض آدمیوں کے بے وقت تقاضا سے بالفعل پچاس روپیہ کی سخت ضرورت تھی دعا کے لئے یہ الہام ہوا بحسن قبول... بنگر کہ... ودعا قبول مے کنم۔ ۳ جنوری ۱۸۸۴ء کو یہ الہام ہوا۔ ۶ تاریخ کو آپ کا روپیہ آ گیا... ۷ جنوری ۱۸۸۴ء (مکتوبات احمدیہ۔ جلد اول۔ ص ۷۲)

اور ایک مرتبہ مرزا صاحب نے میر عباس علی کو لکھا کہ:

ایک رات خواب میں دیکھا کہ کسی مکان پر جو یاد نہیں رہا، یہ عاجز موجود ہے اور بہت سے نئے آدمی جن سے سابق تعارف نہیں ملنے کو آئے ہوئے ہیں اور آپ بھی ان کے ساتھ موجود ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور مکان ہے۔ ان لوگوں نے اس عاجز میں کوئی بات دیکھی ہے جو ان کو ناگوار گذری ہے سو ان سب کے دل منقطع ہو گئے آپ نے اس وقت مجھ کو کہا کہ وضع بدل لو۔ میں نے کہا کہ نہیں بدعت ہے۔ سو وہ لوگ بے زار ہو گئے اور ایک دوسرے مکان میں جو ساتھ ہے جا کر بیٹھ گئے۔ تب شاید آپ بھی ساتھ ہیں میں ان کے پاس گیا تا اپنی امامت سے ان کو نماز پڑھاؤں، پھر بھی انہوں نے بے زاری سے کہا کہ ہم نماز پڑھ چکے ہیں۔ تب اس عاجز نے ان سے علیحدہ ہونا اور کنارہ کرنا چاہا اور باہر نکلنے کے لئے قدم اٹھایا۔ معلوم ہوا کہ ان سب میں سے ایک شخص پیچھے چلا آتا ہے جب نظر اٹھا کر دیکھا تو آپ ہی ہیں۔ اب اگرچہ خوابوں میں تعینات معتبر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نہیں ہوتے اور اگر خدا چاہے تو تقدیرات معلقہ کو مبدل بھی کر دیتا ہے لیکن اندیشہ گذرتا ہے کہ خدانخواستہ وہ آپ ہی کا شہر نہ ہو۔لوگوں کے شوق اور ارادت پر آپ خوش نہ ہوں۔حقیقی شوق اور ارادت کو جولغزش اور ابتلاء کے مقابلہ پر کچھ ٹھہر سکے لاکھوں میں سے کسی ایک کو ہوتا ہے۔..۱۸ جنوری ۱۸۸۴ء مطابق ۱۸ ربیع الاول ۱۳۰۱ھ (مکتوبات احمدیہ۔جلد اول۔ص ۷۲) عباس علی صاحب اپنے خطوط میں مرزا صاحب کو بتا رہے تھے کہ لدھیانہ میں لوگ ان کی آمد کے شائق ہیں،آپ تشریف لائیے،اس کے جواب میں مرزا نے یوں لکھا ہے۔بہاء)

اور ایک مرتبہ مرزا صاحب نے آپ کو لکھا کہ:

آن مخدوم کا خط آج امرتسر میں مجھ کو ملا۔پانچ جلدیں حصہ اول دوئم وسوئم روانہ ہو چکی ہیں۔ایک خط دہلی کے علماء کی طرف سے اس خاکسار کو آیا تھا کہ مولوی محمد نے تکفیر کا فتوی بہ نسبت اس خاکسار کے طلب کیا ہے۔نہایت رفق اور ملائمت سے رہنا چاہیے...۱۵ فروری ۱۸۸۴ء مطابق ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ

(مکتوبات احمدیہ،جلد اول،ص ۷۳۔۷۴)

اور ایک مرتبہ مرزا صاحب نے میر صاحب کو لکھا کہ:

آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے حصہ سوئم و چہارم بخدمت علماء دہلی بھیج دیئے ہیں۔آپ نے جو لکھا ہے کہ چوتھے حصہ کے صفحہ ۴۹۶ پر مخالف اعتراض کرتے ہیں۔آپ نے مفصل نہیں لکھا کہ کیا اعتراض کرتے ہیں صرف آپ نے یہ لکھا ہے کہ یا مریم اسکن میں نحوی غلطی معلوم ہوتی ہے۔اسکن کی جگہ اسکنی چاہیے تھا۔سو میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ جس شخص نے ایسا اعتراض کیا ہے اس نے خود غلطی کھائی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ نحو اور صرف سے آپ ہی بے خبر ہے کیونکہ عبارت کا سیاق دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ مریم سے مریم ام عیسی مراد نہیں ہے،نہ آدم سے آدم ابوالبشر مراد ہے،نہ احمد سے اس جگہ خاتم الانبیاء ﷺ مراد ہیں۔اور ایسا ہی ان الہامات کے تمام مقامات میں کہ جو موسی اور عیسی اور داؤد وغیرہ نام بیان کئے گئے ہیں ان ناموں سے بھی وہ انبیاء مراد نہیں،بلکہ ہر یک جگہ یہی عاجز مراد ہے۔اب جب کہ اس جگہ مریم کے لفظ سے کوئی مؤنث مراد نہیں بلکہ مذکر مراد ہے تو قاعدہ یہی ہے کہ اس کے لئے صیغہ مذکر ہی لایا جائے یعنی یا مریم اسکن کہا جائے نہ یہ کہ یا مریم اسکنی۔ہاں اگر مریم لفظ سے کوئی مؤنث مراد ہوتی تو پھر اس جگہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اسکنی آتا لیکن اس جگہ تو صریح مریم مذکر کا نام رکھا گیا ہے اس لئے برعایت مذکر مذکر کا صیغہ آیا اور یہی قاعدہ ہے کہ جو نحویوں اور صرفیوں میں مسلّم ہے اور کسی کو اس سے اختلاف نہیں ہے اور زوج کے لفظ سے رفقاء اور قرباء مراد ہیں، زوج مراد نہیں اور لغت میں یہ لفظ دونوں پر اطلاق پاتا ہے اور جنت کا لفظ اس عاجز کے الہامات میں کبھی اس جنت پر بولا جاتا ہے جو آخرت سے تعلق رکھتا ہے اور کبھی دنیا کی خوشی اور فتح یابی اور سرور اور اکرام پر بولا جاتا ہے۔ اور یہ عاجز اس الہام میں کوئی جائے گرفت نہیں دیکھتا۔ ۲۱ فروری ۱۸۸۴ء مطابق ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ (مکتوبات احمدیہ۔ جلد اول۔ ص ۸۲۔۸۳)

اور ایک خط میں مرزا صاحب یوں رقم طراز ہیں:

آپ کا اخلاص اور جوش محبت اپنے کمال کو پہنچ گیا ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء خداوند کریم سے چاہتا ہوں کہ آپ کا نشست خاطر بہ جمیعت مبدل ہو۔ آمین۔ ۱۹۔ اپریل ۱۸۸۵ء مطابق ۳ رجب ۱۳۰۲ھ (مکتوبات احمدیہ۔ جلد اول۔ ص ۸۶)

اور ایک مرتبہ مرزا صاحب نے آپ کو لکھا کہ:

چونکہ آن مخدوم کی روح کو اس عاجز کی روح سے بشدت مناسبت ہے اسی وجہ سے تعلقات روحانی کا غلبہ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی حالت کاملہ ابتلاء کے خطرات سے امن میں ہے۔۔ ۴ جون ۱۸۸۵ء دہم رمضان (مکتوبات احمدیہ، جلد اول۔ ص ۸۶)

اور ایک مرتبہ مرزا صاحب نے میر صاحب کو لکھا کہ:

یہ عاجز بباعث دردسر و درد پہلو اس قدر بیمار رہا کہ بعض اوقات یہ عارضہ مقدمہ موت جو ہر بشر کے لئے ضروری ہے، معلوم ہوتا ہے۔ اب افاقہ ہے مگر کچھ درد باقی ہے، اسی وجہ سے تحریر جواب سے معذور رہا... اس بات کی ابھی تسلی نہیں کہ عمر کا کیا حال ہے بعض عوارض لاحقہ میں اندیشہ موت کا پیدا ہو جاتا ہے۔ کام کتاب کتاب کا ہنوز شروع نہیں کیا گیا اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو یہ کتاب پوری ہو جائے گی۔ ۲۴ جون ۱۸۸۵ء مطابق ۱۰ رمضان ۱۳۰۲ھ (مکتوبات احمدیہ۔ جلد اول۔ ص ۸۷۔۸۸)

اور ایک مرتبہ مرزا صاحب نے آپ کو لکھا کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جس قدر آنمخدوم نے اشاعت دین اور اعلاء کلمہ اسلام کے لئے رنج اٹھایا ہے خدا تعالی اس کے عوض آپ پر اس طور سے راضی ہو کہ جیسا اپنے سچے خادموں اور مقبولوں پر راضی ہوا کرتا ہے آمین ثم آمین... اس عاجز کا یہ حال ہے کہ بعض گذشتہ اور تازہ الہامات سے قرب اجل کے آثار پائے جاتے ہیں گو صفائی سے نہیں بلکہ مشتبہ اور ذو معنین الہام ہیں تاہم فکر سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔ اسی وجہ سے میں اپنی تمام ہمت کو اس طرف مصروف کیا ہے۔ حصہ پنجم کی عبارت کو جلد مرتب اور با محاورہ کر کے اور جو کچھ اس میں زائد داخل کرنا ہے وہ داخل کر کے توکلاً علی اللہ چھپوانا شروع کر دوں کہ اس ناپائدار اور ہیچ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ آپ بھی دعا کریں اور اخوی منشی احمد جان صاحب کو بھی لکھیں کیونکہ بعض تقدیرات بعض دعاؤں سے ٹل جاتی ہیں

(مکتوبات احمدیہ۔ جلد اول ص ۸۹۔۹۰)۔ (اس خط پر تاریخ نہیں ہے، لیکن اس سے اگلا خط ۹ جون ۱۸۸۵ء کا ہے۔ بہاء)

اور مرزا قادیانی کے مکتوبات کے مرتب نے میر عباس علی کے نام یہ خطوط درج کر کے میر صاحب کے متعلق لکھا ہے:

میر عباس علی شاہ صاحب لودہانہ کے رہنے والے تھے اور حضرت اقدس (مرزا) کی تالیف براہین احمدیہ کے زمانہ میں ایک مخلص مددگار تھے۔ مسیح موعود کے دعوی کے وقت انہیں ابتلاء آیا اور اسی ابتلاء میں ان کا خاتمہ ہوا۔ انہوں نے اپنی مخالفت کا اظہار بذریعہ اشتہار بھی کیا اور حضرت حجۃ اللہ نے نہایت رفق و ملائمت سے ان کو جواب بھی دیا مگر جیسا کہ اللہ تعالی نے ارادہ کر لیا تھا ان کا خاتمہ انکار پر ہوا...

(مرتب مکتوبات بتاتا ہے کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے) حبی فی اللہ میر عباس علی لودہانوی۔ یہ میرے وہ اول دوست ہیں جن کے دل میں خدا تعالی نے سب سے پہلے میری محبت ڈالی اور جو سب سے پہلے تکلیف سفر اٹھا کر ابرار اخیار کی سنت پر بقدم تجرید محض للہ قادیان میں میرے ملنے کے لئے آئے وہ یہی بزرگ ہیں میں اس بات کو کبھی بھول نہیں سکتا کہ بڑے جوش سچے جوشوں کے ساتھ انہوں نے وفاداری دکھلائی اور میرے لئے ہر ایک قسم کی تکلیفیں اٹھائیں اور قوم کے منہ سے ہر ایک قسم کی باتیں سنیں۔ میر صاحب نہایت عمدہ حالات کے آدمی ہیں اور اس عاجز سے روحانی تعلق رکھنے والے ہیں اور ان کے مرتبہ اخلاص کے ثابت کرنے کے لئے یہی کافی ہے کہ ایک مرتبہ اس عاجز کو ان کے حق میں الہام ہوا تھا اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء وہ اس مسافر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

خانہ میں محض متوکلانہ زندگی بسر کرتے ہیں اپنے اوائل ایام میں وہ بیس برس تک انگریزی دفتر میں سرکاری ملازم رہے مگر بباعث غربت ودرویشی کے ان کے چہرہ پر نظر ڈالنے سے ہرگز خیال نہیں آتا کہ وہ انگریزی خوان بھی ہیں۔لیکن دراصل وہ بڑے لائق اور مستقیم الاحوال اور دقیق الفہم ہیں مگر بایں ہمہ سادہ بہت ہیں اسی وجہ سے بعض موسوسین کے وساوس ان کے دل کو غم میں ڈال دیتے ہیں لیکن ان کی قوت ایمانی جلد ان کو دفع کر دیتی ہے

(مکتوبات احمدیہ۔جلد اول۔ص ۱۰۸۔۱۰۹)

میر عباس علی جن کا نام مرزا قادیانی کے رجسٹر بیعت میں (حکیم نورالدین کے بعد) دوسرے نمبر پر تھا اور جنھوں نے نہ صرف خود بالکل ابتداء میں بیعت کر لی تھی بلکہ اپنے عزیزوں کو بھی مرزا صاحب کی غلامی میں دیا تھا مولانا بٹالوی اور مولانا محمد حسین لدھیانوی کی تبلیغ سے مرزائیت ترک کر کے آغوش باسلام ہو گئے۔مولوی دوست محمد نے لکھا ہے کہ مباحثہ لدھیانہ کے دوران میں مولوی محمد حسین کا جو پرچہ نقل کے بعد منگوایا جاتا تھا میر عباس علی صاحب ہی کے ذریعہ منگوایا جاتا تھا۔مگر یہ جانا میر صاحب کی رہی سہی عقیدت بھی ختم کرنے کا باعث بن گیا۔بات یہ ہوئی کہ مولوی محمد حسین اور مولوی محمد حسن انہیں دام تزویر میں پھنسانے کے لئے بڑی خاطر تواضع کرتے اور جب جاتے تو سروقد تعظیم کے لئے کھڑے جاتے اور کہتے میر عباس علی صاحب، تم سید ہو، آل رسول ہو، تمہارا تو وہ مرتبہ ہے کہ لوگ تم سے بیعت کریں مگر افسوس تم مرزا کے مرید ہو گئے۔امام مہدی تو سیدوں میں سے ہوگا، یہ مغل کہاں سے بن گیا۔یہ دونوں مولوی عباس علی کے ہاتھ چومتے اور دوایک روپیہ نذرانہ بھی دیتے اور کہے ء کہ تمہاری شان تو وہ ہے کہ تم درود میں شریک ہو۔مگر افسوس کم کس کے مرید ہو گئے۔ .(اس پر میر عباس علی کا) اعتقاد متزلزل ہو گیا اور ایمان کی دولت یکسر کھو بیٹھے۔..اس کے بعد روز بروز معاندانہ سرگرمیوں میں بڑھتے گئے یہاں تک کہ اسی سال ۱۲ دسمبر ۱۸۹۱ء کو انھوں نے ایک مخالفانہ اشتہار بھی شائع کیا جو ترک ادب اور تحقیر کے الفاظ سے بھرا ہوا تھا۔ (تاریخ احمدیت ج ۲ ص ۲۴۴)

مرزا قادیانی نے، میر عباس علی صاحب لدھیانوی، کے عنوان سے ایک اشتہار شائع کیا اور فرمایا:

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است۔سخن شناس نی ء دلبرا خطا ایں جاست

یہ میر صاحب وہی حضرت ہیں جن کا ذکر بالخیر میں نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۹۰ میں بیعت کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

والوں کی جماعت میں لکھا ہے۔افسوس ہے کہ وہ بعض موسوسین کے وسوسہ اندازی سے سخت لغزش میں آگئے بلکہ جماعت اعداء میں داخل ہو گئے۔بعض لوگ تعجب کریں گے کہ ان کی نسبت تو الہام ہوا تھا کہ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء،اسکا جواب یہ ہے کہ الہام کے صرف اسی قدر معنی ہیں کہ اصل اس کا ثابت ہے اور آسمان میں اس کی شاخ ہے اس میں تصریح نہیں ہے کہ وہ باعتبار اپنی اصل فطرت کے کس بات پر ثابت ہیں۔بلاشبہ یہ بات ماننے کے لائق ہے کہ انسان میں کوئی نہ کوئی فطرتی خوبی ہوتی ہے جس پر وہ ہمیشہ ثابت اور مستقل رہتا ہے اور اگر ایک کافر کفر سے اسلام کی طرف انتقال کرے تو وہ فطرتی خوبی ساتھ ہی لاتا ہے اور اگر پھر اسلام سے کفر کی طرف انتقال کرے تو اس خوبی کو ساتھ ہی لے جاتا ہے کیونکہ فطرت اللہ اور خلق اللہ میں تبدل اور تغیر نہیں.....اس میں کچھ شک نہیں کہ میر صاحب نے موصوف عرصہ دس سال تک بڑے اخلاص اور محبت اور ثابت قدمی سے اس عاجز کے مخلصوں میں شامل رہے اور خلوص کے جوش کی وجہ سے بیعت کرنے کے وقت نہ صرف آپ نے خود بیعت کی بلکہ اپنے دوسرے عزیزوں اور رفیقوں اور دوستوں اور متعلقوں کو بھی اس سلسلہ میں داخل کیا اور اس دس سال کے عرصہ میں جس قدر انہوں نے اخلاص اور ارادت سے بھرے ہوئے خط بھیجے ان کا اس وقت میں اندازہ بیان نہیں کر سکتا لیکن دوسو کے قریب اب بھی ایسے خطوط موجود ہوں گے جن میں انہوں نے انتہائی درجہ کی عجز اور انکسار سے اپنے اخلاص اور ارادت کا بیان کیا ہے بلکہ بعض خطوط میں اپنی وہ خوابیں بھی لکھی ہیں جن میں گویا روحانی طور پر ان کو تصدیق ہوئی ہے کہ یہ عاجز من جانب اللہ ہے اور اس عاجز کے مخالف باطل پر ہیں اور نیز وہ اپنی خوابوں کی بنا پر اپنی معیت دائمی ظاہر کرتے ہیں کہ گویا وہ اس جہاں اور اس جہان میں ہمارے ساتھ ہیں..اب ظاہر کہ جس شخص نے اس قدر جوش سے اپنا اخلاص ظاہر کیا ایسے شخص کی حالت موجودہ کی نسبت اگر خدا تعالی کا الہام ہو کہ یہ شخص اس وقت ثابت قدم ہے متزلزل نہیں تو کیا اس الہام کو خلاف واقعہ کہا جائے گا بہت سے الہامات صرف موجودہ حالات کے آئینہ ہوتے ہیں عواقب امور سے ان کو کچھ تعلق نہیں ہوتا اور نیز یہ بات بھی ہے کہ جب تک انسان زندہ ہے اس کے سوء خاتمہ پر حکم نہیں کر سکتے کیو نکہ انسان کا دل اللہ جل شانہ کے قبضہ میں ہے میر صاحب تو میر صاحب ہیں، اگر وہ چاہے تو دنیا کے ایک بڑے سنگ دل اور مختوم القلب آدمی کو ایک دم میں حق کی طرف پھیر سکتا ہے۔غرض یہ الہام حال پر دلالت کرتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہے مآل پر ضروری طور پر اس کی دلالت نہیں ہے اور مآل ابھی ظاہر بھی نہیں ہے۔ بہتوں نے راست بازوں کو چھوڑ دیا اور پکے دشمن بن گئے مگر بعد میں کوئی کرشمہ قدرت دیکھ کر پشیمان ہوئے اور زار زار روئے اور اپنے گناہ کا اقرار کیا اور رجوع لائے انسان کا دل خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اس حکیم مطلق کی آزمائشیں ہمیشہ ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ سو میر صاحب اپنی کسی پوشیدہ خامی اور نقص کی وجہ سے آزمائش میں پڑ گئے اور پھر اس ابتلاء کے اثر سے جوش ارادت کے عوض میں قبض پیدا ہوئی اور پھر قبض سے خشکی اور اجنبیت اور اجنبیت سے ترک ادب اور ترک ادب سے ختم علی القلب اور ختم علی القلب سے جہری عداوت اور ارادہ تحقیر استخفاف وتوہین پیدا ہو گیا۔ عبرت کی جگہ ہے کہ کہاں سے کہاں پہنچے۔ کیا کسی کے وہم یا خیال میں تھا کہ میر عباس علی کا یہ حال ہوگا میرے دوستوں کو چاہیے کہ ان کے حق میں دعا کریں اور اپنے بھائی فرو ماندہ اور درگذشتہ کو اپنی ہمدردی سے محروم نہ رکھیں اور میں بھی انشاء اللہ الکریم دعا کرونگا۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کے چند خطوط بطور نمونہ اس رسالہ میں نقل کروں.... میر صاحب کی قسمت میں اگرچہ یہ لغزش مقدر تھی اور اصلها ثابت کی ضمیر تانیث بھی اس کی طرف اشارہ کررہی تھی لیکن بٹالوی صاحب کی وسوسہ اندازی نے اور بھی میر صاحب کی حالت کو لغزش میں ڈالا۔ میر صاحب ایک سادہ آدمی ہیں جن کو مسائل دقیقہ دین کی کچھ بھی خبر نہیں حضرت بٹالوی وغیرہ نے مفسدانہ تحریکوں سے ان کو بھڑکا دیا کہ یہ دیکھو فلاں کلمہ عقیدہ اسلام کے برخلاف اور فلاں لفظ بے ادبی کا لفظ ہے۔ میں نے سنا ہے کہ شیخ بٹالوی اس عاجز کے مخلصوں کی نسبت قسم کھا چکے ہیں لا غوینهم اجمعین اور اس قدر غلو ہے کہ شیخ نجدی کا استثنا بھی ان کی کلام میں نہیں پایا جاتا تا صالحین کو باہر رکھ لیتے۔ اگرچہ وہ بعض رو گردان ارادت مندوں کی وجہ سے بہت خوش ہیں مگر انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ ایک ٹہنی کے خشک ہو جانے سے سارا باغ برباد نہیں ہوسکتا... بالآخر ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں کہ میر عباس علی صاحب نے ۱۲ دسمبر ۱۸۹۱ء میں مخالفانہ طور پر ایک اشتہار بھی شائع کیا ہے جو ترک ادب اور تحقیر کے الفاظ سے بھرا ہوا ہے۔ سو ان الفاظ سے تو ہمیں کچھ غرض نہیں جب دل بگڑتا ہے تو زبان ساتھ ہی بگڑ جاتی ہے، لیکن اس اشتہار کی تین باتوں کا جواب دینا ضروری ہے۔

اول یہ کہ میر صاحب کے دل میں دہلی کے مباحثات کا حال خلاف واقعہ جم گیا ہے سو اس وسوسہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دور کرنے کے لئے میرا یہی اشتہار کافی ہے بشرطیکہ میر صاحب اس کو غور سے پڑھیں۔

دوم، یہ کہ میر صاحب کے دل میں سراسر فاش غلطی سے یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ گویا میں ایک نیچری آدمی ہوں کہ معجزات کا منکر اور لیلۃ القدر سے انکاری اور نبوت کا مدعی اور انبیاء کی اہانت کرنے والا اور عقائد اسلام سے منہ پھیرنے والا، سوان اوہام کے دور کرنے کے لئے میں وعدہ کر چکا ہوں کہ عنقریب میری طرف سے اس بارہ رسالہ مستقلہ شائع ہوگا۔

سوئم یہ کہ میر صاحب نے اپنے اس اشتہار میں اپنے کمالات ظاہر فرما کر تحریر فرمایا ہے کہ گویا ان میں رسول نمائی کی طاقت ہے چنانچہ وہ اس اشتہار میں اس عاجز کی نسبت لکھتے ہیں کہ اس بارہ میں میرا مقابلہ نہیں کیا۔ میں نے کہا تھا کہ ہم دونوں کسی ایک مسجد میں بیٹھ جائیں اور پھر یا تو مجھ کو رسول کریم کی زیارت کرا کر اپنے دعاوی کی تصدیق کرادی جائے اور یا میں زیارت کرا کر اس بارہ میں فیصلہ کرادوں گا۔ میر صاحب کی اس تحریر نے نہ صرف مجھے ہی تعجب میں ڈالا بلکہ ہر ایک واقف حال سخت متعجب ہو رہا ہے کہ اگر میر صاحب میں قدرت اور کمال حاصل تھا کہ جب چاہیں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیں اور باتیں پوچھ لیں بلکہ دوسروں کو بھی دکھلا دیں تو پھر انہوں نے اس عاجز سے بدون تصدیق نبوی کے کیوں بیعت کر لی...اگر میر صاحب رسول بینی کے دعوی میں صادق ہیں تو پھر اپنی کوئی خواب یا کشف شائع کریں جس میں یہ بیان ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ نے اپنی زیارت کی علامت فلاں فلاں پیش گوئی اور قبولیت دعا اور انکشاف حقائق و معارف کو بیان فرمایا۔ پھر بعد اس کے رسول نمائی کی دعوت کریں اور یہ عاجز حق کی تائید کی غرض سے اس بات کے لئے بھی حاضر ہے کہ میر صاحب رسول نمائی کا اعجوبہ بھی دکھلاویں قادیان آجائیں مسجد موجود ہے ان کے آنے جانے اور خوراک کا تمام خرچ اس عاجز کے ذمہ ہوگا...الناصح المشفق خاکسار غلام احمد قادیانی ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء۔

(مجموعہ اشتہارات قادیانی جلد اول ص ۲۹۳۔۳۰۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

آسمانی فیصلہ کے متعلق خط وکتابت مابین عباس علی وقادیانی

از جانب عباس علی۔ بخدمت مرزا غلام احمد قادیانی۔

عرض ہے کہ جواب فیصلہ آسمانی مندرجہ ازاعۃ السنہ ص ۵۱ جوایک صوفی صاحب بالمقابل آپ سے بموجب آپ کے وعدے کے کرامت دیکھنے یادکھلانے کی درخواست کرتے ہیں، بھیج کرالتماس ہے کہ آپ کو اس میں جوکچھ منظور ہوتحریر فرماویں کہ اس کے موافق عمل درآمد کیا جاوے۔اور مضمون صفحہ ۵۱ بغور ملاحظہ ہوکہ فریق ثانی آپ کے عاجز ہونے پر کام شروع کرے گا۔الراقم عباس علی ازلودھیانہ ۶ مئی ۱۸۹۲ء

مرزا قادیانی کا جواب

بسم اللہ الرحمن الر حیم ۔ نحمدہ و نصلی الحمد للہ و السلام علی عبادہ الذی اصطفی ۔امابعد بخدمت میرعباس علی صاحب واضح ہوکہ آپ کا رقعہ پہنچا آپ لکھتے ہیں جوایک صوفی بالمقابل آپ سے بموجب آپ کے دعوے کے اشاعۃ السنہ میں کرامت دیکھنے یادکھلانے کی درخواست کرتے ہیں، آپ کواس میں جوکچھ منظور ہوتحریر فرماویں۔فقط،اس کا جواب میری طرف سے یہ ہے کہ اگر درحقیقت کوئی صوفی صاحب اس عاجز کے مقابلہ پراٹھے ہیں اور جوکچھ فیصلہ آسمانی میں اس عاجز نے لکھا ہے اس کوقبول کر کے تصفیہ حق اور باطل چاہتے ہیں توسب سے پہلے لازم ہے کہ وہ چوروں کی طرح کاروائی نہ کریں پردہ سے اپنا مونہہ باہرنکالیں اور مردمیدان بن کرایک اشتہار دیں۔اسی اشتہار میں بتصریح اپنا نام لکھیں اوراپنا دعوی بالمقابل ظاہرفرمائیں۔اورپھراس طرز پرچلیں جس طرز پراس عاجز نے فیصلہ آسمانی میں تصفیہ چاہا ہےاوراگروہ طرز منظور نہ ہوتو فریقین میں ثالث مقرر ہوجائیں جوکچھ وہ ثالث حسب ہدایت اللہ اور رسول کے روحانی آزمائش کا طریقہ پیش کریں وہی منظور کیا جائے چوروں اورنامردوں اورمخنثوں کی طرح کاروائی کرنا کسی صوفی صافی کا کام نہیں ہے جب کہ اس عاجز نے علانیہ اپنی طرف سے دوہزار جلد فیصلہ آسمانی کی چھپوا کراسی غرض سے تقسیم کی ہے تااگراس فرقہ مکفرہ میں کوئی صوفی اوراہل صلاح موجود ہے تو میدان میں باہرآجائے،تو پھر برقع کے اندر بولنا کسبات پردلالت کررہا ہے۔کیا یہ شخص مرد ہے یاعورت جواپنے تئیں صوفی کے نام سے ظاہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کرتا ہے۔ کیا اس عاجز نے بھی اپنا نام لکھنے سے کنارہ کیا ہے۔ پھر جس حالت میں میری طرف سے مردانہ کاروائی ہے اور کھلے کھلے طور سے اپنا نام لکھا ہے تو یہ صوفی کیوں چھپتا پھرتا ہے مناسب ہے کہ اسی طرح مقابل پر اپنا نام لکھیں کہ میں ہوں فلاں ابن فلاں ساکن بلدہ فلاں۔ اور اگر ایسا نہ کریں تو منصف لوگ سمجھ لیں گے کہ یہ کاروائی ان لوگوں کی دیانت اور انصاف اور حق طلبی سے بعید ہے اب بالفعل اس سے زیادہ لکھنا ضرورت نہیں جسوقت اس صوفی محجوب پردہ نشین کا چھپا ہوا اشتہار میری نظر سے گذرے گا اس وقت اس کی درخواست کا مفصل جواب دونگا۔ ابھی تک میرے خیال میں ایسے صوفی اور عنقا میں کچھ فرق معلوم نہیں ہوتا۔ فقط

والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ الراقم خاکسار غلام احمد ۷ مئی ۱۸۹۲ء

مکرر یہ کہ ایک نقل اس کی چھپنے کے لئے اخبار پنجاب گزٹ سیالکوٹ میں بھیجی گئی تا کہ یہ کاروائی مخفی نہ رہے۔ بالآخر یاد رہے کہ اگر اس رقعہ کے چھپنے اور شائع ہونے کے بعد کوئی صوفی صاحب میدان میں نہ آئے اور بالمقابل کھڑے نہ ہوئے اور مرد میدان بن کر بتصریح اپنے نام کے اشتہار شائع نہ کئے تو سمجھا جائے گا کہ دراصل کوئی صوفی نہیں، صرف شیخ بٹالوی کی ایک مفتریانہ کاروائی ہے۔

میر عباس علی کا مکتوب بنام قادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بعد الحمد و الصلوۃ۔ بخدمت میرزا غلام احمد صاحب سلام مسنون۔ آپ کا عنایت نامہ مورخہ ۷ مئی میرے نیاز نامہ کے جواب میں وارد ہوا سے اول سے آخر تک پڑھ کر سخت افسوس ہوا کہ آپ نے دانستہ ٹلانے کے واسطے سوال از آسمان جواب از ریسمان کے موافق عمل کر کے بچنا چاہا ہے۔ اصل مطلب تو آپ نے چھوڑ دیا یعنی آزمائش کے واسطے وقت اور مقام مقرر نہیں کیا بلکہ پھر اپنی عادت قدیمہ کے مطابق کاغذی گھوڑے دوڑانے شروع کر دیئے۔ جناب من! جس طرح آپ نے فیصلہ آسمانی میں چھپوایا تھا، اسی طرح اشاعۃ السنہ میں ان صوفی صاحب نے جواب ترکی بہ ترکی شائع کر دیا ہے۔ آپ کو تو غیرت کر کے بلا تحریک دیگرے خود ہی طیار ہو جانا چاہیے تھا برعکس اس کے تحریک کرنے پر بھی آپ بہانہ کرتے ہیں اور ٹلاتے ہیں۔ صوفی صاحب نے خود قصداً اپنا نام پوشیدہ نہیں رکھا بلکہ مولوی محمد حسین صاحب نے کسی مصلحت سے ظاہر نہیں۔ ناحق آپ نے کلمات گستاخانہ صوفی صاحب کی نسبت لکھ کر ارتکاب عصیان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کیا۔ سو آپ کو اس سے کیا بحث ہے۔ آپ کو تو اپنے دعوی کے موافق تیار ہونا چاہیے۔ مولوی محمد حسین صاحب خود ذمہ دار ہیں فوراً مقابلہ پر موجود کریں گے۔ لہذا اب آپ ٹلائیں نہیں۔ مرد میدان بنیں اور صاف لکھیں کہ فلاں وقت اور فلاں جگہ پر موجود ہو کر سلسلہ آزمائش و اظہار کرامت متدع یہ شروع کیا جائے۔ یہ عاجز بصد عجز و نیاز عرض کرتا ہے کہ آپ اپنے دعوی میں سچے ہو تو حیلہ بہانہ کیوں کرتے ہو میدان میں آؤ۔ دیکھو یا دکھاؤ۔ صاف باطن لوگ دغل باز نہیں ہوتے حیلہ بہانہ نہیں کیا کرتے، برکات آسمانی والے کمیٹیاں مقرر کیا کرتے ہیں ۔ رجسٹر کھلوایا کرتے ہیں۔ اس قسم کی کاروائی صرف دھوکہ دینا اور دفع الوقتی پر مبنی ہے۔ افسوس صد افسوس۔ اللہ سے ڈرو۔ قیامت پیش نظر رکھو۔ ایسی مریدی پیری پر خاک ڈالو۔ جس مطبع میں آپ اپنا مضمون چھاپنے کے لئے بھیجیں اس عاجز کے مضمون کو بھی زیر قدم چھاپ دیں۔

عریضہ نیاز میر عباس علی از لدھیانہ روز دوشنبہ ۹ مئی ۱۸۹۲ء

قادیانی مکتوب بنام میر عباس علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و السلام علی من اتبع الھدی ۔ بعد ہذا بخدمت میر عباس علی صاحب واضح ہو کہ آپ کا جواب الجواب مجھ کو ملا جس کو پڑھنے سے بہت ہی افسوس ہوا۔ آپ مجھ کو لکھتے ہیں کہ صوفی صاحب کے مقابلہ پر مرد میدان بنیں۔ اگر سچے ہو تو حیلہ بہانہ کیوں کرتے ہو۔ آپ کی اس تحریر پر مجھ کو رونا آتا ہے۔ صاحب میں نے کب اور کس وقت حیلہ بہانہ کیا۔ کیا آپ کے نزدیک وہ صوفی صاحب جن کے نام کا اب تک کچھ پتہ نشان نہیں میدان میں کھڑے ہیں۔ میں نے آپ کو ایک صاف اور سیدھی بات لکھی تھی کہ جب تک کوئی مقابل پر نہ آوے اپنا نام پتہ نہ بتاوے اپنا اشتہار شائع نہ کرے کس سے مقابلہ کیا جائے۔ میں کیونکر اور کن وجوہ سے اس بات پر تسلی پذیر ہو جاؤں کہ آپ یا شیخ بٹالوی اس صوفی گمنام کی طرف سے وکیل بن گئے ہیں۔ کوئی وکالت نامہ نہ آپ نے پیش کیا اور نہ بٹالوی نے۔ اور اب تک مجھے معلوم نہیں ہوا کہ اس صوفی پردہ پردہ نشین کو وکیلوں کی ضرورت کیوں پڑی۔ کیا وہ خود ستر میں ہے یا دیوانہ یا نابالغ۔ بجز اس کے کیا سمجھنا چاہیے کہ اگر فرض کے طور پر کوئی صوفی ہے تو کوئی فضول گو اور مفتری آدمی ہے جو بوجہ اپنی مفلسی اور بے سرمائیگی کے اپنی شکل دکھانی نہیں چاہتا میں متعجب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہوں یہ سیدھی بات آپ کو سمجھ نہیں آتی ۔ یہ کس قسم کی بات کہ سوفی تو عورتوں کی طرح چھپتا پھرے اور مرد میدان بن کر میرے مقابلہ پر نہ آوے اور الزام اس عاجز پر ہو کہ کیوں صوفی صاحب کے مقابل پر کھڑے نہیں ہوتے ۔صاحب من ! میں تو بحکم اللہ جل شانہ کھڑا ہوں اور خدا تعالی کے یقین دلانے سے قطعی طور پر جانتا ہوں کہ اگر کوئی صوفی وغیرہ میرے مقابل آئے گا تو خدا تعالی اسے سخت ذلیل کرے گا ۔ یہ میں نہیں کہتا بلکہ اس واحد لا شریک عزاسمہ نے مجھ کو خبر دی ہے جس پر مجھے بھروسہ ہے ۔ایسے صوفیوں کی میں کس سے مثال دوں وہ ان عورتوں کی مانند ہیں جو گھر کے دروازے بند کر کے بیٹھیں اور پھر کہیں کہ ہم نے مردوں پر فتح پائی ۔ ہمارے مقابل پر کوئی نہ آیا۔ میں پھر مکرر کہتا ہوں کہ بٹالوی کی تحریر سے مجھ کو سخت شبہ ہے اور اس کے ہر روزہ افتراء پر خیال کر کے میرے دل میں یہی جما ہوا ہے کہ یہ صوفی کا تذکرہ محض فرضی طور پر اس نے اپنی اشاعۃ السنہ میں لکھ دیا ہے ورنہ مقابلہ کا دم مارنا اور پھر پردہ میں رہنا کیا راست باز آدمیوں کا کام ہے ۔اس صوفی کو چاہیے کہ میری طرح کھلے اشتہار دے کہ میں حسب دعوت فیصلہ آسمانی تمہارے مقابل پر آیا ہوں اور میں فلاں بن فلاں ہوں ۔اگر اس اشتہار کے شائع ہونے اور میرے پاس پہنچائے جانے کے بعد میں خاموش رہا تو جس قدر آپ نے اپنے اس خط میں ایسے الفاظ لکھے ہیں : حیلہ بہانہ کیوں کرتے ہو۔صاف باطن دغل باز نہیں ہوتے ۔، یہ سارے الفاظ آپ کے میری نسبت صحیح ٹھہریں گے، ورنہ دشنام دہی سے زیادہ نہیں ۔ جب انسان کی آنکھ بند ہو جاتی ہے تو اس کو روز روشن بھی رات ہی معلوم ہوتی ہے ۔اگر آپ کی آنکھ میں ایک ذرہ بھی نور باقی ہوتا تو آپ سمجھ لیتے کہ حلہ بہانہ کون کرتا ہے ۔کیا وہ شخص جس نے صاف طور پر دو ہزار اشتہار تقسیم کر کے ایک دنیا پر ظاہر کر دیا کہ میں میدان میں کھڑا ہوں ۔کوئی میرے مقابل پر آوے یا وہ شخص کہ چوروں کی طرح غار کے اندر بول رہا ہے جو لوگ حق کو چھپاتے ہیں خدا تعالی کی ان پر لعنت ہے پس اگر یہ صوفی درحقیقت کوئی انسان ہے تو محمد حسین کی ناجائز وکالتوں کے برقع میں مخفی نہ رہے اور خدا تعالی کی لعنت سے ڈرے ۔اگر اس کے پاس حق ہے تو حق کو لے کر میدان میں آجائے جب کہ مجھ کو کوئی معین شخص سامنے نظر نہیں آتا تو میں کس سے مقابلہ کروں ۔کیا مردہ سے یا ایک فرضی نام سے ۔اور آپ کو یاد رہے کہ اگر میری نظر میں یہ سوفی کوئی خارجی وجود رکھتا تو میں جیسا کہ میرے پر ظاہر ہوتا اس کے مرتبہ کے لحاظ سے باخلاق اس سے کلام کرتا مگر جب کہ میری نظر میں صرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یہ ایک فرضی نام ہے جس کا میرے خیال میں خارج میں وجود ہی نہیں تو اس کے حق میں سخت گوئی محض ایک فرضی نام کے حق میں سخت گوئی ہے۔ ہاں سخت گوئی آپ نے کی ہے سو میں آپ کے اس ترک ادب اور لعن طعن اور سبّ اور شتم کو خدا تعالی پر چھوڑتا ہوں۔ فقط۔ راقم مرزا غلام احمد

مکرر واضح رہے کہ اب اتمام حجت کر دیا گیا آئندہ ہماری طرف ایسی پر تعصب تحریریں ہرگز ارسال نہ کریں جب یہ تحریریں چھپ جائیں گی منصف لوگ خود معلوم کر لیں گے کہ کس کی بات انصاف پر مبنی ہے اور کس کی سراسر ظلم اور تعصب سے بھری ہوئی ہے۔ میرزا غلام احمد ۹ مئی ۱۸۹۲ء۔

(مجموعہ اشتہارات قادیانی جلد اول ص ۳۱۷۔۳۳۲)

یاد رہے کہ اس بزرگ کا نام و پتہ مولانا بٹالوی نے از خود قلم انداز کیا تھا اور ان کا ارادہ تھا کہ یہ اس وقت شائع کیا جائے گا جب قادیانی نشان دکھلانا یا دیکھنا منظور کر کے کسی اخبار وغیرہ میں اعلان کر دیں گے۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر اس اہل اللہ کا نام ہم ابھی سے مشتہر کر دیں تو مرزا صاحب کسی قسم کی جرح نکال کر ٹال مٹول شروع کر دیں گے جیسی ان کی قدیم عادت ہے۔ مرزا صاحب نے جب کہا کہ اس صوفی کا وجود ہی نہیں اور یہ محض مولانا بٹالوی کے ذہن کی اختراع ہے، تو مرزا قادیانی کی طرف سے ایک سادہ سا اعلان کہ، ہم تیار ہیں، صوفی کو سامنے لاؤ، جناب بٹالوی کے غبارے سے ہوا نکال دیتا۔ مولانا بٹالوی کو جھوٹا ثابت کرنے اس سے بہتر موقع مرزا صاحب کو کب مل سکتا تھا کہ بٹالوی صاحب ایک صوفی کی طرف سے مقابلے کا اعلان اپنے رسالے میں دے چکے تھے جس کا کوی وجود نہ تھا۔ دریں صورت مرزا صاحب میدان میں کھڑے ہو کر للکارتے کہ لاؤ تمہارا صوفی کدھر ہے۔ جب صوفی کا وجود ہی نہ تھا تو صوفی کہاں سے آتا، اور مرزا صاحب کی فتح کے نقارے بج جاتے سارا ہندوستان ان نقاروں سے گونج اٹھتا۔

مرزا صاحب نے اپنے آخری خط میں لکھ تو دیا تھا کہ آئندہ ہماری طرف کوئی تحریر نہ بھیجی جائے، لیکن وہ ڈرتے تھے کہ کہیں مولانا بٹالوی، صوفی صاحب کو لے کر قادیان ہی نہ آ دھمکیں۔ اس سد باب کے لئے انہوں نے جون ۱۸۹۲ء میں چھپے والے جواب نشان آسمانی میں (جو روحانی خزائن ج ۴ ص ۳۹۵۔۳۹۶ پر موجود ہے) مقابلے کو مزید شرائط کے ساتھ مشروط کر دیا اور فرمایا کہ میں اس صوفی کے ساتھ تبھی مقابلہ کرونگا جب وہ دوایسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پیش گوئیاں پیش کریں گے جوان کے حق میں گذشتہ ادوار کے اولیاء کرام نے فرمائی ہوں۔یعنی نہ نومن تیل ہو نہ قادیانی رادھا ناچے۔

اشتہار التوائے جلسہ قادیان ۲۷ دسمبر ۱۸۹۳ء

(مرزا قادیانی فرماتے ہیں) ہم افسوس سے لکھتے ہیں کہ چند ایسے وجوہ ہم کو پیش آئے جنہوں نے ہماری رائے کو اس طرف مائل کیا کہ اب کی دفعہ اس جلسہ کو ملتوی رکھا جائے اور چونکہ بعض لوگ تعجب کریں گے کہ اس التواء کا موجب کیا ہے لہذا بطور اختصار کسی قدر ان وجوہ میں سے لکھا جاتا ہے۔

اول یہ کہ اس جلسہ سے مدعا اور مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کرلیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیز گاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راست بازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔لیکن اس پہلے جلسہ کے بعد ایسا اثر نہیں دیکھا گیا بلکہ خاص جلسہ کے دنوں میں ہی بعض کی شکایت سنی گئی کہ وہ اپنے بھائیوں کی بدخوئی سے شاکی ہیں اور بعض اس مجمع کثیر میں اپنے اپنے آرام کے لئے دوسرے لوگوں سے کج خلقی ظاہر کرتے ہیں گویا وہ مجمع ہی ان کے لئے موجب ابتلاء ہو گیا۔اور پھر میں دیکھتا ہوں کہ جلسہ کے بعد کوئی بہت عمدہ اور نیک اثر اب تک اس جماعت کے بعض لوگوں میں ظاہر نہیں ہوا۔اور اس تجربہ کے لئے یہ تقریب پیش آئی کہ ان دنوں سے آج تک ایک جماعت کثیر مہمانوں کی اس عاجز کے پاس بطور تبادل رہتی ہے۔بعض آتے اور بعض جاتے ہیں اور بعض وقت یہ جماعت سو سو مہمان تک بھی پہنچ گئی ہے اور بعض وقت اس سے کم۔لیکن اس اجتماع میں بعض دفعہ بباعث تنگی مکانات اور قلت وسائل مہمان داری ایسے نالائق رنجش اور خود غرضی کی سخت گفتگو بعض مہمانوں میں باہم ہوتی دیکھی ہے کہ جیسے ریل میں بیٹھنے والے تنگی مکان کی وجہ سے ایک دوسرے سے لڑ پڑتے ہیں اور اگر کوئی بے چارہ عین ریل چلنے کے قریب اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

گٹھڑی کے سمیت مارے اندیشہ کے دوڑتا دوڑتا ان کے پاس پہنچ جاوے تو اس کو دھکے دیتے اور دروازہ بند کر لیتے ہیں کہ ہم میں جگہ نہیں حالانکہ گنجائش نکل سکتی ہے مگر سخت دلی ظاہر کرتے ہیں اور وہ ٹکٹ لئے اور بقچہ اٹھائے ادھر ادھر پھرتا ہے اور کوئی اس پر رحم نہیں کرتا مگر آخر ریل کے ملازم جبراً اس کو جگہ دلاتے ہیں۔ سو ایسا ہی یہ اجتماع بھی بعض اخلاقی حالتوں کے بگاڑنے کا ایک ذریعہ معلوم ہوتا ہے... جب تک یہ معلوم، نہ ہو اور تجربہ شہادت نہ دے کہ اس جلسہ سے دینی فائدہ یہ ہے اور لوگوں کے چال چلن اور اخلاق پر اس کا یہ اثر ہے تب تک ایسا جلسہ صرف فضول ہی نہیں بلکہ اس علم کے بعد کہ اس اجتماع سے نتائج نیک پیدا نہیں ہوتے ایک معصیت اور طریق ضلالت اور بدعت شنیعہ ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ بعض پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کے لئے اپنے مبایعین کو اکٹھا کروں بلکہ وہ علت غائی جس کے لئے میں حیلہ نکالتا ہوں اصلاح خلق اللہ ہے۔ پھر اگر کوئی امر یا انتظام موجب اصلاح نہ ہو بلکہ موجب فساد ہو تو مخلوق میں سے میرے جیسا اس کا کوئی دشمن نہیں۔ اور اخی مکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کہہ سکتے چہ جائے کہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں، اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنی ادنی خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں۔ اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں.... اور میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا یہ کیا حال ہے یہ کون سی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے۔ نفسانی لالچوں پر کیوں ان کے دل گرے جاتے ہیں اور کیوں ایک بھائی دوسرے بھائی کو ستاتا اور اس سے بلندی چاہتا ہے.... بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اس کو اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چارپائی کو الٹا دیتا ہے اور اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کو نیچے گراتا ہے۔ پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں۔ تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے۔ پھر میں کس خوشی کی امید سے لوگوں کو جلسہ کے لئے اکٹھا کروں یہ دنیا کے تماشوں میں سے کوئی تماشا نہیں۔ ابھی تک میں جانتا ہوں کہ میں اکیلا ہوں بجز ایک مختصر گروہ رفیقوں کے جو دو سو سے کسی قدر زیادہ ہیں جن پر خدا کی خاص رحمت ہے جن میں سے اول درجہ پر میرے خالص دوست اور محبّ مولوی حکیم نورالدین صاحب اور چند اور دوست ہیں.... میں کیا کروں اور کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں جو اس گروہ کے دلوں پر کارگر ہوں خدایا مجھے ایسے لفظ عطا فرما اور ایسی تقریریں الہام کر جو ان دلوں پر اپنا نور ڈالیں اور اپنی تریاقی خاصیت سے ان کی زہر کو دور کر دیں۔ میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ بھی دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں جنہوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کر لیا کہ وہ ہر ایک شر سے اپنے تئیں بچالیں گے اور تکبر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے بالکل دور جا پڑیں گے اور اپنے رب سے ڈرتے رہیں مگر ابھی تک بجز خاص چند آدمیوں کے ایسی شکلیں مجھے نظر نہیں آتیں ہاں نماز پڑھتے ہیں مگر نہیں جانتے کہ نماز کیا شئے ہے...

دوسرے یہ کہ ابھی ہمارے سامان نہایت ناتمام ہیں اور صادق جانفشاں بہت کم اور بہت سے کام ہمارے اشاعت کتب متعلق قلت مخلصوں کے سبب سے باقی پڑے ہیں۔ پھر ایسی صورت میں جلسہ کا اتنا بڑا اہتمام جو صدہا آدمی خاص اور عام کئی دن آ کر قیام پذیر رہیں اور جلسہ سابقہ کی طرح بعض دور دراز کے غریب مسافروں کو اپنی طرف سے زادراہ دیا جاوے اور کما حقہ کئی روز صدہا آدمیوں کی مہمان داری کی جاوے۔ اور دوسرے لوازم چارپائی وغیرہ کا صدہا لوگوں کے لئے بندوبست کیا جائے اور ان کے فروکش ہونے کے لئے کافی مکانات بنائے جائیں اتنی توفیق ابھی ہم میں نہیں اور نہ ہمارے مخلص دوستوں میں۔... ایک برس سے یہ حالت ہو رہی ہے کہ کبھی تیس تیس چالیس چالیس اور کبھی سو تک مہمانون کی ہر روزہ نوبت پہنچ جاتی ہے جن میں سے اکثر ایسے غرباء اور فقراء دور دراز ملکوں کے ہوتے ہیں جو جاتے وقت ان کو زادراہ دے کر رخصت کرنا پڑتا ہے برابر یہ سلسلہ ہر روز لگا ہوا ہے اور اس کے اہتمام میں مکرمی مولوی حکیم نورالدین صاحب بدل وجان کوشش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کررہے ہیں۔اکثر دور کے مسافروں کو اپنے پاس سے زادراہ دیتے ہیں چنانچہ بعض کو قریب تیس تیس یا چالیس چالیس روپیہ کے دینے کا اتفاق ہوا ہے اور دو دو چار چار تو معمول ہے اور نہ صرف یہی اخراجات بلکہ مہمان داری کے اخراجات کے متعلق قریب تین چار سو روپیہ کے انہوں نے اپنی ذاتی جوان مردی اور کریم النفسی سے علاوہ امدادات سابقہ کے ان ایام میں دیئے ہیں...

خاکسار غلام احمد از قادیان (یہ اشتہار شہادت القرآن مطبوعہ پنجاب پریس سیالکوٹ باراول کے آخر پر صفحہ ۱ تا ۵ ہے)

(مجموعہ اشتہارات قادیانی۔جلد اول۔ص ۴۳۹ تا..۴۴۷)

شیخ محمد حسین بٹالوی کی نسبت ایک پیشین گوئی

(مرزا قادیانی نے لکھا ہے) شیخ محمد حسین ابوسعید کی آج کل ایک نازک حالت ہے یہ شخص اس عاجز کو کافر سمجھتا ہے،اور نہ صرف کافر بلکہ اس کے کفرنامہ میں کئی بزرگوں نے اس عاجز کی نسبت اکفر کا لفظ بھی استعمال کیا ہے اپنے بوڑھے استاد نذیر حسین دہلوی کو بھی اس نے اسی بلا میں ڈال دیا ہے۔سبحان اللہ ایک شخص پابند صوم و صلوۃ اور اہل قبلہ میں سے ہے،اور تمام عملی باتوں میں ایک ذرہ بھی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کا مخالف نہیں،اس کو میاں بٹالوی صرف اس وجہ سے کافر بلکہ اکفر اور ہمیشہ جہنم میں رہنے والا قرار دیتا ہے کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بموجب نص بیّن قرآن کریم فلما توفیتنی فوت شدہ سمجھتا ہے،اور بموجب پیشین گوئی آنحضرت ﷺ کہ مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا،اپنے متواتر الہامات اور قطعی نشانوں کی بنا پر اپنے تئیں مسیح موعود ظاہر کرتا ہے،اور میاں بٹالوی بطور افتراء کے یہ بھی کہتا ہے کہ گویا یہ عاجز ملائک کا منکر اور معراج نبوی کا انکاری اور نبوت کا مدعی اور معجزات کو بھی نہیں مانتا۔سبحان اللہ! کافر ٹھہرانے کے لئے اس بے چارے نے کیا کچھ افتراء کئے ہیں،انہیں غموں میں مر رہا ہے کہ کسی طرح ایک مسلمان کو تمام خلق اللہ کافر سمجھ لے بلکہ عیسائیوں اور یہودیوں سے بھی کفر میں بڑھ کر قرار دیوے۔دیکھنے والے کہتے ہیں کہ اب اس شخص کا بہت ہی برا حال ہے۔اگر کسی کے منہ سے نکل جائے کہ میاں کیوں کلمہ گوؤں کو کافر بناتے ہو،کچھ خدا سے ڈرو،تو دیوانہ کی طرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس کے گرد ہو جاتا ہے اور بہت سی گالیاں اس عاجز کو نکال کر کہتا ہے کہ وہ ضرور کافر اور سب کافروں سے بدتر ہے۔ہم اس کے خیر خواہوں سے ملتجی ہیں کہ اس نازک وقت میں ضرور اس کے حق میں دعا کریں۔اب کشتی اس کی ایک ایسے گرداب میں ہے جس سے جانبر ہونا بظاہر محال معلوم ہوتا ہے و انــی رأیــت ان هــذه الرجل یؤمن بایما نی قبل مو ته و رئیت کا نه ترک قو ل التکفیر و تا ب و هذه رؤیای و ار جــوا ان یــجعلها ر بی حقاً۔ و السلا م علی من اتبع الهدی راقم: خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۴ مئی ۱۸۹۳ء (یہ اشتہار حجۃ الاسلام بار اول مطبوعہ ریاض ہند امرتسر ۸ مئی ۱۸۹۳ء کے صفحہ ۲۱-۲۲ پر ہے

(مجموعہ اشتہارات قادیانی۔جلد اول۔ص ۴۱۵،۴۱۴-۴۱۶)

اعلان مباہلہ بجواب اشتہار عبدالحق غزنوی

مورخہ ۲۶ شوال ۱۳۱۰ھ

ایک اشتہار مباہلہ ۲۶ شوال ۱۳۱۰ھ شائع کردہ عبدالحق غزنوی میری نظر سے گذرا۔سو اس لئے یہ اشتہار شائع کیا جاتا ہے کہ مجھ کو اس شخص اور ایسا ہی ہر ایک مکفر سے جو عالم یا مولوی کہلاتا ہے مباہلہ منظور ہے...تاریخ مباہلہ دہم ذی قعد اور یا بصورت بارش وغیرہ کسی ضروری وجہ سے گیارھویں ذی قعد ۱۳۱۰ھ قرار پائی ہے جس سے کسی صورت تخلف نہیں ہوگا اور مقام مباہلہ عیدگاہ جو قریب مسجد خان بہادر محمد شاہ مرحوم قرار پایا ہے..بتاریخ دہم ذی قعد یا بصورت کسی عذر کے گیاراں ذی قعد ۱۳۱۰ھ کو مجھ سے مباہلہ کرلیں اور دہم ذی قعد اس مصلحت سے تاریخ قرار پائی ہے کہ تا دوسرے علماء بھی جو اس عاجز کلمہ گو اہل قبلہ کو کافر ٹھہراتے ہیں شریک مباہلہ ہوسکیں جیسے محی الدین لکھو کے والے اور مولوی عبدالجبار صاحب اور شیخ محمد حسین بٹالوی اور منشی سعداللہ مدرس ہائی سکول لدھیانہ اور عبدالعزیز واعظ لدھیانہ اور منشی محمد عمر ملازم سابق ملازم ساکن لدھیانہ اور مولوی محمد حسن صاحب رئیس لدھیانہ اور میاں نذیر حسین صاحب دہلوی اور پیر حیدر شاہ صاحب اور حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآبادی اور میاں عبداللہ ٹونکہ اور مولوی غلام دستگیر قصوری اور مولوی شاہ دین صاحب اور مولوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مشتاق احمد صاحب مدرس ہائی سکول لدھیانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور محمد علی واعظ ساکن بوپراں ضلع گوجرانوالہ اور مولوی محمد اسحاق اور سلیمان ساکنانہ ریاست پٹیالہ اور ظہور الحسن سجادہ نشین بٹالہ اور مولوی محمد ملازم مطبع کریم بخش لاہور وغیرہ۔ اور اگر یہ لوگ باوجود پہنچنے ہمارے رجسٹری شدہ اشتہارات کے حاضر میدان مباہلہ نہ ہوئے تو یہی ایک پختہ دلیل اس بات پر ہوگی کہ وہ درحقیقت اپنے عقیدہ تکفیر میں اپنے تئیں کاذب اور ظالم اور ناحق پر سمجھتے ہیں بالخصوص سب سے پہلے شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ کا فرض ہے کہ میدان میں مباہلہ کے لئے تاریخ مقررہ پر امرت سر میں آجاوے کیونکہ اس نے مباہلہ کے لئے خود درخواست بھی کر دی ہے اور یاد رہے کہ ہم بار بار مباہلہ کرنا نہیں چاہتے کہ مباہلہ کوئی ہنسی کھیل نہیں۔ ابھی تمام مکفرین کا فیصلہ ہو جانا چاہیے پس جو شخص اب ہمارے اشتہار کے شائع ہونے کے بعد گریز کرے گا اور تاریخ مقررہ پر حاضر نہیں ہوگا آئندہ اس کا کوئی حق نہیں رہے گا کہ پھر کبھی مباہلہ کی درخواست کرے اور پھر ترک حیا میں داخل ہوگا کہ غائبانہ کافر کہتا رہے۔ اتمام حجت کے لئے رجسٹری کرا کر یہ اشتہار بھیجے جاتے ہیں تا اس کے بعد مکفرین کوئی عذر باقی نہ رہے۔ اگر بعد اس کے مکفرین نے مباہلہ نہ کیا اور نہ تکفیر سے باز آئے تو ہماری طرف سے ان پر حجت پوری ہوگئی۔ بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ مباہلہ سے پہلے ہمارا حق ہوگا کہ ہم مکفرین کے سامنے جلسہ عام میں اپنے اسلام کے وجوہات پیش کریں و السلام علی من اتبع الھدی المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد ۳۰ شوال ۱۳۱۰ھ (مطابق مئی ۱۸۹۳ء) مطبوعہ ریاض ہند پریس) (یہ اشتہار رسالہ سچائی کا اظہار مطبوعہ بار اول ریاض ہند پریس امرتسر کے صفحہ ۱۷ پر بھی طبع ہوا ہے)

(مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ جلد اول۔ ص ۴۲۰۔ ۴۲۶)

اعلان عام

ان اللہ مع الذین اتقوا و الذین ھم محسنو ن

اس مباہلہ کی اہل اسلام کو اطلاع، جو دہم ذی قعدروز شنبہ بمقام امرتسر عیدگاہ متصل مسجد خان بہادر حاجی محمد شاہ صاحب مرحوم ہوگا۔

(مرزا قادیانی نے لکھا ہے) اے برادران اسلام کل دہم ذی قعد روز شنبہ کو بمقام مندرجہ عنوان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میاں عبدالحق غزنوی اور بعض دیگر علماء جیسا کہ انہوں نے وعدہ کیا ہے اس عاجز سے اس بات پر مباہلہ کریں گے کہ وہ لوگ اس عاجز کو کافر اور دجال اور بے دین اور دشمن اللہ جل شانہ اور رسول اللہ ﷺ کا سمجھتے ہیں .... بڑے ثواب کی بات ہوگی اگر آپ صاحبان کل دہم ذی قعد کو دو بجے کے وقت عید گاہ میں مباہلہ کر آمین کہنے کے لئے تشریف لائیں ۔ والسلام ۔ خاکسار غلام احمد ۔ ۹ ذی قعد ۱۳۱۰ھ

(مجموعہ اشتہارات قادیانی ۔ جلد اول ۔ ص ۴۲۶ ۔ ۴۲۷)

اتمام حجت

(مرزا قادیانی نے لکھا ہے) اگر شیخ محمد حسین بٹالوی دہم ذی قعد ۱۳۱۰ھ کو مباہلہ کے لئے حاضر نہ ہوا تو اسی روز سے سمجھا جائے گا کہ وہ پیش گوئی جو اس کے حق میں چھپوائی گئی تھی کہ وہ کافر کہنے سے توبہ کرے گا پوری ہوگئی ۔ بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ اے خداوند قدیر اس ظالم اور سرکش اور فتّان پر لعنت کر اور ذلت کی مار اس پر ڈال جواب اس دعوت مباہلہ اور تقرری شہر اور مقام اور وقت کے بعد مباہلہ کے لئے میرے مقابل پر میدان میں نہ آوے اور نہ کافر کہنے اور سبّ اور شتم سے باز آوے آمین ثم آمین یا ایھا المکفرو ن تعالوا الی امر ھو سنۃ اللہ و نبیہ لا فحا م المکفر ین المکذ بین فا ن تو لیتم فاعلموا ان لعنۃ اللہ علی المکفر ین الذین استبا ن تخلفھم و شھد تخو فھم انھم کا نوا کا ذبین ۔

المشتہر (یہ اشتہار رسالہ سچائی کا اظہار مطبوعہ ریاض ہند امرتسر کے صفحہ ۱۹ پر ہے)۔

(مجموعہ اشتہارات قادیانی ۔ جلد اول ۔ ص ۴۲۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایک گورداسپوری مجاہد ختم نبوت

حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد حسین، بٹالہ میں پیدا ہوئے اس لئے بٹالوی کہلاتے تھے، اور بٹالہ ضلع گورداسپور میں شامل ہے اس لئے آپ گورداسپوری بھی تھے۔ میرے والد گرامی بٹالہ کے مدرسہ دارالسلام میں پڑھتے رہے اور وہیں سے فارغ التحصیل ہوئے اس لئے وہ بھی بٹالوی تھے اور چونکہ وہ وڑائچ نامی گاؤں میں پیدا ہوئے تھے اور بعد تحصیل علم کے بعد دس سال تک دھاریوال میں کتاب وسنت کی اشاعت وترویج میں مصروف رہے، اور یہ دونوں مقامات (وڑائچ اور دھاریوال) ضلع گورداسپور میں واقع ہیں، اس لئے آپ گورداسپوری کہلائے۔ گویا مولانا محمد حسین اور والد مرحوم حضرت مولانا محمد عبداللہ میں بٹالوی اور گورداسپوری ہونے کی دو خصوصیات مشترک ہیں، نیز دونوں نے اپنے اپنے عہد میں ردقادیانیت کے محاذ پر کام کیا ہے اس لئے میں نے مناسب سمجھا ہے کہ والد مرحوم (جن کا انتقال حال ہی میں یعنی ۷ مئی ۲۰۱۲ کو بوریوالا میں ہوا ہے) کا کچھ تذکرہ بھی ہمارے سلسلہ کتب کی اس جلد میں ہو جائے جو مولانا محمد حسین سے مخصوص ہے۔ بنا بریں ذیل میں چند اہل علم کے مضامین اور تعزیتی بیانات نقل کئے جاتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف انور، نائب امیر مرکزی جمیعت اہل حدیث پاکستان لکھتے ہیں:

آہ! میرے بزرگ دوست مولانا محمد عبداللہ گورداسپوریؒ

۷ مئی ۲۰۱۲ء سوموار کی سہ پہر میرے بزرگ دوست اور جماعت کے معروف و ہردلعزیز عالم دین، خوش مزاج وخوش گفتار خطیب، حضرت مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری دعوت وتبلیغ دین میں بسر کی گئی کم وبیش صد سالہ زندگی گذار کر اللہ تعالی کے حضور جا پہنچے انا للہ و انا الیہ راجعون

اگلی صبح ۱۰ بجے گورنمنٹ کالج بوریوالہ (ضلع وہاڑی، پنجاب، پاکستان) کی گراؤنڈ میں فضیلت مآب مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے اشکبار آنکھوں سے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، جس میں علماء وصلحاء اور طلبائے دین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کی بھاری اکثریت تھی۔ان کے علاوہ بوریوالہ اور مضافات ہی نہیں بلکہ پنجاب کے دور ونزدیک کے اضلاع سے لاتعداد لوگوں نے شرکت کی۔ممبران قومی وصوبائی اسمبلی اور دوسرے مکاتب فکر کے علماء وتجار بھی نماز جنازہ میں موجود تھے۔یہ مولانا علیہ الرحمت کی مقبولیت اوراخلاو کریمانہ کی ایک بڑی مثال تھی۔شہر بھر میں ہڑ تال تھی۔کہا گیا کہ بوریوالہ کی قدیم تاریخ سے لیکراب تک یہ ایک بڑا جنازہ تھا۔حال یہ تھا شاعر کی زبان میں

بچھڑا وہ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی　　اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

بوریوالہ کے علاوہ کے کراچی اور پاکستان کے لاتعداد شہروں اورقصبات میں انکی نماز جنازہ غائبانہ ادا ہوئی نیز فیصل آباد، برمنگھم، نیو کاسل، مانچسٹر، اولڈھم، کیتھلی، آشٹن انڈر لائن، کویت، مدینہ منورہ، اور دہلی وغیرہ میں بھی ان کی مغفرت کے لئے دعائیں کی گئیں۔اللہ تعالی قبول فرمائے۔آمین

بوریوالہ میں نماز جنازہ سے قبل مرکزی جمیعت اہلحدیث پاکستان کے ناظم اعلی ڈاکٹر حافظ عبدالکریم ،شیخ الحدیث حافظ مسعود عالم، حافظ عبدالغفار روپڑی، مولانا ضیاءاللہ شاہ بخاری، مولانا قاری محمد ادریس ضیا، اور دیوبندی عالم دین مولانا عبدالرؤف نعمانی اور بعض ممبران اسمبلی نے مولانا کی خدمات دینیہ اوراتحاد بین المذاہب ومکاتب فکر کے سلسلہ کی خدمات بیان کیں۔۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحاریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ میں آپ کے قائدانہ رول ادا کرنے کا تذکرہ کیا۔ان سطور کے راقم نے مختصر خطاب میں تقسیم ہند سے قبل احوال کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ مولانا مرحوم اس قافلہ علماء کی آخری نشانی تھے جو ہمارے جلیل القدر زعماء نے اسلام کے خلاف باطل فتنوں کی سرکوبی، خاص طور پر قادیانی فتنہ سے نپٹنے، کے لئے تیار کیا تھا۔

اس اجمال کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ متحدہ پنجاب میں غالباً ۱۹۳۰ء کے لگ بھگ علم وفضل کی بلند مرتبت شخصیات حضرۃ العلام حافظ محمد عبداللہ روپڑی، ضیغم اسلام حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، قابل قدر سیرت نگار مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری، محدث کبیر مولانا محمد علی لکھوی، مفکر اسلام مولانا سید محمد داؤد غزنوی شیخ الحدیث، مولانا محمد اسماعیل سلفی اور بطل حریت علامہ محمد یوسف کلکتوی رحمھم اللہ علیھم اجمعین جیسے اکابر نے مل بیٹھ کر ایک تنظیم قائم کی جس کی سیادت وقیادت مجسمہ خلوص وعفاف اور شرافت ونجابت میں اپنے دور کے ممتاز ترین بزرگ حضرت مولانا سید محمد شریف گھڑیالوی کے سپرد کی اورانہیں بالاتفاق امیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جماعت بنایا گیا۔

شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا وطن قصور کھیم کرن ترنتارن ریلوے لائن پر گھڑیالہ مشہور قصبہ تھا۔ میرے والد گرامی اکثر تین چار ہفتوں بعد شاہ صاحب کی خدمت میں حاضری دیتے، ان کی مرغوب اشیاء سری پائے کا سالن اور ساگ مکی کی روٹی وغیرہ لے کر جاتے میں، بھی ان کے ہمراہ ہوتا۔ اگر شاہ صاحب پٹی تشریف لاتے تو کبھی کبھار ہمارے غریب خانہ پر بھی ایک روز قیام فرماتے۔ شہر کی جامع مسجد اہل حدیث میں یا ہمارے محلّہ کی مسجد مومن آباد میں فجر کی نماز کے بعد درس قرآن مجید ارشاد فرماتے جس میں گردونواح اور دور ونزدیک کے بیشمار عقیدت مند شرکت کرتے۔ حضرت شاہ صاحب علم وعمل کے بلند مقام پر فائز تھے حسن وجمال کے مجسم اور عجز وانکسار کے پیکر تھے۔ نہایت رقیق القلب اور مستجاب الدعوات ہستی تھے۔ جہاں بیٹھتے دعا ومناجات اور ملاقات وزیارت کے پیاسے لوگوں کا تانتا بندھا رہتا۔

حضرت شاہ صاحب کی زیر امارت اور متذکرہ بالا عالی منزلت علماء کی زیر سرپرستی جونوجوان علماء میدان تبلیغ میں شب وروز سرگرم عمل تھے ان میں مولانا احمد دین گکھڑوی، مولانا نور حسین گرجاکھی، مولانا محمد عبداللہ ثانی، مولانا محمد رفیق پسروری، مولانا علی محمد صمصام، مولانا حافظ محمد اسماعیل ذبیح، مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی، مولانا حافظ محمد اسماعیل روپڑی، مولانا عبداللہ معمار، مولانا عبدالرحیم اشرف، مولانا حافظ عبدالحق صدیقی، مولانا محمد عبداللہ کلسوی، مولانا محمد یعقوب بھانبڑی کے اسماء گرامی سرفہرست تھے۔ اللہ تعالی ان سب کی مغفرت فرمائے اور عظیم خدمات اسلام کا اجر وثواب عطا فرمائے۔ یہ مبلغین مناظرین اور وقت کے نامور خطباء ماضی میں اپنے اپنے وقت معینہ پر اپنے رب کے حضور جا پہنچے۔ انہی پاکباز مقررین میں ہمارے ممدوح حضرت مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری بھی نمایاں تھے جنہیں اللہ تعالی نے اپنے رفقاء عظیم المرتبت میں سے سب سے لمبی عمر عطا فرمائی۔

مولانا محمد عبداللہ گورداسپوریؒ اس زمانے کے منجھے ہوئے اور تجربہ کار استاد مولانا عطاء اللہ شہید اور ان کے بھائی مولانا محمد عبداللہ بھوجیانی سے تحصیل علم کے بعد ضلع گورداسپور میں دھاریوال کی وولن ملز کی مسجد میں خطیب مقرر ہوئے اور درس وتدریس کی ذمہ داریاں بھی سنبھالیں۔ قصبہ قادیان یہاں سے تھوڑی سی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مسافت پر تھا جہاں سے مرزائی مبلغین دھاریوال آتے جاتے رہتے تھے اور وہ عام مسلمانوں کی عقائد پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتے تھے۔ مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری ان سے اکثر گفتگو کرتے اور مرزائے قادیان کی خوب تردید فرماتے۔ معاملہ بڑھنے پر مولانا احمد دین، گکھڑوی اور مولانا نور حسین گرجاکھی، مولانا عبداللہ گورداسپوری کی دعوت پر دھاریوال تشریف لاتے اور میدان مناظرہ میں مرزائیوں کو خوب پچھاڑتے۔ مولانا عبداللہ گورداسپوری اس دور کا جوش وجذبہ اور روزمرہ کے تبلیغی جلسوں کی دل چسپ روداد جب بیان فرماتے تو ہم بڑے لطف اندوز ہوتے۔ مرزا کے کذب وافترا اور محمدی بیگم کے عاشق نامراد کی داستانوں کو جب مولانا احمد دین اپنے مخصوص انداز میں زیر بحث لاتے تو مرزائیت کے لبادے اتر جاتے اور سرور کائنات ﷺ کی ختم نبوت کے دلائل کی بھرمار سے جھوٹی نبوت منہ چھپاتی پھرتی۔ مولانا علی محمد صمصام کے مزاحیہ طرز خطابت اور شان رسالت مآب پر نظموں کی بہار سے سامعین خوب محظوظ ہوتے۔ ان جلسوں میں مسلمانوں کے علاوہ سکھ ہندو اور عیسائی بھی شوق سے شرکت کرتے۔

مولانا حافظ محمد اسماعیل روپڑی مولانا محمد عبداللہ ثانی اور مولانا صمصام کی خطابت اور شیریں بیانی کی تو ملک میں دھوم تھی۔ ان حضرات کی تبلیغی کانفرنسوں میں شرکت کامیابی کی دلیل سمجھی جاتی تھی اور ان کو بلا امتیاز مذہب ومسلک ہر طبقہ میں شہرت اور ناموری حاصل تھی۔ پاکستان بننے کے برسوں بعد تک بھی ان ذی وقار اور ذی شان علماء کی دل آویز اور دل نشین خطابت سے ہمارے دعوت وارشاد اور کانفرنسوں کے پروگرام پر رونق رہے۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری علیہ الرحمۃ انہی صدق وصفا اور وعظ وتذکیر کے پیکر علماء کے سلسلہ کی آخری کڑی تھے جن کے دل پذیر کلام وبیان اور قابل رشک زندگیاں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ بلاشبہ مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری کے بعد محفلیں ویران ہوئیں اور خوش طبعی بھی ان کے ساتھ ہی رخصت ہوئی۔ بقول شاعر

وہ کون جارہا ہے تیری جشن گاہ سے   ہمراہ اپنے رونق محفل لئے ہوئے

یہ تو ہوئی ان علمائے عظام کی مسلک اہل حدیث کی ترویج واشاعت کے حوالے سے خدمات کی کچھ تفصیل، لیکن سیاسی طور پر بھی یہ کسی سے کم نہ تھے۔ مسلم لیگ کے قیام سے لے کر اس کی تنظیم اور پھر لاہور میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پاس کی گئی قرارداد پاکستان ۱۹۴۰ء سے شروع ہو کر اگر ہمارے ان اکابر کی سیاسی و تحریکی تگ وتاز کا احاطہ کیا جائے تو اس کے لئے ایک مفصل کتاب کی ضرورت ہے۔ اپنے اپنے مقام اور علاقہ میں یہ حضرات تحریک پاکستان میں سرفہرست رہے اور تقسیم کے وقت پرآشوب حالات میں جانی و مالی قربانیاں کا ایک ایسا تسلسل ہے جسے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ علمی گہواروں اور کتب خانوں اور لائبریریوں کے ضیاع کا نقصان الگ ہے۔ ان کٹھن راہوں میں معروف خانوادوں ثنائی، روپڑی، غزنوی، لکھوی بزرگان علم وفضل کی عزیمت و ہمت قابل ستائش و تحسین ہے جن کا تذکرہ ان سطور کا راقم کر اپنے مضامین ومقالات میں کرتا رہتا ہے۔ ان صدق وصفا اور شجاعت و بسالت کے پیکر خاندانوں کے کئی افراد نے شہادت کے جام نوش کئے اور باقیوں نے آگ اور خون کے دریا عبور کر کے نوزائیدہ مملکت پاکستان جو اسلام کے نام پر وجود میں آئی تھی اپنے قدم رکھے۔ ایسے موقعوں پر جب کہ اہل حدیث کی لازوال خدمات وقربانیوں اور دین کی راہ میں مشکلات ومصائب کے برداشت کا تذکرہ علامہ احسان الٰہی ظہیر اپنے شعلہ نوا انداز میں بیان فرماتے تو یہ شعر پڑھا کرتے تھے

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق　　ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

حضرت مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری جب سٹیج پر آتے اور وعظ فرماتے تو گویا موتی رولتے تھے۔ جوش طبعی وخوش کلامی ان کا خاص وصف تھا۔ انہیں سننے کے لئے سامعین ہمیشہ بے تاب ومنتظر رہتے۔ ان سطور کے راقم کا پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد نوعمری سے لے کر آج تک گہرا اور محبت بھرا رابطہ رہا۔ شبّان اہل حدیث لائل پور کی کانفرنسوں اور شہر لائل پور (حال فیصل آباد) کے محلوں میں ان کے تبلیغی پروگرام رہتے جن میں قریباً ہم اکھٹے شریک ہوتے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی سالانہ کانفرنسوں، مجالس شوریٰ وعاملہ میں میل ملاقات کے مواقع اکثر میسر رہتے۔ سرخ وسفید رنگت، سر پر کلاہ پشاوری پگڑی اور اچکن شلوار میں ملبوس ان کی بانکی شخصیت دیکھنے والوں کو متاثر کرتے۔ تقریر کا ان کا زیادہ تر موضوع سیرۃ النبی ﷺ ہوتا۔ تاہم ہر موضوع پر موثر وموقر اظہار خیال فرماتے۔

پاکستان کے اوائل زمانہ میں جب حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی اور حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی نے مرکزی جمعیت اہل حدیث (مغربی پاکستان) کی داغ بیل ڈالی تو روز اول سے مولانا محمد عبداللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

گورداسپوری مرحوم اس میں شامل چلے آرہے تھے۔ جمیعت کے اس ابتدائی دور میں تنظیمی کام بڑا دشوار ہوتا تھا لیکن مولانا مرحوم نے ان بانیز عمائے جمیعت کے ساتھ بھرپور کاوشیں کیں۔ مرکزی سطح پر وہ ناظم تبلیغ بھی رہے اور پھر ناظم مساجد بھی۔ ان دونوں حیثیتوں میں ان کی کوششیں جمیعت کا اثاثہ ہیں۔ خصوصاً تبلیغی امور میں وہ بہت سرگرم رہے، اور نظام تبلیغ میں اصلاحات نوخیز ونوجوان علماء کی دل جوئی اور ملک بھر میں تصادم کے بغیر یکسانیت پیدا کر کے تبلیغی مقاصد کو خوب نبھایا۔ پھر انہی پیمانوں پر مرکزی جمیعت اہل حدیث کے دوسرے مدبر و مفکر مبلغ حضرت مولانا محمد ابراہیم کمیر پوری مرحوم نے بحیثیت ناظم تبلیغ مولانا عبداللہ گورداسپوری مرحوم کے قائم کئے گئے نظم کو چار چاند لگائے۔ حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری صاحب علیہ الرحمۃ نے مبلغین جماعت کی اصلاح وتربیت کے ساتھ ساتھ انہیں بڑی بڑی کانفرنسوں میں تقریروں کے مواقع فراہم کئے۔ انہیں فقہی مذاہب کی اصلیت، تقلیدی جمود اور اسی طرح شیعیت ورافضیت اور قادیانیت پر دسترس ومطالعہ کے لئے تحقیقی مواد فراہم کیا۔ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحاریک ختم نبوت میں قادیانیوں کی اصل کتب سے ان کے باطلانہ دلائل اور مرزا کے اکاذیب سے علماء کو آگاہ فرمایا۔ حضرت حافظ کمیر پوری بلاشبہ تمام مذاہب پر گہری نگاہ رکھتے تھے اور ان سے مناظرہ وبحث ومباحثہ میں ہر آن ہر گھڑی آمادہ وتیار رہتے تھے۔ حافظ صاحب نے مولانا حافظ محمد عبد اللہ شیخوپوری اور مولانا محمد رفیق مدن پوری کو اس سلسلہ میں نہ صرف پوری طرح تیار کیا بلکہ بعض مقامات پر ان کے دیگر مکاتب فکر سے مناظرے بھی کرائے۔ اس حقیقت میں کوئی مبالغہ نہیں کہ ان تمام تبلیغی وتنظیمی کاموں میں اس دور کے ناظم جمیعت میاں فضل حق مرحوم کی سرپرستی اور مواصلات وسفری ضروریات کی فراہمی کا بھی بڑا دخل تھا۔

مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ملتان جیسے بڑے ضلع کے میں اپنے رفیق خاص اور ضلعی ناظم شیخ عبد الرشید صدیقی علیہ الرحمۃ کی معیت میں ضلع بھر کے دور ونزدیک مقامات کے دورے پر گئے۔ تنظیمیں قائم کیں اور تبلیغی اجلاس منعقد کر کے مسلک اہل حدیث کی اشاعت وتبلیغ میں تاریخی کردار ادا کیا۔ اور بعد میں جماعتی کارکنوں کے لئے درخشندہ مثالیں چھوڑیں۔

مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری مرحوم مرکزی جمیعت اہل حدیث کے اس زمانے کے قائدین مولانا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

معین الدین لکھوی اور میاں فضل حق کی قیادت کے معترف بلکہ ان کے ہمیشہ معاون رہے۔ان کی معتدل پالیسیوں اور جماعتی وسیاسی سرگرمیوں کا خوش دلی سے ساتھ دیتے رہے۔مگر اس کے ساتھ ساتھ خطیب ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر کی جرأت وخطابت کے بے حد قدردان تھے۔ان سے ہمیشہ شفقت ورافت بھرا سلوک کرتے،اوران کی صلاحیتوں کی تعریف وتوصیف میں کوئی مداہنت نہ برتتے۔

دیر کی بات ہے کہ مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری مرحوم یہاں (فیصل آباد) تشریف لائے،تو ان کے ہمراہ ایک تین چار سالہ بچہ بھی تھا۔میں نے عرض کیا کہ یہ آپ کا پوتا ہے یا نواسا؟ تو فرمانے لگے کہ،یہ صوفی محمد عبداللہ صاحب آف اوڈانوالہ کی کرامت ہے۔بیان کرنے لگے کہ میری اہلیہ کا شوق تھا کہ ہم کبھی صوفی عبد اللہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوں اوران کی زیارت ودعاؤں سے مستفید ہوں۔چنانچہ میں اسے لے کر اپنے بیٹے ریاض کے ساتھ صوفی صاحب کے پاس حاضر ہوا۔علیک سلیک اور خیر خیریت کے بعد میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ میری اہلیہ ہیں اور آپ کے دائیں جانب بیٹا ریاض ہے۔ہمارے لئے دعا فرمادیویں۔صوفی صاحب نے سمجھا کہ انہیں شائد مزید اولاد کی خواہش ہے چنانچہ انہوں نے ہاتھ اٹھائے اور آسمان کی طرف چہرہ کر کے اللہ تعالیٰ سے عرض داشت ہوئے کہ تیرے خزانوں میں کوئی کمی نہیں۔ریاض کو چھوٹا بھائی عطا فرما دے۔ چنانچہ سال گذرنے پایا تو یہ کرامت ظاہر ہوئی۔

احباب کے علم میں ہے کہ مولانا عبداللہ گورداسپوری کی عمر بڑھاپے کی تھی،مگر انہوں نے بڑھاپے کو اپنے اوپر غالب نہیں آنے دیا تھا بلکہ بقول حفیظ جالندھری: ابھی تو میں جوان ہوں،کا عزم صمیم رکھتے تھے۔ ہمیں ان سے سفر وحضر کی کئی سعادتیں حاصل رہیں ان کی خوش گوار گفتگو بلند آہنگ آواز اور لطائف وظرافت بھرے کلام سے سفری کوفتیں راحتوں میں بدل جایا کرتی تھیں۔میں اگر ان کے ساتھ کی گئی سفری منازل اور مجلسی محافل کا تذکرہ کروں تو حسین یادوں کی ایک حسین برسات اُمڈتی چلی آتی ہے۔تفنن طبع کے طور پر اور قارئین کی معلومات میں اضافہ کے لئے مولانا مرحوم کی خطابت کی چاشنی کے چند واقعات یہاں ذکر کئے دیتا ہوں جن سے ان کی حاضر جوابی وخوش طبعی اور علمی وادبی ذہن رسا کی خوب عکاسی ہوتی ہے۔

۱۹۷۰ء میں مسٹر ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی آمد آمد تھی۔روٹی کپڑے اور مکان کے دل فریب نعرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نے ہر وہ شخص جو مسجد ومحراب اور عبادات سے باغی اور بے دینی کا شکار تھا، وہ اس رو میں جناب بھٹو صاحب کا ووٹر اور سپورٹر تھا۔ ان حالات میں مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری یہاں تقریر کے دوران واقعہ معراج کا ذکر کر رہے تھے اور بتا رہے تھے کہ اللہ تعالی کے پاس موسی علیہ السلام کے مشورہ پر حضور علیہ السلام کے بار بار جانے سے (پچاس کی جگہ) پانچ نمازیں رہ گئیں۔ اگر ایک چکر اور لگا آتے تو سب پیپلز پارٹی ہوتی۔ اس جملے پر سامعین خوب محظوظ ہوئے۔

سال ہا سال سے مہنگائی سے جس طرح ہر چیز کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں، مولانا مرحوم اس مہنگائی کا ذکر کرتے ہوئے تقریر میں بیان کرنے لگے کہ رمضان المبارک میں میری مسجد میں افطاری کے موقع پر روزانہ لوگ چاول بھیج رہے تھے لیکن اس طرح کرتے کہ کوئی ان میں کالے چنے ڈال کر اور کوئی سفید چنے ڈال کر بھجوا رہا ہے۔ میں نے بالآخر خطبہ جمعہ میں کہا کہ مسجد میں دنبے یا چھترے نہیں بندھے ہوئے بلکہ طلبا بھی انسان ہیں ان کا خیال کریں۔ چنانچہ پھر چاولوں میں گوشت ڈالا جانے لگا۔

اسی طرح بیان کیا کہ میں ایک دفعہ بازار سے مرغا خریدنے گیا۔ دکاندار باٹ ڈالتا چلا گیا اور دو صد روپئے طلب کر لئے۔ میں نے کہا، بھئی پہلے تو یہ اذانیں دیتے تھے کیا اب جماعتیں کرانے لگ گئے ہیں کہ اتنے مہنگے کر دئے گئے۔ اس پر زوردار قہقہے لگے اور مجمع جھوم جھوم گیا۔

ایک دفعہ ماموں کانجن کانفرنس کے موقع پر ہم کھانا کھا رہے تھے۔ مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری مرحوم دیگر علماء اور خود صوفی عبداللہ صاحب مرحوم بھی موجود تھے۔ گوشت کی بوٹی ٹوٹ نہیں رہی تھی۔ اتنے میں مولانا گورداسپوری مرحوم صوفی عبداللہ مرحوم سے عرض کرنے لگے کہ، صوفی صاحب! یہ بکرا تو آپ کا کلاس فیلو معلوم ہوتا ہے،۔

کھانے کے دوران کہتے ہیں کہ خوش طبعی نظام ہضم میں مفید ثابت ہوتی ہے شاید یہی وہ ظرافتوں کی بہار تھی کہ مولانا گورداسپوری کی صحت بحمد اللہ عمر گذرنے کے ساتھ بہتر نظر آیا کرتی تھی اور وہ نوجوان علماء سے کچھ زیادہ ہی جوش وخروش سے خطابت کی جولانیاں دکھایا کرتے تھے۔

بعض اوقات مولانا گورداسپوری مرحوم غم ناک محفل کو ہنسا دیتے اور غم والم کو کم کر دیتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جماعت کے شعلہ نوا خطیب اور دلیر مقرر مولانا حافظ عبدالحق صاحب آف ساہیوال جب انتقال کر گئے تو ان کی نماز جنازہ مغرب کے بعد طے تھی۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ آف گوجرانوالہ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے آ رہے تھے لیکن انہیں تاخیر ہوگئی تو مغرب کے بعد مسجد کے لاؤڈ سپیکر سے اعلان کیا گیا کہ عشاء کی نماز کے بعد جنازہ اٹھایا جائے گا۔ راقم الحروف، مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری کے قریب بیٹھا ہوا تھا اور دوسری طرف علامہ احسان الٰہی ظہیر مرحوم بیٹھے ہوئے تھے۔ مولانا محمد عبداللہ گورداسپوریؒ نے ایک بازو سے مجھے پکڑا، اور دوسرے سے علامہ صاحب کو، اور فرمایا: بھئی بھوکوں کو تو رونا بھی نہیں آتا، آؤ کہیں سے کچھ کھا کر آئیں۔ علامہ صاحب ہمیں تحریک استقلال کے مقامی صدر کے مکان پر لے گئے جنہوں نے پرجوش استقبال کیا اور علامہ صاحب کی مرغوب غذا تکہ کباب کی دکان پر لے جا کر خوب مہمانوازی کی۔

برسوں پہلے یہاں فیصل آباد میں ملت روڈ پر مسجد رحمانیہ جب تعمیر کی گئی تو افتتاحی جلسہ کا پروگرام بنایا گیا۔ خطبہ جمعہ امیر مرکزی جمعیت حضرت مولانا معین الدین لکھوی مرحوم نے ارشاد فرمانا تھا اور بعد میں مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری کی تقریر تھی۔ لیکن کسی سفری دشواری کی وجہ سے مولانا لکھوی کو تاخیر ہوگئی۔ ایک بجنے پر میں نے مولانا عبداللہ گورداسپوری سے عرض کیا کہ آپ خطبہ دیں۔ چنانچہ انہوں نے جب عربی خطبہ پڑھ لیا اور آیات کا ترجمہ کر رہے تھے، تو آواز آئی، مولانا لکھوی تشریف لے آئے ہیں۔ مولانا عبداللہ گورداسپوری نے برجستہ کہا کہ حضرت سے کہیں کہ تشریف رکھیں کیونکہ گاڑی سگنل پار کر چکی ہے۔ مولانا گورداسپوریؒ کی یہ کمال ظرافت تھی۔

ایک دفعہ جمعیت اہل حدیث کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس ہو رہا تھا کہ قریباً ڈیڑھ بجے مولانا محمد عبد اللہ گورداسپوریؒ نے آن سلام کیا۔ امیر جمعیت مولانا معین الدین لکھوی مرحوم فرمانے لگے کہ مولانا صاحب آپ ذرا جلدی آیا کریں، دیکھیں کس قدر وقت ہو چکا ہے۔ مولانا عبداللہ گورداسپوریؒ نے فوراً عرض کیا کہ: آپ کھانا کھا چکے ہیں؟ سب نے کہا نہیں ابھی نہیں۔ تو مولانا محمد عبداللہ گورداسپوریؒ نے جواباً کہنے لگے: پھر دیر کا ہے کی۔، اور محفل کشت زعفران بن گئی۔

ایک مرتبہ انہیں تقریر کے دوران رقعہ دیا گیا کہ یہاں ایک پیر صاحب اپنے آپ کو سگ دربار مدینہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کہلواتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟ مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری مرحوم نے بڑی حاضر جوابی سے فرمایا کہ: بھئی کتا، کتا ہے۔ مدینہ کا اگر کتا ہوگا، تو کیا عقیقہ میں لگ جائے گا۔ پھر کیا تھا، نعروں سے مسجد گونج اٹھی۔

کلیہ دارالقرآن والحدیث کا سالانہ جلسہ تھا۔ کھانا ہوٹل سے آ رہا تھا، اس لئے باورچی اس رات فارغ تھا۔ مدعو علماء کرام کو کھانا کھلایا جا رہا تھا۔ کلیہ کے اساتذہ علماء کی خدمت اور تواضع میں مصروف تھے، باوری صاحب چونکہ فارغ تھے، انہوں نے اونچی قراقلی ٹوپی اور اچکن شلوار پہن رکھی تھی، پستہ قد تھے اور اساتذہ کا ہاتھ بٹا رہے تھے۔ مجھ سے مولانا محمد عبداللہ گورداسپوریؒ نے دریافت کیا کہ میں تمام اساتذہ کو جانتا ہوں مگر یہ اچکن اور اونچی ٹوپی والے عالم دین کون ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ یہ مدرسہ کے باورچی ہیں اور آپ کی خدمت کررہے ہیں۔ مولانا عبداللہ مرحوم نے فی الفور کہا کہ بھئی یہ مدرسہ بڑا امیر معلوم ہوتا ہے کہ جس کا باورچی بھی عبدالرحیم اشرف معلوم ہوتا ہے۔ کھانے کے دوران مولانا کے اس جملے سے قہقہے ہی قہقہے سنے گئے۔ مولانا کی ظریفانہ بات چیت ہر مقام پر اور ہر جگہ محفلوں کو گرمادیتی اور مسرت انگیز ماحول پیدا ہوجاتا تھا۔

ایک دفعہ خطاب فرمارہے تھے، سیرت کے عنوان پر بس دریا بہاتے چلے جارہے تھے۔ مختلف انبیاء کی سوانح کے تذکرے اور پھر نبی آخرالزمان ﷺ کی حیات مبارکہ کی خصوصیات و معجزات کا بیان جوبن پر تھا۔ اتنے میں ایک رقعہ آیا کہ حضرت آپ کی تقریر بڑی دل پذیر آپ کے دلائل بڑے ٹھوس و مضبوط اور بیان و کلام بھی اثر انگیز مگر آپ اہل حدیث لوگوں میں یہ بہت بڑی کمی ہے کہ بزرگوں کو نہیں مانتے۔ اس کے جواب میں مولانا گورداسپوریؒ نے برجستہ فرمایا کہ بھئی رب رسول کے حکم احکامات تو مانے نہیں جاتے، آپ بزرگوں کی بات کررہے ہیں۔ اس پر نعروں کی گونج سے جلسہ گرما گیا اور مولانا کے بیان میں مزید لطافت اور اسلوب میں مزید تاثیر پیدا ہوتی چلی گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ زندہ دلی اور حاضر جوابی مولانا گورداسپوری مرحوم کی امتیازی شان تھی۔

کسی زمانے میں مولانا مرحوم بوریوالہ میں سالانہ دوروزہ جلسہ منعقد کیا کرتے تھے۔ خان بہادر عبدالعزیز مرحوم سابق چیف جسٹس ریاست فریدکوٹ صدر جلسہ ہوتے تھے۔ انہی کی وسیع و عریض کوٹھی میں علماء کا قیام و طعام انتہائی پر تکلف ہوتا تھا۔ ایک دفعہ مولانا عبداللہ مرحوم نے تین چار علماء کو میرے سمیت دعوتی خطوط

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں لکھا کہ خطبہ جمعہ حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی ارشاد فرمائیں گے اور بعد کے ابتدائی اجلاس میں آپ کی تقریر ہوگی۔ چنانچہ یہ تین چار علماء حافظ عبدالحق صدیقی مرحوم، مولانا محمد عبداللہ ثانی مرحوم، اور مولانا علی محمد صمصام مرحوم اور میں خود بھی خطبہ جمعہ سے قبل بوریوالہ پہنچ گئے لیکن معلوم ہوا کہ مشتہر پروگرام میں جمعہ کے بعد مولانا عبداللہ ثانی کی تقریر ہوگی۔ جمعہ کے بعد کھانے پر مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم، مولانا گورداسپوری سے فرمانے لگے کہ جمعہ کے روز کو تو جلسوں میں علماء کی قلت ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے اپنے اپنے مقام پر خطبہ دینا ہوتا ہے مگر آپ کے پاس کون سی گیدڑ سنگھی ہے کہ اتنے علماء پہلے ہی اجلاس میں موجود ہیں۔ سب نے عرض کیا کہ ہمیں لکھا گیا تھا کہ آپ کی تقریر جمعہ کے فوری بعد ہے۔ یہ مولانا عبداللہ گورداسپوری مرحوم کی حکمت بھی تھی اور ظرافت بھی۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ مولانا مرحوم میں یہ کمال وصف تھا کہ وہ خوشی وغمی کے ملے جلے موقعوں پر بھی مزاح پیدا کر لیتے تھے۔ ایک دفعہ بتانے لگے کہ میں مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک نوجوان نے آ کر کہا کہ حضرت ہمارا دادا وفات پا گیا ہے، غسل وکفن سے فارغ ہو چکے ہیں، آیئے جنازہ پڑھا دیجئے گا۔ ابھی اس کی بات مکمل نہ ہو پائی تھی کہ ایک اور نوجوان نے جلدی میں آتے ہوئے کہا کہ حضرت بارات آ چکی ہے۔ باراتی ٹھنڈے مشروبات کی بوتلیں پی رہے ہیں، آپ تشریف لائیں اور نکاح پڑھا دیں۔ میں نے دونوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ بھئی اتنی جلدی میں ایک ہی کام ہوسکتا ہے یا جنازہ پڑھوالیں یا نکاح؟. میری دیہاڑی ملنی چاہیے۔ اردگرد بیٹھے ہوئے لوگ ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گئے۔

اب آیئے ذرا برسوں پیچھے چلتے ہیں۔ مولانا سید عبدالغنی شاہ صاحب (کامونکی) جماعت کے باکمال مقرر اور موثر خطیب تھے۔ عین جوانی میں قریباً ۴۵ برس عمر پا کر وفات پا گئے۔ چند ہفتوں بعد مولانا حافظ عبد الحق صدیقی ساہیوال میں جواں سالی میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ پھر چند ماہ بعد احباب کو معلوم ہے کہ مولانا سید ابوبکر غزنوی علیہ الرحمۃ بھی عین عالم جوانی میں لندن میں ایک ایکسیڈنٹ میں انتقال کر گئے۔ ان کا تابوت لندن سے لاہور لایا گیا۔ تقویۃ الاسلام ہال شیش محل روڈ میں کہرام بپا تھا۔ غزنوی خاندان کے افراد اور جماعتی احباب غمزدہ بیٹھے ہوئے تھے۔ جنازہ پڑھانے کے لئے حضرت مولانا معین الدین لکھوی تشریف لا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

چکے تھے، اتنے میں مولانا عبداللہ گورداسپوری، بورے والا یا کہیں دوسرے مقام سے آن پہنچے، اس حال میں کہ بہترین پگڑی کلاہ کے ساتھ سر پر، اور خوب صورت اچکن شلوار میں ملبوس۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ بڑے ٹھاٹھ باٹھ اور رعب داب کے ساتھ آ رہے ہیں۔ فرمانے لگے کہ میں نے خیال کیا کہ آج کل عزرائیل جوانوں کی طرف مائل اور ان کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اے بوڑھے! تجھے کوئی پرواہ نہیں ہونی چاہیے تو عیش کر لے۔ ان مزاحیہ کلمات سے محفل کا رنگ کچھ تبدیل ہو گیا۔

بہر حال مولانا عبداللہ صاحب جیسے خوش کلام، باہمت اور دعوت وارشاد کی مجلسوں اور اجلاسوں کی زینت علماء اب کہاں؟ ان کی روشن زندگیاں کہ جنہوں نے مسلکی دعوتی اور قومی وملی ہر محاذ پر بھرپور کردار ادا کیا ہمارے لئے نمونہ عمل ہیں۔ اللہ تعالی مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری علیہ الرحمۃ اور ان کے رفقائے کرام کو ان کی بے پناہ دینی خدمات کا اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کی بشری لغزشوں سے درگذر فرما کر اعلی علین میں مقام رفیع پر فائز فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

مولانا مرحوم کی اہم خوبی یہ بھی تھی کہ آخر عمر تک مرکزی جمعیت سے وابستہ رہے۔ ماضی قریب میں جماعت کے جلیل القدر علماء کا ایک تسلسل کے ساتھ اٹھ جانا ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے علمی دنیا کے اس خلاء کا پر ہونا حالات موجود اور قحط الرجال کے اس دور میں انتہائی ناممکن ہے اب ہمارا حال تو یہ ہے کہ:

پرورش لوح وقلم کرتے رہیں گے جو دل پہ گذرتی ہے رقم کرتے رہیں گے

مولانا حافظ محمد عبدالا علےٰ خطیب بریڈفورڈ، برطانیہ، لکھتے ہیں:

بابائے تبلیغ مولنا محمد عبداللہ بورے والا کی وفات حسرت آیات
ان کی زندگی علمائے دین کیلئے بڑی سبق آموز تھی

بابائے تبلیغ حضرت مولانا محمد عبداللہؒ گورداسپوری رحمہ اللہ کی خبر وفات قلب وروح کو گھائل کر گئی۔ جماعتی تاریخ کا سوسالہ باب بند ہو گیا اور دنیا کی بے ثباتی آنکھوں سامنے لہرانے لگی۔ آپ جماعت اہل حدیث کے معمر ترین بزرگوں میں سے تھے۔ آپ شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ کے ہم مکتب اور ہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عمر تھے۔ جو 2005 میں پچاسی سال کی عمر میں اللہ کو پیارے ہو گئے تھے۔ ان کے بعد بابا جی ہی پر نظر ٹکتی تھی۔ اب وہ بھی خالق حقیقی کو لبیک کہہ گئے ہیں۔ رہے نام اللہ کا۔ ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ بابا جی مرحوم ہمیشہ خوش باش، ہنستے ہنساتے اور تروتازہ رہنے والی شخصیت تھے ہمارے علم کی حد تک مومنین اولیاء اللہ کی بڑی بڑی صفات ان میں موجود تھیں یعنی کسی کا دل نہ دکھانا، غیبت وچغلی سے پرہیز کرنا وغیرہ

شنیدم کہ مردان راہ خدا　　　دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ

ترا کے میسر شود این مقام　　　کہ با دوستانت خلاف است جنگ

مولانا عبداللہ کی ولادت 1916ء ''وڑائچ'' ضلع گورداسپور میں ہوئی۔ قصبے کے سرکاری مڈل سکول میں آپ نے مڈل کا امتحان پاس کیا۔ پھر خالصہ ہائی اسکول بھاگووال میں داخلہ لیا۔ مولانا حافظ عبدالحق صدیقیؒ مرحوم آف ساہیوال آپ کے کلاس فیلو تھے۔

دینی تعلیم کا شوق اور رفقائے مکتب

دینی تعلیم کی رغبت ان میں اس وقت پیدا ہوئی جب انہوں نے ایک جلسے میں مشہور سیرت نگار اور ولی کامل قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ اور شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تقاریر سنیں۔ چنانچہ آپ سکول چھوڑ کر دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے اس وقت کے مشہور جید عالم و مدرس حضرت مولنا عطاء اللہؒ آف رامدیوالی کے پاس آ گئے۔ مولنا عطاء اللہ نے لکھوکے اور مدرسہ غزنویہ امرتسر سے محدث پنجاب حضرت حافظ عبدالمنان وزیر آبادیؒ اور ولی کامل حضرت امام عبدالجبار غزنویؒ والد سید داود غزنویؒ وغیرہ سے علم حاصل کیا تھا۔ آپ عالم دین تفسیر' حدیث' منطق' صرف نحو اور دیگر اسلامی علوم میں کامل ادراک رکھتے تھے۔ مولانا عطاء اللہؒ کے تلامذہ کی فہرست بھی بڑی طویل ہے مثلاً شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ، نامور طبیب مولانا حکیم ہدایت اللہ بٹالویؒ لاہور، بانی جامعہ تعلیمات اسلامیہ مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ فیصل آباد، حافظ محمد یوسف کمیر پوری، مولانا محمد اسماعیل ذبیحؒ راولپنڈی، مولانا عبدالعظیم انصاری اور مولانا عبدالعزیز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سعیدیؒ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔مولانا عبداللہ نے درس نظامی کی مکمل تعلیم مولانا عطاءاللہ شہید سے حاصل کی۔مولانا عطاءاللہؒ قیام پاکستان کے وقت فسادات میں شہید ہوئے تھے اس لیے انہیں عطاءاللہ شہیدؒ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ان کی آل اولاد سمن آباد اور سمندری ضلع فیصل آباد میں موجود ہے۔سمندری کالج کے پرنسپل ڈاکٹر خالد ظفر مولانا عطاءاللہ شہیدؒ کے پوتے ہیں۔سیالکوٹ مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی علیہ الرحمہ منتہی طلباء کیلئے دورہ تفسیر پڑھایا کرتے تھے۔مولانا عبداللہ نے ان سے تفسیر پڑھی۔

دینی تعلیم کی تدریس کا آغاز

تعلیم سے فارغ ہوکر مولانا عبداللہ گورداسپوریؒ نے خطابت وتدریس کا آغاز 1937ء میں وولن ملز دھاریوال کی مسجد سے کیا۔ اور جہاں آپ قیام پاکستان 1947 تک تقریباً دس سال امام وخطیب رہے۔آپ کی تبلیغی رپورٹیں ہفت روزہ ''اہل حدیث امرتسر'' میں شائع ہوا کرتی تھے۔مولانا سید داؤد غزنوی ؒ نے 1946 میں صوبائی اسمبلی کے الیکشن میں حصہ لیا تھا۔مولنا غزنوی کا قیام عموماً انہی کے ہاں ہوا کرتا تھا۔ 1947 میں پاکستان کی نعمت وجود میں آئی تو مولانا گورداسپوری بھی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ہجرت کر کے پاکستان آگئے اور آپ کا پہلا پڑاؤ راۓ ونڈ میں اپنے برادر نسبتی کے ہاں ہوا۔ وہیں عید قربان کے موقع پر آپ نے ہجرت ابراہیمی پر ایسا موثر خطبہ عید دیا کہ حاضرین جن کے دلوں پر ہجرت کے زخم تازہ ہی تھے۔شدت تاثر سے ان تمام سامعین کی آنکھیں پرنم تھیں۔گویا قیام پاکستان کے بعد اس علاقے میں ڈیڑھ دو سال دعوت وتبلیغ کے کام میں مصروف رہے۔

بوریوالہ قیام

1949 میں آپ بوریوالہ (جو اس وقت ضلع ملتان میں شامل تھا، اور اب ضلع وہاڑی میں ہے) حاجی ابراہیم بزاز جو دھاریوال سے ان کے عقیدتمند تھے ان کی دعوت پر آ گئے۔اور وہاں گوردوارہ کے ایک احاطے میں مسجد اہل حدیث کی بنیاد رکھی۔اس جگہ کو واگزار کرانے کیلئے مولانا کو بڑی تکلیفیں اٹھانا پڑیں۔بورے والا 1935 میں بنا تھا اور اب تک بورے والا میں دو درجن کے قریب مساجد بن چکی ہیں قصبہ چھوٹا سا ہے لیکن اتنی تعداد میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اہل حدیث مساجد کا بن جانا باباجی کا بہت بڑا کنٹری بیوشن ہے۔ 1957ء میں آپ نے مرکزی جامع مسجد اہل حدیث میں ''مدرسہ محمدیہ'' کی بنیاد رکھی۔ جس کا افتتاح حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ نے فرمایا تھا۔ مولانا عبداللہ خود اس مدرسہ میں عرصہ دراز تک طلبہ اور طالبات کو ترجمۃ القرآن اور ناظرہ قرآن مشکوٰۃ بلوغ المرام وغیرہ پڑھاتے رہے۔ شیخ الحدیث کی حیثیت سے مولانا ثناء اللہ ہوشیارپوری کی خدمات حاصل کیے رکھیں۔ قرآن کی تدریس کیلئے قاری خدابخش سہارنپوری جو قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے ہم مکتب تھے ان کی خدمات حاصل کیں۔ اس مدرسہ سے حافظ عبدالستار حسن کوٹ ادو، قاری محمد رمضان مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد، پروفیسر سلیمان اظہر، پروفیسر عبدالرحمان لدھیانوی، حافظ محمد لقمان غفنفرؒ جیسے نامور علماء نے تعلیم حاصل کی تھی۔ اپنی مسجد میں آپ نے ساری زندگی درس قرآن باقاعدگی سے دیا۔ کافی سال تک نماز فجر کے بعد پھر، جب آپ کی رہائش کچھ دور ہوگئی تو درس قرآن کا سلسلہ نماز عصر کے بعد جاری رکھا۔ کئی دفعہ مکمل قرآن کریم کی تکمیل کا اعزاز حاصل کیا۔ وہ اپنی ذاتی خوبیوں کے باعث تمام مکاتب فکر کے علماء کے ساتھ یکساں تعلقات قائم رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قومی سطح کی تمام تحریکوں (تحریک ختم نبوت و تحریک نظام مصطفے وغیرہ) ان سب میں مولانا گورداسپوریؒ صف اول کے قائدین میں شمار کیے جاتے رہے۔ تحریک ختم نبوت 1953 میں انہیں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں۔ مولانا گورداسپوریؒ عزوم و استقلال اور حوصلہ مندی کے مینارہ نور تھے۔ انہوں نے بوریوالہ میں ساری زندگی ایک ہی مسجد میں گزار دی۔ مولانا کہا کرتے تھے ہمارے نو آموز علماء ہر وقت ہجرت میں مصروف رہتے ہیں کبھی یہاں خطابت کی اور کبھی وہاں چلے گئے۔ اس سے ان کا مقام و مرتبہ بڑھتا نہیں ہے۔ ہر جگہ ایک ہی طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ ان کی ذہنیت بھی ایک جیسی اور طرز و سلوک بھی یکساں تو کیوں بار بار جگہ بدلتے ہیں ''کوے ہیں سب کالے کالے، چونچ بھی کالی پر بھی کالے'' کوشش کرو کہ خود مسجد و مدرسہ بناؤ ورنہ ایک ہی جگہ ڈیرہ لگالو اور زندگی بپتا دو۔

مقامی طور پر خدمات کے ساتھ ساتھ مولانا عبداللہ کی مرکزی جماعت اہل حدیث سے وابستگی رہی۔ ان کا نام جماعت کی مرکزی قیادت میں شامل رہا۔ مجلس شوری، مجلس عاملہ کے رکن ہونے کے علاوہ وہ ناظم تبلیغ اور پھر ناظم شعبہ تعمیر مساجد بھی رہے۔ اور ان کی تبلیغی سرگرمیوں کا دائرہ بڑا وسیع تھا اسی خصوصیت کی وجہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سے انہیں بابائے تبلیغ بھی کہا جاتا تھا۔

علمائے سلف وخلف کی تکریم

مولانا محمد عبداللہ گورداسپوریؒ کی ایک اور خوبی بڑی نمایاں تھی وہ جماعتی دھڑے بندیوں سے ماوراء رہے۔ وہ خود بھی علماء موجودین اور علمائے سابقین مرحومین کا بڑا ادب کیا کرتے تھے۔ اور نو آموز علماء سے بھی یہی چاہتے تھے کہ وہ بڑوں کا احترام خود بھی کریں اور اپنے مقتدیوں سے بھی کروائیں۔ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو ہمیشہ شیخ الاسلام کہہ کر یاد کرتے۔ اگر آپ لوگ اپنے بڑوں کا احترام نہیں کرو گے تو لوگ تمہارا بھی نہیں کریں گے۔ علمائے سلف کے باہمی مناقشات وتنازعات میں ہرگز نہ پڑتے اور نہ ہی کوئی رائے دیتے بلکہ کوئی بات کسی کے خلاف سنتے بھی نہ تھے۔ یہی وصف ہمارے مرحوم علماء میں سے مولانا محمد حنیف یزدانی علیہ الرحمہ وغیرہ کا بھی تھا۔ علمائے روپڑ، علمائے غزنویہ، جماعت غرباء اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے مابین رائے کے اختلافات رہے۔ بعض لوگ اس بات کو بہت اچھالتے تھے لیکن مولانا محمد عبداللہؒ اس قسم کی کسی معرکہ آرائی میں بھی وہ فریق نہیں بنے۔ میاں فضل حقؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، حافظ عبدالقادر روپڑیؒ ودیگر علماء کے ساتھ ان کا دوستانہ ایک ہی طرح رہا۔ یہ باباجی کی کرامت تھی کہ وہ سب کے ہاں یکساں مقبول ومحترم رہے۔ جس طرح آپ بڑوں کا احترام وادب کرتے اسی طرح وہ چھوٹوں پر مکمل شفقت فرماتے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ یہی لوگ جماعت کا سرمایہ ہیں ان کی عزت دین کی عزت ہے۔ اسی طرح جس مسجد میں ان کی تقریر رکھوائی جاتی وہاں کے خطیب کی تعریف ضرور کرتے تاکہ اس کی حوصلہ افزائی ہو کیونکہ انتظامیہ اور خطیب کے درمیان عموماً سرد جنگ بپا رہتی ہے۔ باباجی خطیب وقت اور اپنے میزبان کا ذکر خیر بڑے کھلے ڈلے انداز میں کیا کرتے تھے۔ کہتے تھے اگر ہم بھی عالم وخطیب کی عزت نہیں کریں گے تو ان کے مقتدی تو بالکل نہیں کریں گے۔ انہیں احساس دلایا جائے کہ عالم دین بہت اونچے مقام پر فائز ہے۔ اس کی چھوٹی موٹی خامیاں نہ دیکھا کرو اس کی خوبیاں بھی دیکھو۔ گندگی کی مکھی نہ بنو بلکہ شہد کی مکھی بنو جو تلخ پھل پر بیٹھتی ہے تو شہد شیریں کشید کرتی ہے۔ دنیا دار کے ورثاء بہت ہوتے ہیں۔ عالم دین کا وارث بہت کم پیدا ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بابا جی مرحوم دنیوی حرص و آز اور طمع و لالچ سے کوسوں دور تھے۔آپ علماء کو تلقین کیا کرتے کہ اپنی خودداری پر کبھی سمجھوتا نہ کیا کریں۔ بئس الفقیر علی باب الامیر ۔اس ضمن میں اپنی زندگی کی بے شمار مثالیں سنایا کرتے تھے۔دعوت وتبلیغ میں شدت پسندی کے بھی وہ قائل نہ تھے۔میانہ روی اور دوسروں کے رائے کا حترام کرتے۔فقہی اختلافات میں شدت سے نفرت پھیلتی ہے۔جہاں فقہاء کے درمیان اختلاف ہوں وہاں ایک دم سے بلند فتوے بازی نہیں ہونی چاہیئے۔یہی وجہ ہے کہ مولانا مرحوم کا تمام مکاتب فکر کے جید علماء سے رابطہ وتعلق اور احترام تھا۔یہاں میرے پاس بریڈفورڈ میں قیام کے دوران علمائے دیوبند بھی ان سے بڑی عقیدت کے ساتھ ملنے آتے اور آپ ان کے اکابر کے واقعات بھی بڑی روانی سے سناتے تھے۔

مولانا عبداللہ گورداسپوریؒ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص ارادت مند اورشاگردوں میں شمار ہوتے تھے۔مولانا بیان بتایا کرتے کہ مولانا امرتسری مجھ پر بڑی شفقت فرمایا کرتے تھے۔اور بسا اوقات تبلیغی پروگراموں میں بھی ساتھ لے جاتے۔مولانا بڑے سخی اور فیاض تھے ہمیشہ دوسروں کا خیال رکھتے۔ایک بار ان کے ساتھ شورکوٹ جانے کا موقعہ ملا ان کی جو مسلموں اور غیر مسلموں کے ہاں پذیرائی کی گئی اسے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔اور آپ کی تقریر سے سارے لوگ زبردست متاثر ہوئے تھے۔

حلقہ رفقائے کار و احباب

جن بزرگوں کے ساتھ ساری زندگی آپ کی رفاقت رہی ، وہ بے شمار لوگ ہیں۔ان میں سے چند ایک کا نام ذکر کیا جاتا ہے۔امیر المجاہدین حضرت صوفی محمد عبداللہ بانی جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن ، فصیح اللسان خطیب حضرت مولانا عبداللہ ثانی جڑانوالہ سابق نائب ایڈیٹر ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔واعظ خوش الحان حضرت مولانا محمد یحیٰ حافظ آبادیؒ ، مشہور مفسر ومحدث اور متبع سنت امام مولانا عبدالستار دہلویؒ امیر جماعت غرباء اہل حدیث کراچی، ولی کامل حضرت مولانا محی الدین لکھویؒ اوکاڑہ ، مناظر اسلام حضرت حافظ عبدالقادر روپڑیؒ ، اپنی طرز کے منفرد خطیب حضرت حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ ، شیخ القرآن حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوری نوراللہ مرقدہ ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ گوجرانوالہ ، مولانا محمد صدیق فیصل آبادیؒ ، بقیۃ السلف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حضرت مولانا محمد یوسف انور مدظلہ العالی، ان کے مرحوم والد خادم العلماء حاجی عبدالرحمٰن پٹویؒ فیصل آباد اور مولانا محمد صدیقمد نپوریؒ کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جب بھی آپ کسی علاقے سے گزرتے تو وہاں کی مسجد اہل حدیث ضرور جاتے۔ احباب وعلماء سے ملتے اور یوں باہمی تعلقات کی تجدید ہوتی رہتی۔

عادات وخصائل

قدرت کی فیاضی سے باباجی علیہ الرحمۃ کو علم وعمل کے ساتھ ساتھ بے پناہ اوصاف وکمالات عطا ہوئے تھے۔ آپ ایک خوددار، باوقار، بذلہ سنج، مرنجاں مرنج مگر بہت محتاط آدمی تھے۔ عزت ووقار بارے کبھی سمجھوتہ نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ عالمانہ وقار اور وضع کو برقرار رکھا۔ ایک بار انہوں نے قصور کی جامع مسجد فریدیہ اہل حدیث میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ رات کو ان کا قیام بھی قصور میں ہی تھا۔ مشہور مغنیہ نور جہاں قصور میں تھیں، انہوں نے اپنا خادم بھیجا کہ باباجی صبح ناشتہ ان کے ہاں کریں۔ لیکن مولانا نے انکار کر دیا۔ بعض لوگ کہنے لگے باباجی دعوت قبول کرنے میں حرج ہے۔ فرمانے لگے یہ عالمانہ شان کے خلاف ہے۔ ایسا ہی اپنا واقعہ حضرت حافظ محمد یحیٰ عزیز میر محمدی رحمہ اللہ نے بھی سنایا تھا۔ میں نے حافظ یحیٰ صاحب سے گزارش کی کہ کیا حرج تھا؟ فرمایا میں نے اس کے سوال کا جواب بھیج دیا تھا اور خود جانا مناسب نہیں جانا۔ نور جہاں صاحبہ کا سوال یہ تھا کہ میں بہت پریشان رہتی ہوں کوئی وظیفہ بتائیے میں نے جواب بھیجا کہ اللہ کی نافرمانی کا راستہ چھوڑ دے تمہاری پریشانیاں دور ہو جائیں گی۔ اور یہ کام اس سے ناممکن تھا اس لیے جانے کا کیا فائدہ؟

باباجی کے علمائے اہل حدیث کے بارے مضامین جماعتی رسائل میں چھپتے رہتے تھے۔ چند سال پہلے انہوں نے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ کے بارے ہفت روزہ اہل حدیث لاہور میں متعدد مضامین لکھے تھے۔ اور ان میں شیخ الاسلام کی زندگی کے بعض گوشوں کو اجاگر کیا تھا۔ اگر کوئی صاحب ان کے تمام مضامین کو یکجا کر کے شائع کر دے۔ تو جماعتی تاریخ کے بہت سے واقعات محفوظ ہو جائیں گے۔

باباجی جس طرح علمائے مرحومین کا بڑا ادب کرتے ویسے ہی اکابر کی اولاد واحفاد کا بھی بڑا احترام کرتے۔ نہایت ہی اچھے لفظوں میں ان کا اور مرحومین کا ذکر کرتے۔ ان کی یہ عادت کسی کی ناجائز تعریف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور خوشامد کے ضمن میں نہیں آتی تھی بلکہ اپنی نیک خصالی اور دوسروں کی حوصلہ افزائی اور دلجوئی کی وجہ سے تھی۔ دنیوی مفادات اور روپے پیسے کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہ تھی۔ وہ اسے سنت نبوی قرار دیتے کہ خود نبی ﷺ نے فرمایا ہے جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا وہ حق تعالیٰ کا بھی ادا نہیں کرسکتا۔ خود نبی ﷺ نے اپنے متعلقین کی کھل کر تعریف فرمائی۔ جیسے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ، حضرت حمزہؓ، اشج عبدالقیسؓ و دیگر یاران نبوت کی کتنی بار تعریف فرمائی۔ مولانا کا مطلب یہ تھا کہ جو نو آموز لوگ تھوڑی سی جائز تعریف کو خوشامد کا بہانہ بنا کر دوسرے انسان کی صلاحیتوں سے چشم پوشی اختیار کرتے ہیں وہ ان نعمتوں سے محروم ہو جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے شاکرین کیلئے ودیعت کر رکھی ہیں۔

فطرتاً بابا جی بڑے شگفتہ مزاج اور حاضر جواب تھے' اچھا لطیفہ سنانا ان کا خاصا تھا اور اسے بضرورت بڑی اچھی طرح فٹ کرنے کا فن انہیں خوب آتا تھا۔ ایک بار مندر گلی کارخانہ بازار میں ان کی تقریر تھی ٹیپ ریکارڈز کے مائیک اتنے زیادہ تھے کہ اب مائیک ٹانکنے کی کوئی جگہ باقی نہ رہی۔ بابا جی نے لطیفہ سنایا کوئی آدمی کسی کے ہاں مہمان ٹھہرا اور زیادہ کھانے سے بدہضمی ہوگئی۔ طبیب نے ہاضمے کا چورن کھلانے کی کوشش کی تو کہنے لگے۔ بھئی اگر پیٹ اتنی جگہ ہوتی تو میں ایک لقمہ مزید نہ کھا لیتا لہٰذا تم میرے پیٹ پر ہی مل دو۔ اس لیے برخورداراب سٹینڈ پر مائیک لگانے کی جگہ تو ہے نہیں تم میرے ہی گلے میں لٹکا دو۔

کسی دور میں مرزائیوں کی ایک ''نصرت ٹرانسپورٹ کمپنی'' کی بسیں لاہور سے لائل پور کیلئے چلتی تھیں۔ ایک بار مولانا عبداللہ لاہور سے لائل پور اسی کمپنی کی بس میں آئے۔ رات کو انہوں نے دوران تقریر تذکرہ کیا کہ میں لاہور سے نصرت بس پر بیٹھ کر ساڑھے تین گھنٹہ میں لائل پور پہنچا ہوں۔ قادیانیوں نے اس بات پر ان کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا (کیونکہ مرزا صاحب کے اہل خانہ کا نام نصرت تھا) مولانا عبداللہ صاحب پیشی پر عدالت میں حاضر ہوئے اور اپنا بیان دیا۔ عدالتی کارروائی کے بعد انہوں نے کہا کہ آئندہ پیشی پر میں یہ بھی بتاؤں گا کہ نصرت بس کمپنی پر بیٹھ کر مجھے کتنا لطف آیا اور سفر کتنا آرام دہ رہا۔ ان کی یہ بات بھی مرزائیوں کو چبھ گئی۔ اب ان کو کسی نے مشورہ دیا کہ اس مولوی سے جان چھڑا لو ورنہ یہ آئندہ تمہیں عدالت میں بڑا رسوا کرے گا' لہٰذا مرزائیوں نے اپنا مقدمہ واپس لے لیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایک بار ایک مرزائی مولانا عبداللہ سے کہنے لگا مولوی صاحب تمہارا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ وہ نکاح بھی کریں گے کوئی رشتہ ڈھونڈ رکھا ہے یا نہیں؟ مولنا نے برجستہ جواب دیا ہمارے ہاں ہر برادری کی رشتہ داری اپنی ہی برادری میں ہوتی ہے۔لہذا ایک نبی کیلئے یہ اہتمام مدعیان نبوت کے خاندان کو ہی کرنا چاہیئے۔ میں تو سر بالا بن کر آؤں گا۔مرزائی بولا تم اور سر بالا۔۔اتنا بوڑھا؟ مولانا نے کہا لاڑا (دولہا) کونسا کھیرا (نوعمر) ہونا ہے۔

آپ بڑے مرنجا مرنج اور باغ و بہار طبیعت کے انسان تھے' ان کی بذلہ سنجی اور خوش طبعی تو عام بات تھی۔آپ کا ظاہر و باطن صاف ستھرا تھا۔ بلند اخلاق' بلند کردار' نیک طینت' شریف النفس' خوش گفتار' مہمان نواز اور متواضع بزرگ تھے۔میانہ قد مگر متناسب جسم' سفید داڑھی' سر پر طرحدار کلہ اور کلہ کے اوپر سفید طرے دار پگڑی' سفید قمیص اور شلوار اور قمیص پر سے واسکٹ یا اچکن زیب تن' پاؤں میں تلے دار کھسہ پورے عالمانہ وقار سے رہتے اور تلقین کرتے کہ علماء وخطباء کو اسی طرح خوش لباس اور خوش گفتار رہنا چاہیئے۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے بارے کہا کرتے کہ ان کا لباس اور سر پر طرحدار کلہ تھا جبھی تو آپ قاتلانہ حملے میں بھی بچ گئے تھے اگر آج کی طرح فیشن ایبل مولویوں کی طرح ننگے سر رہتے تو کلہاڑی کا وار کارگر ہو جاتا۔

مولانا محمد عبداللہ گورداسپوریؒ جب بھی وہ فیصل آباد تشریف لاتے اپنے پرانے ساتھیوں اور ان کی اولاد سے ملنے ضرور جاتے مولانا یوسف انور مدظلہ اور ان کے والد مرحوم کے ساتھ بڑا گہرا رشتہ تھا۔سیالکوٹ، گوجرانوالہ کے گردونواح میں جانا ہوتا تو اسلاف کے اخلاف سے ضرور ملتے۔طبیعت میں انکساری،لب ولہجہ میں عاجزی اور کردار میں وقار ان کا خاصا تھا۔جس جگہ تقریر کرتے وہاں کے خطیب اور انتظامیہ کے بارے میں کلمہ خیر کہنا کبھی نہ بھولتے۔جس شہر میں جاتے اسی کے مرحوم وموجود اکابر کا تذکرہ کرنا بھی اپنا فرض سمجھتے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑا محترم مقام عطا فرمایا تھا۔ہزاروں لوگوں کے دلوں میں ان کا احترام تھا اس آیت کے مصداق ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴾ وہ دودفعہ برطانیہ بھی تشریف لائے 1990 میں جب راقم کو برطانیہ آئے چند ماہ ہوئے تھے مولانا عبداللہ میرے ہی پورا ماہ قیام پذیر رہے۔ بریڈفورڈ کے علاوہ ڈیوزبری، اولڈھم، مانچسٹر، ہیلی فیکس، راچڈیل اور سکپٹن ان کی تقاریر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور خطبات جمعہ کا پروگرام ترتیب دیا گیا۔ جہاں حضرت مولانا عبدالرزق مسعود، قاری عبدالودود ڈیوزبری، مولانا ثناء اللہ سکپٹن ، حافظ حبیب الرحمٰن جہلمی مانچسٹر نے بڑا تعاون کیا۔ ان تمام مقامات پر ان کی تقاریر یادگاری تقاریر تھیں۔ اس دوران ان کی قابل تقلید عادات و خصائل کا بڑی باریک بینی سے مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ سیر چشمی اور غنائے قلبی، غیبت و چغلی سے مکمل پرہیز، معمولی اور ہلکی غذا کا استعمال، ہر کارکن کیلئے مشکورانہ جذبات اور خدمت گزار کو بہت دعائیں دیتے۔ ایسی خوبیوں کی بنا پر انہیں اپنوں اور پرایوں سب میں یکساں مقبولیت حاصل تھی۔

بریڈفورڈ میں باباجی کے قیام کی رپورٹ پر مبنی ایک مضمون میں نے ان دنوں (جنوری یا فروری 1991) ہفت روزہ اہل حدیث لاہور میں لکھا تھا۔

کسی کی غیر موجودگی میں کسی کے خلاف نہ کوئی بات کرتے نہ سنتے اور فرماتے کہ چغلی وغیبت کی یہ عادت بدنیکیوں کو برباد کردیتی ہے۔ نبی ﷺ نے اسے عذاب قبر کا ایک سبب بھی بتایا تھا جس سے اللہ کی پناہ مانگنا چاہیے۔

اولاد واحفاد

باباجی کو چار بیٹوں اور سات بیٹیوں سے نوازا گیا۔ ڈاکٹر محمد سلیمان اظہر، حافظ محمد لقمان غضنفر فاضل مدینہ یونیورسٹی، مولانا محمد زبیر اور ریاض قدیر۔ باباجی علیہ الرحمہ کے بڑے بیٹے ڈاکٹر محمد سلیمان اظہر آف نیو کیسل برطانیہ، فطانت وذکاوت میں ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔ وہ بہاولپور یونیورسٹی میں پروفیسر رہے۔ پھر برطانیہ آگئے۔ بہاؤالدین کے قلمی نام سے انہوں نے قابل قدر کام کیا۔ دلائل و براہین کی روشنی میں انہوں نے ثابت کیا کہ قادیانیوں کے کفر وارتداد کا سب سے پہلا متفقہ فتوٰی علمائے اہل حدیث کا کارنامہ ہے۔ حضرت شیخ الکل سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ کی خدمات منفرد ہیں اور مرزے قادیانی کا انجام بھی اہل حدیث کے ہاتھوں ہوا۔ یعنی شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے کے مدمقابل آخری فیصلے کا اشتہار شائع کر کے مرزا قادیانی اپنے اس انجام کو پہنچا جو اس قسم کے جھوٹے مدعیان نبوت کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مقدر ہے ﴿''اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹی تہمت کہے یا کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس کے پاس کوئی وحی نہیں آئی اور یا کہے کہ جیسا کلام اللہ نے نازل کیا ہے اسی طرح کا میں بھی لاتا ہوں۔کاش اگر تم اس وقت دیکھو جب یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ ہاں اپنی جانیں نکالو۔آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی اس سبب سے کہ تم اللہ کے ذمہ جھوٹی باتیں لگاتے تھے، اور تم اللہ کی آیات کے مقابلہ میں تکبر کرتے تھے (سورہ الانعام ۹۴)''﴾

علمائے دیوبند کا احترام مسلم لیکن تاریخی حقیقت یہی ہے جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔اس حقیقت کی نقاب کشائی پر ڈاکٹر سلیمان اظہر نے برسوں ریاضت کی ۔ بھارت و پاکستان کے تمام کتب خانے چھان مارے اور دلائل و براہین کے وہ انبار لگا دیے کہ جماعت اہل حدیث اپنی عاجزی کے باوجود اس کارنامے پر فخر کرسکتی ہے۔اس تاریخی انکشاف کے بعد کسی کو اب یہ کہنے کی جرات نہیں ہوگی کہ صرف انہی کے اکابر تحفظ ختم نبوت کا ہراول دستہ تھے۔ڈاکٹر سلیمان اظہر برسوں سے برطانیہ میں مقیم ہیں۔جماعت اہل حدیث برطانیہ کے بانی وقائد حضرت مولانا محمود احمد میر پوری نور اللہ مرقدہ باصلاحیت علماء کے بڑے قدردان تھے۔انہوں نے ڈاکٹر صاحب کے برطانیہ قیام میں مرکزی کردار ادا کیا کہ وہ جماعت کی تاریخ پر برٹش لائبریری میں صدیوں سے پڑے ہوئے مواد کو جمع کریں۔افسوس 1987 میں مولانا میر پوری رحمہ اللہ کی اچانک وفات سے جہاں جماعت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا وہاں یہ خواب بھی شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا۔

آن قدح بشکست وآں ساقی نہ ماند

لیکن تاریخ اہل حدیث کا یہ جھومر بھی ڈاکٹر محمد سلیمان اظہر ہی ہاتھوں اس عاجز جماعت کے ماتھے پہ سجا۔تاریخ اہل حدیث کی تحقیق و ریسرچ ان کی زندگی کا نمایاں مقصد ہے۔اوائل عمری ہی میں اس چیز میں دلچسپی کا عالم یہ تھا کہ میاں فضل حق مرحوم نے سلیمان اظہر صاحب سے تاریخ اہل حدیث پر کام کروایا۔وہ بالاکوٹ اور ان علاقوں میں گئے۔ ہر مشہور آدمی سے ملے جو مواد ملا اسے بڑی جانفشانی سے جمع کیا۔اس وقت فوٹو کاپیوں کا دور عام نہ تھا اس لیے وہ مسودہ کہیں گم ہوگیا۔سلیمان صاحب نے بتایا کہ مولانا محمود احمد غضنفر کے پاس تھا۔میں نے مولانا غضنفر سے پوچھا تھا انہوں نے کہا مجھے علم نہیں ہے۔اس مسودے کے گم ہوجانے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بڑا صدمہ ہوا ظاہر ہے اس جیسی کتاب دوبارہ نہیں لکھی جاسکتی تھی۔ بہرحال اب یہ کفارہ بھی بحمد اللہ ادا ہو گیا اب انہوں نے تاریخ اہل حدیث کے نام سے دس جلدیں لکھنے کا پروگرام بنایا ہے۔ چار جلدیں ہندوستان میں اور ایک جلد پاکستان سے چھپ چکی ہیں۔ باقی کی ترتیب وتدوین جاری ہے۔ دوسرا سلسلہ ''تحریک ختم نبوت'' کا ہے جس کی پندرہ جلدیں مکمل ہو چکی ہیں اور اسلامک ریسرچ سنٹر راولپنڈی کی ویب سائٹ ircpk.com (اور ماہنامہ محدث لاہور کی ویب سائٹ) پر دیکھی جاسکتی ہیں۔ نیز ہندوستان میں اس کی سات جلدیں وہاں کی مرکزی جمیعت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام شائع ہو چکی ہیں اور پاکستان میں تمام جلدیں ڈاکٹر سلیمان صاحب اپنے خرچ پر چھپوا اور تقسیم کر رہے ہیں۔

بابا جی کے دوسرے بیٹے حافظ محمد لقمان غضنفر فاضل مدینہ یونیورسٹی نامور مبلغ تھے۔ تقریباً دس سال پہلے ان کا انتقال ہو گیا۔ تیسرے نمبر پر ریاض قدیر ہیں جو بوریوالہ ہی میں کاروبار کرتے ہیں۔ مولانا محمد زبیر عامر سب سے چھوٹے ہیں جو آجکل بوریوالہ میں مولانا مرحوم کی جگہ خطبہ دیتے ہیں۔ ان کے نواسوں میں لاہور کے معروف صحافی عدنان احمد روزنامہ ایکسپریس سے منسلک ہیں۔

آخری عمل

تبلیغ دین سب سے مقدس فریضہ ہے جو لوگ دعوت وتبلیغ میں ہمیشہ مشغول رہیں وہ لوگ اللہ کی نگاہ میں سب سے اچھے ہیں ﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ مولنا محمد عبداللہ گورداسپوریؒ بورے والا پاکستان میں عرصہ ۶۵ سال سے اس مقدس مشن میں مصروف رہے۔ دس سال قیام پاکستان سے پہلے گویا کل تبلیغی سفر ۷۵ سال کا ہے۔ عام لوگوں کی اتنی عمر نہیں ہوتی جتنی بابا جی کی دعوتی عمر ہے۔ بابا جی کو اللہ تعالیٰ نے کافی لمبی عمر عطا فرمائی۔ اگرچہ وہ شوگر وغیرہ کے مریض تھے لیکن بڑھاپا بہرحال ایسا عاضہ ہے جو دن بدن بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ نقاہت اور بڑھاپے کے باوجود وہ تبلیغی پروگراموں میں شوق وعزم سے شریک ہوتے اور اپنی خطابت کی تمام تر رعنائیوں سے سامعین کو محظوظ کرتے۔ اس سال وسط مارچ میں ماموں کانجن میں آل پاکستان اہل حدیث کانفرنس کی صدارت مولانا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عبداللہ نے فرمائی۔ یہ غالباً جماعتی سٹیج سے کیا گیا ان کا آخری خطاب تھا۔ وہ درازی عمر کے کئی جسمانی وروحانی راز بتایا کرتے تھے۔ مثلاً غیبت وچغلی، اشتعال نفسی، حسد وبغض، قلبی عداوت، ہروقت اور ہر کسی سے شکوہ کناں رہنا جیسی روحانی بیماریاں انسان کی عمر کو کم کردیتی ہیں۔ جبکہ رحمت الٰہی کا امیدوار رہنا، خوش باشی، زبان وہاتھ سے کسی کو نہ ستانا، صلہ رحمی، سیر چشمی، غنائے قلبی عمر کو بڑھا دیتی ہیں۔ باباجی کی خوش مزاجی ایک مثال تھی۔ وہ ہرحال میں خوش رہے۔ یہ بھی بتایا کرتے تھے کہ میں نے چالیس سال کی عمر کے بعد چھوٹے گوشت کو تقریباً ترک کردیا تھا۔ آپ ہمیشہ سادہ اور متوازن اور قلیل غذا کھاتے۔ آخر عمر تک ان کا حافظہ بھی ماشاء اللہ ٹھیک رہا۔ یادداشت میں کوئی کمی نہیں آئی، اور اپنی ٹانگوں پر چلتے پھرتے بھی رہے۔ ڈاکٹر سلیمان اظہر کا کہنا ہے کہ باباجی کا آخری عمل نماز عصر کی ادائیگی سے۔ عجیب وحسین اتفاق ہے کہ ۱۹۴۹ء میں بوریوالہ میں سب سے پہلا خطبہ بھی آپ نے سورہ والعصر کی تفسیر کے موضوع پر دیا تھا۔ اور ان کا اس دنیا میں آخری عمل بھی نماز عصر کی ادائیگی تھا۔ نماز عصر کی ادائیگی کے بعد آپ پر غنودگی طاری ہوگی۔ جب ہوش آتا تو یہی دعا کرتے۔ اللہ مجھے معاف کردے۔ اور اگلے دن اسی عالم میں انہوں نے سوموار ے مئی کو داعی اجل کو لبیک کہی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ان کی خبر وفات آناً فاناً ملک وبیرون پھیل گئی۔ ساری دنیا میں ان گنت ہاتھ دعائے مغفرت کی خاطر بلند ہوگئے۔ برطانیہ میں بھی اکثر مساجد میں غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی اور تاحال ان کیلئے دعاؤں کا سلسلہ جاری رہے۔ انگلیدن ان کی نماز جنازہ بوریوالہ کالج کے وسیع وعریض گراؤنڈ میں حضرت مولانا ارشاد الحق اثری کی اقتدا میں ادا کی گئی۔ جس میں ملک بھر سے آپ کے عقیدتمندوں نے شرکت کی۔ آپ کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ ان کی وفات کے افسوس میں شہر کے سب سرکاری وغیر سرکاری ادارے بند ہوگئے اور نماز جنازہ میں ہر مکتب فکر کے ہزاروں لوگوں نے شرکت کی کہ بوریوالہ کی تاریخ میں یہ اعزاز کسی کو نصیب نہ ہوا ہوگا۔ باباجی مولانا عبداللہ صاحب کی شدید خواہش تھی کہ وہ بورے والا میں ہی فوت ہوں اور اسی شہر میں انہیں دفن کیا جائے جہاں وہ 63 سال سے مرکزی جامع مسجد اہل حدیث میں خطابت وامامت کا فریضہ ادا کررہے تھے۔ چنانچہ بورے والا میں ہی تدفین عمل میں آئی۔ رہے نام اللہ کا

بلاشبہ باباجی مولانا عبداللہ اپنے دور کے رفیع المرتبت عالم دین تھے۔ جو اپنے پیچھے بہت سی خوشگوار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یادیں چھوڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں ان کے درجات بلند فرمائے۔ اور ان کا مشن دعوت وتبلیغ دین جاری وساری رہے۔ ان کی اچھی عادات وخصائل عام ہوجائیں اور جماعت اہل حدیث کوان کا نعم البدل عطا ہوجائے۔ حافظ محمد عبدالاعلیٰ ۔ کیتھلے ۔ برطانیہ۔ پیر ۲۱ر مئی ۲۰۱۲ء

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی فیصل آباد لکھتے ہیں:

بابائے تبلیغ مولانا محمد عبداللہ گورداس پوری رحمتہ اللہ علیہ

بابائے تبلیغ حضرت مولانا محمد عبداللہ گورداس پوری رحمتہ اللہ علیہ برصغیر پاک و ہند کے نامور اہل حدیث عالم دین تھے' انہوں نے دعوت وتبلیغ کے میدان میں اپنی خطیبانہ صلاحیتوں' بلند آہنگ خطابت اور حکیمانہ اسلوب وعظ سے لوگوں کو توحید وسنت کا عامل بنایا اور انہیں ''صراط مستقیم'' دکھا کر نیک نام ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا محمد عبداللہ صاحب کو علم وعمل کا حظ وافر عطا کیا اور بے پناہ اوصاف وکمالات سے نوازا تھا۔ آپ جماعت اہلحدیث کے لیے عظیم سرمایہ تھے۔ گذشتہ صدی کی جماعتی تاریخ نہیں نہ صرف یہ کہ ازبر تھی بلکہ بہت سے واقعات کے آپ عینی شاہد تھے۔ جب زبان کو حرکت دیتے تو اکابر کے واقعات بیان کرتے چلے جاتے۔ شیخ الاسلام فاتح قادیان حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ اوران سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے' اسی پر بس نہیں بلکہ ان سے متعلق نادر معلومات اور واقعات بھی فراہم کرتے۔ بلاشبہ ہمارے یہ بزرگ معلومات کا بحر ذخار اور ہماری جماعتی تاریخ کا چلتا پھرتا انسائیکلو پیڈیا تھے۔ بڑے ہی شگفتہ مزاج' لطیفہ گو' مرنجا مرنج اور باغ و بہار طبیعت کے انسان تھے عبوست و یبوست سے کوسوں دور رہتے۔ ان کی بذلہ سنجی اور خوش طبعی کے قصے زبان زدعام ہیں۔

نہایت با اخلاق' بلند کردار' نیک طینت' شریف النفس' خوش گفتار' مہمان نواز اور منکسر المزاج عالم دین تھے۔ وہ میرے بہت ہی پیارے اور محترم بزرگ دوست تھے۔ ان سے عقیدت ومحبت کا ناطہ ربع صدی تک قائم رہا میں نے پہلی بار انہیں 1988ء کے ماہ ستمبر کے وسط میں دیکھا تھا۔ وہ مولانا بشیر احمد صدیقی رحمتہ اللہ علیہ کی تعزیت کے سلسلے میں منعقدہ کانفرنس میں تشریف لائے تھے۔ یہ تعزیتی جلسہ سمن آباد فیصل آباد کے بلال پارک (کوئلے والی گراؤنڈ) کے مشرقی کونے پر مولانا بشیر صدیقی کے گھر کے قریب ہوا تھا۔ میں سٹیج کے قریب بیٹھا ہوا تھا کہ مولانا عبداللہ صاحب مائیک پر آئے۔ میانہ قد' متناسب جسم' سفید داڑھی' نظر کے چشمے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے پیچھے ذہانت کی غماز چمکتی آنکھیں' سر پر کلے کے اوپر سفید طرے دار پگڑی' سفید شلوار اور قمیص اوپر سے واسکٹ زیب تن'۔ انہوں نے اپنی کڑک دار آواز میں السلام علیکم کہا۔ میرے برابر میں میرے ماموں کا پڑوسی یٰسین سلفی بیٹھا تھا، وہ سرگوشی کے انداز میں کہنے لگا، بابا بورا رونق لاؤ گا'' اب بابا جی کا وعظ شروع ہوا۔ خطبہ مسنونہ پڑھ کر انہوں نے علم اور عالم دین کی عظمت بیان کرتے ہوئے مولانا بشیر صدیقی مرحوم کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کی دینی خدمات کو سراہا۔ پھر گویا ہوئے کہ لوگو! اپنے بچوں کو دین پڑھاؤ اسی میں تمہاری نجات ہے۔ اثنائے گفتگو میں انہوں نے اپنی دینی تعلیم کے متعلق بتایا کہ وہ نویں کلاس میں پڑھتے تھے کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی تقاریر سے متاثر ہو کر دینی تعلیم کی طرف آئے اور آج اللہ نے یہ مقام دیا ہے۔ مولانا عبداللہ صاحب کا یہ وعظ کوئی گھنٹہ بھر جاری رہا' لوگ از حد متاثر ہوئے اور انہوں نے بھی دوران تقریر اپنی شرینی گفتار سے سامعین کو خوب محظوظ کیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے ان کا وعظ سنا اور ان سے متاثر ہوا۔ مجھے شروع دن سے ہی تاریخ سے دلچسپی رہی ہے اور مولانا عبداللہ صاحب کی تقریروں میں میرے ذوق کا بہت سا مواد موجود تھا۔ اس کے بعد میں نے اپنے ذوق کی تسکین کے لئے ان کی بہت سی تقریریں سنیں۔ اب تلک ان سے عقیدت کا سلسلہ یک طرفہ تھا۔ 3 مارچ 1999ء کو جماعت کے عظیم نغز گو شاعر اور مصنف مولانا عبدالرحمان عاجز مالیر کوٹلوی نے فیصل آباد میں وفات پائی۔ ان سے میرے قریبی دوستانہ مراسم تھے۔ ان کی وفات پر میں نے ایک مضمون لکھا جو ''الاعتصام'' لاہور کی دو اشاعتوں میں شائع ہوا۔ مولانا عبداللہ صاحب نے وہ مضمون پڑھا اور متاثر ہوئے۔ 6 اگست 1999ء کو مولانا صاحب مرکزی جامع مسجد اہل حدیث امین پور بازار فیصل آباد میں انعقاد پذیر سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس میں تشریف لائے۔ میں ان دنوں دینی کتابوں کی ایک دکان میں ملازم تھا۔ مولانا تقریر کر کے رات ایک بجے مسجد سے نیچے آئے۔ تو مکتبہ میں تشریف لائے۔ حال احوال کے بعد مجھے پوچھنے لگے'' کا کا تیرا ناں کی اے''! میں نے بتایا محمد رمضان یوسف سلفی۔ کہنے لگے ایک بار پھر بتاؤ' میں نے دوبارہ اپنا نام بتایا۔ اب فرمانے لگے' مولانا عبدالرحمان عاجز پر الاعتصام میں مضمون تم نے لکھا تھا؟ میں نے ادب سے عرض کیا جی ہاں میں نے لکھا تھا۔ یہ سن کر مولانا عبداللہ صاحب خوش ہوئے اور کہنے لگے بہت خوب...... انہوں نے میرے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرا اور تھپکی دی' اچھے الفاظ میں میری حوصلہ افزائی کی اور فرمانے لگے۔ مولانا عاجز مرحوم پر میں بھی کچھ لکھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ لیکن تمہارا مضمون اتنا اچھا تھا کہ میں نے نہ لکھنے کا فیصلہ کیا کہ میں اس سے اچھا نہیں لکھ سکوں گا'' یہ مولانا صاحب کی راقم پر شفقت اور میرے بارے حسن خیال تھا کہ انہوں نے ان الفاظ میں میرا حوصلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بڑھایا۔اس ملاقات کے بعدان سے میرے گہرے دوستانہ مراسم قائم ہو گئے۔وہ فیصل آباد تشریف لاتے تو ٹیلی فون سے اپنی آمد کی اطلاع دیتے۔اور مکتبہ رحمانیہ پر تشریف لا کر ملاقات کا شرف بھی بخشتے۔نومبر 2001ء میں وہ فیصل آباد تشریف لائے کلیہ دارالقرآن والحدیث جناح کالونی میں تقریب بخاری کے موقع پر رات کوان کی تقریر تھی۔میں بھی سامعین میں تھا۔مولانا دوران تقریر تاریخی واقعات سنا رہے تھے کہ کہنے لگے۔رمضان سلفی یہاں ہے؟میں نے ہاتھ بلند کر کے اپنی موجودگی کو ظاہر کیا' مولانا فرمانے لگے سلفی سٹیج پر آ کر بیٹھو یہ سلفیوں کا اسٹیج ہے'' 25 مئی 2007ء کو انہوں نے فیصل آباد کے محلے اسلام نگر کی مدنی مسجد اہل حدیث میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔میں جب مسجد میں داخل ہوا تو وہ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے۔دیکھتے ہی محبت بھرے لہجے میں کہنے لگے۔مہک آئی ہے کہ رمضان سلفی صاحب تشریف لائے ہیں۔یہ الفاظ ان کے کمال شفقت کے آئینہ دار ہیں۔میں دوبار بورے والا ان کے ہاں گیا۔وہ بڑی محبت سے پیش آئے اور بڑی مہمان نوازی کی۔چند سال پہلے ہمارے دوست مولانا سعید احمد چنیوٹی صاحب نے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ کا ان کے اخبار اہل حدیث امرتسر سے ''سفر نامہ حجاز'' مرتب کر کے شائع کیا۔ان دنوں مولانا عبداللہ صاحب نے مجھے فون کیا۔میں نے ان کو اس سفر نامے کے متعلق بتایا تو وہ بے چین ہو گئے اور فرمانے لگے میں اپنے نواسے کو آپ کے پاس بھیج رہا ہوں اس کو یہ سفر نامہ دے دیں میری دوپہر اچھی گزرے گی۔کیونکہ وہ شیخ الاسلام کے ارادت مند تھے اور ان کی تحریریں بصد شوق پڑھتے تھے۔راقم کی چند سال میں اہل حدیث شخصیات پر پانچ کتابیں شائع ہو چکی ہیں ان کتابوں کے نام ہیں' مولانا عبدالوہاب ہلوی اور ان کا خاندان' چار اللہ کے ولی' عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں علمائے اہل حدیث کی مثالی خدمات' مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ حیات وخدمات'' اور'' پیکر اخلاص مولانا محمد ادریس ہاشمی رحمتہ اللہ علیہ' میں نے یہ تمام کتب مختلف ادوار میں برادرم سہیل اظہر کے ذریعے ان کی خدمت میں پیش کیں اور انہوں نے ان کے مطالعہ کے بعد راقم کی بڑی حوصلہ افزائی فرمائی۔وہ کھلے ظرف اور اعلیٰ اخلاق کے انسان تھے۔باوجود تنظیمی اختلاف کے اکابرین جماعت کا بڑا احترام کرتے۔1950ء کی دہائی میں ایک بار جماعت غرباء اہل حدیث کے امام مولانا حافظ عبدالستار محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے ارادت مندوں سے ملنے بورے والا تشریف لائے۔مولانا عبداللہ صاحب کو ان کی آمد کا معلوم ہوا تو وہ بنفس نفیس امام صاحب کی خدمت میں پہنچے اور اصرار کر کے ان کو اپنی مسجد میں لے آئے اور کئی دن تک انہیں نہایت عزت اور احترام سے اپنے ہاں رکھا۔مرحوم کے صاحبزادے محترم ڈاکٹر محمد سلیمان اظہر (المعروف ڈاکٹر بہاؤالدین حفظہ اللہ) نے راقم کو بتایا کہ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دنوں مجھے امام عبدالستار رحمتہ اللہ کی خدمت کا موقع ملا تھا۔ بلاشبہ وہ اسلاف کی یادگار تھے میرے دوستانہ مراسم ان سے بھی تھے ان کے بیٹے ڈاکٹر بہاء الدین سے بھی ہیں اور ان کے پوتے سہیل اظہر سے بھی۔ اب آیئے ان کے حالات و واقعات کی طرف۔ یہ وہ معلومات ہیں جو ہمیں یا تو مولانا عبداللہ صاحب سے بالمشافہ ملاقاتوں سے حاصل ہوئی ہیں۔ اور کچھ باتیں ہم نے اپنے مرشد عالی قدر مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کی ''بزم ارجمنداں'' سے مستعار لی ہیں۔ مولانا عبداللہ صاحب 1916ء میں ضلع گورداس پور (بھارت) کے ایک مقام ''وڑائچ'' میں پیدا ہوئے۔ والد کا اسم گرامی حکیم امام الدین تھا۔ جو علمائے کرام اور واعظین عظام کی عزت وتوقیر میں اس نواح میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ نیک اور صالح تھے۔ ان کا یہ بچہ کچھ بڑا ہوا تو انہوں نے اسے سرکاری سکول میں داخل کرا دیا۔ جہاں بچے نے مڈل کا امتحان امتیازی نمبروں کے ساتھ پاس کیا۔ بعدازاں خالصہ ہائی اسکول بھاگووال میں داخل کرا دیا گیا۔ مولانا عبداللہ صاحب نویں جماعت کے طالب علم تھے کہ ان کے علاقے میں ایک بہت بڑا تبلیغی جلسہ ہوا۔ وہ اس میں شریک ہوئے اور انہوں نے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریریں سنیں۔ انہوں نے اس قدر تاثر لیا کہ سکول کی تعلیم چھوڑ کر دینی تعلیم کی طرف راغب ہوگئے۔ انہیں بٹالہ میں قائم مدرسہ دارالسلام میں داخل کرا دیا گیا۔ یہ مدرسہ وہاں کی انجمن خادم المسلمین کے زیر انتظام تھا اور اس میں حضرت مولانا عطاء اللہ شہید رحمتہ اللہ علیہ جو کہ اس علاقے کے جید عالم دین تھے فریضہ تدریس ادا کرتے تھے۔ اس نیک اور متقی عالم دین کو اگست 1947ء میں سکھوں نے شہید کر دیا تھا۔ یہ بزرگ عالم دین تفسیر' حدیث' منطق' صرف نحو اور دیگر اسلامی علوم میں کامل ورک رکھتے تھے۔ ان سے کئی طلبا نے اکتساب علم کیا اور پھر وہ نامور ہونے کے ساتھ نیک نام بھی ہوئے۔ مولانا عطاء اللہ شہیدؒ کے شاگردوں میں مولانا عبدالعزیز سعیدی' مولانا اسماعیل ذبیح' مولانا عبدالعظیم انصاری' حافظ عبدالحق صدیقی' مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف جیسے علماء کے نام ملتے ہیں۔ ہمارے ممدوح حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بھی اسی یگانہ روزگار عالم دین کے نہایت لائق اور چہیتے شاگرد رشید تھے۔ انہوں نے درس نظامی کی مکمل تعلیم مولانا عطاء اللہ شہید سے حاصل کی۔ ذہین طباع طالب علم تھے' ذہن رسا پایا تھا جو پڑھتے ازبر ہو جاتا۔ نیک طینت استاد کو اپنے اس شاگرد پر ناز تھا اور وہ اسے اپنے گھر کا فرد سمجھتے تھے۔ مولانا عطاء اللہ شہید کے صاحبزادے حافظ محمد سلیمان صاحب ایم اے میرے نہایت پیارے بزرگ دوست تھے۔ وہ میرے قریبی محلّہ میں ہی اقامت پذیر تھے' ان سے اکثر ملاقات رہتی' وہ تصنیف وتالیف کا بڑا اچھا ذوق رکھتے تھے۔ عرصہ دراز تک محکمہ تعلیم میں آفیسر رہے۔ انہوں نے 29 اگست 2008ء کو فیصل آباد میں وفات پائی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

انہوں نے تین کتابیں' درود وسلام' توحید پر ایمان' شرک سے بیزاری' اور سیرت النبی ﷺ پر ایک کتاب تصنیف کی۔ ان کا بیان ہے کہ مولانا عبداللہ صاحب میرے والد مولانا عطاء اللہ صاحب کے لاڈلے شاگرد تھے اور انہیں ہمارے گھر کا فرد ہی سمجھا جاتا تھا۔ مدرسہ میں دوسرے طلباء سے ان کو ذہانت وفطانت اور علمی استعداد کے باعث امتیازی حیثیت حاصل تھی اور یہ اپنی ہنس مکھ طبیعت سے رونق لگائے رکھتے تھے۔''

مولانا محمد عبداللہ آخر میں حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور ان کے دورہ تفسیر میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ تحصیل علم کے بعد وہ دعوت وتبلیغ کے میدان میں جت گئے اور جو علم انہوں نے حاصل کیا تھا اسے لوگوں تک پہنچانا اپنے اوپر فرض عین کر لیا۔ 1937ء میں انہوں نے ولن مل دھاریوال سے اپنی خطابت کا آغاز کیا۔ اور 1947 تک دس سال آپ ولن مل دھاریوال کی مسجد کے امام وخطیب رہے' 14 اگست 2002ء کو میں بورے والا مولانا عبداللہ صاحب کی خدمت میں ان کے صاحبزادے حافظ لقمان سلفی مرحوم کی تعزیت کے لئے حاضر ہوا۔ نماز ظہر پڑھ کر ان کی خدمت میں سلام عرض کیا' خیر وعافیت کے تبادلے کے بعد وہ پرانے واقعات سنانے لگے۔ ان کی بہت بڑی خوبی تھی کہ انہیں سینکڑوں واقعات من وعن یاد تھے اور 60' 70 سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود وہ واقعات ان کے ذہن پر نقش تھے۔ بابا جی اپنے استاد گرامی مولانا عطاء اللہ مرحوم کا تذکرہ کرتے ہوئے بتانے لگے کہ ایک بار استاد محترم وولن مل دھاریوال تشریف لائے' جمعہ کا دن تھا میں نے ان کی خدمت میں گذارش کی کہ وہ ازراہ کرم جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمائیں۔ چنانچہ استاد جی نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ انہوں نے اٹھارہویں پارے کا ابتدائی رکوع پڑھا جس کی ابتداء قدافلح المومنون سے ہوتی ہے۔ ان آیات کی تفسیر انہوں نے بڑے عام فہم انداز میں بیان کی جسے سن کر لوگ از حد متاثر ہوئے۔ وہ سردیوں کے دن تھے اور استاد جی نے کھیس اوڑھ رکھا تھا' ان کی سادگی اور شخصیت میں بڑا رعب تھا''

مولانا محمد عبداللہ صاحب 1937ء سے 1947ء تک ولن مل دھاریوال کی مسجد میں فریضہ خطابت ادا کرتے رہے۔ اگست 1947ء میں مشرقی پنجاب کے سکھوں نے مسلمانوں کو قتل وغارت کا نشانہ بنایا تو وہ اپنے خاندان کے ہمراہ براستہ ڈیرہ بابا نانک پاکستان میں داخل ہوئے۔ مختلف شہروں سے ہوتے ہوئے رائے ونڈ آئے یہاں ان کے برادر نسبتی قیام پذیر تھے۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب ''بزم ارجمنداں'' میں لکھتے ہیں کہ......مولانا کا قافلہ پچاس ساٹھ افراد پر مشتمل تھا۔ ایک بہت بڑی حویلی ان کے برادر نسبتی کے قبضے میں تھی' مولانا عبداللہ اور ان کے ساتھیوں نے اسی حویلی میں پڑاؤ کیا۔ اسوقت عیدالاضحیٰ میں چار دن باقی تھے۔ مولانا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نے چالیس روپے میں قربانی کے لئے گائے خریدی۔ رائے ونڈ میں اس وقت ایک ہی مسجد تھی، جس کی رجسٹری حاجی محمد عاشق کے نام تھی اور وہ اہلحدیث مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ مولانا عید کی نماز پڑھنے مسجد میں گئے تو ایک کونے میں جا کر بیٹھ گئے۔ حاجی محمد عاشق کو کسی نے کہہ دیا کہ یہ عالم دین ہیں۔ حاجی صاحب ان کے پاس آئے اور عید پڑھانے اور خطبہ ارشاد فرمانے کی درخواست کی۔ چنانچہ انہوں نے نماز عید پڑھائی اور خطبہ دیا۔ خطبے کا موضوع حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہجرت۔ اور ان کا جذبہ قربانی تھا۔ سامعین میں اکثریت مشرقی پنجاب سے آنے والے لوگوں کی تھی اور ترک وطن کے زخم ابھی تازہ تھے۔ تقریر کے الفاظ و انداز کی اثر پذیری سے ہر آنکھ پرنم تھی اور ہر دل تڑپ رہا تھا۔ نماز عید کے بعد مولانا اپنی رہائش گاہ پر تشریف لائے اور گائے کی قربانی میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ دروازہ کھولا تو دیکھا کہ حاجی محمد عاشق ریڑھی لئے کھڑے ہیں، جس پر ایک بوری آٹے کی اور ایک بوری چاولوں کی ہے۔ کہا یہ حقیر سی خدمت قبول فرمائیے۔ ساتھ ہی پانچ سو روپے نقد عنایت کئے۔ یہ بہت بڑی مدد تھی جو اس وقت انہوں نے فرمائی اور لٹے پٹے قافلے کو سہارا دیا۔ (بزم ارجمنداں از مولانا محمد اسحاق بھٹی۔ ص 608)

مولانا محمد عبداللہ صاحب کچھ عرصہ رائے ونڈ میں قیام پذیر رہے، 1949ء میں آپ جماعت اہل حدیث بورے والا کے اصرار پر بورے والا تشریف لے آئے۔ انہوں نے بورے والا کی جامع مسجد اہل حدیث میں جو پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اس میں سورۃ العصر کی تفسیر بیان کی جسے سامعین نے بہت پسند کیا۔ ان دنوں یہ مسجد بہت چھوٹی تھی، مولانا محمد عبداللہ صاحب کی کوششوں سے اب بہت وسیع ہو گئی ہے۔ اور اسے چند سال پہلے از سر نو خوب صورت تعمیر کیا گیا ہے۔ نیز بورے والا اور اس کے گرد و نواح میں اہل حدیث کی ایک درجن سے زائد مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔

مولانا محمد عبداللہ صاحب بلند آہنگ خطیب تھے۔ ان کے وعظ کی اثر آفرینی سے ہزاروں لوگ راہ راست پر آ چکے ہیں۔ وہ عام فہم انداز میں بڑی پیاری گفتگو کرتے اور علم و حکمت کے موتی بکھیرتے چلے جاتے۔ عالم پیری میں بھی ان کی خطابت کی بڑی دھوم تھی۔ لوگ ان کا وعظ سننے دور دور سے دیوانہ وار چلے آتے۔

قرآنی خدمات

اللہ تعالیٰ نے مولانا محمد عبداللہ صاحب کو علم و عمل کے ساتھ تفقہ فی الدین اور قرآن فہمی سے بھی خوب نوازا تھا۔ آپ نے نماز فجر کے بعد چار بار درس قرآن میں قرآن مجید کی مکمل تفسیر بیان کی۔ آپ صبح کے درس قرآن کے لئے باقاعدہ تیاری کر کے آتے تھے۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب کا بیان ہے کہ ”بندہ نومبر 1949ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کورائے ونڈ سے بورے والا آ گیا۔سواد سفر ایک تفسیر ابن کبیر مصری کی جلد اول تھی۔ان دنوں بورے والا میں صرف جھگی نما ایک چھوٹی کچی مسجد تھی۔بجلی وغیرہ بھی یہاں نہیں تھی' دیسی سرسوں کے تیل کے دیئے کی روشنی میں بعد نماز فجر قرآن پاک کا درس شروع کیا گیا۔ بلاناغہ درس کے باوجود 10 سال میں درس قرآن اللہ کی توفیق سے ختم ہوا۔اللہ تعالیٰ کے اس احسان کے شکریہ پر حاضرین کی دعوت کی گئی۔اور دودھ' چائے اور مٹھائی سے تواضع کی گئی۔الحمدللہ

دوسری بار 1959ء میں درس قرآن کا آغاز کیا گیا۔اب کتابوں کی فراہمی بھی کچھ آسان ہوگئی تھی۔ مالی طور پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی برکت سے خوش حالی عطا کردی۔تفسیر خازن' تفسیر کبیر' تفسیر ابن جریر' فتح القدیر' مدارک' جلالین' جامع البیان اور دیگر مکاتب فکر کے علماء کے تراجم بھی مہیا ہوگئے تھے۔اب تفسیر ابن کثیر اور دیگر تفاسیر و تراجم کی معاونت سے بارہ سال میں 1971ء میں دوسری بار درس قرآن میں قرآن پاک کو مکمل کیا۔

تیسری بار 1972ء میں ابتداء سے درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا۔جو تبلیغی پروگراموں میں مصروفیت کے باوجود 1985ء میں تکمیل کو پہنچا۔

چوتھی بار 1985ء میں ترتیب سے درس قرآن کا آغاز ہوا۔اب مولانا محمد عبداللہ صاحب کی بینائی بھی کم زور ہو چکی تھی انہوں نے آنکھوں کا آپریشن کروایا اور نظر کا چشمہ لگا کر درس قرآن ارشاد فرماتے رہے اور 1997ء میں درس قرآن میں مکمل قرآن مجید کا درس ختم کیا۔

مولانا محمد عبداللہ صاحب عالم پیری میں نظر کی کمزوری' بڑھاپے' نقاہت اور دیگر کچھ عوارض کے باوجود عزم جواں رکھتے تھے۔قرآن کریم سے محبت ان کے رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے تھی انہوں نے پانچویں بار ترتیب سے درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا جو آخر عمر تک جاری رہا ان کا یہ درس قرآن اب نماز فجر کے بعد کی بجائے نماز عصر کے بعد ہوتا تھا۔ بلاشبہ یہ بہت بڑی خدمت قرآن ہے جو مولانا عبداللہ صاحب نے انجام دی ہے۔تقسیم ملک سے پہلے کے سات سال اور ایک سال رائے ونڈ ضلع قصور کے درس قرآن کو بھی شامل کیا جائے تو یہ مدت 72 سال بنتی ہے اور خادم قرآن کی حیثیت سے یہ بہت بڑی خدمت قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔آمین

مولانا محمد عبداللہ صاحب کو تحریر و نگارش سے بھی خاص شغف تھا۔انہوں نے کوئی کتاب تو مرتب نہیں کی البتہ ان کے علمائے اہل حدیث کے بارے مضامین جماعتی رسائل میں اشاعت پذیر ہو کر ہمارے مطالعے میں آتے۔ وہ خوب صورتی سے اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرتے اور پیارے اسلوب میں اکابرین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جماعت کا تذکرہ کرتے تھے۔ چند سال پہلے انہوں نے شیخ الاسلام فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ کے بارے ہفت روزہ اہل حدیث لاہور میں متعدد مضامین لکھے تھے۔ اوران میں حضرت شیخ الاسلام کی زندگی کے بعض گوشوں کو اجاگر کیا تھا۔ کسی کو چاہئے کہ مولانا عبداللہ صاحب کے تمام مضامین کو یکجا کر کے شائع کردے۔ اس سے جماعتی تاریخ کے بہت سے واقعات محفوظ ہو جائیں گے۔

مولانا محمد عبداللہ صاحب نے سیاست میں تو زیادہ حصہ نہیں لیا البتہ مذہبی تحریکوں میں سرگرم عمل رہے۔ فتنہ مرزائیت کے خلاف انہوں نے قیام پاکستان سے پہلے بھی خوب کام کیا اور قیام پاکستان کے بعد بھی وہ قادیانیوں کے خلاف پیش پیش رہے۔ اس راہ میں انہیں مصائب و آلام سے بھی دوچار ہونا پڑا اور قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں۔ وہ ہر موقع پر ثابت قدم رہے' اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی اور انہوں نے دھڑلے سے قادیانی نبوت کے جھوٹے دعویدار مرزا غلام احمد قادیانی کے ڈھول کا پول کھولا۔ مولانا عبداللہ صاحب نے 1935ء میں جب وہ مولانا عطاء اللہ شہید رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں زیر تعلیم تھے قادیانیت کے خلاف پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا تھا پون صدی کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی مولانا محمد عبداللہ سال میں ایک بار اس خطبے کی تجدید کرتے تھے۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب پہلی بار 1939ء میں جیل گئے تھے۔ انہوں نے بٹالہ سے چھ میل دور دیال گڑھ کے قریبی گاؤں ''ہرسیاں'' میں مرزائیوں کے خلاف تقریر کی تھی۔ اس پاداش میں انہیں گرفتار کر لیا گیا اور ایک ہفتے بعد ان کی ضمانت ہوئی۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی مولانا محمد عبداللہ صاحب سرگرم عمل رہے اور انہیں کراچی جیل میں ایک ماہ گزارنا پڑا۔ 1955ء میں انہوں نے خانیوال میں تقریر کی اور ختم نبوت کے مسئلے کو اجاگر کیا اس ضمن میں قادیانی مذہب بھی زیر بحث لائے۔ اس جرم میں انہیں جیل بھیج دیا گیا اور ایک ماہ دس دن بعد ضمانت ہوئی۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب اس دور کے واقعات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں......

بٹالہ اور امرتسر قریب قریب ہونے کی وجہ سے اکثر فاتح قادیان کی زیارت و ملاقات ہوتی رہی اور ان کے بیانات اور مناظرات دیکھنے اور سننے کا موقع ملا۔ تقریباً زندگی کا گیارہ سالہ بہترین دوران کی رفاقت اور قرب میں بسر کرنے کا موقع ملا۔ (الحمد لله على ذالك)

برصغیر پاک و ہند کی تقسیم سے پہلے دس سالہ دور خطابت' توحید و سنت' اصلاح معاشرہ اور سیرت مصطفیٰ ﷺ کی تبلیغ اور رد قادیانیت میں بسر کرنے کا موقع ملا' اس دوران کئی مرزائیوں سے مناظرات بھی ہوئے۔ برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کے بعد 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی حصہ لینے کا موقع ملا' بوریوالا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ضلع ملتان (حال ضلع وہاڑی) ختم نبوت کے پروانوں کا جو پہلا قافلہ کراچی روانہ ہوا' اس میں بحیثیت قائد قافلہ جانے کا موقع ملا۔ کراچی جیل میں ایک ماہ تک قیام پذیر ہو کر اللہ تعالیٰ نے سنت انبیاء کی اتباع کا موقع فراہم کیا۔ (کیونکہ دین کی خاطر جیل میں جانا بھی انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے)

پھر اس کے بعد 1995ء میں ردقادیانیت کے سلسلہ میں خانیوال ضلع ملتان (اب خانیوال خود ایک ضلع ہے) ایک تقریر کی وجہ سے ملتان جیل میں جانا پڑا' جب مجھے خانیوال کی پولیس گرفتار کر کے اور ہتھکڑی لگا کر ملتان لے کر گئی تو ایک سب انسپکٹر اور دو کانسٹیبل ساتھ تھے' پھر وہ مجھے جیل کے دفتر میں لے گئے یہاں سے انہوں نے مجھے کسی بارک میں بھیجنا تھا میں وہاں کلرک کے پاس کھڑا ہو گیا اور وہ اپنے رجسٹر کھول کر دیکھنے لگا اور اسی دوران اس کے میز پر پڑے ٹیلیفون کی گھنٹی بجی' اس نے فون اٹھایا اور فون پر کسی سے بات کرنے لگا' بات کرتے کرتے کہنے لگا کہ مولوی صاحب آپ کے لیے فون آیا ہے، فون پکڑیں اور بات سنیں' میں نے جب ٹیلیفون کان سے لگایا تو وہ سپرنٹنڈنٹ جیل کا فون تھا۔ اس نے کہا مولوی صاحب السلام علیکم۔ میں نے جواب میں وعلیکم السلام کہا' کہنے لگا میں سپرنٹنڈنٹ جیل بول رہا ہوں میں نے کہا حکم کریں۔ کہنے لگا حکم نہیں گذارش ہے کہ ہمارے خطیب صاحب جو جیل میں خطبہ جمعہ دینے آیا کرتے ان کی آج درخواست آ گئی ہے کہ وہ بیمار ہیں اس لیے جمعہ کی خطابت کا انتظام کر لیں۔

اس دن چونکہ جمعہ تھا اور سپرنٹنڈنٹ صاحب نے مجھے اپنے دفتر میں بیٹھے ہوئے شیشے کی کھڑکی میں سے دیکھ لیا تھا اس لیے مجھے ایک عالم دین سمجھ کر ٹیلیفون کیا۔ دفتر میں کلرک کے پاس میں ابھی پہنچا تھا۔ کہنے لگا مولوی صاحب آج آپ خطبہ جمعہ ارشاد فرما دیں میں نے ان سے انکار کیا اور کہا کہ جون کا مہینہ گرم ترین مہینہ ہے میں کئی دن حوالات میں رہا ہوں' میرے کپڑے بھی پسینے سے خراب ہیں اور جسم بھی گندا ہے، اس لئے میں جمعہ نہیں پڑھا سکتا۔ اس نے کہا مولوی صاحب! گذارش قبول فرمائیں' میں کپڑے بھی نئے بھیجتا ہوں' اور پانی بھی غسل کرنے کے لئے اور آپ کے لئے ناشتہ وغیرہ بھی بھیجتا ہوں آپ میری گذارش قبول کریں اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمائیں' کلرک مجھے آہستہ آہستہ کہہ رہا تھا کہ صاحب کی بات مان جائیں' میں نے کہا آپ مجبور کرتے ہیں تو آپ کے کہنے پر خطبہ جمعہ دے دیتا ہوں۔ میں ابھی وہاں ہی بیٹھا تھا ایک قیدی اپنے سر پر پانی کا ٹین رکھ کر لا رہا تھا اور صابن دھنیا کا تیل بھی ساتھ تھا' اس کے بعد ایک قیدی کپڑوں کا نیا جوڑا اور اس کے ساتھ 376 کی ململ کی پگڑی' کرتا' بنیان' ملتانی لاچہ' جرابیں وغیرہ لے کر آ گیا۔ پھر اس کے بعد ایک اور قیدی آ گیا اور اس کے ہاتھ میں ایک بڑی ٹرے تھی جس میں دو پراٹھے' تین انڈے' دہی' مکھن اور چائے تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کہنے لگا کہ یہ آپ کا ناشتہ ہے۔ میں نے کلرک سے کہا کہ دیکھو جب میں جیل میں داخل ہونے لگا تو آپ کے پولیس والوں نے میری مکمل تلاشی لی اور پان بھی نکال لیا لیکن وہ میرے سینے سے قرآن نہ نکال سکے' اور یہ سب قرآن کی برکت سے ہے۔

میں نے غسل کیا' نئے کپڑے پہنے' پھر ناشتہ کیا تو جمعہ کی اذان ہوگئی' میری عمر اس وقت تقریباً چالیس سال تھی' جیل کے تمام قیدی اور افسران بڑی تعداد سے جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے آئے' میں نے حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ سے سنا تھا کہ سورہ یوسف جیل میں پڑھنے کا مزا آتا ہے۔ میں نے خطبہ جمعہ میں (رب السجن احب الی مما یدعوننی الیه) کی تشریح کی' اللہ تعالیٰ نے اس قدر توفیق بخشی کہ پونے دو گھنٹے خطبہ' جمعہ دیا' اتنا مؤثر ثابت ہوا کہ قیدی نعرے مار رہے تھے اور سورہ یوسف کا ترجمہ اور تفسیر سن کر رو رہے تھے' جیل کی فضا نعرہ تکبیر سے گونج رہی تھی۔ اب جیل کے افسران پریشان تھے کہ قیدی کہیں بغاوت نہ کر دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے عزت عطا کر دی' (اور یہ سب کچھ قرآن کی برکت ہے) جب نماز جمعۃ المبارک ادا کی تو میرے پیچھے ملتان کے دو نوجوان رئیس زادے بھی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تھے اور وہ کسی کے قتل کے جرم میں قید تھے اور انہوں نے اپنا کھانا گھر سے منظور کروایا ہوا تھا۔ وہ بڑے احترام سے ملے اور پوچھا مولانا کہاں سے آئے ہیں؟ اور کس سلسلہ میں جیل میں آ گئے؟

میں نے کہا کہ میں بوریوالا کی مرکزی جامع مسجد اہلحدیث کا خطیب ہوں اور خانیوال میں ختم نبوت کے موضوع پر ایک تقریر کی اور جس میں کھل کر مرزائیت کی تردید کی ہے۔ وہاں کا تھانیدار مرزائی تھا اور رپورٹر بھی مرزائی تھا انہوں نے رات ہی کو میرے وارنٹ گرفتاری جاری کروا کر مجھے گرفتار کروالیا' اگلے دن انتظامیہ جلسہ نے ضمانت کی درخواست دی' لیکن اس وقت پتہ چلا کہ ملتان کا سیشن جج بھی مرزائی ہے۔ اور اس نے میری ضمانت کی درخواست مسترد کر دی' جس کی وجہ سے پولیس مجھے آج ہی جیل لائی ہے' اور یہ میری اور آپ کی ملاقات کا سبب بنا ہے۔ وہ دونوں نوجوان حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمتہ اللہ علیہ کے مقتدی تھے وہ کہنے لگے مولوی صاحب آپ کھانا ہمارے ساتھ کھایا کریں ہمارا کھانا گھر سے آتا ہے۔ میں نے انکار کیا لیکن ان کا اصرار غالب آ گیا' میں نے ان کی دعوت قبول کر لی' ان میں سے ایک پھر کہنے لگا کہ مولوی صاحب آپ تو پان بھی کھاتے معلوم ہوتے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ ہاں پان کھاتا ہوں لیکن جب پولیس والوں نے تلاشی لیتے وقت میرا پان نکال لیا تو میں نے اپنے نفس سے کہا تھا کہ دیکھو یہاں کتنی پابندی ہے اب پان مت مانگنا' کہنے لگے ان سے مانگیں کیوں؟ ہمارے دونوں بھائیوں کے سولہ پان روزانہ گھر سے آتے ہیں' اب آج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سے آٹھ پان آپ کے بھی آیا کریں گے' میں ایک ماہ اور تین دن ملتان ڈسٹرکٹ جیل میں رہا اوران نوجوانوں کا صبح کا ناشتہ' دوپہر کو کھانا' بعد نماز عصر چائے' رات کا کھانا آتا اور بہت پُر تکلف کھانا ہوتا۔ جیل میں میرے ساتھ ملاقات کرنے جو بھی آتا میں کہتا کہ ابھی دو چار ماہ میری ضمانت نہ کروانا کیونکہ یہاں بہت آرام ہے۔ لیکن آخر کار حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے میاں محمود علی صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ کو کہہ کر میری لاہور ہائیکورٹ سے ضمانت کروادی۔ اسی طرح پوری زندگی اسی انداز سے گزری ہے۔ یہ ایک مختصر سا تعارف ہے۔

کبھی فرصت ہو تو سن لینا...... بھری پڑی ہے داستان میری

تحریک ختم نبوت سے میرا 80 سال پرانا تعلق ہے اور ہمارا یہ خاندانی سرمایہ ہے جس کی وجہ سے میرے عزیزم بیٹے (ڈاکٹر محمد سلیمان اظہر) جن کا قلمی نام ڈاکٹر بہاؤالدین سلفی ہے نے تحریک ختم نبوت کی آٹھ جلدیں لکھ کر (انڈیا' برطانیہ اور مکتبہ قدوسیہ لاہور سے شائع کروا کر پورے پاکستان میں پھیلا دی ہیں اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ وقت نکال کر ان پر بھی نظر ڈال لیں شاید فائدہ ہو جائے (شکریہ) (ماہنامہ ضیائے حدیث لاہور ختم نبوت نمبر بنام ''قندیل'' اپریل مئی 2009ء) (یاد رہے کہ تحریک ختم نبوت کی اب پندرہ جلدیں منظر عام پر آ چکی ہیں۔ الحمدللہ)

کسی دور میں نصرت ٹرانسپورٹ کمپنی کی بسیں لاہور سے فیصل آباد (اس دور کا لائل پور) چلتی تھیں۔ فیصل آباد میں اس کمپنی کا بس اڈا کارخانہ بازار کے باہر ہوا کرتا تھا۔ اور یہ بس کمپنی مرزائیوں کی تھی۔ ایک بار مولانا محمد عبداللہ صاحب لاہور سے نصرت ٹرانسپورٹ کی بس کے ذریعے لائل پور آئے۔ رات کو انہوں نے دوران تقریر تذکرہ کیا کہ میں لاہور سے نصرت بس پر بیٹھ کر ساڑھے تین گھنٹہ میں لائل پور پہنچا ہوں۔ قادیانیوں نے اس بات پر ان کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ مولانا عبداللہ صاحب پیشی پر عدالت میں حاضر ہوئے اور اپنا بیان دیا۔ عدالتی کارروائی کے بعد انہوں نے کہا کہ آئندہ پیشی پر میں یہ بھی بتاؤں گا کہ نصرت بس کمپنی پر بیٹھ کر مجھے کتنا لطف آیا اور سفر کتنا آرام دہ رہا۔ ان کی یہ بات بھی مرزائیوں کو چبھ گئی۔ اب ان کو کسی نے مشورہ دیا کہ اس مولوی سے جان چھڑا لو ورنہ یہ آئندہ تمہیں عدالت میں بڑا رسوا کرے گا۔' لہٰذا مرزائیوں نے اپنا مقدمہ واپس لے لیا۔

1974ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی بھرپور کردار ادا کیا اور بورے والا کی مذہبی قیادت میں ان کا کام اور نام نمایاں تھا۔ 1977ء کی تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ میں بھی مولانا محمد عبداللہ صاحب کی خدمات قابل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قدر رہیں۔جس طرح ان کی عمر طویل تھی اسی طرح ان کی خدمات کا دائرہ بھی وسعت پذیر تھا۔مولانا محمد عبداللہ صاحب بڑے وضع دار اور پُر وقار عالم دین تھے۔ ہمیشہ اپنی عزت و وقار کا خیال رکھتے۔ایک بار انہوں نے قصور کی جامع مسجد فریدیہ اہل حدیث میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔رات کو ان کا قیام بھی قصور میں ہی تھا۔مشہور مغنیہ ملکہ ترنم نور جہاں کا تعلق بھی قصور سے ہے اور ان کا آبائی گھر بھی وہیں ہے۔ان دنوں نور جہاں قصور میں تھیں' اس کو مولانا محمد عبداللہ صاحب کی قصور آمد کا پتہ چلا تو اس نے اپنا خادم بھیجا کہ باباجی صبح ناشتہ ان کے ہاں کریں۔مولانا محمد عبداللہ صاحب نے انکار کر دیا۔بعض لوگ کہنے لگے آپ اس کی دعوت قبول کر لیتے اس میں حرج ہی کیا تھا۔لیکن مولانا محمد عبداللہ فرمانے لگے میں نہیں جاؤں گا۔اور مولانا محمد عبداللہ صاحب نور جہان کے لاکھ اصرار پر ان کے ہاں ناشتہ کرنے نہیں گئے اور ایک عالم دین ہونے کی حیثیت سے اپنے مقام و مرتبے کو بلند رکھنا۔

مولانا محمد عبداللہ صاحب کا امتحان لینے کے لئے بسا اوقات انہیں مختلف طریقوں سے آزمایا گیا۔مولانا بتایا کرتے کہ ایک بار منڈی بہاؤالدین سے خط آیا کہ فلاں تاریخ کو آپ تشریف لائیں اور اپنے خطاب سے سامعین کو مستفید فرمائیں۔خط پڑھ کر میں منڈی بہاؤالدین گیا رات کو تقریر کی اور واپس آ گیا' انہوں نے واپسی پر پوچھا تک نہیں۔تھوڑے دن گزرے ان کی طرف سے پھر خط آیا کہ تشریف لائیں اور تقریر کریں۔مولانا بیان کرتے ہیں کہ خط پڑھ کر میں نے خود سے کہا مولوی! یہ تیری آزمائش ہے۔کہیں پھسل نہ جانا۔وہ آزمانا چاہتے ہیں کہ کیا مولوی کرایہ کے بغیر بھی آ سکتے ہیں۔چنانچہ میں وقت مقررہ پر منڈی بہاؤالدین پہنچا اور تقریر کی۔جن لوگوں نے مجھے بلایا تھا ان کا صابن کا کارخانہ تھا۔وہ صبح اپنی گاڑی میں مجھے بتی چوک لاہور چھوڑ گئے اور جاتے ہوئے ایک پیٹی صابن کی اور گیارہ سو روپے میری واسکٹ کی جیب میں ڈال گئے یہ سستے زمانے کی بات ہے''اس واقعہ سے مولانا محمد عبداللہ صاحب کی تبلیغی مساعی میں خلوص کو دیکھا جا سکتا ہے۔

لالچ' طمع و حرص سے کوسوں دور رہ کر انہوں نے خدمت دین کا فریضہ ادا کیا اور اپنی عزت اور علماء کی عظمت و وقار کو ہمیشہ قائم و دائم رکھا۔اصل میں مولانا محمد عبداللہ صاحب نے جن لائق اساتذہ کرام اور عالی قدر بزرگان دین کے زیر سایہ رہ کر تعلیم و تربیت کی منزلیں طے کیں یہ اسی کا اثر ہے۔مولانا محمد عبداللہ صاحب' شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ کے خاص ارادت مند اور شاگردوں میں شمار ہوتے تھے۔مولانا بیان کیا کرتے کہ مولانا امرتسری مجھ پر بڑی شفقت فرمایا کرتے تھے۔اور بسا اوقات تبلیغی پروگراموں میں بھی ساتھ لے جاتے۔بڑے سخی اور فیاض تھے ہمیشہ دوسروں کا خیال رکھتے۔ایک بار ان کے ساتھ شورکوٹ جانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کا اتفاق ہوا۔شہر اسٹیشن سے تین چار میل ہٹ کر ہے۔لوگ شیخ الاسلام کے استقبال کے لئے دور دور سے آئے ہوئے تھے۔ان میں علاقے کے ہندو اور سکھ بھی بڑی تعداد میں تھے۔ ہزاروں کا مجمع تھا۔جب ہم کینٹ اسٹیشن سے شہر کو جانے لگے تو شہر کا ایک سکھ رئیس مجمع سے نکل کر آگے آیا اور مولانا امرتسری کی خدمت میں آداب بجالا کر اپنی عقیدت کا اظہار کیا اور ساتھ ہی لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا یہ مسلمانوں کا ''درشنی'' مولوی ہے۔رات کو مولانا امرتسری مرحوم نے شورکوٹ میں انعقاد پذیر جلسے میں تقریر کی مسلمان تو متاثر ہوئے ہی لیکن غیر مسلم بھی بڑے متاثر ہوئے۔''

بلا شبہ مولانا محمد عبداللہ پرانے دور کی یادگار تھے۔انہوں نے نیک لوگوں کا ساتھ پایا۔وہ جس دور میں پلے بڑھے اور جس ماحول میں تعلیم و تربیت کی منزلیں طے کیں اسے سنہری دور سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔اس دور میں مختلف تحریکیں اور جماعتیں میدان کارزار میں سرگرم عمل تھیں۔ ہندو سکھ عیسائی اور مسلمان اپنے اپنے مذہب کی اشاعت میں لگے ہوئے تھے۔اور اس سلسلے میں وہ ایک دوسرے سے مناظرے اور مباحثے بھی کرتے تھے اور دوسری طرف مل کر انگریز سے آزادی کے لئے کام بھی کر رہے تھے۔

مولانا محمد عبداللہ صاحب نے ان حالات کا بطور جائزہ لیا اور پھر ان کا علاقہ بٹالہ بھی قادیانی فتنہ کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ان حالات میں مولانا عبداللہ صاحب نے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے اہل حدیث اسٹیج سے کام کرنا شروع کیا۔قادیانی مذہب کے خلاف انہوں نے تقریر و تحریر سے کام کیا اور دیگر مذاہب باطلہ کے خلاف بھی انہوں نے زبان و بیان سے جہاد کیا۔تقسیم ملک سے پہلے آپ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس سے منسلک رہے جس کے ناظم اعلیٰ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ قیام پاکستان کے بعد جب 24 جولائی 1948ء کو مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو آپ اس سے منسلک ہو گئے اور تاحیات مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ساتھ ہی رہے۔شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری' مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی' مولانا سید محمد داؤد غزنوی اور مولانا محمد اسماعیل سلفی ان پر بہت اعتماد کیا کرتے تھے اور ان اکابرین جماعت کے ساتھ مل کر مولانا محمد عبداللہ صاحب نے جماعت کی تعمیر و ترقی کے لئے دن رات کام کیا۔

مولانا محمد عبداللہ گورداس پوری دوستوں کے دوست اور یاروں کے یار تھے۔جن حضرات کے ساتھ ان کا ذرا سا بھی تعلق رہا انہیں یاد رکھتے۔اپنے اساتذہ کرام کا ذکر خیر عقیدت سے کرتے' چھوٹوں پر شفقت فرماتے۔فیصل آباد تشریف لاتے تو ان کی کوشش ہوتی کہ دوستوں سے ضرور ملاقات کی جائے۔ان کی خواہش پر کئی بار ہم ان کے استاد زادے حافظ سلیمان ایم اے مرحوم کو ان کے گھر سمن آباد جا کر ملے اس موقع پر ہمارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مرحوم دوست علی ارشد چودھری اپنی گاڑی سمیت ہمراہ تھے۔مولانا محمد عبداللہ صاحب بذلہ سنج اور باغ و بہار طبیعت کے انسان تھے وہ اپنی گفتگو اور شرینی گفتار سے خوب محظوظ کرتے۔ایک بار فیصل آباد تشریف لائے اور مجھے ٹیلی فون کیا۔حال احوال پوچھ کر کہنے لگے ارشد مرشد کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا اس وقت تو وہ گھر پر سو رہے ہوں گے نماز ظہر کے بعد ہی شہر آئیں گے پھر پوچھنے لگے حکیم عبدالستار کے بیٹے حافظ حبیب الرحمان کہاں ہوں گے؟ میں نے بتایا کہ حافظ صاحب نماز فجر کے بعد سو جاتے ہیں نماز ظہر میں ہی مسجد میں آئیں گے۔بابا جی میرا یہ جواب سن کر برجستہ کہنے لگے یہ سارے اصحاب کہف ہی ہیں، جو سوئے ہوئے ہیں۔ان کی اس برجستہ گوئی نے بڑا لطف دیا۔اپریل 2004ء میں مولانا محمد عبداللہ صاحب فیصل آباد تشریف لائے اور مسجد کوثر اہل حدیث افغان آباد میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔نماز جمعہ کے بعد راقم اور علی ارشد چودھری نے ان کو ساتھ لیا اور مختلف احباب سے ملاقاتیں کرائیں۔نماز عصر ہم نے محمدی مسجد اہل حدیث نثار کالونی میں ادا کی۔ راقم نے عرض کیا بابا جی قریب ہی میرا غریب خانہ ہے تشریف لائیں نوازش ہوگی انہوں نے بلا تامل میری گذارش مان لی اور میرے گھر تشریف لے آئے۔انہوں نے خیر و بھلائی کی دعا بھی فرمائی۔کھانا تیار تھا ان کو پیش کیا۔کھانا تناول فرما کر محبت سے کہنے لگے،سلفی تمہاری بیوی کوئی ''رابعہ بصری'' معلوم ہوتی ہے۔دیکھیں کتنی جلدی اتنا اچھا کھانا تیار کر کے ہماری ضیافت کی ہے'' بلاشبہ مولانا صاحب باوفا اور بے لوث انسان تھے زندگی بھر مولانا محمد عبداللہ صاحب کی صحت بہت اچھی رہی کھانا کم کھاتے' تازہ سبزیاں ان کی مرغوب غذا تھی۔ چائے کے شوقین تھے اور پان بھی چباتے تھے۔عصر حاضر کے واعظین کی طرح نخرے بالکل نہیں کرتے تھے اپنی مسجد کے خطیب و امام بھی تھے۔

1957ء میں مولانا محمد عبداللہ صاحب نے مرکزی جامع مسجد اہل حدیث بورے والا میں ''مدرسہ محمدیہ'' کی بنیاد رکھی۔بطل حدیث حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کا افتتاح فرمایا تھا۔مولانا محمد عبداللہ صاحب اس مدرسہ میں عرصہ دراز تک طلبہ اور طالبات کو ترجمۃ القرآن اور ناظرہ قرآن پڑھاتے رہے۔شعبہ حفظ القرآن کے لئے بھی استاد تھا۔اس مدرسہ سے حافظ عبدالستار شیخ الحدیث کوٹ ادو (وفات 19 جنوری 2009ء) قاری محمد رمضان سینئر مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد' پروفیسر عبدالرحمان لدھیانوی اور حافظ محمد لقمان سلفی (وفات 10 جون 2002) جیسے نامور علماء نے تعلیم حاصل کی۔

مولانا محمد عبداللہ صاحب سے متعلق نگارشات ان کی عمر کی طرح طویل ہوگئی ہیں۔اب ان کی اولاد کے بارے چند الفاظ پڑھ لیجئے۔اللہ تعالیٰ نے ان کو چار بیٹوں اور سات بیٹیوں سے نوازا' بیٹوں کے نام یہ ہیں'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(1) **ڈاکٹر محمد سلیمان اظہر**' دینی و دنیوی تعلیم سے آراستہ ہیں۔ لکھنے پڑھنے کا ذوق اچھا ہے۔ 1970ء کے عشرے میں جامعہ سلفیہ میں انگریزی کے استاد رہے۔ جامعہ اسلامیہ بہاولپور اور بعض دوسرے سرکاری کالجز میں پروفیسر رہے۔ 1987ء سے برطانیہ میں مقیم ہیں۔ تحریک ختم نبوت اور تاریخ اہل حدیث ان کی شاہکار تصانیف ہیں جو پاک و ہند سے شائع ہو کر اہل علم سے داد و تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے تفصیلی حالات میں نے ان کی تحریک ختم نبوت کی جلد نمبر 9 کے شروع میں تفصیل سے لکھے ہیں۔

(2) **حافظ محمد لقمان غضنفر سلفی**' جید عالم دین تھے۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے اکتساب علم کیا۔ 17-18 سال میاں چنوں کی جامع مسجد اہل حدیث میں خطیب رہے۔ 10 جون 2002ء کو انہوں نے میاں چنوں میں ہی وفات پائی۔ بڑے خلیق' ملنسار اور خوش طبع عالم دین تھے۔ ان کے تفصیلی حالات جاننے کے لئے راقم کا مضمون ہفت روزہ اہل حدیث لاہور کے 14 اپریل 2003ء کے شمارے میں ملاحظہ فرمائیے۔

(3) **ریاض قدیر**' بورے والا میں رہتے ہیں اور اپنا کاروبار کرتے ہیں' نیک اور صالح انسان ہیں۔

(4) **زبیر احمد** مستند عالم دین ہیں' بورے والا کے ایک سرکاری سکول میں پڑھاتے ہیں اور مسجد میں خطیب بھی ہیں۔

بابائے تبلیغ مولانا عبداللہ صاحب سے متعلق یادوں اور ملاقاتوں کے یہ چند ناقابل فراموش نقوش ہیں۔ جو میں نے قارئین کے روبرو پیش کئے ہیں۔ مجھ سے کہیں زیادہ بابا جی سے متعلق واقعات ان لوگوں کے دل و دماغ میں محفوظ ہوں گے جن کو راقم سے زیادہ مولانا کی محفل میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ تاہم میرے دل کا تقاضہ اور روح کی پکار تھی کہ بابا جی سے متعلق یادوں کو کاغذ کے سینے پر ثبت کیا جائے۔ اب بابا جی کے بارے میں جماعت اہل حدیث کے عظیم شاعر جناب علیم ناصری مرحوم کی ایک نظم پیش خدمت ہے جو قریباً ایک عشرہ قبل ہفت روزہ الاعتصام لاہور میں شائع ہوئی تھی۔ جناب علیم ناصری فرماتے ہیں:

نام ہے لب پر مرے اک مردِ حق آگاہ کا
یارِ خیر اندیش، مولانائے عبداللہ کا
وہ مرے مسلک، مرے نطق و نوا کا ہم صفیر
ہم خیال و ہم زبان و دلربا و دل پذیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہم نوا ئے ہمنوا یا ن ، ہم نشینِ ہم دما ں
دوست دارِ دوستداراں، خیر خواہِ ہم رہا ں
نر م خو و گر م جو، شا ئستہ خو ، شا ئستہ رو
حق پرستو ں کا مصا حب ، اہل با طل کا عدو
خوش کلام و خوش خرا م و خوش بیان و خوش زبا ن
پاک پوش و پا ک نوش و پا ک چشم و پا ک جا ن
عالمِ نکتہ شنا س و فا ضلِ ر مز آ شنا
اک ادیب علم پر ور ، اک خطیب خوش نوا
محفلو ں میں زعفرا نی ر نگ بھر دیتا ہے وہ
خشک جا نو ں کو بھی لا لہ زار کر دیتا ہے
غم ز دو ں کی دور کر دیتا ہے وہ افسر د گی
فصل گل بنتی ہے اس کو د یکھ کر پژمر د گی
اس کی تقریریں شگفتہ، بزم آ را ، دل نشیں
چٹکلو ں میں بھی سبق آ موز، معنی آ فر ین
منبر و محرا ب میں رو حا نیت کی آ بشار
بز م یا را ں میں شگو فو ں کی بہار اندر بہار
چھو ٹتی ہے بورے وا لا سے جو اس کی پھل جھڑی
بنتی ہے لا ہور کے وہ گل کدو ں کی پنکھڑی
آ ج بھی با نکا ہے میرا سا ل خوردہ دوستدار
شا ہ با لا ئے مسیحا کا بھی ہے امید وار
اس کا فر زند گرا می دا نش و بینش مآ ب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ملکِ عرفان کا سلیمان صاحبِ کلک وکتاب
میرے بھائی کی ہو سب اولاد یارب شادمان
ان پہ برسا رحمتیں اے مالک کون و مکان
دین اور دنیا رہے اس کی متین و تابدار
وہ رہے اپنے عزائم میں ہمیشہ کامگار

مولانا محمد عبداللہ صاحب کی زندگی دعوت وتبلیغ سے عبارت تھی اور انہوں نے اس مشن میں عمر گزار دی۔ ایک عرصے سے وہ شوگر اور دل کے عارضے میں مبتلا تھے لیکن عوارض سے زیادہ بڑھاپا ان پر غالب تھا۔ کمزوری، نقاہت اور بڑھاپے کے باوجود وہ تبلیغی پروگراموں میں شوق وعزم سے شریک ہوتے اور اپنی خطابت کی تمام تر رعنائیوں سے سامعین کو محظوظ کرتے۔ 16 اور 17 مارچ کو ماموں کانجن میں آل پاکستان اہل حدیث کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کی صدارت مولانا محمد عبداللہ صاحب نے فرمائی اور سترہ مارچ کی رات انہوں نے اپنا خطبہ صدارت ارشاد فرمایا جو ان کے مخصوص طرز فکر کا آئینہ دار تھا۔ اسی روز دن کے وقت ان کا قیام فیصل آباد میں تھا اور انہوں نے فون کے ذریعے راقم کی خیریت دریافت کی تھی اور اپنی صحت کے بارے بتایا تھا۔ اس کے بعد بھی ان سے گاہے بگاہے رابطہ رہا۔

مئی کے ابتدائی دنوں برادرم محمد سہیل اظہر چودھری نے باباجی کی بیماری کے متعلق بتایا اور کچھ تشویش کا اظہار کیا۔ ان کا علاج جاری تھا کہ 7 مئی کو دوپہر ایک بج کر چالیس منٹ پر نہایت افسردہ لہجے میں سہیل صاحب نے اپنے پیارے بابا کی موت کی اطلاع دی۔ جسے سن کر نہایت صدمہ ہوا۔ تھوڑی دیر بعد ہفت روزہ الاعتصام لاہور کے دفتر سے مولانا محمد سلیم چنیوٹی نے بھی یہی خبر سنائی۔

مولانا محمد عبداللہ صاحب کی شدید خواہش تھی کہ وہ بورے والا میں ہی فوت ہوں اور اسی شہر میں انہیں دفن کیا جائے جہاں وہ 63 سال سے مرکزی جامع مسجد اہل حدیث میں خطابت وامامت کا فریضہ ادا کر رہے تھے۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب کی وفات کی خبر منٹوں میں پورے ملک اور بیرون ملک پہنچ گئی۔ اور لوگ نماز جنازہ میں شرکت کے لئے بورے والا پہنچنا شروع ہوگئے۔ 8 مئی کو صبح پونے گیارہ بجے مولانا ارشاد الحق اثری صاحب کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی گئی اس میں ہزاروں علماء اور عوام بلاتفریق مسلک شریک ہوئے۔ اور بورے والا میں ہی تدفین عمل میں آئی۔ بورے والا کی تاریخ میں مولانا محمد عبداللہ صاحب کا جنازہ مثالی تھا۔ ان کی وفات کے سوگ میں انجمن تاجران نے مارکیٹیں اور بازار بند رکھے جبکہ سرکاری و نیم سرکاری دفاتر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور سکول و کالج بھی بند رہے۔ اس علاقے کے ایم پی اے خالد محمود بھٹی نے سیکورٹی اور دیگر انتظامات میں بھرپور تعاونکیا۔ دیگر یہ کہ مقامی جماعت نے بھی آنے والوں کے لئے ٹھنڈے پانی اور کھانے کا خاطر خواہ انتظام کر رکھا تھا۔ بلا شبہ مولانا محمد عبداللہ صاحب اپنے دور کے رفیع المرتبت عالم دین تھے۔ جو اپنے پیچھے بہت سی خوشگوار یادیں چھوڑ گئے۔

اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

❁ حافظ ریاض احمد اثری استاذ بمرکز ابن القاسم الاسلامی، ومدیر مکتبۃ دار الکتاب والحکمۃ ملتان لکھتے ہیں:

پیکر عزم واستقلال: گورداسپوری بابائے تبلیغ

۷ مئی ۲۰۱۲ء بروز سوموار محترم مولانا محمد سلیم چنیوٹی (الاعتصام لاہور) اور محترم رمضان یوسف سلفی (آف فیصل آباد) نے یکے بعد دیگرے بابائے تبلیغ مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری کی وفات کی افسوس ناک خبر سنائی، جسے سن کر انتہائی دلی صدمہ ہوا۔ انا للہ و انا الیہ را جعو ن

دل میں سوچ رہا تھا کہ ابھی شیخین جلیلین (مولانا حافظ عبدالمنان نورپوری، اور ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر) کا صدمہ نہیں بھولے تھے اور اب نئے صدمہ سے دوچار ہو گئے ہیں۔ ان جلیل القدر علمائے کرام کا اٹھ جانا اہل اسلام بالخصوص جماعت اہل حدیث کے لئے ایک بہت بڑا صدمہ ہے۔ ان کے فوت ہونے سے علمی مجالس اور تدریسی مسندیں خالی ہو چکی ہیں۔ رسالت مآب ﷺ کے فرمان عالی شان یقبض العلم بقبض العلماء کے مصداق علم اٹھتا جا رہا ہے۔ قحط الرجال کا نقشہ سامنے آرہا ہے۔ ان علمائے ربانی کی وفات کا صدمہ اس قدر دل فگار ہے کہ دل میں ایک اضطراب و بے تابی اور بے چینی و بے قراری کی کیفیت طاری ہے۔ اس کے باوجود ہم اپنی زبانوں سے صرف وہی کلمات حسنہ نکالیں گے جو ہمارے نبی کریم ﷺ نے اپنے لخت جگر حضرت ابراہیمؑ کی وفات کے موقع پر کہے تھے: ان العین تد مع و القلب یحز ن و لا نقول الا ما یر ضی ر بنا و انا بفرا قك لمحزو نو ن (آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل غم سے نڈھال ہے، پر زبان سے ہم وہی کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہو۔ ہم تمہاری جدائی کے صدمہ پر افسردہ اور غمگین ہیں)۔ اللھم ا غفر لھم و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ارحمھم و عافھم و اعف عنھم ۔ اللھم ادخلھم الجنۃ الفردوس۔

مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری رحمۃ اللہ علیہ ہر دلعزیز، ملنسار، خوددار، باکردار اور صالح شخصیت تھے۔ مولانا ممدوح نے اپنی حیات مستعار کا ایک ایک لمحہ قرآن وحدیث کی نشر واشاعت تبلیغ اسلام اور دفاع ختم نبوت میں گزار دیا۔ وہ کبھی بھی فریضہ تبلیغ کی ادائیگی میں مصلحتِ وقت کا شکار نہیں ہوئے۔ ہر شہر، ہر قریہ، ہر علاقہ میں انہوں نے توحید وسنت کے موتی نچھاور کئے۔ خاتم النبیین ﷺ سے دل وجان سے محبت کیا کرتے تھے اور ختم نبوت کے پرچار میں انہیں کئی بار پابند سلاسل کیا گیا لیکن اہل حدیث کا یہ نامور سپوت صدائے حق سے باز نہیں آیا

صداقت کے بیان سے مومن رک نہیں سکتا　　اتر سکتا ہے سر خوددار کا، پر جھک نہیں سکتا

مولانا موصوف پیرانہ سالی کے باوجود گلستان قرآن وحدیث کی پاسبانی کرنے میں پیش پیش تھے۔ بابائے تبلیغ اپنی عمر فانی کے ایسے حصہ میں تھے کہ جس میں لوگ آرام وسکون سے رہنا پسند کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ لیکن موصوف ایسے جواں ہمت مبلغ تھے کہ گرمی، سردی، سفر طویل اور طبیعت علیل کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے ان کے دل ودماغ پر صرف اور صرف ایک ہی سوچ تھی کہ: ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں ترا نام رہے۔

مولانا محمد عبداللہ گرداسپوری رحمۃ اللہ علیہ ایسے خوش گفتار، زندہ دل اور بذلہ سنج تھے کہ جس محفل میں براجمان ہوتے وہ محفل ومجلس رخ برگ گلاب کا منظر پیش کر رہی ہوتی تھی وہ پنجابی کے اس شعر کے صحیح مصداق تھے:

دنیا وچ رکھ بندیاں اویں دا بین کھلون۔ تو ہونویں تے ہسن لوکیں نہ ہویں تے رون

(دنیا میں اس طرح سے زندگی گذار کہ تیری موجودگی لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ لائے، اور جب تو نہ رہے تو لوگ روئیں)

واقعی ان کے جنازہ پر ہر آنکھ اشکبار تھی اور دل غم سے نڈھال تھا۔ ہر کوئی اپنے پیارے کے آخری دیدار کے لئے بیتاب نظر آ رہا تھا۔ علمائے کرام اپنے اپنے تاثرات میں مولانا موصوف کو خراج تحسین پیش فرما رہے تھے۔ بابا جی میں جو اہم خوبی مجھے نظر آئی وہ مستقل مزاجی اور ثابت قدمی کی ہے۔ موصوف نے ایک ہی جگہ اپنی زندگی کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

معتد بہ حصہ قرآن وسنت کی آبیاری میں بسر کر دیا۔ انہوں نے بورے والا کی جماعت اہل حدیث کی دعوت پر جب وہاں قدم رنجہ فرمایا تو بورے والا میں صرف ایک چھوٹی سی مسجد تھی، ان کی کاوشوں سے آج خاص بورے والا شہر میں اہل حدیث مساجد کی تعداد تقریباً تین درجن ہے۔

بابائے تبلیغ مولانا گرداسپوری رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک وہند کے علمائے کرام کی آخری نشانی تھے۔ موصوف کو مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری، مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری، مولانا عبدالحق محدث ملتانی، مولانا عبدالتواب محدث ملتانی، مولانا عبدالعزیز مناظر ملتانی، مولانا محمد جونا گڈھی، مولانا ابوالقاسم بنارسی، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، مولانا حافظ محمد عبداللہ روپڑی، مولانا سید محمد شریف گھڑیالوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا سید عطاءاللہ شاہ بخاری وغیرھم ایسے علمائے کرام کی صحبت میسر رہی۔ بابا تبلیغ اپنے ان اسلاف کا اپنی تقاریر میں دل آویز تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔ یقیناً مولانا ممدوح کی تبلیغی ودعوتی خدمات جلیلہ کا دائرہ کافی وسیع تھا۔ ہم انہیں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ وہ آج ہمارے درمیان نہیں ہیں لیکن ان کی خدمات جمیلہ اور مساعی حسنہ ان کی یاد تازہ کرتی رہیں گی۔ وہ اپنے پیچھے اپنے فرزندار جمند ڈاکٹر بہاء الدین ایسا محقق دوراں، صدقہ جاریہ چھوڑ گئے ہیں۔ امید واثق ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف اپنے والد گرامی کا لگایا ہوا پودا سرسبز وشاداب رکھنے کی ممکن کوشش کریں گے ان شاء اللہ العزیز

اللہ سے دعا گو ہوں کہ وہ مولانا موصوف کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ڈاکٹر محمد سلیمان اظہر (بہاءالدین)، ریاض قدیر، زبیر احمد، سہیل گورداسپوری اور تمام لواحقین کو اس صدمہ پر صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین یارب العالمین : ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

حضرت مخدوم بشیر انصاری اڈیٹر ہفت روزہ اہل حدیث لاہور لکھتے ہیں:

بقیۃ السلف بابائے تبلیغ حضرت مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری جوار رحمت میں

بابائے تبلیغ حضرت مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری کا سانحہ ارتحال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

غالب ہے نہ شیفتۂ نیّر باقی　　وحشت ہے نہ سالک نہ انور باقی

حالی اب اسی کو بزم یاراں سمجھو　　یاروں کے جو کچھ داغ ہیں دل پر باقی

جماعتی، دینی اور علمی حلقوں میں یہ خبر بڑے حزن وملال کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ ممتاز عالم دین، نامور خطیب، مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے بزرگ رہنما، بابائے تبلیغ حضرت مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری تقریباً ۹۶ سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

حضرت مولانا کی وفات سے دو روز قبل محترم سہیل سلیمان اظہر صاحب کا شام کے وقت فون آیا کہ دادا ابو کو پہلے ہارٹ اٹیک ہوا تھا، اس میں افاقہ ہوا تو ہسپتال سے گھر آ گئے۔ اب برین ہیمرج کے عارضہ میں مبتلا اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں، ان کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ چنانچہ احباب کو بھی اطلاع دی، دعاؤں کا سلسلہ جاری رہا۔ علی الصبح میں نے فون کیا تو سہیل صاحب نے بتایا کہ رات تو ٹھیک گذری ہے مگر ابھی بارہ گھنٹے باعث تشویش ہیں۔ پھر وہی ہوا جس خبر کو سننے کے لئے ذہن تیار نہ تھا کہ ایک صدی کی چلتی پھرتی تاریخ ہمیں داغ مفارقت دے گئی۔ حقیقی بات یہ ہے کہ وہ تاریخ اہل حدیث کے ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتے تھے۔ انہوں نے پون صدی تک دعوت وتبلیغ کے میدان میں اپنی خطیبانہ صلاحیتوں اور حکیمانہ اسلوب وعظ سے لوگوں کے دلوں کو توحید وسنت کا عامل بنایا اور مسلک اہل حدیث کی ترویج واشاعت میں بڑا مؤثر کردار ادا کیا۔ ان کی خطابت مزاح کا رنگ لئے ہوتی تھی جو سامعین کے لئے بڑی دلچسپی کا باعث ہوتی تھی۔ وہ بڑے زندہ دل اور وسیع القلب شخصیت تھے۔ وہ پیرانہ سالی اور کمزوری صحت کے باوجود تبلیغ کے لئے جوانوں کا سا جذبہ رکھتے تھے۔ خطبہ جمعۃ المبارک ہو، یا جماعتی جلسہ میں شرکت کا معاملہ ہو، ڈیڑھ دو سو کلومیٹر کا سفر کرنا ان کے لئے کوئی مشکل نہ تھا۔ یہ چیز ان کی دینی تڑپ اور جماعتی وابستگی پر دلالت کرتی ہے۔ وہ اپنی تقاریر میں اکثر شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، امام العصر حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اور دیگر اکابر کے تبلیغی واقعات اور خدمات جلیلہ کا تذکرہ بڑے خوبصورت انداز میں کیا کرتے تھے۔ آپ خود بھی ان کے تربیت یافتہ تھے۔ تبلیغ کا جذبہ اور جماعتی زندگی کا ذوق وشوق انہیں اپنے اسلاف سے ورثہ میں ملا تھا۔ مولانا مرحوم نے ہمیشہ حق گوئی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ بڑی جرأت کے ساتھ انجام دیا اور اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

راہ میں کسی مداہنت سے کام نہیں لیا۔ چنانچہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں انہوں نے بھرپور حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ انہوں نے ۱۹۷۳ء کی تحریک ختم نبوت اور پھر تحریک نظام مصطفیٰ میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ ردقادیانیت اور عقیدہ ختم نبوت ان کی تقاریر کا خاص موضوع ہوا کرتے تھے۔

مولانا مرحوم بڑے خوش اخلاق، خوش طبع، بزلہ سنج، مہمان نواز اور سراپا خلوص شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی مجلسیں بڑی پر لطف، لطیفانہ اور تاریخی معلومات کا مظہر ہوا کرتی تھیں۔ مولانا مرحوم ۱۹۱۶ء میں ضلع گورداسپور (مشرقی پنجاب) کے ایک گاؤں وڑائچ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد گرامی کا نام حکیم امام دین تھا جو نیک اور صالح بزرگ تھے۔ مولانا مرحوم نے سکول میں نویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقاریر سے متاثر ہو کر دینی تعلیم کا جذبہ پیدا ہوا، اور اسی میں مصروف ہو گئے۔ انہوں نے درس نظامی کی تکمیل مدرسہ دارالسلام بٹالہ میں مولانا عطاء اللہ شہید سے کی۔ اس کے بعد حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کی خدمت میں سیالکوٹ حاضر ہوئے اور دورہ تفسیر قرآن میں شریک ہوئے۔ بعد ازاں آپ وولن ملز دھاریوال کی مسجد کے خطیب مقرر ہوئے اور ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۷ء تک یہاں خطابت کا فریضہ انجام دیا۔ قیام پاکستان کے بعد آپ کچھ عرصہ رائے ونڈ میں بھی خطیب رہے۔ ۱۹۴۹ء سے بورے والا کی جامع مسجد اہل حدیث کے تاحیات خطیب رہے۔ مولانا مرحوم نے اس مسجد کی امامت و خطابت کے علاوہ اس مسجد میں چار مرتبہ نماز فجر کے بعد دروس میں قرآن مجید مکمل کیا۔ پہلی بار ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۹ء تک، دوسری بار ۱۹۵۹ء سے ۱۹۷۱ء تک، تیسری بار ۱۹۷۲ء سے ۱۹۸۵ء تک اور چوتھی بار ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۷ء تک قرآن پاک کے درس کی تکمیل کی۔ یہ بہت بڑی دینی خدمت اور سعادت کی بات ہے۔ اب بھی یہ سلسلہ (بعد نماز عصر) جاری تھا کہ موت کا وقت مقرر آ پہنچا جس میں لمحہ بھر کی بھی تاخیر و تعجیل ناممکن ہے۔ اذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ و لا یستقدمون ۔شاعر نے کہا ہے:

قبر کے چوکھٹے خالی ہیں انہیں مت بھولو۔ جانے کب کون سی تصویر سجادی جائے

مولانا مرحوم ایک بلند آہنگ خطیب اور مفسر قرآن تھے وہ اچھے مدرس اور قلم کار بھی تھے، اگرچہ انہوں نے کوئی کتاب تو تصنیف نہیں کی لیکن علمائے اہل حدیث اور تاریخ اہل حدیث پر ان کی معلومات کا دائرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بڑا وسیع تھا۔ ان کے معلوماتی مضامین جماعتی رسائل بالخصوص، اہل حدیث، لاہور میں اکثر شائع ہوتے رہے ۔ وہ جماعت کا عظیم سرمایہ تھے۔ وہ ایک عرصہ تک مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع ملتان کے امیر اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کے شعبہ تعمیر مساجد کے ناظم رہے۔ مرکزی مجلس شوریٰ اور مجلس عاملہ کے بھی رکن رہے اور اس کے اجلاسوں میں باقاعدہ شریک ہوتے رہے۔

احباب جانتے ہیں کہ برصغیر پاک و ہند کے متعدد مقامات کے علاوہ پنجاب کے ہر شہر اور ضلع میں پچاسوں خاندان پشتہا پشت سے دین کی خدمت میں مصروف رہے ہیں۔ شہر کے شہر اور بستیوں کی بستیاں ایسی ہیں جن کی کایا پلٹ گئی ہے۔ یہ انقلاب جن علمائے حق اور اصحاب عزیمت دعوت کی مساعی جمیلہ کی بدولت رونما ہوا، ان میں امرتسر، بٹالہ، فیروز پور، سیالکوٹ گوجرانوالہ اور ملتان وغیرہ کے علاوہ دیگر کئی علاقوں کے خاندان اور سینکڑوں بزرگ شامل ہیں۔ ماضی قریب کے ان محترم بزرگوں اور علمائے دین میں حضرت مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری کا اسم گرامی نمایاں ہے۔ بلاشبہ مولانا گورداسپوری صاحب کی پوری زندگی حرکت و عمل اور سعی و جہد سے عبارت تھی۔

۱۹۶۸ء سے ہم نے جماعتی زندگی میں قدم رکھا، اس وقت سے مولانا محترم سے ہمارے نیاز مندانہ مراسم قائم رہے۔ وہ جب بھی جماعت کے اجلاسوں یا جلسوں یا گوجرانوالا تشریف لاتے (جہاں ان کی عزیزداری بھی تھی)، تو ملاقات کا ضرور موقعہ ملتا۔ ہمیں دو تین بار بورے والا بھی حاضری کا موقعہ ملا۔ ان کی محبت و شفقت اور مہمان نوازی ہمیشہ یاد رہے گی۔ پرانے کاغذات میں ان کے چند خطوط ملے ہیں۔ مشاہیر کے خطوط، کی دوسری جلد جو، زیر ترتیب ہے، وہ اس کی زینت بنیں گے۔ ان شاءاللہ۔

مرحوم نے اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ ان کے بڑے صاحبزادے ممتاز دینی سکالر ، جو ڈاکٹر محمد بہاءالدین کے نام سے معروف ہیں، نے پنجاب یونیورسٹی (لاہور) سے اسلامیات میں گولڈ میڈل حاصل کیا۔ کچھ عرصہ وہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں مدرس رہے۔ بعدازاں انہوں نے برطانیہ سے ڈاکٹریٹ کیا اور واپس آ کر وہ اسلامک یونیورسٹی بہاولپور میں پروفیسر تعینات ہوئے۔ بعض حالات کی بنا پر وہ واپس برطانیہ تشریف لے گئے اور نیوکیسل میں قیام پذیر ہیں۔ ان سے بھی ہماری دیرینہ یاداللہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۱۹۷۶ء کی بات ہے، اس وقت ہم ہفت روزہ الاسلام، لاہور سے وابستہ تھے جس کا ادارتی دفتر جامعہ محمدیہ چوک اہل حدیث گوجرانوالہ میں ہوا کرتا تھا۔ پروفیسر صاحب پروگرام کے مطابق تشریف لائے اور دوران گفتگو تاریخ اہل حدیث کی تدوین موضوع بحث رہی جو ہماری دلچسپی کا مشترک عنوان تھا اور وقت کی اہم ضرورت بھی۔ لیکن یہ کام ایک فرد کا نہیں بلکہ ایک ادارے کا ہے۔ انہوں نے اس بات کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ:

رنگون سے لے کر خیبر تک جابجا پڑے ہوئے اہل حدیث کے نقش قدم کی تلاش ایک فرد کا نہیں ایک ادارے کا کام ہے۔ میں خود گزشتہ ڈیڑھ سال کی دشت نوردی کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ایک مکمل و مستند سرگزشت مہیا کرنا ایک ایسی بستی کا کام ہے جہاں سبھی منصور رہتے ہوں۔

انہیں ایسی بستی تو میسر نہ آسکی جو منصوروں کا مسکن ہو، مگر اللہ تعالی کی توفیق سے کفر زار برطانیہ میں بیٹھ کر کتاب وسنت کی اشاعت کے لئے جہاں تاریخ اہل حدیث، پر ان کی چار ضخیم جلدیں بھارت میں (مکتبہ ترجمان اردو بازار دہلی سے) منظر عام پر آ چکی ہیں وہاں تحریک ختم نبوت پر ۱۳ جلدیں پاکستان میں (مکتبہ قدوسیہ لاہور) چھپ چکی ہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ دونوں موضوعات پر ترتیب وتدوین کا سلسلہ جاری ہے جیسا کہ، تحریک ختم نبوت، پر تبصروں اور ابتدائی کلمات سے واضح ہوتا ہے کہ جناب ڈاکٹر محمد بہاء الدین نے مرزا قادیانی کے دعوی مسیح (سال ۱۸۹۱ء) سے تحریک ختم نبوت کے ہراول دستے کی حکایت سے آغاز کیا تھا۔ تیسری جلد میں ۱۹۱۲ء تک کے واقعات کا احاطہ مقصود تھا لیکن پھر یہ حکایت دراز ہونا شروع ہوئی تو تیرھویں جلد اس عالم میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی ہے کہ بات ابھی مرزا غلام احمد قادیانی کی ہلاکت سے تجاوز نہیں کر پائی۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے کمزوری صحت کے باوجود جو تحریریں، حوالوں، مصادر اور اقتباسات کے ذریعہ مدلل اور تحقیقی انداز میں مرتب کی ہیں اور اہل حدیث کے کارناموں کو واضح کیا ہے وہ ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت اختیار کر گئی ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالی انہیں صحت و عافیت کے ساتھ اس مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق دے اور ڈاکٹر صاحب کا یہ عظیم کارنامہ ان کے والد مرحوم کے لئے صدقہ جاریہ بنا دے۔ آخر میں ہم جہاں حضرت مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری کی مغفرت تامہ اور بلندی درجات کے لئے دعا گو ہیں، وہاں محترم ڈاکٹر صاحب اور جملہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پسماندگان کے غم میں شریک ہیں اللہ تعالی سب پسماندگان کو اس عظیم صدمہ پر صبر جمیل اور جماعت کو مرحوم کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔ اللھم اغفر له و ارحمه و عافه و اعف عنه و اکرم نزله ووسع مدخله

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں۔ کہیں سے آب بقائے دوام لے ساقی

(ہفت روزہ اہل حدیث لاہور۔ جلد ۴۳ نمبر ۲۰۔، ۱۸ مئی ۲۰۱۲ء ص ۱۔۲)

فضیلۃ الشیخ مولانا اصغر علی ناظم اعلی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ایک بیان میں فرماتے ہیں:

جماعت اہلحدیث پاکستان کے بزرگ ترین ومخلص عالم دین

مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری کا سانحہ ارتحال

دہلی ۔۱۲۔مئی ۔مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے اپنی ایک پریس ریلیز میں جماعت اہل حدیث کے بزرگ ومخلص عالم دین مولانا عبداللہ گورداسپوری، والد ماجد مؤرخ جماعت ڈاکٹر بہاء الدین مقیم حال برطانیہ کے سانحہ ارتحال پر اپنے شدید رنج وغم کا اظہار کیا ہے جو ۷ مئی ۲۰۱۲ء کو تقریباً ۹۵ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔

موصوف کی پیدائش مقام وڑائچ ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب میں ۱۹۱۶ء میں ہوئی۔ وہ ابتداء میں عصری تعلیم سے وابستہ تھے لیکن جب وہ ایک دینی جلسہ میں شریک ہوئے جس میں مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ اور سید عطاءاللہ شاہؒ بخاری بھی شامل تھے تو ان کی دنیا ہی بدل گئی اور دینی تعلیم کی طرف رجحان ہوا۔ چنانچہ بٹالہ کے ایک دینی مدرسہ دارالسلام میں داخلہ لیا اور درس نظامی سے فراغت حاصل کی..حصول علم کے بعد مولانا نے ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۷ء تک دس سال وولن مل دھاریوال کی مسجد میں خطابت کے فرائض انجام دیئے۔ ۱۹۴۷ء میں ملک کی تقسیم کے سانحہ کے موقع پر اپنے خاندان کے ہمراہ پاکستان ہجرت کر گئے اور رائے ونڈ میں سکونت اختیار کی۔...بعد ازاں ۱۹۴۹ء میں بوریوالہ کی جماعت کی درخواست پر وہاں تشریف لے گئے اور وہیں مستقل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سکونت اختیار کی۔ آپ کا انداز بیان لطیفانہ اور اسلوب وعظ حکیمانہ ہوا کرتا تھا۔ آپ خوش مزاج، خوش طبع، خوش اخلاق، خوش کلام اور زندہ دل و وسیع القلب عالم تھے۔ آپ ایک منجھے ہوئے مقرر تھے۔ پرانے بزرگوں میں مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی جیسے اساطین امت کے فیض صحبت اور ان کے اثرات کی باتیں بڑے اہتمام وشوق سے بیان کرتے۔ کھلے دل سے ملتے اور بے پناہ اپنائیت کا اظہار فرماتے۔ اپنے مسلکی حضرات میں ہی عزت وتکریم کی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے تھے بلکہ غیر مسلک کے حاملین میں بھی ان کا اتنا ہی احترام کیا جاتا تھا۔ وہ اس دور کے بہترین مبلغوں میں سے تھے اور لوگوں کی ذہنی اور فکری سطح کے مطابق بات کرتے تھے۔ معاشرے کی بیماریوں اور اس کی کمزوریوں کی صحیح نشان دہی کرتے تھے اور پھر جو علاج تجویز فرماتے تھے وہ انسانی فطرت کے عین مطابق ہوتا تھا۔ ان کی حکمت عملی سے بھرپور جدوجہد سے بوریوالہ میں آج جماعت کے افراد کی بڑی تعداد پائی جاتی ہے (عزیزم محمد سہیل کے مطابق کے بوریوالہ شہر اور گردونواح میں اہل حدیث کی تقریباً تین درجن سے زائد مساجد تعمیر ہو چکی ہیں جب کہ ۱۹۴۹ء میں وہاں ایک مختصر سی چبوترہ نما صرف ایک مسجد اہل حدیث کا وجود تھا۔ بہاء) وہ میدان خطابت کے اصلی شہسوار تھے لیکن کبھی کبھار جماعت کے جرائد ومجلّات میں ان کے مضامین بھی چھپتے تھے۔ افسوس عمل واخلاق کے اس سطح کے علماء سے اب دنیا خالی ہو رہی ہے۔ اسی اخلاق و کردار کے لوگوں کی تبلیغ وطریق گفتگو سے اسلام چہار دانگ عالم میں پھیلا اور انسانیت کے سامنے کتاب وسنت پر عمل کی راہیں ہموار اور کشادہ ہوئیں۔ اسلام کی ترویج، عذوبت لسان اور لطافت بیان کی خواہاں ہے۔ سختی، تشدد اور ترش مزاجی سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور لوگوں کو اسلام سے متنفر کرنے کا باعث بنتی ہے۔

قادیانیوں کے خلاف تحریک میں ان کی زبردست حصہ داری رہی اور بڑی تکالیف برداشت کیں حتی کہ سیفٹی ایکٹ میں انہیں جیل بھی جانا پڑا۔ انہوں نے اسلامی نظام کے قیام کے لئے بھی بھرپور جدوجہد کی۔ جماعت اہل حدیث کی تنظیم واستحکام میں ان کی خدمات قابل قدر ہیں۔ بلاشبہ اس پر خلوص عالم ومقرر نے اسلام کی خدمت اور کتاب وسنت کی نشر واشاعت کے لئے ہر محاذ پر اخلاص وللّٰہیت، حکمت وموعظت اور جرأت مندی کا مظاہرہ کیا۔... مؤرخ جماعت اور نامور قلم کار جناب ڈاکٹر محمد بہاء الدین مقیم حال برطانیہ آپ ہی کے فرزند ارجمند ہیں جو خالص اسلامی تعلیمات کی نشر واشاعت میں شب وروز منہمک ہیں اور مسلک و جماعت کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عظیم خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالی ان کی حسنات کو شرف قبولیت بخشے، کوتاہیوں سے درگذر فرمائے اور جنۃ الفردوس میں اعلی مقام عطا کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کی دینی خدمات کو ان کے لئے بھی صدقہ جاریہ بنائے۔

ناظم عمومی نے اپنے اخباری بیان میں کہا کہ ان کے سانحہ ارتحال سے نہ صرف ان کے اہل خانہ مغموم ہیں بلکہ جملہ متعلقین جماعت ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں

(پندرہ روزہ جریدہ ترجمان۔ دہلی۔ ۱۶۔ مئی۔ ۲۰۱۲ء ص ۲۹)

☆☆☆

و الصلوۃ و السلام علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ و صحبہ ا جمعین

و الحمد للہ ر ب العا لمین

فقیر بارگاہ صمدی ۔ محمد بہاء الدین ۲۱۔ جولائی۔ ۲۰۱۲ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ